عمران سیریز
جلد نمبر
24
تین سنکی
83 - ریشوں کی یلغار
84 - خطرناک ڈھلان
85 - جنگل میں منگل
86 - تین سنکی
ابن صفی

عمران سیریز نمبر 83

ریشوں کی یلغار

(پہلا حصہ)

پیشرس

"شہباز کا بسیرا" کی پسندیدگی کا شکریہ! کل تین عدد خطوط میں ناپسندیدگی کا بھی اظہار کیا گیا ہے۔ وہ بھی ایسے حضرات ہیں جو میرے ناولوں میں سیاست پسند نہیں کرتے اور میں یہ عرض کروں گا کہ سیکرٹ سروس صرف بین الاقوامی سیاست سے سروکار رکھتی ہے۔ بسوں اور ٹیکسیوں کے روٹ پرمٹ چیک کرنے نہیں دوڑتی اور نہ اسے معاشرے کے اخلاقی اتار چڑھاؤ کی نگرانی سونپی جاتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عمران کبھی کبھار ذاتی طور پر، یا اپنے احباب کے توسط سے اس میں بھی ملوث ہو کر ایک آدھ کیس نپٹا بیٹھے۔

شہباز کا بسیرا ایک الگ کہانی تھی۔ خان شہباز کا زیر نظر ناول سے صرف اسی قدر تعلق ہے کہ اس کی ایک حماقت کی وجہ سے عمران شکرال کے ایک معاملے میں جا الجھا ہے۔ ورنہ وہ شکرال کے راستے سے اپنے ملک میں واپس چلا آتا۔ لہٰذا خان شہباز کو تو شکرال کی ایک سرحدی بستی میں چھوڑیئے اور ذرا آگے بڑھ کر شکرال کے شہباز کو ہی سے ملئے۔ وہی سردار شہباز کو ہی جو "درندوں کی بستی" میں عمران کی مدد سے پورے شکرال کا سردار بنا تھا۔

خانزادی اور ایجنٹ ہفتم الف کی بھی قطعی پرواہ نہ کیجئے۔ ان کی کہانی ختم ہوئی۔ ویسے اگر کوئی پڑھنے والا خانزادی کی شادی وغیرہ سے دلچسپی رکھتا ہو تو جہاں چاہے کرادے مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ بہرحال مجھے بور نہ کرے اس کے سلسلے میں۔

۔ دوسری اہم ترین بات یہ ہے کہ "ریشوں کی یلغار" اس حیرت انگیز کہانی کی ابتداء ہے جس کی بے شمار دلچسپیاں آپ کی منتظر ہیں۔ لہٰذا اس "ابتداء" ہی پر کوئی حکم لگانے نہ بیٹھ جایئے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ فلم "دھماکہ" کی کہانی لکھ کر میں کوئی "فلمی شخصیت" نہیں بن گیا ہوں کہ یار لوگ مجھ سے فلمی قسم کے سوالات کرنے لگے ہیں۔ میں کیا جانوں کہ "فرہاد" پنجابی تھا یا ایرانی؟ یا اس نے نہر کھودنے کے بعد کوئی تقریر بھی کی تھی....؟ اگر کسی صاحب کو وہ عاشق کی بجائے قومی لیڈر لگتا ہے تو میں کیا کروں۔ نہ عشق میرا موضوع ہے اور نہ فرہاد میرا ہیرو۔ قوم کے بارے میں بھی اسی حد تک علم رکھتا ہوں کہ اسی قوم کا ایک فرد ہوں قطعی نہیں جانتا کہ قوم کہاں سے شروع ہوتی ہے اور لیڈری کہاں ختم ہوتی ہے۔

ایک خاتون نے پوچھا ہے کہ "یہ پیار ڈُمبہ ڈُمبہ" کیا چیز ہے؟ محترمہ کان پکڑتا ہوں۔ آئندہ کبھی کسی فلمی گیت کے مکھڑے کو اپنی کتاب میں نہیں گھسنے دوں گا۔ ضروری تو نہیں کہ میں اس کے معانی و مطالب سے بھی آگاہی رکھتا ہوں۔ ویسے ایک صاحب کا پتا بتا سکتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو پیار ڈُمبہ ڈُمبہ کا مفہوم سمجھا سکیں گے۔ وہی صاحب جو ٹی۔ وی پر "ٹال مٹول" کیا کرتے ہیں۔

والسلام

ابن صفی

۲۰/ مئی ۱۹۷۵ء

سرخ اور سفید گلابوں کا جنگل ڈھول اور نفیریوں کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ گلترنگ کے میلے کی اہم ترین رات تھی جب زیارت گاہ کے ایک مخصوص چبوترے کو پھولوں میں بسے ہوئے پانی سے غسل دیا جاتا تھا۔ اس کے لئے شکرال کی ساری بستیوں سے سات کنواری لڑکیاں منتخب کی جاتی تھیں۔

غسل والی رات کو سرداروں کے خیموں میں نہ تو تیمال پی جاتی تھی اور نہ رقص و سرور کی محفلیں جمتی تھیں۔ صرف نفیریوں پر رب عظیم کی حمد گائی جاتی تھی اور ڈھول بجائے جاتے تھے۔ بخوردانوں سے خوشبودار دھوئیں کے مرغولے اٹھتے اور اپنے ساتھ گلابوں کی مہک لئے ہوئے فضا میں تحلیل ہوتے رہتے۔

غسل کے بعد بڑا عابد ہر بستی کے سردار کو طلب کر کے اس سے وہ عہد دہرانے کو کہتا جو اس نے سردار بننے سے قبل کیا تھا۔ اس کے بعد دعائیں دے کر رخصت کر دیتا۔ اس رسم کا اعادہ ہر سال ہوتا تھا۔

اس وقت بھی یہی ہو رہا تھا۔ رسم کے اختتام پر بڑے عابد نے حیرت سے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔ "رحبانی سردار شہداد کہاں ہے۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ گہرا سناٹا چھا گیا تھا۔

پھر تھوڑی دیر بعد ایک عورت آگے بڑھی جس کے جسم پر اعلیٰ درجے کی پوشاک تھی۔

"مقدس عابد!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "کیا میں سردار شہداد کی نمائندگی کر سکتی ہوں۔!"

"تم کون ہو....؟" بڑے عابد کے لہجے میں تحیر تھا۔

"میں ان کی بیوی ہوں....!"

"کیا تم نہیں جانتیں کہ یہاں نہ کوئی عورت سردار بن سکتی ہے اور نہ کسی سردار کی نمائندگی کر سکتی ہے۔ کیا سردار شہداد بیمار ہیں....؟"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی.... مقدس عابد....!"

"اگر وہ بیمار نہیں ہیں تو انہوں نے قانون شکنی کی ہے۔!" عابد کا لہجہ کسی قدر تیز ہو گیا۔

"مم.... میں.... تنہائی میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ مقدس عابد....!"

بڑے عابد نے سر کو جنبش دی.... اور ہاتھ اٹھا کر اعلان کیا کہ رسم اختتام کو پہنچی۔

اس کے بعد وہ عورت کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے خانقاہ کے اندر داخل ہو گیا تھا۔

اپنے حجرے میں پہنچ کر وہ عورت کی طرف مڑا۔

"یہاں تیری آواز رب عظیم کے علاوہ اور کوئی نہیں سن سکے گا۔!" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

عورت کے ہونٹ کانپ رہے تھے اور آنکھیں پُر آب ہو گئی تھیں۔

"کیا شہداد پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے۔!"

"میں کچھ نہیں کہہ سکتی.... مقدس درویش میں نے اس وقت سے ان کی شکل نہیں دیکھی جب سے وہ زرد ریگستان کے سفر سے واپس آئے ہیں۔!"

"کیا وہ رحبان میں نہیں ہیں۔!"

"وہ گھر ہی میں ہیں مقدس درویش.... میں ان کی آواز سن سکتی ہوں لیکن دیکھ نہیں سکتی.... انہوں نے خود کو ایک حجرے میں بند کر رکھا ہے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!" بڑے عابد نے پر تفکر لہجے میں کہا۔

"کہتے ہیں....! اگر کسی نے مجھے دیکھنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا۔!"

"کیا انہوں نے تنہا سفر کیا تھا....؟"

"نہیں مقدس درویش....! وہ سب گیارہ افراد تھے۔ بقیہ دس کا بھی یہی حال ہے۔ اپنے گھروں تک محدود ہو گئے ہیں اور کسی کو شکل نہیں دکھاتے۔!"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ جو آواز تم سنتی ہو وہ تمہارے شوہر کی آواز ہے۔!"

"ان کے علاوہ اور کسی کی آواز نہیں ہو سکتی۔!"

"اور وہ دس آدمی....؟"

"ان کے متعلقین بھی آوازوں کی بناء پر انہیں اجنبی نہیں قرار دے سکتے۔ ہم سب بہت پریشان ہیں مقدس درویش۔ ہمارے لئے دعا کیجئے۔!"

"گیارہ آدمی....!" بڑا عابد آنکھیں بند کر کے بڑبڑایا۔

"گیارہ آدمی....!" عورت نے سسکی لی.... "جو حجروں میں بند ہو گئے ہیں اور کسی کو شکل نہیں دکھاتے اور وہ اس طرح واپس آئے تھے کہ انہیں بستی کا کوئی بھی آدمی نہیں دیکھ سکا تھا۔!"

"ناممکن....!" بڑے عابد کی زبان سے نکلا۔

"یقین کیجئے.... ہم ایک رات تنہا سوئے اور دوسری صبح ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے مرد واپس آگئے ہیں لیکن ہم انہیں نہ دیکھ سکے کیونکہ وہ اپنے حجروں میں بند ہو چکے تھے۔!"

"تو پھر اب تم کیا چاہتی ہو....؟"

"کیا ہم یہ نہ جاننا چاہیں گے کہ وہ اپنی شکلیں کیوں نہیں دکھا رہے۔!"

"تم خود میرا پیغام لے جاؤ گی یا میں اپنا کوئی آدمی بھیجوں....؟"

"ہماری نہیں سنی جائے گی۔!"

"اچھا تو پھر کل صبح سورج طلوع ہونے سے قبل ہی کوئی رحبان جا کر حالات کا مشاہدہ کرے گا اور سردار شہداد تک میرا پیغام پہنچائے گا۔!"

"شکریہ مقدس درویش....!" عورت نے کسی قدر خم ہوتے ہوئے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گئی۔ وہ اس سے لاعلم تھی کہ زیارت گاہ سے نکلتے ہی ایک تاریک سائے نے اس کا تعاقب شروع کر دیا ہے۔

قریباً نصف گھنٹے بعد بڑے عابد نے خواب گاہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک خادم نے حاضر ہو کر کسی کی آمد کی اطلاع دی۔

"اچھا آنے دو....!" بڑے عابد نے کس قدر ترشی سے کہا۔ لیکن پھر آنے والے کی شکل دیکھ کر چہرے سے ناگواری کے اثرات زائل ہو گئے تھے۔

"آؤ.... آؤ.... بہادر ضرغام کے بیٹے۔!" اس نے خندہ پیشانی سے کہا۔

آنے والا احتراماً جھکا تھا اور پھر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا تھا۔ "مقدس بزرگ وہ شہداد کی بیوی

نہیں تھی۔!"

"کیا کہہ رہے ہو....؟"

"ہرگز نہیں....! میں اسے دیکھ چکا ہوں۔ ہزاروں میں پہچان سکتا ہوں۔ لیکن وہ عورت شہداد کی بیوی نہیں تھی اور پھر وہ خیموں کی جانب جانے کی بجائے غاروں کی طرف گئی ہے۔!"

"کیا شکرال کا کوئی فرد اس زیارت گاہ میں جھوٹ بولنے کی جسارت کر سکتا ہے۔!" بڑے عابد کی آواز بلند ہوگئی۔

"اگر وہ شکرالی ہے تو ہرگز نہیں کر سکتا۔!"

"شہباز بہادر.... تم اسی شکرال کے سردار اعلیٰ ہو جس کی ایک بستی رحبان بھی ہے۔!"

"میرا دعویٰ ہے کہ وہ عورت رحبانی نہیں تھی۔!"

"اگر نہیں تھی تو پھر اس حرکت کا مقصد....!"

"رب عظیم ہی جانے۔!"

"اچھا شہباز بہادر....! تو پھر یہ کام تمہارے ہی سپرد کیا جاتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا مقدس بزرگ۔!"

"وہ ایک کہانی لے کر آئی تھی۔!" بڑے عابد نے کہا اور عورت کی روداد دہرانے لگا۔ شہباز کو ہی غور سے سن رہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے۔ نیم باز آنکھیں غیر متحرک نظر آرہی تھیں۔ بڑے عابد کے خاموش ہونے پر سپاٹ لہجے میں بولا۔ "شکرال کے خلاف پھر کوئی سازش ہو رہی ہے مقدس بزرگ۔!"

"اگر رب عظیم نے تمہیں شکرال کا رکھوالا نہ بنایا ہوتا تو تم بھی اس وقت یہاں موجود نہ ہوتے۔ تمہارے علاوہ اور کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ شہداد کی بیوی نہیں ہے۔!"

"میں نے اس کا تعاقب کیا تھا....!" شہباز بولا۔

"بس تو اب تم ہی اس معاملے کو دیکھو....!"

"بہت بہتر مقدس بزرگ....!"

جیپ ناہموار راستے پر چل رہی تھی۔ اس لئے رفتار رینگنے کی حد تک پہنچ گئی تھی۔ دور دور

تک سبزے کا نشان نہیں تھا۔ ننگی اور بھوری چٹانیں دیکھ دیکھ کر آنکھوں میں چبھن ہونے لگی تھی۔ خان زادی اور پروفیسر دارا اونگھ رہے تھے۔ عمران ڈرائیو کر رہا تھا۔ اور خان شہباز کی پر تشویش آنکھیں گرد وپیش کا جائزہ لے رہی تھیں۔ دفعتاً اس نے کہا۔ "خدایا.... اب کیا ہوگا۔!"

"اس سوال کا جواب واقعی خدا سے چاہتے ہو یا!" عمران جملہ پورا نہیں کر پایا تھا کہ خان شہباز نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "وہ درہ ہی بند کر دیا گیا ہے جس سے گزر کر ہم اس تکون تک پہنچتے۔!"

عمران نے طویل سانس لی تھی اور اس طرح منہ چلانے لگا تھا جیسے انہیں حلق سے اتار کر شکرال تک پہنچائے گا۔!

"شاید ہم مارے ہی جائیں گے۔!" خان شہباز بولا۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے.... تم مجھے وہ درہ تو دکھاؤ جسے بند کر دیا گیا ہے۔!"

خان شہباز نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا تھا۔ عمران بھی انجن بند کر کے اس کے ساتھ ہی اتر گیا۔ جیپ رکتے ہی ان دونوں نے بھی آنکھیں کھول دی تھیں۔

"سو جاؤ.... سو جاؤ....!" عمران دارا کا شانہ تھپک کر بولا۔

"ہم کہاں ہیں....؟"

"ابھی کفن دفن ہی کی حدود میں ہیں۔!" عمران نے کہا تھا اور خان شہباز کے ساتھ آگے بڑھ گیا تھا۔

تنگ سا درہ زیادہ دور نہیں تھا جسے بڑے بڑے پتھروں سے بند کر دیا گیا تھا۔ اس میں اتنی کشادگی کبھی نہ رہی ہوگی کہ ایک جیپ گزر سکتی۔

"اگر کسی طرح اوپر سے اس کا جائزہ لیا جا سکے تو۔!" عمران بڑبڑا کر خاموش ہو گیا۔

"تم دیکھ ہی رہے ہو کہ اوپر پہنچنا کتنا مشکل ہے۔!"

"کوشش تو کرنی ہی چاہئے.... ورنہ واپسی کے لئے تو پٹرول بھی ناکافی ہوگا۔!"

وہ دونوں بھی گاڑی سے اتر کر ان کے قریب آکھڑے ہوئے تھے۔

"اب کیا ہوگا....؟" خان زادی نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے تو نہیں معلوم کہ کیا ہوگا....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا اور آگے بڑھ گیا۔

"تمہارا شاگرد میری سمجھ میں نہیں آرہا۔!" خان زادی نے آہستہ سے پروفیسر سے کہا۔

"کیا تم اب بھی اسے میرا شاگرد کہتی رہو گی۔!"

"کیوں....؟"

"میں خود ہزار برس تک اس کی شاگردی کر سکتا ہوں۔!"

"کیا یہ غلط ہے کہ وہ تمہارا شاگرد ہے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"پھر وہ کون ہے....؟"

"اس چکر میں مت پڑو....اوہ....وہ دیکھو....وہ اوپر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ اگر وہ اوپر پہنچ بھی گیا تو ہم کس طرح پہنچیں گے کم از کم اپنے بارے میں تو کہہ سکتی ہوں کہ یہ کام میرے بس سے باہر ہو گا۔!"

"میں خود بھی اس کا تصور نہیں کر سکتا۔!"

"اوہ....دیکھو....اس کا بایاں پیر پھسل رہا ہے....ارے۔!" خان زادی اچھل پڑی....

عمران کے دونوں پیر پھسل گئے تھے اور وہ چٹان کا نکیلا حصہ تھامے جھول رہا تھا۔

"اب بتاؤ....!" انہوں نے عمران کو کہتے سنا....!" ٹپک پڑوں مردہ چھپکلی کی طرح....!"

"ارے....یہ کیا کر رہے ہو....!" خان شہباز چیخا۔ "ہڈیاں سرمہ ہو جائیں گی۔!"

لیکن عمران کے دونوں پیر کسی بچھو کی دم کی طرح مڑ کر اس کے سر کی طرف جا رہے تھے۔

پھر وہ سر سے بھی آگے نکل کر چٹان کے اوپری حصے پر جا ٹکے۔!

"خدا کی پناہ....یہ....یہ....!" خان زادی خوف زدہ انداز میں بڑبڑائی لیکن دوسرے ہی لمحے میں بے ساختہ ہنس پڑی جس میں رو دینے کا سا انداز بھی شامل تھا۔

عمران اوپر کھڑا سرکس کے کسی اداکار کے سے اسٹائل میں جھک جھک کر گویا تماشائیوں کی داد و ستائش کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

"ہمارے بس سے تو باہر ہے....!" شہباز نے اونچی آواز میں کہا۔

"ہوائی جہاز بھجوا رہا ہوں تم لوگوں کے لئے۔!" اس نے ہاتھ ہلا کر کہا تھا اور پھر شاید نشیب میں اتر گیا تھا کیونکہ اب انہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

"فلسفی ہی نہیں مداری بھی ہے۔!" خان زادی چہکی۔

پروفیسر دارا دم بخود کھڑا تھا۔ کچھ دیر بعد انہیں عمران کا سر نظر آیا تھا اور پھر وہ اسی جگہ کھڑا دکھائی دیا جہاں پہلے تھا۔

"پہلے سامان....!" اس نے کمر سے ریشم کی مضبوط ڈور کا لچھا کھولتے ہوئے کہا۔

"مگر ہم کیسے پہنچیں گے اوپر....!" خان زادی نے پرانا سوال دہرایا۔

"چپ چاپ دیکھتی جاؤ....!" پروفیسر دارا بولا۔ خان شہباز کی آنکھوں میں بھی الجھن کے آثار تھے۔ اتنی دیر میں عمران نے ڈور نیچے لٹکا دی تھی...ایک ایک کر کے سارے تھیلے اور سوٹ کیس اوپر پہنچ گئے۔

"اب....! تم یہ ڈور گاڑی سے باندھو....!" عمران نے کہا۔ "اور تینوں گاڑی پر بیٹھ جاؤ۔!"

"کیا کہہ رہے ہو....!" خان شہباز دہاڑا۔

"گاڑی سمیت اوپر پہنچ جاؤ گے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کیا تم وہاں پہنچ کر ہمارا مضحکہ اڑانا چاہتے ہو۔!"

"نہ میں نیچے پہنچ سکتا ہوں اور نہ تم لوگ اوپر پہنچ سکتے ہو۔ پھر ایسی صورت میں مضحکہ اڑانے کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔!"

"کس نے کہا تھا کہ تم اوپر جا چڑھو....!" خان زادی چلائی۔

"میری شامت نے۔!"

"اور تم نے سب کا سامان بھی اوپر ہی سمیٹ لیا۔ آخر ارادے کیا ہیں۔!"

"جس چیز کی ضرورت ہو آواز دے لینا....!"

"کیا یہ پاگل ہو گیا ہے....؟" خان شہباز نے پروفیسر سے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا....زیادہ دنوں سے نہیں جانتا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کچھ دنوں پہلے شکل تک نہیں دیکھی تھی....ہم لوگوں کے یہی احوال ہیں۔!"

"میں سمجھ گیا....لیکن سوال تو یہ ہے....لو پھر غائب ہو گیا۔!"

انہوں نے اوپر نظریں دوڑائیں....عمران اب وہاں نہیں تھا۔!

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے....!" خان زادی نے کہا۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ اب تو پروفیسر دارا کے چہرے پر بھی کچھ اچھے آثار نہیں تھے۔ شدید غصہ آیا تھا جس کو دبانے کے سلسلے میں آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں اور نتھنے پھولنے پچکنے لگے تھے۔

پندرہ بیس منٹ گزر گئے لیکن عمران نہ دکھائی دیا۔

"کہیں ہم چوہوں کی طرح نہ مار لئے جائیں۔!" خان شہباز کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"کیا کسی اور طرف نکل چلنے کے لئے ٹنکی میں پٹرول ہوگا....؟" پروفیسر نے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا۔!"

"تو پھر ہمیں صبر سے کام لینا چاہئے۔!"

"پروفیسر....! تم صبر کی تلقین کر رہے ہو....!" خان زادی نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"اور ہم اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ صبر کرنے کا مشورہ انہیں دیا جاتا ہے جن کے پیروں تلے کم از کم زمین تو ہو۔!"

"مجھے بے حد افسوس ہے خان زادی.... ہم نے حتی الامکان کوشش کر ڈالی تھی کہ تم ہمارے ساتھ سفر نہ کرو.... ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو....!"

وہ کچھ نہ بولی.... دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

"سوال تو یہ ہے کہ اب کیا کریں....؟" خان شہباز نے کہا۔

"آخر.... میرے چیونگم کے پیکٹ کہاں گئے....؟" دفعتاً عمران کی آواز آئی اور وہ چونک پڑے۔ چونکے یوں تھے کہ آواز اوپر سے نہیں آئی تھی بلکہ اس طرف سے آئی تھی جہاں انہوں نے جیپ کھڑی کی تھی۔ اور پھر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ عمران جیب ہی میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔ وہ قریب قریب دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچے تھے۔ ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھتے رہے۔ وہ اتنے انہماک سے کچھ تلاش کر رہا تھا کہ ان کی طرف متوجہ تک نہ ہوا۔

"تت.... تم یہاں کس طرح آپہنچے....؟" خان شہباز نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"چیونگم کے پیکٹ میرے تھیلے سے شاید گاڑی میں گر گئے تھے۔ لیکن آخر گاڑی سے کہاں گئے۔!" عمران بولا۔

"میں پوچھ رہا ہوں تم نیچے کیسے آئے۔!"

"ایمر جنسی....!"

پروفیسر نے خان شہباز کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ اسے بھی غصیلی نظروں سے دیکھ کر رہ گیا۔ خان زادی کبھی مڑ کر درے کی اونچائی کو دیکھتی تھی اور کبھی عمران کو۔

"اب میں کیا کروں....؟" عمران نے مایوسانہ انداز میں گویا خود سے سوال کیا۔

"ہم پوچھ رہے ہیں کہ تم نیچے کیسے آئے....!" خان زادی جھلا کر بولی۔

"آدمی اگر چوہا بننا گوارا کرلے تو سب کچھ ممکن ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ابھی بتادوں گا مطلب بھی.... فی الحال چیونگم....!"

"میں کہتا ہوں جلدی کرو.... اس راستے کو بند کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طرف بھی وہ ضرور توجہ دیں گے....!" خان شہباز نے کہا۔

"اور اس جیپ کو یہاں دیکھ کر اندازہ لگالیں گے کہ ہم سرحد پار کر گئے۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"اوہو.... چیونگم کے پیکٹ شاید میرے سوٹ کیس میں ہیں۔!" دفعتاً پروفیسر نے کہا۔

"تو اب ہمیں جلدی ہی کرنی چاہئے۔ دیر سے چیونگم کو ہڑک رہا ہوں۔!" عمران نے کہا اور گاڑی سے اتر کر بائیں جانب چل پڑا۔ اس نے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا.... تھوڑی دور چل کر وہ رک گیا اور ان کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ "پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ چوہا بننا پڑے گا۔!"

اور پھر اس نے انہیں وہ سوراخ دکھایا تھا جس سے گزر کر وہ جیپ تک پہنچا تھا۔

"ایک ایک کر کے ہم بہ آسانی گذر سکیں گے.... لیکن چوہوں ہی کی طرح....!" پروفیسر ہنس کر بولا۔

عمران نے پہل کی تھی سوراخ کسی لومڑی کے بھٹ کا دہانہ معلوم ہوتا تھا۔ اندر گہری تاریکی تھی لیکن وہ پنسل ٹارچ کی ہلکی سی روشنی میں راستہ تو دیکھ ہی سکتے تھے۔ کچھ دور تک سینے کے بل رینگتے رہنے کے بعد سوراخ میں کسی قدر کشادگی محسوس کی تھی۔ بالآخر وہ اس درے تک پہنچ ہی گئے جس کے دہانے کو پتھروں کے ڈھیر سے بند کر دیا گیا تھا۔

"اب کچھ دیر آرام کی بھی ٹھہرے گی یا مسلسل چلتے ہی رہنا ہے؟" پروفیسر نے عمران سے پوچھا۔

"میری ذمہ داری ختم....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "خان شہباز سے پوچھو۔!"

"لیکن میرے ایک سوال کا جواب تو تمہیں دینا ہی پڑے گا۔!" خان زادی بول پڑی۔

"ار تھمیک کا نہ ہونا چاہئے۔!"

"تم پروفیسر کے ماتحت ہو یا پروفیسر تمہارے ماتحت ہیں۔!"

"پروفیسر ہی سے پوچھ لو....!"

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں....!"

"ہم دونوں دوست ہیں.... ایک دوسرے کی ماتحتی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ میں مکھن کے کارخانے کا فورمین ہوں.... اور یہ پولٹری فارمنگ کرتے ہیں۔!"

"دنیا کو دکھانے کے لئے۔!"

"نہیں....! دنیا کو حلوہ اور انڈا مرغی کھلانے کے لئے۔!"

"غیر ضروری باتیں شروع ہو گئی ہیں۔!" خان شہباز بولا۔ "درے سے نکل کر ہمیں تین میل مزید چلنا پڑے گا۔ پھر ہم ایک چھوٹی سی بستی میں پہنچیں گے۔ وہاں میرے دو ایک شناسا ہیں جو ہمیں عمران کے ملک کی سرحد تک پہنچا دیں گے۔!"

"کہیں دیکھتے ہی گولی نہ مار دیں۔!" عمران بولا۔ "وہ لوگ اپنی سرحدوں کے اندر اجنبیوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔!"

"یہ سب کچھ تم مجھ پر چھوڑ دو....!" خان شہباز بولا۔

"چھوڑ دیا۔!"

تینوں نے سامان اٹھایا تھا اور چل پڑے تھے۔ خان زادی خالی ہاتھ تھی۔ اس نے بھی بار برداری میں ان کا ہاتھ بٹانا چاہا تھا۔ لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہیں کی گئی۔

درہ طویل ثابت ہوا.... اس کے دوسرے سرے پر عمران نے بائیں جانب ایک غار کا دہانہ دریافت کیا.... چلتے چلتے رک کر وہ اس غار میں اتر گیا تھا اور اس کے ساتھی جہاں تھے وہیں کھڑے رہے تھے.... جلد ہی وہ غار کے دہانے پر دوبارہ دکھائی دیا تھا۔

"بڑی آرام دہ جگہ ہے....!" اس نے کہا۔ "اگر ہم رات یہیں گزاریں تو کیا حرج ہے۔!"

"یہ تو بڑی اچھی تجویز ہے.... میں بڑی تھکن محسوس کر رہی ہوں۔!" خان زادی نے کہا۔

پھر وہ اسی غار میں اتر گئے تھے۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ پہلے بھی کسی کے استعمال میں رہا ہو۔!" خان زادی ٹارچ کی

روشنی میں چاروں طرف نظر دوڑاتی ہوئی بولی۔

"اسے اسمگلرز استعمال کرتے تھے۔!" خان شہباز نے کہا۔

"شکرال سے انہیں کیا ملتا ہوگا....؟" پروفیسر نے سوال کیا۔

"اسلحہ اور گولہ بارود کے عوض مویشی لاتے تھے۔!"

عمران غار کا جائزہ لیتا پھر رہا تھا۔ دفعتاً ایک گوشے سے اس نے انہیں آواز دی۔

"یہاں.... ادھر آؤ.... یہاں تو بہت کچھ ہے.... جلانے کے لئے لکڑیاں مٹی کے تیل کے دو کنستر.... چار لالٹین.... واہ واہ....!"

"ذبح کرنے کے لئے ایک عدد بکری بھی ہوگی۔!" خان زادی نے کہا اور ہنس پڑی۔

"بس تو پھر رات یہیں گزاری جائے۔!" خان شہباز بولا۔

پھر سچ مچ پاس ہی سے کہیں کوئی بکری بھی ممیائی تھی اور خان زادی اچھل پڑی تھی۔

"کیا واقعی....؟" خان شہباز نے حیرت سے کہا۔

"بھاگ گئی....!" عمران کی آواز سنائی دی۔

"کہاں بھاگ گئی.... پکڑو....!" خان زادی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

خان زادی نے سنجیدگی سے بکری کی تلاش شروع کر دی تھی۔ پروفیسر کچھ سوچتا رہا پھر ہنس پڑا۔

"کیا ہوا....!" وہ اس کی طرف مڑی۔

"اس وقت اگر تم شیر کا بھی ذکر کرتیں تو تمہیں دہاڑ ضرور سنائی دیتی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میرا ساتھی ایسا ہی ہے۔!"

"پہلے میں نے اسے کوئی سنجیدہ آدمی سمجھا تھا۔!" خان شہباز نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"لیکن اب مجھے اپنی رائے بدل دینی پڑے گی۔!"

"تم مجھے برفانی ریچھ بھی سمجھ سکتے ہو خان.... مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔!"

"شکرال میں تمہیں ایسی حرکتیں لے ڈوبیں گی۔!" خان نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔

"میرے لئے اب یہ مردانہ بھیس ضروری تو نہیں....!" خان زادی نے اونچی آواز میں

کہا۔ ”سخت الجھن محسوس کر رہی ہوں۔!“

”تمہاری مرضی....!“ عمران کی آواز آئی۔ ”ڈاڑھی میں بھی بُری نہیں لگتیں۔!“

”اس سے کہو کہ خان زادی سے بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کرے۔!“ خان شہباز آہستہ سے بولا۔

”میں سمجھادوں گا۔!“ پروفیسر نے کہااور اسی سمت بڑھ گیا جدھر سے عمران کی آواز آ رہی تھی.... وہ آگ جلانے کے لئے لکڑیاں چنتا ہوا ملا۔

”خان زادی سے چھیڑ چھاڑ نہ کیجئے تو بہتر ہے۔!“ پروفیسر نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ ”خان شہباز جز بز ہوتا ہے۔!“

”تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا.... وہ تو خود ہی مجھے چھیڑتی رہتی ہے۔!“

”آپ محتاط رہئے....!“

”یہ دونوں خواہ مخواہ گلے پڑ گئے ہیں.... مجھے ان سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں۔!“

”دیکھئے شکرال میں کیا ہوتا ہے.... وہ مردانہ بھیس میں بھی رہنے پر تیار نہیں۔!“

”شکرال میں مرد مارے جاسکتے ہیں.... عورتوں پر کوئی ہاتھ نہیں اٹھاتا خواہ کسی رنگ اور نسل سے تعلق رکھتی ہوں۔!“

”بہر حال ہم نئی دشواری میں پڑ گئے ہیں۔!“

”کیسی دشواری....؟“

”شکرال....!“

عمران کچھ نہ بولا.... اتنے میں خان زادی اور شہباز بھی ادھر ہی چلے آئے۔

”خان شہباز!“ عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر سوال کیا۔ ”قریبی بستی میں تمہارے کتنے شناسا ہیں....؟“

”دو آدمی ہیں....!“

”اگر وہ موجود نہ ہوئے تو....؟“

”دیکھا جائے گا....!“

”کیا دیکھا جائے گا۔!“

”تم یہ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو۔!“

”اگر بستی میں تمہیں کوئی نہ پہچان سکا تو گولیاں ہمارے سینے چھلنی کر دیں گی.... نہیں میں تو محض دو آدمیوں کی شناسائی کو کافی نہیں سمجھتا۔!“

”تو پھر اسی غار کو اول و آخر سمجھ لو....!“ خان شہباز نے بیزاری سے کہا۔

”شائد اب تم اپنے کئے پر پشیمان ہو....!“

”خداوند قدوس کی قسم ہر گز نہیں....!“

”تو بس پھر خاموشی اختیار کرو.... ہم بستی میں نہیں جائیں گے۔!“

”تم بستی سے گزرے بغیر وہاں تک نہیں پہنچ سکو گے جہاں سے تمہیں اپنے ملک میں داخل ہونا ہے۔!“

”میں ایسے راستوں سے بھی واقف ہوں کہ ہم پر کسی کی نظر ہی نہ پڑ سکے۔!“

”لیکن یہ راستے پیدل تو نہیں طے ہو سکیں گے۔!“

”سواری کہاں سے مل جائے گی تمہیں....!“

”بستی سے....!“

”خیر.... خیر.... یہ سب کچھ سوچنے کے لئے پوری رات پڑی ہے۔!“ عمران نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کان چاٹنے والے کسی بچے کو ٹالا گیا ہو۔ خان شہباز کے چہرے پر پہلے تو شرمندگی کے آثار نظر آئے تھے پھر غصے سے سانس پھولنے لگی تھی۔ لیکن وہ مزید کچھ کہے بغیر وہاں سے ہٹ گیا۔

”تم آخر غصہ دلانے والی باتیں کیوں کرنے لگے ہو۔!“ خان زادی نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔!“

”خان شہباز تم سے ناراض ہو گئے ہیں۔!“

”مجھ سے خوش کون ہے۔!“

”چلو.... چلو.... انہیں تنہا چھوڑ دو....!“ پروفیسر بولا۔

”تم ذرا دیر کو انہیں میرے پاس تنہا چھوڑ دو....!“ عمران پروفیسر کو گھورتا ہوا غرایا۔

"میں قریبی بستی سے دو چار گھوڑے چرالاتا.... اور بس....!"

"کیا تم نہ پکڑے جاتے....؟"

"چور یا تو پکڑے جاتے ہیں یا عیش کرتے ہیں.... کوئی تیسری بات نہیں ہوتی۔!"

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارا خدشہ محض وہم ہو۔!"

"ممکن ہے.... لیکن یہ قطعی ناممکن ہے کہ کوئی عورت کسی بھی حال میں خاموش رہ سکے۔!"

"کیا میں ضرورت سے زیادہ بول رہی ہوں۔!"

"ہو سکتا ہے یہ بھی میرا وہم ہو.... اور تم نے حقیقتاً ہونٹ سی رکھے ہوں۔!"

"اچھا میں اب قطعی نہیں بولوں گی....!"

"اگر مجھے اس پر یقین آجائے تو گولی ماردینا....!"

وہ بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگی.... دفعتاً پروفیسر عمران کی طرف رینگ آیا۔

"ادھر دس پندرہ فوجی موجود ہیں۔!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"ان پر نظر رکھو.... بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ نیچے اتر کر اسی سوراخ کے قریب جا کر بیٹھو۔ اگر وہ اسی طرف آئیں تو بے دریغ فائرنگ شروع کر دینا۔!"

پروفیسر مشین گن سنبھالے ہوئے درے میں اتر گیا۔

"میں خالی ہاتھ ہوں.... میرے پاس بھی کچھ ہونا چاہئے۔!" خان زادی آہستہ سے بولی۔

"میری گردن دبوچے رکھو خالی ہاتھ سے۔!"

"واقعی بہت بے مروت ہو.... تمہی دونوں کی وجہ سے میں اس حال کو پہنچی ہوں۔!"

"تو پھر دوسرے خالی ہاتھ کو بھی کام میں لانا مت بھولنا.... پروفیسر کی گردن زیادہ موٹی نہیں ہے.... تمہارا بایاں ہی ہاتھ کافی ہوگا۔ اس کے لئے۔!"

"اس وقت کی بکواس کا بدلہ ضرور لوں گی.... تم دیکھنا....!"

"شش....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "میرا خیال غلط نہیں تھا.... وہ آرہے ہیں....!"

دوربین اس کی آنکھوں سے لگی ہوئی تھی اور وہ حد نظر تک صاف دیکھ رہا تھا۔

آٹھ گھوڑے تیزی سے درے کی جانب بڑھے آرہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد خان زادی نے بھی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سن لی تھیں۔ لیکن عمران کی ہدایت کے مطابق اس کے قریب ہی اوندھی پڑی رہی تھی یہ "فلسفہ" اس کی سمجھ میں آگیا تھا کہ اوندھے پڑے رہنے میں اتنی تکلیف ہرگز نہیں ہو سکتی جتنی کھوپڑی میں سوراخ ہو جانے سے ہو سکتی ہے۔!

ٹاپوں کی آواز بتدریج قریب ہوتی جارہی تھی۔

"اسی طرح چپ چاپ پڑی رہنا....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"کیا وہ ہمیں پکڑ لے جائیں گے۔!"

"صرف ہم دونوں کو.... تم ساتھ جانا چاہو گی تو لے جائیں گے ورنہ یہیں چھوڑ جائیں گے۔!"

"میں ساتھ جاؤں گی۔!"

"بس خاموش....!"

"شاید وہ درے تک پہنچ گئے تھے۔!"

"یہ کیسے معلوم ہو کہ خان شہباز پر کیا گزری....!" خان زادی نے آہستہ سے پوچھا۔

"ارے تمہاری زبان رکے گی یا نہیں....!"

"اچھا اب نہیں بولوں گی....!" خان زادی نے بوکھلا کر کہا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ بھینچ لیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سچ مچ خائف ہو گئی ہو۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں بہت قریب ہو کر معدوم ہو گئی تھیں۔

عمران نے دوربین تھیلے میں ڈال لی تھی اور ٹامی گن سنبھال کر درے کی طرف رینگ گیا تھا۔ پانچ آدمی درے میں داخل ہوئے تھے اور اسی غار کے دہانے کے قریب رک گئے تھے جہاں انہوں نے رات بسر کی تھی۔

پھر ایک دہانے پر ٹھہرا تھا اور چار آدمی غار میں داخل ہوئے تھے۔ عمران نے کل آٹھ آدمی شمار کئے تھے ان میں سے شائد تین درے کے سرے پر ہی رک گئے تھے۔

وہ درے میں جھانکتا رہا اس کا خیال تھا کہ غار سے نکل کر وہ ادھر ہی کا رخ کریں گے کہیں ان میں سے کوئی اس راستے پر بھی نہ چل پڑے جس کا اختتام لومڑی کے بھٹ کے دہانے پر ہوا تھا اگر ایسا ہوا تو پروفیسر بے خبری میں مارا جائے گا۔ عمران نے سوچا پھر اس سلسلے میں بھی کچھ کرنے ہی والا تھا کہ عقب سے آواز آئی۔ "اپنی بندوق پھینک کر کھڑے ہو جاؤ اور ہاتھ اوپر اٹھا دو۔!" زبان شکرالی تھی۔

پروفیسر غیر ارادی طور پر پیچھے ہٹا تھا اور وہاں سے چل دیا تھا۔

"خیریت.....! مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو.....!" خان زادی ہنس کر بولی۔

"یہی کہ تم نے ایک بار بھی اپنے گھر والوں کو یاد نہیں کیا.....!"

"یاد کرنے سے فائدہ.....!"

"دل نہیں دکھ رہا تمہارا۔!"

"صرف ایک سبق ملا ہے۔!"

"اچھا.....!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں..... سبق یہ ملا ہے کہ بہت زیادہ ضدی ہونا بھی اچھا نہیں ہوتا۔!"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی..... میں نہایت سعادت مند بچہ ہونے کے باوجود بھی دردر کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہوں۔!"

"تم سعادت مند بچے.....!" خان زادی ہنس پڑی۔

"میں نے تمہیں اس لئے روکا تھا کہ تم سے پھر عورت بن جانے کو کہوں.....!"

"لیکن پروفیسر.....!"

"پروفیسر یا خان شہباز شکرال کے بارے میں اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں..... ہم مار ڈالے جائیں گے لیکن تمہیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگائے گا ویسے ہو سکتا ہے ڈاڑھی تمہاری موت کا بھی باعث بن جائے۔!"

"فرض کرو..... میں بچ بھی گئی تو کیا ہوگا.....!"

"وہ تمہیں عزت سے زندگی بسر کرنے کا موقع دیں گے۔!"

"تب تو مناسب یہی ہوگا کہ تمہی لوگوں کے ساتھ میں بھی مر جاؤں!" عمران پھر کچھ نہ بولا۔

دن ختم ہوا..... رات کی پرچھائیاں فضا میں رقص کرنے لگیں۔ کسی قدر خنکی بڑھ گئی تھی اس لئے انہیں رات بھر آگ روشن رکھنی پڑی۔

دوسری صبح سب سے پہلے خان زادی بیدار ہوئی تھی خان شہباز کی جگہ خالی نظر آئی..... عمران اور پروفیسر سو رہے تھے۔

وہ کچھ دیر بستر پر ہی بیٹھی رہی پھر اٹھ کر اس جگہ آئی جہاں آگ روشن تھی..... آخر وہ

دونوں بھی اٹھ گئے تھے۔ لیکن شہباز کی واپسی نہ ہوئی خان زادی پہلے ہی سمجھی تھی کہ ضرور تا باہر گیا ہوگا۔ پھر عمران اور پروفیسر نے آس پاس کی تلاش شروع کی تھی اور ناکام واپس آئے تھے۔

"بہر..... حال میں بری الذمہ.....!" عمران خان زادی کی طرف دیکھ کر بولا۔ "میں نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔!"

"تت..... تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ.....!" خان زادی جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گئی۔

"ہاں..... میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر بستی میں اس کے دونوں شناسا موجود نہ ہوئے تو واپسی ناممکن سمجھو.....!"

"پھر کیا ہوگا.....؟"

"وہی جو خان شہباز کی زندگی میں بھی ہوتا۔!"

"اتنی بے دردی کا مظاہرہ نہ کرو..... تاریک ہی پہلو پر کیوں نظر ہے تمہاری۔!"

"سامان سمیٹو..... اور پھر اوپر ہی چڑھ چلو..... درے..... میں تو ہم مارے جائیں گے.....!" عمران نے پروفیسر سے کہا۔

اس نے سوٹ کیس سے ٹامی گن نکال لی تھی۔

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ تم اپنے طور پر ہمیں بحفاظت نکال لے چلو گے۔!" خان زادی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"خان شہباز اپنے طور پر ہماری قبریں کھود چکا ہے۔!"

اوپر پہنچنے میں عمران نے خاصی احتیاط سے کام لیا تھا۔ کوشش تھی کہ وہ دوسری طرف سے دیکھے نہ جا سکیں۔!

"تم ادھر نظر رکھو۔!" اس نے پروفیسر سے کہا۔ "اور میں شکرال کی جانب نگران ہوں۔!"

"اور مجھے چاہئے کہ سلامتی کے لئے دعائیں مانگنا شروع کر دوں۔!" خان زادی بولی۔

"مجھے کوسنے بھی دے سکتی ہو.....!" عمران نے کہا۔

"تم نے ابھی تک اس طرح دل نہیں دکھایا۔!"

"خیال رہے کہ تمہاری آواز اونچی نہ ہونے پائے..... ہوا کا رخ شکرال ہی کی طرف ہے۔!"

"فرض کرو..... تم دونوں تنہا ہوتے تو کیا ہوتا.....!"

ٹامی گن اس وقت عمران کے ہاتھوں میں نہیں تھی اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شکرالی عقاب کی نظر رکھتے ہیں لہٰذا اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ چپ چاپ تعمیل کرتا۔ پھر خان زادی بھی ساتھ تھی۔ اس کا تحفظ مقدم تھا وہ ہاتھ اٹھائے کھڑا رہا۔

"اب مڑ جاؤ....!" کہا گیا۔

عمران آواز کی طرف مڑا.... دو ریوالور اس کی جانب اٹھے تھے۔ لیکن ایک کی نظر خان زادی پر بھی تھی۔

"وہ خالی ہاتھ ہے....!" عمران نے شکرالی میں کہا۔

دوسرے آدمی نے آگے بڑھ کر عمران کی ٹامی گن اٹھالی۔

عمران کو علم نہیں تھا کہ دوسری طرف سے درے کے علاوہ بھی اوپر آنے کا کوئی اور راستہ موجود ہے ورنہ وہ پروفیسر کو لومڑی کے بھٹ کی طرف ہرگز نہ بھیجتا.... اسی راستے کی نگرانی پر لگاتا لیکن اب تو فروگذاشت ہو ہی چکی تھی۔

پھر خان زادی سے بھی اٹھنے کو کہا گیا۔

"وہ تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتی۔!" عمران نے کہا اور خان زادی سے بولا۔ "کھیل ختم ہو گیا کھڑی ہو جاؤ.... ویسے خدا کا شکر ہے کہ کچھ دیر کے لئے تمہاری زبان تو رکی۔!"

خان زادی بسور کر رہ گئی تھی۔

"تم شکرالی بول سکتے ہو لیکن شکرال کی کسی بستی کے نہیں معلوم ہوتے!" ایک آدمی نے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہارا ایک آدمی ہمارے قبضے میں ہے....!"

"بڑے دعوے کر کے گیا تھا کہ اس بستی کے دو شکرالی اس کے دوست ہیں۔!"

"اگر اس نے ہم میں سے دو کے نام نہ لئے ہوتے تو اب تک مار ڈالا گیا ہوتا۔!"

"تو کیا تم نے اسے بادشاہت بخش دی ہے۔!"

"نہیں! وہ ان دونوں کی واپسی تک زندہ رہے گا۔!" وہ غصیلی آواز میں بولا تھا۔ "چلو۔!"

"کہاں چلوں....؟"

"تمہیں بھی بستی میں چل کر جواب دہی کرنی ہے.... ہم کسی غیر شکرالی کو اپنی سرحدوں پر

برداشت نہیں کر سکتے۔!"

"ہم ادھر سے آئے ہیں اور تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ ادھر کیا ہو رہا ہے....!" عمران نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ہم کچھ نہیں جاننا چاہتے۔!"

"چلو....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

وہ نیچے اتر کر درے کے دوسرے سرے کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

"ہمارا ایک آدمی اور بھی ہے....!" عمران نے کہا۔

"وہ پہلے ہی پکڑا جا چکا ہوگا....!" جواب ملا۔

"غار میں نہیں تھا....!"

"پھر کہاں ہے؟" دونوں چلتے چلتے رک گئے اور انکے ریوالور عمران کی کنپٹیوں سے جا لگے۔!

"یہ کیا کر رہے ہو....؟" عمران غصے سے بولا۔

"اگر اس نے چھپ کر کوئی حرکت کی تو تم زندہ نہیں رہو گے۔!"

"اس بے چارے کو پتا ہی نہ ہوگا کہ ہم پر کیا گزری....!"

"کیوں....؟"

"وہ ادھر والوں کی نگرانی کر رہا ہے۔!"

"چلو اسے بھی ساتھ لو.... اور تمہیں اسی طرح چلنا ہوگا....!"

"یعنی میری کنپٹیوں پر یہ ریوالور رکھے رہیں گے۔!"

"ہاں بالکل اسی طرح....!"

"اس طرح چلنا میرے لئے بالکل ناممکن ہوگا....!"

"یہ اب کیا کہہ رہے ہیں....!" خان زادی نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"کہہ رہے ہیں کہ لڑکی سے کہو بولتی چلے.... کم از کم لڑکی تو معلوم ہو۔!"

"تمہیں اس وقت بھی شرارت سوجھ رہی ہے۔!"

"عمران کچھ نہ بولا۔!"

"کیا بات ہے....؟" شکرالی نے پوچھا۔

"پوچھ رہی ہے کہ یہ لوگ آدم خور تو نہیں ہیں۔!"

"اس سے کہہ دو کہ شکرال میں عورتیں محفوظ رہتی ہیں.. چلو بتاؤ تمہارا ساتھی کہاں ہے۔!"

عمران انہیں بھٹ والی دراڑ تک لایا تھا.... انہوں نے اسے حیرت سے دیکھا اور ایک نے کہا۔ "ادھر تو کچھ بھی نہیں ہے۔!"

"میں نے کب کہا کہ ادھر بھی کچھ ہے....!" عمران نے کہا تھا اور پروفیسر کو آوازیں دینے لگا تھا۔ "ہم دھر لئے گئے ہیں۔!" وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ "میری دونوں کنپٹیوں سے ریوالور لگے ہوئے ہیں۔ واپس آجاؤ... اور خود کو ان کے حوالے کر دو.... ورنہ میں مفت میں مارا جاؤں گا۔!"

تھوڑی دیر بعد پروفیسر دکھائی دیا تھا اور اس نے عمران کی ہدایت پر پوری طرح عمل کیا تھا۔ مشین پستول اس سے لے لیا گیا۔

"دونوں قیدیوں کی طرح چل رہے تھے.... بالآخر شکرالی اپنے آدمیوں سے جا ملے۔!"

"ٹھیک ہے۔!" ان میں سے ایک نے کہا۔ "ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دو....!"

"اس کی ضرورت نہیں ہے....!" عمران بولا اور وہ چونک کر اسے گھورنے لگا۔

"تم کس بستی سے تعلق رکھتے ہو بھائی....!" اس نے نرم لہجے میں پوچھا تھا۔

"میں شکرالی نہیں ہوں....!"

"لیکن....!" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا.... عمران کو بغور دیکھے جا رہا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "تمہاری شکل کچھ جانی پہچانی سی لگتی ہے۔!"

"اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمیں قیدیوں کی طرح نہ لے چلو ورنہ بعد میں تمہیں اپنی اس حرکت پر پچھتانا پڑے گا۔!"

"تم لوگ آخر یہاں کیوں آئے ہو.... کیا چاہتے ہو....!"

"وہ آدمی جو بستی میں مدد لینے گیا ہے اس طرف کا ایک مظلوم آدمی ہے۔ اس کی بدقسمتی ہے کہ اس کے دونوں شناسا اس وقت بستی میں موجود نہیں۔!"

"وہ تو ادھر کا ہے.... لیکن تم....!"

"میں مقلاقی ہوں....!"

"پہچان لیا.... میں نے تمہیں پہچان لیا....!" شکرالی یک بیک اچھل کر بولا پھر اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اس کے ہاتھ چومنے لگا۔ نہ صرف خان زادی اور پروفیسر بلکہ شکرالی بھی حیرت سے منہ کھولے کھڑے تھے۔

ہاتھ چومنے کے انداز میں والہانہ پن تھا۔ عمران اس طرح کھڑا تھا جیسے وہ اس کا حق دار ہو شکرالی تیزی سے اٹھا اور اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر بولا "ارے بدبختو....! یہ سرداروں کے سردار شہباز کو ہی کا روحانی بھائی صف شکن ہے....! اسے تعظیم دو.... ورنہ تمہارے باپ قبروں میں کراہنے لگیں گے۔!"

پھر خان زادی اور پروفیسر نے دیکھا کہ وہ سبھی باری باری سے عمران کے ہاتھ چوم رہے ہیں۔

"جادوگری.... سوفیصد جادوگری....!" خان زادی بڑبڑائی۔

"تم لوگوں نے میرے ساتھی سے کوئی بدسلوکی تو روا نہیں رکھی....!" عمران نے پوچھا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے....!" شکرالی مغموم لہجے میں بولا۔ "لیکن یہ سب کچھ لاعلمی کی بناء پر ہوا.... اگر وہ تمہارا نام لے لیتا تو اس وقت بستی کا بچہ بچہ تمہارے استقبال کو یہاں پہنچ گیا ہوتا۔ سنجیدہ خان محتاط کے بیٹے ہمیں بے حد افسوس ہے۔!"

"میں نے پوچھا تھا کہ تم نے میرے ساتھی سے بُرا برتاؤ تو نہیں کیا....!"

"تشدد کے بغیر اس نے تمہاری نشان دہی نہیں کی تھی۔!"

"زندہ ہے یا مر گیا....؟" عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔

"ہے تو زندہ ہی.... لیکن.... شاید اب موت کی دعائیں مانگ رہا ہو.... تم خود ہی کیوں نہیں چلے آئے تھے بستی میں....!"

"یہ باتیں پھر ہوتی رہیں گی.... چلو چل کر اس کی خبر لیں....!" عمران بولا۔

خان زادی اور پروفیسر خاموش کھڑے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پتھر کے مجسموں میں تبدیل ہو گئے ہوں۔

آٹھ گھوڑوں میں سے تین ان کے حوالے کئے گئے اور ان کے سواروں سے کہا گیا کہ وہ مہمانوں کا سامان لے کر پیدل چلیں۔!

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" خان زادی پھر بڑبڑائی۔ اس کا گھوڑا عمران کے گھوڑے کے برابر ہی چل رہا تھا۔

"جو کچھ بھی ہو رہا ہے ٹھیک ہی ہو رہا ہے....!" عمران بولا۔

"آخر تم نے کیا کہہ دیا تھا کہ یہ خون کے پیاسے تمہارے ہاتھ چومنے لگے تھے۔!"

"جادو کے تین لفظ.... یہ بھی انگریزی میں.... آئی لو یو....! لیکن خدارا کہیں تم کسی سے یہ نہ کہہ بیٹھنا.... عورتوں کی زبان سے یہ سننے کے روادار نہیں۔!"

"باتوں میں نہ اڑاؤ....!"

"یہ مسائل تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گے....ان کا فلسفے سے کوئی تعلق نہیں....!"

"تم آخر ہو کون....؟"

"میرے والدین کو بھی ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ میں کون ہوں....!"

"والدین بھی ہیں تمہارے....؟"

"کس کے نہیں ہوتے۔!"

"لیکن مجھے تو ایسے لگ رہا ہے جیسے ابھی ابھی آسمان سے ٹپکے ہو۔!'

"میرے ساتھ ان کے برتاؤ پر حیرت کا اظہار ہرگز نہ ہونے دینا۔ خصوصیت سے اس پر تمہاری توجہ رہنی چاہئے۔!"

"آخر کیوں....؟ تم بتاتے کیوں نہیں....!"

"اس قصے کو چھوڑو.... شائد خان شہباز کی خاصی پٹائی ہوئی ہے۔!"

"کیوں....؟"

"یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ تنہا ہے یا اور بھی کچھ ساتھی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ خان شہباز نے تشدد کی انتہا ہو جانے ہی پر ہماری نشان دہی کی ہو گی۔!"

"جب تم ان لوگوں میں اتنے محترم تھے تو پھر خود ہی کیوں نہیں گئے تھے بستی میں.... خان کو کیوں جانے دیا تھا۔!"

"میں یہاں اپنی موجودگی ظاہر کئے بغیر ہی نکل جانا چاہتا تھا۔!"

"آخر کیوں....؟"

"تمہیں معلوم ہی ہو جائے گا جب دو چار ماہ یہیں ٹھہرنا پڑے گا۔!"

"کیوں ٹھہرنا پڑے گا....؟"

"مناسب یہی ہو گا کہ اپنی اس "کیوں" کو لگام دو ورنہ گھوڑے بھڑکنے لگیں گے۔ یہاں کے لوگ انہیں "ایڑ" کی بجائے "کیوں" لگاتے ہیں۔!"

"اڑالو مذاق.... بے بس ہوں نا....!"

"عورت اور بے بس....! دنیائے عورات کی تاریخ مسخ کرنے کی کوشش نہ کرو.... جس کی زبان بس میں نہ ہو اسے بے بس کہنا کسی طرح درست نہیں۔!"

"تم بہت شاکی ہو میری زبان کے.... حالانکہ میں بہت کم بولتی ہوں۔!"

"ٹریجڈی تو یہی ہے کہ ساتھ ہی ساتھ کم سخنی کا بھی دعویٰ ہوتا ہے۔!"

"تم عورتوں کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے۔!"

"ایک عورت ہی نے مجھے پیدا کر کے مصیبت میں ڈال دیا ہے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا۔!"

"مجھ سے زیادہ تو خود بکواس کرتے ہو۔!"

"لینگویج پلیز.... ابھی تم دیکھ ہی چکی ہو کہ یہ لوگ میرے ہاتھ چوم رہے تھے۔ میں پیر عبدالمنان دام فیوضہ ہوں۔!"

"وہ برا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگی تھی پھر پروفیسر کا گھوڑا آگے بڑھ آیا تھا۔

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" اس نے کہا۔

"یار تم تو کان نہ چاٹو....؟ یہ خاتون ہی کیا کم ہیں....!"

"میرا ذہن ماؤف ہوا جا رہا ہے۔!"

"کیا تکلیف ہے تمہیں.... پیدل ہونے کی بجائے گھوڑے پر ہو.... اور جو ہمیں پکڑنے آئے تھے خود پیدل ہو گئے ہیں۔!"

"یہی تو معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یک بیک پانسہ کیسے پلٹ گیا۔!"

"میں نے انہیں بتایا تھا کہ میرا سلسلہ چنگیز خان سے ملتا ہے اور میرے والدین من و عن بالکل چنگیز خاں کی تصویر ہیں۔!"

"مجھے بہلانے کی کوشش نہ کیجئے۔!"

"اپنے کام سے کام رکھو.... اور تم بھی سن لو کہ میرے ساتھ ان کے کسی قسم کے برتاؤ پر حیرت ظاہر نہ کرنا.... میں یہاں صف شکن کے نام سے پہچانا جاتا ہوں اور وطن مالوف مقلاق

ہے۔ میرے ملک کا نام بھی نہ چھٹنے پائے تمہاری زبان سے۔!"

"مجھے شکرالی آتی ہی نہیں۔!"

"لیکن یہاں تمہیں اپنی زبان بولنے والا کوئی نہ کوئی مل ہی جائے گا۔!"

"خان شہباز کے بارے میں کیا معلوم ہوا۔!"

عمران نے جو کچھ بھی سنا تھا اس سے آگاہ کرتے ہوئے کہا "یہاں جس نے بھی میرے مشورے کے خلاف کچھ کیا ضرور مارا جائے گا۔!"

"جب آپ شکرال کے معاملات میں اس حد تک دخیل تھے تو پہلے ہی بستی کا رخ کیوں نہیں کیا تھا۔!"

"جلد ہی اس کی وجہ بھی تمہیں معلوم ہو جائے گی۔ تم یہی محسوس کرو گے جیسے یہ شکرال نہیں بلکہ میری سسرال ہو۔ آج نہیں کل چلے جانا۔۔اس آج کل میں سال کا اختتام بھی ہو سکتا ہے۔!"

"یہی تو پوچھنا چاہتا تھا کہ ایسا کیوں ہے۔!"

"اللہ کی مرضی۔۔۔۔ تم کون ہوتے ہو مجھے بور کرنے والے۔!"

بستی سے کسی قدر فاصلے پر انہیں رکنا پڑا۔ رہنمائی کرنے والے شکرالی نے عمران سے کہا۔

"تم لوگ یہیں رکو۔۔۔۔ میں بستی کے لوگوں کو تمہاری پیشوائی کے لئے لاؤں گا۔!"

عمران نے سر کو جنبش دی تھی۔

وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ عمران نے مڑ کر خان زادی کی طرف دیکھا تھا جیسے نئے سوالات کے لئے اس کی حوصلہ افزائی کر رہا ہو۔

"کیوں جلا رہے ہو۔۔۔۔!" وہ غصیلی آواز میں بولی۔

"پوچھو پوچھو۔۔۔۔ کہ اب کیا ہو رہا ہے۔!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"میں تہیہ کر چکی ہوں کہ بالکل خاموش رہوں گی۔!"

"خیر۔۔۔۔ میں ہی بتائے دیتا ہوں۔۔۔۔ وہ اس کے لئے گیا ہے کہ بستی کے لوگوں کو میری پیشوائی کو لے آئے۔!"

"کہاں کے بادشاہ ہو۔۔۔۔؟"

"کافی ہاؤز کا۔۔۔۔!"

بہر حال انہیں جلد ہی عمران کے قول کی صداقت کو پرکھنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ لوگ نہ صرف پیشوائی کو آئے تھے بلکہ رائفلوں سے ہوائی فائر کر کے عمران کو سلامی بھی دی تھی۔

"اب تو تم سے خوف معلوم ہونے لگا ہے۔۔۔۔!" خان زادی نے کہا۔

"خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ میرے احوال سے عبرت پکڑنے کی کوشش کرو۔!"

"چپ بھی رہو خان زادی۔۔۔۔!" پروفیسر بولا۔

وہ بستی میں داخل ہوئے۔۔۔۔ لڑکیاں استقبالی گیت گا رہی تھیں سچ مچ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی سربراہ مملکت کا سواگت کیا جا رہا ہو۔

بستی کا سردار وہی شخص ثابت ہوا جس نے عمران کو پہچانا تھا۔ خان شہباز کے سلسلے میں اس کی ندامت آنکھوں سے ظاہر ہو رہی تھی۔ عمران کے استفسار پر اس نے بتایا کہ خان شہباز ابھی تک بیہوش ہے۔!"

"مجھے فوراً اس کے پاس لے چلو۔۔۔۔!" عمران بولا۔

اس نے خان زادی کو بھی اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

"کیا یہ تمہارے سرکس میں کام کرتی ہے۔۔۔۔ صف شکن۔۔۔۔؟" شکرالی نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔ یہ اسی مظلوم کی بھتیجی ہے۔!"

"مجھے بے حد افسوس ہے۔۔۔۔ بے حد افسوس ہے۔۔۔۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔۔۔۔ وہ تینوں اس خیمے میں آئے تھے جہاں خان شہباز بیہوش پڑا تھا۔ اس کی پیشانی خون آلود تھی شائد موٹی رسی کے شکنجے میں اس کے سر کی یہ حالت ہوئی تھی۔ رسی کا شکنجہ ایذارسانی کا روائیتی آلہ تھا۔

"تم میرا وہ سوٹ کیس منگوا دو۔۔۔۔ جس کے اوپر دو عدد سیاہ دھاریاں پڑی ہوئی ہیں۔!" عمران نے شکرالی سے کہا۔

"بہت بہتر۔۔۔۔!" اس نے کہا اور انہیں وہیں چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

"یہ سب کچھ محض تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔!" خان زادی غرائی۔

عمران خاموش رہا۔ پُرتشویش نظروں سے خان شہباز کو دیکھے جا رہا تھا۔

"تم نے سوٹ کیس کیوں منگایا ہے۔۔۔۔؟" خان زادی نے پوچھا۔

"علاج کروں گا۔!"

اسی شام کو خان زادی تیمار داری کے دوران میں خان شہباز سے الجھ پڑی کیونکہ اس نے عمران کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تھا۔

"اس کا کیا قصور ہے.... اس نے آپ کو بستی میں جانے سے روکا تھا۔!"

"سوال یہ ہے کہ جب یہاں اس کے شناسا موجود تھے تو اس نے مجھے اس سے آگاہ کیوں نہیں کیا تھا۔!"

"اس کی اپنی کوئی مصلحت ہوگی۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر وہ ہے کیا چیز....!"

"وہ کچھ بھی ہو خان.... لیکن آپ کو یاد رکھنا ہوگا کہ یہاں اس کا نام صف شکن ہے اور وہ مقلاق کا باشندہ ہے.... ہم دونوں اپنے ملک سے فرار ہونا چاہتے تھے۔ صف شکن نے ہمیں اس میں مدد دی ہے۔ اس کے خلاف نہ ہونا چاہئے ورنہ اس کے اندیشے کے مطابق ہم چاروں کی گردنیں کٹ جائیں گی۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ جب وہ یہاں اتنا ہی مقبول ہے تو پھر بستی میں داخل ہونے سے کیوں گریز کرتا رہا تھا۔!"

"اسکی اپنی کوئی مصلحت ہوگی۔ کچھ بھی ہو.... وہ مجھے دھوکے باز ہرگز معلوم نہیں ہوتا۔!"

خان شہباز خاموش ہو گیا.... وہ عمران کے ایک انجکشن ہی کے اثر سے ہوش میں آیا تھا اور اس وقت طبیعت میں خاصی بحالی محسوس کر رہا تھا ویسے درد تو پورے جسم میں تھا۔

عمران اسے خان زادی کے سپرد کر کے خود کہیں چلا گیا تھا۔ پروفیسر بھی اسکے ساتھ ہی گیا تھا۔

خان شہباز کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر بولا۔ "تم اس سے بہت زیادہ متاثر معلوم ہوتی ہو۔!"

"پراسرار شخصیتیں میری کمزوری ہیں۔!"

"یہ نہ بھولو کہ وہ ایک غیر ملکی جاسوس ہے۔!"

"اور ہم اسی کے ملک میں پناہ لینے جا رہے ہیں۔!" خان زادی کا لہجہ طنزیہ تھا۔

شہباز نے اسے غور سے دیکھا تھا اور نظریں جھکالی تھیں۔ خان زادی اس کی طرف متوج

نہیں تھی۔ اتنے میں بستی کا سردار اجازت لے کر خیمے میں داخل ہوا تھا۔ سردار خان شہباز کے لئے تازہ پھل لایا تھا۔!

شہباز نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور بولا۔ "میرا دل صاف ہو گیا ہے۔!"

"مجھے مسرت ہے.... اگر تم پہلے ہی صف شکن کا نام لے لیتے تو یہ سب نہ ہوتا۔!"

"ہاں.... اب میں یہی محسوس کر رہا ہوں.... کہاں ہے صف شکن....؟"

"وہ اس گاڑی کی مرمت اپنے طور پر کرا رہا ہے جس میں تمہیں سفر کرنا ہے۔!"

خان شہباز تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "ہماری کہانی بھی عجیب ہے میں نے درہ خان کی طرف داری کی تھی۔!"

"وہی درہ خان تو نہیں جو تمہارے ملک سے ہمارے لئے چائے لاتا تھا اور ہم سے کھالیں لے جاتا تھا۔!"

"وہی.... وہی.... وہ میرا دوست تھا.... حکومت نے اسے پکڑ لیا اور یہ راستہ بند کرا دیا۔ میں نے مخالفت کی تھی اور خود بھی معتوب ہو گیا تھا۔ اگر صف شکن نہ مل جاتا تو ہم مار لئے جاتے۔ وہی ہمیں اس طرف نکال لایا۔!"

"لیکن تم درے میں کیونکر داخل ہوئے تھے وہ تو بند کرا دیا تھا تمہاری حکومت نے۔!"

"صف شکن کی عقل کا کرشمہ ہے۔!"

"ہاں.... وہ اوپر سے نیچے تک عقل ہی عقل ہے۔!"

"لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ بستی میں کیوں نہیں آنا چاہتا تھا۔!"

اس پر سردار مسکرایا تھا۔ خان شہباز اسے جواب طلب نظروں سے دیکھتا رہا۔

بالآخر سردار نے طویل سانس لے کر کہا۔ "وہ ہمارے لئے ایک ہوا کا جھونکا ہے ادھر آیا ادھر گیا۔ سرداروں کے سردار شہباز کو ہی کا روحانی بھائی ہے لیکن اس کے کہنے سے بھی اس نے یہاں زیادہ دنوں تک قیام نہیں کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر ہمارے ہاتھ لگ گیا تو ہم اسے عرصہ تک نہیں جانے دیں گے۔!"

"بس اتنی سی بات تھی....؟"

"اور کیا.... ورنہ وہ تو ہمارے لئے اپنی جان کی بازی تک لگا چکا ہے۔ شکرالی تو اس کا نام ہی

سن کر مودب ہو جاتے ہیں۔ یقیناً تم اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔!"

"صرف تین دن پہلے ملاقات ہوئی تھی اور اس نے ہماری مدد کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔!"

"وہ ایسا ہی ہے.... خدائی فوج دار سمجھ لو.... مظلوموں کی مدد کرنے کے سلسلے میں اپنی جان تک کی بازی لگا دیتا ہے۔ وہ محض اتفاق ہی تھا کہ وہ اپنا سرکس لے کر ادھر آنکلا تھا اور ہمیں ایک بڑی تباہی سے بچانے کا ذریعہ بن گیا۔!"

"سرکس....!" خان شہباز نے حیرت سے کہا۔

"ہاں.... ہم بہت پریشان تھے.... فرنگیوں نے سازش کی تھی اور شکرالی دو حصوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے تھے۔ شکرال میں صرف سرداروں کے سردار شہباز کو ہی نے اس لعنت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ فرنگی کی عقل اسے ٹھکانے لگا دینا چاہتی تھی۔ رب عظیم نے صف شکن کو بھیج دیا اور اس کی عقل نے فرنگی کی عقل کو شکست دے دی.... وہ جتنا دانش مند ہے اتنا ہی بہادر بھی ہے۔ رب عظیم نے اسے طاقت کا ستون بنا دیا ہے۔!" خان شہباز نے پھر کچھ نہیں پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں فکر مندی کے آثار پائے جاتے تھے۔

گفتگو خان زادی کے پلے نہیں پڑی تھی لیکن یہ تو جانتی ہی تھی کہ گفتگو کا موضوع کون ہے۔

سردار کے چلے جانے کے بعد شہباز نے اسے بتایا کہ وہ کیا کہتا رہا تھا۔

"یاد کیجئے....!" خان زادی بولی۔ "وہ کس طرح درے والی چٹان کے اوپر پہنچا تھا.... مجھے خود بھی یہی محسوس ہوا تھا جیسے وہ سرکس کا ایک منجھا ہوا آرٹسٹ ہو۔!"

"یہ سیکریٹ ایجنٹس ایسے ہی ہوتے ہیں۔ پتا نہیں دنیا کے کن کن حصوں میں کتنے ناموں سے پہچانا جاتا ہو گا۔!"

خان زادی کچھ نہ بولی.... وہ سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران خیمے میں داخل ہوا۔ اس نے شہباز کی خیریت پوچھی تھی اور ایک طرف بیٹھ گیا تھا۔ چہرے پر وہی پرانا احمقانہ انداز طاری تھا جس سے خان زادی کو وحشت ہونے لگتی تھی۔

"کیا کر آئے ہو....؟" اس نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"گاڑی ٹھیک کر آیا ہوں.... لیکن وہ کم از کم تین دن ہمیں ضرور روکیں گے۔!"

"غالباً سرکس دیکھنا چاہتے ہوں گے۔!"

"سامان کہاں ہے....؟" عمران مایوس انداز میں بولا۔

"جسمانی کرتب ہی سہی....!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"کیا بات ہے....؟ تم کچھ مغموم نظر آ رہے ہو....؟" خان شہباز بولا۔

"تین دن بہت ہوتے ہیں.... مجھے واپسی کی جلدی ہے۔!"

"تین دن سے کیا فرق پڑے گا۔!"

"تین کے تیس بھی ہو سکتے ہیں۔!"

"کیوں....؟"

"انہوں نے بات آگے تک بڑھا دی ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"ایک ہرکارہ شہباز کی طرف دوڑا دیا ہے۔!"

"اس سے کیا ہو گا....؟"

"بس دیکھ لینا جو کچھ بھی ہو گا۔!"

"کچھ بتاؤ بھی تو....!"

"چھ مہینے کی ہو گی.... اس سے پہلے تو ہم یہاں سے ہل بھی نہیں سکیں گے۔!"

"پتا نہیں کیا کرتے پھر رہے ہو....!"

"میں کیا کرتا پھر رہا ہوں.... یہ سب تو تم خود ہی کر بیٹھے ہو.... خان میرے مشورے پر عمل کرتے تو دو دن کے اندر ہی سرحد پار کر جاتے۔!"

"تم لوگوں سے کہہ سکتے ہو کہ فی الحال تم یہاں قیام نہیں کر سکو گے۔ کوئی بھی بہانہ کر دو....!" خان زادی بولی۔

"یہ لوگ جتنا خلوص برتتے ہیں اتنے ہی کے دوسرے سے بھی متوقع ہوتے ہیں۔ ورنہ پھر ان کی رگ شرارت پھڑک اٹھتی ہے اور اپنے باپ کو بھی نہیں بخشتے۔!"

"یہ درست ہے....!" شہباز بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تمہاری کیا حیثیت ہے ان میں....؟" خان زادی نے پوچھا۔

"تم دیکھ ہی چکی ہو.... خود میں ہی اپنی حیثیت کا تعین نہیں کر سکا سرکس والا بھی ہوں اور یہ لوگ میرے ہاتھ بھی چومتے ہیں۔!"

"اب میں سوچ رہی ہوں کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ فرار ہونے کی بجائے وہیں رک کر حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے تھا۔!"

عمران نے خان شہباز کی طرف دیکھا.... وہ ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ چت لیٹا ہوا خیمے کی چھت کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"میرے لئے ممکن ہے کہ میں تم دونوں کو پھر تمہارے ملک میں پہنچا دوں۔!" عمران بولا۔

"میں واپس نہیں جانا چاہتا۔!" خان شہباز نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ وہاں سے ناانصافی کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔!"

خان زادی سر جھکائے بیٹھی رہی۔

اسی رات کو کھانے کے بعد عمران بستی کے سردار کے خیمے میں بیٹھا اس سے شکرالی سورماؤں کی کہانیاں سن رہا تھا اور ان کے کارناموں پر جی کھول کر داد دے رہا تھا۔

"مگر تمہارا جواب نہیں ہے صف شکن!" ایک معمر آدمی نے کہا جو بڑے سے پیالے میں تیمال پی رہا تھا۔

"میں کچھ بھی نہیں ہوں.... تم جیسے جہاندیدہ بہادروں کے سامنے۔!"

"یہی تمہاری بڑائی ہے کہ تجربہ کاروں کے آگے سر اونچا نہیں کرتے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

بستی کے سردار نے کہا۔ "کاش تم اپنا سرکس بھی لائے ہوتے۔!"

"میں نے وہ پیشہ عرصہ ہوا ترک کر دیا۔ زیادہ منفعت بخش نہیں رہ گیا تھا۔!"

"اب کیا کرتے ہو....؟"

"گھوڑوں کی تجارت....!"

"کبھی ادھر بھی لاؤ اپنا گلہ....!"

"ضرور لاؤں گا۔!"

دفعتاً وہ چونک پڑے.... تیز دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز ہوا کے جھونکے کے ساتھ آئی تھی۔ دور کی آواز تھی۔

"شاید وہ لوگ واپس آ رہے ہیں....!" سردار بولا۔ "اب دیکھیں تم یہیں رہتے ہو یا سردار شہباز کے پاس جاتے ہو۔!"

تھوڑی دیر بعد آوازیں کچھ اور قریب ہو گئیں تھیں۔

"یہ تو دو سے زیادہ گھوڑے معلوم ہوتے ہیں۔!" سردار اٹھتا ہوا بولا تھا۔ کیا سردار شہباز خود ہی چلے آ رہے ہیں۔!"

اس نے عمران کے چہرے پر نظریں جما دیں تھیں۔ عمران مسکرا کر بولا "ہونا تو یہی چاہئے۔ سردار شہباز کا روحانی بھائی ہوں۔!"

"بڑی محبت اور عقیدت سے تمہارا ذکر کرتے ہیں۔!"

"شادی کی یا نہیں....!"

"کی تھی لیکن بیوی دو سال سے زیادہ زندہ نہ رہ سکی.... اس کے بعد پھر نہیں کی۔!"

گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز اب بہت قریب ہو گئی تھیں۔ ساتھ ہی کسی قسم کے نعرے بھی فضا میں گونجے تھے۔

وہ سب خیمے سے باہر نکل آئے مشعلوں کی روشنی میں گیارہ سوار دکھائی دیئے تھے۔

"آہا.... یہ تو سردار داراب ہیں.... سردار آگے بڑھتا ہوا بولا۔

داراب سردار شہباز کا سوتیلا بھائی تھا یہ اس معرکے میں عمران کا ساتھ دے چکا تھا جس کی بناء پر یہاں پر اس کی اتنی مان دان تھی۔

وہ عمران سے اس طرح بغل گیر ہوا تھا جیسے بغل گیری ہوتے ہی طائر روح قفس عنصری سے پرواہ کر گیا ہو۔ ایک منٹ تک لپٹا ہی رہ گیا تھا.... بالکل بے حس و حرکت۔

خان زادی بھی اپنے خیمے سے نکل آئی تھی اور عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں دیکھے جا رہی تھی۔

پھر وہ خیمے میں آئے تھے۔ داراب کے آٹھ ساتھیوں کو دوسرے خیموں میں بھجوا دیا گیا تھا۔

بقیہ دو آدمی اسی بستی سے تعلق رکھتے تھے۔

"او.... صف شکن.... میرے بڑے بھائی....!" داراب کہہ رہا تھا۔"رب عظیم ہم پر مہربان ہے کہ اس نے تمہیں پھر بھیج دیا۔!"

"کوئی خاص بات....؟"

"بہت ہی خاص.... لیکن یہاں نہیں بتا سکتا....!" وہ آہستہ سے بولا تھا"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔!"

"شہباز تو ٹھیک ہے....!"

"ہاں ہاں.... سب ٹھیک ہے۔!"

عمران انداز سے سمجھ گیا کہ وہ اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔

"میرے ساتھ تین افراد اور ہیں!" عمران نے کہا۔

"میں سب سن چکا ہوں.... اور مجھے افسوس ہے۔!" داراب نے کہا۔"جو کچھ بھی ہوا غلط فہمی کی بناء پر ہوا.... ان سے کہو تیار ہو جائیں.... ہم ابھی واپس جائیں گے۔!"

"سردار....! میری خواہش تھی کہ کم از کم تین دن تو مجھے میزبانی کا موقع دیتے۔!" بستی کا سردار بولا۔

"نہیں دوست....! ابھی نہیں.... بعد میں تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کی جائے گی۔ مجھ سے جو کہا گیا ہے وہی کر رہا ہوں....!" داراب نے کہا۔

"کم از کم اسے تو ہمارے پاس ہی رہنے دو جس کو ہم سے دکھ پہنچا ہے۔!"

"یہ صف شکن کی مرضی پر ہے....!"

"میرا بھی یہی خیال ہے....!" عمران بولا۔"میرے اس ساتھی کو آرام کی ضرورت ہے لیکن میں ذرا اس سے پوچھ لوں۔!"

وہ انہیں وہیں چھوڑ کر خان شہباز کے خیمے میں آیا تھا۔

"لوگ چلے ہی آرہے ہیں تمہارے درشن کرنے....!" خان زادی ہنس کر بولی۔

"بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں خان زادی.... اب مجھے وسطی آبادی میں لے جا رہے ہیں۔!" عمران نے کہا اور خان شہباز کی طرف دیکھ کر بولا"تم لوگ چاہو تو ساتھ چل سکتے ہو اور

اگر یہیں ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو یہ بھی ممکن ہے۔!"

"ساتھ چلیں گے....!" خان زادی بول پڑی۔

"نہیں....!" خان شہباز نے کہا۔"مناسب یہی ہوگا کہ ہم یہیں رکیں۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے....!"

"ہوا کرے تمہارا خیال میں تو نہیں رہوں گی۔!"

"میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں یہی بہتر ہوگا....!" خان شہباز بولا۔"اور پھر میں اپنی موجودہ حالت کی بناء پر سفر کے قابل نہیں ہوں۔!"

"کیا پروفیسر بھی جائیں گے تمہارے ساتھ....؟" خان زادی نے پوچھا۔

"وہ بھی تو زخمی ہے۔!"

"اوہ.... تو تم تنہا جا رہے ہو۔!"

"ہاں.... تم لوگ یہاں قطعی محفوظ ہوگئے.... اور یہ لوگ غلاموں کی طرح تمہاری خدمت کرتے رہیں گے۔!"

"تم کب واپس آؤ گے۔!"

"خدا ہی جانے۔!"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔!"

"یقین کرو خان زادی.....! خان شہباز نے بستی کا رخ کر کے مجھے بڑی ہی زحمتوں میں ڈال دیا ہے۔!"

پروفیسر نے یہ خبر سنی تو بُرا سا منہ بنا کر بولا"مجھے تو شکرالی بھی نہیں آتی۔ پاگل ہو کر رہ جاؤں گا۔!"

"خان شہباز کو آتی ہے شکرالی.... اور خان زادی کو حافظ کی کئی غزلیں یاد ہیں لہٰذا تم پاگل نہیں ہو سکتے۔!"

"میں بھی کیوں نہ آپ کے ساتھ چلوں....!"

"تمہاری ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے۔ اب تم چھٹی پر ہو.... اور میں ٹھہرا غیر شادی شدہ اس لئے کسی کا بھی پابند نہیں ہوں۔ جب میرا دل چاہے گا واپس جا کر رپورٹ پیش کر دوں گا۔!"

"آپ میرے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔!"

"دیکھو دوست میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ مجھے کیوں لے جا رہے ہیں۔!"

"اچھی بات ہے۔۔۔۔!" وہ طویل سانس لے کر بولا۔

"بے فکری سے میرے منتظر رہنا۔۔۔۔ شکرال اب تمہارے دوست ہیں۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ میں کب تک منتظر رہوں گا۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔ اچھا میں اس کا انتظام بھی کئے دیتا ہوں کہ جب تم چاہو یہ لوگ تمہیں سرحد پار کرادیں۔ تم اپنے ملک واپس جاؤ خان زادی اور خان شہباز میرے منتظر رہیں گے۔!"

"یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔!"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔!" عمران مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "خدا حافظ۔!"

گھوڑوں کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اندھیرے میں بھی وہ اپنے جانے پہچانے راستوں پر بے تکان دوڑے جا رہے تھے یہ سفر دوسری صبح تک ملتوی بھی کیا جا سکتا تھا لیکن داراب کو جلدی تھی اور اس نے ابھی تک عمران کو اس عجلت کی وجہ نہیں بتائی تھی۔ عمران بھی ایسا بن گیا تھا جیسے مزید پوچھ گچھ کی ضرورت ہی نہ سمجھتا ہو۔

گھوڑے آگے پیچھے دوڑے جا رہے تھے۔ دفعتاً اس نے داراب کو بہت اونچی آواز میں کہتے سنا۔ "غاروں کی طرف۔۔۔۔!"

اور پھر ذرا ہی سی دیر میں عمران کو معلوم ہو گیا کہ سفر جاری نہیں رکھا جائے گا۔

قیام کے لئے جو غار منتخب کیا گیا تھا وہ اتنا کشادہ تھا کہ اس میں دسوں گھوڑے بھی کھپ گئے تھے۔ غار کی حالت سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ادھر سے گزرنے والے قافلے وہاں شب بسری کرتے ہی رہتے ہیں۔ الاؤ کے لئے جگہ مخصوص تھی اور اس میں آگ بھی موجود تھی بس تھوڑی سی خشک لکڑیاں ڈال کر اسے بھڑکانے کی دیر تھی۔ اس کام میں بھی زیادہ وقت نہیں صرف ہوا۔ مدھم سی روشنی چاروں طرف پھیل گئی اور داراب عمران کو الاؤ کے قریب لا کر اس طرح اس کا جائزہ لینے لگا جیسے بستی میں نظر بھر کر دیکھنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔

"سب ٹھیک ہے۔۔۔۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کیا ٹھیک ہے۔۔۔۔؟"

"صف شکن کے بھیس میں کوئی خبیث روح نہیں ہے۔!"

داراب قہقہہ لگا کر بولا۔ "بالکل نہیں بدلے ہو۔۔۔۔ بیٹھ جاؤ بھائی۔۔۔۔ میں تو اس طرح اس لئے دیکھ رہا تھا کہ اپنی آنکھوں کو تمہاری موجودگی کا یقین دلا دوں۔!"

عمران الاؤ سے ذرا ہٹ کر بیٹھ گیا۔ پھر داراب بھی اس کے قریب ہی بیٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ بڑے عابد کی دعا ہی تمہیں اچانک یہاں لے آئی ہے۔!"

"شاید میرے ساتھی کی پٹائی بھی شامل تھی بڑے عابد کی دعاؤں میں۔"

"اس بے وقوف کو تنہا نہ جانا چاہئے تھا بستی میں۔ تمہیں آخر پیچھے ہی کیوں چھوڑ آیا تھا۔ شکرال کی ہر بستی میں تمہارے شناسا موجود ہیں۔!"

"جلدی سے بتا بھی چکو۔۔۔۔ کس پریشانی میں مبتلا ہو۔۔۔۔!" عمران نے کہا۔

داراب چند لمحے خاموشی سے الاؤ پر نظریں جمائے رہا پھر بولا "پندرہ دن پہلے کی بات ہے۔ گلترنگ کے میلے میں تجدید عہد کی رات تھی۔ بڑا عابد ہر بستی کے سردار کو باری باری سے طلب کر کے اس رسم کی ادائیگی کر رہا تھا۔ جب ان میں رحبانی سردار شہداد یا اس کا کوئی نمائندہ نظر نہ آیا تو بڑے عابد نے اس پر تشویش ظاہر کی۔ شکرال میں یہ پہلا واقعہ تھا جب کسی بستی کے سردار نے تجدید عہد کی رات زیارت گاہ میں حاضری نہ دی ہو۔ بالآخر! ایک عورت آگے بڑھی اور اس نے سردار شہداد کی بیوی ہونے کا دعویٰ کیا اور سردار شہداد کی عدم موجودگی کے جواز میں ایک حیرت انگیز کہانی سنائی۔ اس نے بتایا کہ اس کے شوہر نے اپنے دس ساتھیوں سمیت زرد ریگستان کا سفر کیا تھا لیکن ان لوگوں کی واپسی دوسروں کی لاعلمی میں ہوئی اور وہ سب کے سب حجرہ نشین ہوگئے ہیں۔ سردار شہداد بھی انہی میں شامل تھا۔ کسی نے اس وقت سے ان کی شکلیں نہیں دیکھیں اور وہ دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر کسی نے انہیں دیکھنے کی کوشش کی تو وہ اسے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ بہر حال وہ عورت عذر کر کے چلی گئی لیکن میرے بھائی سردار شہباز کو ہی نے دعویٰ کیا کہ وہ سردار شہداد کی بیوی نہیں تھی۔!"

"کس بناء پر کیا تھا دعویٰ؟" عمران نے سوال کیا۔

"وہ دیکھ چکا تھا شہداد کی بیوی کو۔۔۔۔ اس سے اچھی طرح واقف تھا اور پھر کوئی شکرالی

عورت کسی مرد کی نمائندگی کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ ہماری اپنی روایات ہیں۔!"

"سمجھ گیا.... آگے کہو....!" عمران بولا۔

"سردار شہباز نے عورت کا تعاقب کیا تھا۔ وہ خیموں کی طرف جانے کی بجائے غاروں کی طرف گئی تھی اور وہ وہاں اس طرح غائب ہوئی کہ پھر اس کا سراغ نہ مل سکا۔ سردار شہباز نے بڑے عابد کو اس وقوعے کی اطلاع دی اور بڑے عابد نے اس معاملے کی چھان بین سردار شہباز کے سپرد کردی۔ وہ دوسری ہی صبح چھ لڑاکوں کو ساتھ لے کر رحبان کی طرف روانہ ہو گیا۔ پانچ دن گزر جانے پر بھی اس کی واپسی نہ ہوئی تو ہم تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ پھر میں نے چند ساتھیوں سمیت رحبان کا رخ کیا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ شہداد کی بیوی گلترنگ نہیں گئی تھی۔ بیوی کیا رحبان کا کوئی فرد بھی گلترنگ نہیں گیا تھا۔ وجہ یہی تھی کہ نہ تو سردار ہی نے میلے میں شرکت کی تھی اور نہ اس نے کسی کو اپنا نمائندہ مقرر کیا تھا۔ لیکن وہ بات بھی درست نکلی جس کا ذکر اس نامعلوم عورت نے بڑے عابد سے کیا تھا۔ یعنی سردار سمیت بستی کے گیارہ آدمی زرد ریگستان کے سفر سے واپس آکر حجرہ نشین ہو گئے تھے اور اب بھی یہی کیفیت تھی۔ کسی نے ابھی تک ان کی شکلیں نہیں دیکھی تھی صرف آوازیں سنی جاتی تھیں۔!"

وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔

"لیکن سردار شہباز.... تم شہباز کی بات کر رہے تھے۔!" عمران نے کہا۔

"سردار شہباز اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کچھ بھی تو نہ معلوم ہو سکا....!" داراب بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "رب عظیم ہی جانے کہ ان پر کیا گزری۔ رحبان میں ایک فرد بھی ایسا نہ مل سکا جس نے انہیں وہاں دیکھا ہو۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"پھر میں نے بہت کوشش کی تھی کہ سردار شہداد اپنے حجرے کا دروازہ کھول دے۔ بڑے عابد کا واسطہ بھی دیا تھا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس طرح اس کے دس ساتھیوں کے حجرے بھی کھلوانے کی کوشش کی تھی۔!"

"انہوں نے بھی شکلیں نہیں دکھائیں....؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں....!"

"دروازے توڑ دینے تھے حجروں کے۔!"

"میں یہی کرتا.... لیکن چونکہ وہ کام بڑے عابد کی طرف سے شہباز کے سپرد کیا گیا تھا اس **لئے بڑے عابد کی اجازت ضروری تھی۔ میں پھر گلترنگ واپس گیا۔ لیکن خود بڑے عابد حجرہ نشین** ہو گئے تھے۔ گلترنگ کے میلے کے بعد وہ ایک ہفتے کا چلہ کھینچتے ہیں۔ نہ کسی سے ملتے ہیں اور نہ کوئی ان کی آواز سنتا ہے۔ حتیٰ کہ کسی قسم کا پیغام بھی نہیں بھجوایا جاسکتا۔ یہ رسم بھی زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے۔!"

وہ خاموش ہو گیا اور عمران بھی کچھ نہ بولا تھا۔ "کچھ اندازہ ہے کہ وہ لوگ حجرہ نشین کیوں ہو گئے ہیں۔!"

"کیا بتاؤں.... کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک افواہ تھی ان لوگوں سے متعلق.... کسی نے ان لوگوں میں سے کسی کا ہاتھ دیکھ لیا تھا۔ دراصل ان کے لئے حجروں کے دروازوں پر کھانا پانی رکھ دیا جاتا ہے۔ کھانا اٹھانے کے لئے جو ہاتھ حجرے سے نکلا تھا بالشت بالشت بھر لمبے اور گھنے سیاہ بالوں سے بھرا ہوا تھا۔"

"خوب....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تو تم بھی اسے محض افواہ سمجھتے ہو....!"

"جو کچھ میں نے سنا تھا تمہیں بتادیا۔ حقیقت کیا ہے رب عظیم ہی جانے۔ بڑے عابد سے اجازت مل سکی ہوتی تو میں سارے دروازے توڑ کر رکھ دیتا۔!"

"بڑے عابد نے تفتیش کا کام شہباز کے سپرد کیا تھا لہٰذا تمہیں اس سے سروکار نہ ہونا چاہئے۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"صرف شہباز کی تلاش سے سروکار رکھو....!"

"تم ٹھیک کہتے ہو.... لیکن آخر وہ گیارہ آدمی ہی تو ان کی گمشدگی کا باعث بنے ہیں۔!"

"تلاش کہاں سے شروع کی تھی۔!"

"رحبان سے....!"

"جب کہ ان کا رحبان تک پہنچنا ثابت ہی نہ ہو سکا۔!"

"ہاں یہ تو نہیں ثابت ہو سکا کہ وہ رحبان پہنچے ہوں۔!"

"تلاش دراصل گلترنگ سے شروع کرنی چاہئے تھی ان غاروں سے جہاں وہ نامعلوم عورت

غائب ہوئی تھی۔!"

داراب کچھ نہ بولا۔

"اگر وہ اتنی ہی چالاک عورت تھی تو اسے یہ بھی معلوم رہا ہوگا کہ عورت کی نمائندگی شکرال کی روایات کے خلاف ہے۔!" عمران نے کہا۔

"ہاں.... یہ تو ہونا ہی چاہئے۔!"

"تو پھر وہ یہی چاہتی تھی کہ اس بارے میں چھان بین کی جائے۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"ہوسکتا ہے اسے یہ بھی علم رہا ہو کہ میلے میں موجود کوئی شخص شہداد کی بیوی کو پہچانتا بھی ہے۔!"

"ہاں.... ہاں.... کہتے رہو.... میں سمجھ رہا ہوں۔!"

"بات صاف ہو جاتی ہے کہ شہباز ہی اس کا شکار تھا۔!"

"لیکن.... یہ بات تو سچ ہی تھی کہ شہداد اور اس کے دس لڑاکے حجرہ نشین ہو گئے ہیں۔!"

"میں کب کہتا ہوں کہ غلط تھی۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر وہ شہداد کی بیوی نہیں تھی تو اسے اس کے معاملات سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔!"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آرہا....!"

"بہر حال شہباز اپنے چھ لڑاکوں سمیت غائب ہو گیا اور تم نے حجرہ نشین ہو جانیوالے ایک لڑاکے کے بال دار ہاتھ سے متعلق افواہ بھی سنی تھی۔ ہو سکتا ہے وہ افواہ نہ ہو.... حقیقت ہی ہو۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔!"

"فی الحال صرف اتنا سمجھ لو کہ کوئی شکرالیوں میں ہراس پھیلانا چاہتا ہے۔!"

"آخر کیوں....؟"

"یہی دیکھنا ہے....!" عمران نے کہا اور الاؤ کو ایک لکڑی سے اشتعال دینے لگا۔ داراب بھی کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔ "اب سونے کی تیاری کرو.... صبح ہم سیدھے گلترنگ کی طرف چلیں گے۔ میں ان غاروں کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔ جہاں وہ عورت شہباز کی نظروں سے اوجھل ہوئی تھی۔"

"اچھی بات ہے....!"

ان سبھوں نے الاؤ کے گرد کمبل بچھائے تھے اور لیٹ گئے تھے۔

داراب عمران کی طرف کروٹ لے کر بولا۔ "کئی راتوں کے بعد شائد آج میں پوری نیند لے سکوں اور تم صف شکن.... تم ہم سے ملے بغیر چپ چاپ نکل جانا چاہتے تھے۔!"

"میں بہت جلدی میں تھا داراب....! لیکن اب تو مجھے اس معاملے کو دیکھنا ہی پڑے گا۔!"

"اچھا اب سو جاؤ۔!" داراب جماہی لے کر بولا۔

دوسری صبح خوش گوار نہیں تھی.... خشک اور سرد ہوائیں چل رہی تھیں سورج طلوع ہو جانے کے بعد بھی انہوں نے سفر کا آغاز نہیں کیا تھا۔ جب دھوپ میں کسی قدر تمازت آگئی تو گھوڑوں کی باگیں اٹھا دی گئیں۔

آسمان صاف تھا دھوپ خوش گوار لگ رہی تھی اور ٹھنڈی ہواؤں میں اب تلوار کی سی کاٹ نہیں رہی تھی۔

سنگلاخ زمین پر گھوڑوں کی ٹاپیں بجتی رہیں۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے سفر کر رہے تھے۔

دن ڈھلتے ہی گلترنگ پہنچ گئے اب ان کا رخ غاروں کی طرف تھا۔ گھوڑوں کی رفتار معمولی تھی جیسے وہ لوگ محض سیر و شکار کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے ہوں کوئی مہم در پیش نہ ہو۔!

"کیا تم میرے لئے بھی اپنے ہی جیسا لباس مہیا کر سکو گے؟" عمران نے داراب سے پوچھا۔

"فوری طور پر ناممکن ہے کسی بستی ہی میں یہ کام ہو سکے گا....!"

"خیر.... خیر....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "دیکھا جائے گا۔!"

"کیا یہ ضروری ہے....؟"

"میں نہیں چاہتا کہ لوگ خصوصیت سے میری طرف متوجہ ہو جائیں....!"

"میں سمجھ گیا....!"

"تم رحبائی سردار کی بیوی سے ملے تھے....؟" عمران نے پوچھا۔

"ہاں.. اور اس نے من و عن وہی کہانی دہرائی تھی جو اجنبی عورت بڑے عابد کو سنا چکی تھی۔!"

"کیا شہباز اس اجنبی عورت کی قومیت کا اندازہ لگا سکا تھا....؟"

"میں نے تو اسے دیکھا نہیں تھا کیونکہ تجدید عہد کی رسم کے موقعے پر زیارت گاہ میں صرف مختلف بستیوں کے سردار ہی ہوتے ہیں۔ شہباز کا خیال تھا کہ وہ سیاہ بالوں اور نیلی آنکھوں والی کوئی

فرنگن تھی۔!"

"اور تمہاری زبان ایسی ہی روانی سے بول سکتی ہو گی کہ خود کو ایک شکرالی عورت کے روپ میں پیش کر سکے....!"

"شہباز کے خیال کے مطابق لہجے میں کسی قدر کچا پن تھا....!"

"یہ عورتیں....! ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیں گی....!" عمران بڑبڑایا۔

"انہیں تم جیسا چاہو بنا دو.... ہماری عورتوں میں تو اس کی صلاحیت نہیں ہے۔!"

"جتنا میدان انہیں نصیب ہے اس میں وہ کسی سے پیچھے نہ ہوں گی۔!"

"کیا تم اب تک عورتوں کے بارے میں اپنی رائے بدل نہیں سکے....!"

"میں سرے سے کوئی رائے ہی نہیں رکھتا اور کیوں رکھوں جب کہ عورت میرے نصیب میں ہی نہیں ہے۔!"

"آہا تو کیا تم نے ابھی تک شادی نہیں کی....!"

"کوئی ایسی عورت نہیں ملی جو بصد خلوص اپنے پاگل ہونے کا اعتراف کر لیتی۔!"

"اگر تم کسی پاگل ہی عورت سے شادی کرنا چاہتے ہو تو تلاش کر دوں گا....!" داراب نے سنجیدگی سے کہا۔

"کوشش کرو....!"

"شکرال کے دانش مند مرد بھی پاگل ہی عورتوں کی تلاش میں رہتے ہیں....!"

"واقعی دانش مند معلوم ہوتے ہیں لیکن ہمارے یہاں کا مسئلہ الٹا ہے۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"ہماری پاگل عورتوں کو دانشوروں کی تلاش رہتی ہے۔!"

وہ ان غاروں کے قریب پہنچ چکے تھے جن کا ذکر داراب نے کیا تھا۔

"کیا تم اس مخصوص غار کی نشان دہی کر سکو گے جس کے قریب وہ غائب ہوئی تھی....؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ بتانا تو مشکل ہے میں سردار شہباز کے ساتھ نہیں تھا....!"

"اور اس نے واضح طور پر نشان دہی بھی نہیں کی تھی۔!"

"نہیں....!"

"آؤ تو پھر کہیں سے بھی شروع کر دیں.... اندازاً کتنے غار ہوں گے۔!"

"سترہ....!"

"اور کتنے رقبے میں پھیلے ہوئے ہیں....؟"

"دو ڈھائی میل میں سمجھ لو....!"

"مشکل کام ہے.... خیر آؤ....!"

غار میں انہیں کوئی سراغ نہیں مل سکا تھا اس لئے اب وہ شکرال کی وسطی آبادی کی طرف جا رہے تھے۔ جہاں سردار شہباز کی حکومت تھی۔

"ہم رحبان کی طرف کیوں نہ چلیں....!" داراب بولا۔

"کہیں جانے سے پہلے میں بھی اپنا لباس تبدیل کرنا ضروری سمجھتا ہوں ویسے ایک بات بتاؤ۔!"

"پوچھو....!"

"تمہارے ان آٹھ آدمیوں کے علاوہ کوئی اور تو یہاں میری موجودگی سے واقف نہیں ہے۔!"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا.... ہو سکتا ہے کہ اس بستی کے دونوں قاصد ہماری بستی کے کچھ لوگوں سے بھی ملے ہوں....!"

"خیر تو اب کوئی میرے بارے میں پوچھے تو کہہ دینا کہ خبر غلط تھی.... وہ صف شکن نہیں تھا۔ کسی نے بستی والوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی تھی جو تمہارے پہنچنے پر مار ڈالا گیا۔!"

"اور تم ہمارے ساتھ ہو گے....!" داراب نے حیرت سے پوچھا۔

"ظاہر ہے....!"

"ہماری بستی کے سارے افراد تمہیں پہچانتے ہیں....!"

عمران نے جیب سے ریڈی میڈ میک اپ نکالا اور ناک پر فٹ کر لیا یہ پتھ اس طرح ہوا کہ داراب نہ دیکھ سکا۔

"مجھے تو تم بھی نہیں پہچان سکتے.... بستی کے دوسرے افراد دور کی چیز ہیں....!"

"کیسی باتیں کر رہے ہو....!" داراب نے جھنجلا کر کہا۔ ساتھ ہی اس کی نظر بھی عمران کی

طرف اٹھ گئی.... اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"یہ.... یہ.... کک.... کیا ہو گیا....؟" وہ بالآخر ہکلایا تھا۔

"یہی ہوتا رہتا ہے میرے ساتھ... فی الحال یہیں رک کر اپنے لڑاکوں کے ذہن نشین کرا دو!"

"اچھا.... اچھا....!"

وہ رک گئے داراب کے سبھی ساتھی عمران کو عجیب نظروں سے دیکھے جا رہے تھے۔ پھر جب انہیں رکنے کی وجہ بتائی گئی تو دل کھول کر ہنسنے لگے تھے۔

اس طرح یہ طے پایا کہ صف شکن کی اصلیت کسی پر ظاہر نہ کی جائے گی اور وہ دوسروں کو عمران ہی کی کہی ہوئی بات بتائیں گے....!

داراب کی قیام گاہ پر پہنچ کر عمران لباس بھی تبدیل نہیں کرنے پایا تھا کہ کسی نے حجرے کے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے....؟" اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"داراب....!" باہر سے آواز آئی.... "نئی خبر ہے.... جلدی کرو....!"

"اچھا.... اچھا.... ذرا ٹھہرو....!"

اس نے تیزی سے لباس تبدیل کر کے دروازہ کھول دیا تھا۔

داراب سامنے کھڑا نظر آیا اور اس کے چہرے پر وحشت طاری تھی "پچھلی رات.... ہماری عدم موجودگی میں یہاں بھی وہی ہوا ہے....!" وہ بولا

"کیا ہوا ہے....؟"

"سردار شہباز کا ایک لڑاکا واپس آکر حجرہ نشین ہو گیا ہے کسی نے اسے آتے نہیں دیکھا۔ گھر والوں کو آج صبح معلوم ہوا کہ وہ گھر ہی میں موجود ہے اور رحبانی لڑاکوں کی طرح حجرہ نشین ہو گیا ہے۔ کسی کو شکل دکھانے پر تیار نہیں، کہتا ہے کہ اگر زبردستی کی گئی تو کسی کو مار ڈالے گا.... یا خودکشی کر لے گا۔!"

"مجھے اس کے گھر لے چلو....!"

"میں یہی کہنے والا تھا....!"

اس لڑاکے کا گھر زیادہ دور نہیں تھا۔ راستے میں عمران نے پوچھا۔

"دوسروں کے بارے میں کیا کہتا ہے....؟"

"بس اتنا ہی کہ وہ اسے چھوڑ بھاگے....!"

"شہباز سمیت....!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"عمران بدستور ریڈی میڈ میک اپ میں تھا اور اس کے جسم پر معزز شکرالیوں جیسا لباس بھی تھا۔!"

"اس لڑاکے کا نام کیا ہے۔؟" اس نے داراب سے پوچھا۔

"طربدار.... شہباز کا بہترین لڑاکا ہے....!"

"شادی شدہ ہے....؟"

"نہیں.... بوڑھے والدین کے ساتھ رہتا ہے....!"

وہ اس کے گھر پہنچے تھے۔ صدر دروازے کے سامنے خاصہ مجمع تھا۔ داراب کو دیکھ کر انہوں نے اسے آگے بڑھنے کے لئے راستہ دیا۔ پھر وہ دونوں اس حجرے تک جا پہنچے جہاں طربدار نے خود کو بند کر رکھا تھا ایک پاٹ کا دروازہ تھا جس میں کوئی جھری بھی نہیں تھی کہ جھانک کر اندر کا جائزہ لیا جا سکتا۔!

"او طربدار...! میں داراب ہوں... دروازہ کھول دو...!" داراب نے اونچی آواز میں کہا۔

"جاؤ.... بھاگ جاؤ.... دروازہ نہیں کھلے گا....!" اندر سے آواز آئی۔

"نہ کھول دروازہ.... لیکن میرے بھائی کی خیریت بتا دے....!"

"میں نہیں جانتا.... بھاگ جاؤ.... میں کچھ نہیں جانتا....!"

"کیا تو ہوش میں نہیں ہے....!"

"میں کچھ نہیں جانتا.... وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے....!"

"کیوں بکواس کرتا ہے.... شہباز تھا تیرے ساتھ.... جیالوں کا جیالا.... وہ تو موت کے فرشتے کے آگے بھی ڈٹ جائے گا۔!"

"بھگوڑے کے بھائی بھاگ جا....!" طربدار اندر سے حلق کے بل چیخا تھا۔ طربدار کا بوڑھا باپ جو قریب ہی کھڑا تھا گڑگڑانے لگا۔

"وہ پاگل ہو گیا ہے.... اس پر رحم کرو.... کیا تم نہیں جانتے کہ وہ سردار شہباز کے

جانثاروں میں سب سے آگے تھا۔!"

"تو پھر بتاتا کیوں نہیں جو کچھ پوچھ رہا ہوں....!"

"تم خاموش رہو....!" عمران نے داراب سے کہا اور بوڑھے سے بولا "رحبان کے گیارہ آدمی بیک وقت پاگل ہو گئے ہیں۔ تم نے سنا ہوگا۔!"

"ہاں.... ہاں.... سنا ہے بھائی۔!"

"تو پھر ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کیوں پاگل ہو گئے ہیں.... تاکہ بچاؤ کی کچھ سوچیں.... ورنہ پوری بستیاں اسی طرح پاگل ہو سکتی ہیں۔!"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا....!" بوڑھا دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھتا ہوا بولا۔

چند لمحے خاموشی رہی.... پھر عمران اونچی آواز میں بولا۔

"او طربدار....! میں تیرے لئے ایک پری زاد کا رشتہ لایا ہوں....!"

"بھاگ جاؤ.... ولد الحرام.... میرا مضحکہ مت اڑاؤ.... تم کون ہو؟" اندر سے آواز آئی۔

"میں کون ہوں.... یہ تم پوچھ رہے ہو.... پیارے پچھلے سال میں نے سرخسان میں تمہارا قرض ادا کر کے تمہاری جان چھڑائی تھی ورنہ وہ بقال تمہیں الٹا لٹکا دیتا۔!"

"او.... جھوٹے تو کون ہے.... میں تین سال سے سرخسان نہیں گیا۔!"

"کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے....؟" عمران نے آہستہ سے بوڑھے کو مخاطب کیا۔

"ہاں.... یہ تین سال سے سرخسان نہیں گیا۔!"

"اور تم اسے پاگل کہہ رہے ہو....؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "اس نے پورے ہوش و حواس کے ساتھ سردار شہباز کی توہین کی ہے۔!"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا....!"

"ہم دروازہ توڑ دیں گے....!" عمران دہاڑا۔

"تمہارے سینے چھلنی ہو جائیں گے.... تفنگچہ میرے ہاتھ میں ہے.... پوری چھ گولیاں اس میں موجود ہیں....!" اندر سے کہا گیا۔

داراب جھلا کر دروازے میں ٹکر مارنے کے لئے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عمران اسے روکتا ہوا بولا۔

"ٹھہر جاؤ! وہ جو کچھ کہہ رہا ہے کر گزرے گا....!"

"کیا تم نے سنا نہیں کہ شہباز کو بھگوڑا کہہ رہا ہے....!" داراب دانت پیس کر بولا۔

"سنو....! اگر تم نے مجھے اس معاملے میں ڈالا ہے تو وہی کرو جو میں کر رہا ہوں....!"

داراب جہاں تھا وہیں رک گیا۔ عمران چھت کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بولا۔ "یہاں سے بھیڑ ہٹا دو....!"

دو تین منٹ کے اندر اندر وہاں سناٹا چھا گیا۔ صرف طربدار کے والدین اور یہ دونوں رہ گئے تھے۔

دفعتاً عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "اچھا طربدار.... ہم جا رہے ہیں تین گھنٹے کی مہلت سمجھ لو.... اس کے بعد تمہیں ہر حال میں باہر نکل کر جواب دہی کرنی پڑے گی۔!"

"رب عظیم کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دو....!" اندر سے بھرائی ہوئی آواز آئی تھی۔

"ہم جا رہے ہیں.... لیکن مہلت صرف تین گھنٹے کی ہے۔!" عمران نے کہا لیکن اس کا جواب سننے کے لئے وہاں رکا نہیں تھا۔ باہر نکل کر اس نے داراب سے کہا۔ "چھت میں بہ آسانی اتنا سوراخ کر سکوں گا کہ اسے ایک نظر دیکھ لوں۔!"

"میں نہیں سمجھا....!" داراب نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"آخر وہ سامنے کیوں نہیں آنا چاہتا۔!"

"سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"تو پھر دیکھیں گے.... بوڑھے سے مشورہ کرو....!"

"وہ کبھی آمادہ نہ ہوگا.... اسے یقین ہے کہ طربدار گولیاں برسانا شروع کر دے گا۔ ورنہ وہ خود ہی دروازہ تڑوا دیتا۔!"

"تمہیں بھی یقین ہے کہ وہ فائرنگ شروع کر دے گا....!"

"مجھے یقین ہے.... اس کا لہجہ پہچانتا ہوں....!"

"تب تو چھت میں کیا جانے والا سوراخ بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے.... اچھی بات ہے.... واپس چلو کچھ اور سوچیں گے۔!"

"وہ بدبخت تو یہ بھی بتانے پر تیار نہیں کہ سردار شہباز کا ساتھ کہاں سے چھوٹا تھا۔!"

وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ طوفانی رفتار سے دوڑنے والے گھوڑے قریب ہوتے جا رہے تھے۔

عمران اور داراب رک گئے.... آبادی کی وسطی شاہراہ تھی۔

جلد ہی چھ سوار سامنے آگئے تھے.... سب سے آگے شہباز تھا۔

داراب نے دونوں ہاتھ اٹھا کر ہلائے تھے۔

"میرے بارے میں فی الحال خاموش ہی رہنا....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"کیا وہ واپس آگیا ہے.... طربدار؟" شہباز نے قریب پہنچ کر گھوڑا روکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں.... اور وہ حجرہ نشین ہو گیا ہے.... کہتا ہے دروازہ توڑا گیا تو گولیاں برسانا شروع کردوں گا۔!"

"اسے مت چھیڑو.... ہر ایک سے کہہ دو کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے.... رب عظیم کی یہی مرضی ہے....!" شہباز مغموم لہجے میں بولا تھا۔

داراب نے اسے حیرت سے دیکھا شہباز کے پانچوں لڑاکے بھی گھوڑوں سے اتر آئے تھے۔ ان کے چہرے ستے ہوئے تھے اور آنکھوں سے وحشت برس رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھ کر اچانک بیدار ہو گئے ہوں۔

شہباز گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اپنے گھر کی طرف مڑ گیا۔ اس نے عمران کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ داراب شہباز کے ساتھ چل رہا تھا۔

"وہ تمہیں بُرا بھلا اور بھگوڑا کہہ رہا تھا....!" داراب بولا۔

"ضرور کہہ رہا ہوگا....!" شہباز بولا اور داراب چلتے چلتے رک گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور وہ شہباز کو اس طرح دیکھے جا رہا تھا جیسے اچانک اس کے دم نکل آئی ہو۔!

"چلتے رہو....!" شہباز بولا۔ "سچی باتوں پر مجھے غصہ نہیں آتا۔!"

"تو تم واقعی اسے چھوڑ بھاگے تھے۔!"

"ہاں.... یہ حقیقت ہے....!"

"رب عظیم رحم فرمائے....!" داراب کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"گھر پہنچ کر شہباز نے لڑاکوں سے کہا تھا کہ وہ بھی اپنے اپنے گھروں کو جائیں اور طربدار کے سلسلے میں بالکل زبان بند رکھیں....!"

پھر اچانک اس کی نظر عمران پر پڑی تھی۔

"یہ کون ہے....؟" اس نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"مہمان....!"

"کیا تم اسے اچھی طرح جانتے ہو....!"

"بالکل اچھی طرح....!"

"میں نے تو اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا....!"

"تم اندر تو چلو....!"

شہباز کی آنکھوں میں اشتباہ کی جھلکیاں تھیں۔ عمران سر جھکائے ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

ایک بڑے کمرے میں پہنچ کر شہباز عمران کی طرف مڑا اور داراب سے بولا "اب بتاؤ یہ کون ہے۔!"

"رب عظیم نے اسے بھیجا ہے....!" داراب نے طویل سانس لے کر کہا۔

"داراب....!" شہباز سخت لہجے میں بولا۔ "یہ مذاق کا وقت نہیں ہے میں بہت پریشان ہوں۔!"

"تم کیوں پریشان ہو سردار....!" اس بار عمران بولا تھا۔

"شہباز چونک کر اسے نئے سرے سے گھورنے لگا تھا۔ پھر بڑبڑایا تھا" آواز تو کچھ جانی پہچانی سی لگتی ہے۔!"

عمران نے ریڈی میڈ میک اپ ناک پر سے ہٹا دیا۔

"صف شکن!" شہباز اچھل پڑا.... پھر اس بری طرح عمران سے چمٹا تھا کہ اس کا دم گھٹنے لگا۔

"واقعی رب عظیم نے تجھے بھیجا ہے۔ میرے بھائی.... میرے دوست میرے پیارے۔!" وہ کہہ رہا تھا "اب میں بہت خوش ہوں اب مجھے ذرہ برابر بھی پریشانی نہیں ہے.... سن رہا ہے داراب.... اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ رب عظیم ہم پر بلائیں نازل کرتا ہے تو صف شکن کو بھی بھیج دیتا ہے۔!"

"اپنی سانسیں درست کرو....!" عمران بولا۔ "خود کو سنبھالو.... باتیں بعد میں ہوں گی۔!"

"ضرور.... ضرور.... مگر تم کب آئے....؟"

"بس آگیا.... تمہاری پریشانی کھینچ لائی۔!"

"کیا تم جانتے ہو....؟"

"کسی حد تک.... داراب سے ملاقات کے بعد ہی کچھ معلوم ہوا ہے.... یہاں میری آمد لاعلمی میں ہوئی تھی۔!"

"کچھ بھی ہو.... اب مجھے یقین ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔!"

شہباز کی عجیب حالت تھی.... تھوڑی تھوڑی دیر بعد عمران سے لپٹ جاتا۔

"دیکھو دوست....! کہیں اب مجھے شرم نہ آنے لگے....!" عمران نے سچ مچ شرمیلے لہجے میں کہا اور شہباز اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "بالکل نہیں بدلے ہو....!"

"اب تمہاری حالت پہلے سے بہتر ہے.... لہٰذا کہانی سنی جاسکتی ہے۔ داراب سے داستان کا ابتدائی حصہ سن چکا ہوں۔!"

"میں رحبان تک پہنچ ہی نہیں سکا تھا....!" شہباز پر تفکر لہجے میں بولا۔ "میں نے اس عورت کی تلاش سے ابتداء کی تھی۔ سارے غار دیکھ ڈالے تھے۔ اسی دوران میں "وادی زلمیر" کا ایک نیا راستہ بھی دریافت کرلیا۔" وہ خاموش ہو کر داراب کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر اسی سے بولا۔ "ان غاروں میں سے ایک میں وہ راستہ پوشیدہ ہے لیکن میں اسے اپنی ہی ذات تک محدود رکھنا چاہتا ہوں۔!"

"کیا تمہارے لڑاکے اس سے واقف نہیں ہو سکے....؟" داراب نے پوچھا۔

"نہیں میں نے انہیں بھی نہیں بتایا۔ عام راستے سے انہیں "وادی زلمیر" میں لے گیا تھا۔!"

"وادی زلمیر میں کیوں لے گئے تھے....؟" داراب نے سوال کیا۔

"اسی عورت کی تلاش میں کیا تم ابھی تک نہیں سمجھے کہ وہ عورت اُسی پوشیدہ راستے سے گلترنگ تک پہنچی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ وادی زلمیر ہی سے آئی تھی....!"

"یہ وادی زلمیر کہاں ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"گلترنگ کے آگے.... بڑی خوب صورت وادی ہے صف شکن....!"

"تو پھر تم اس عورت کی تلاش میں وادی زلمیر گئے تھے۔!"

"لیکن وہاں بھی اس کا سراغ نہ مل سکا.... ویسے مجھے یہ نہ کہنا چاہئے کہ اس کا سراغ نہیں مل سکا۔!"

"کہہ بھی رہے ہو اور نہیں بھی....!"

"وادی کے ایک ہی حصے تک تلاش محدود رہی تھی....!"

"آگے کیوں نہیں بڑھے۔!"

"وہی بتانے جارہا ہوں....!"

"نہیں پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے رحبان جاکر اس کے بیان کی تصدیق کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی....؟" عمران بولا۔

"اگر وادی زلمیر کا پوشیدہ راستہ اتفاقاً دریافت نہ ہو گیا ہوتا تو رحبان ہی جاتا۔ میں نے سوچا کہ پہلے اس عورت ہی کو تلاش کیا جائے جو شہداد کی بیوی نہیں تھی۔!"

"میں نے تصدیق کرلی ہے....!" داراب نے شہباز سے کہا۔ "وہ لوگ طربدار ہی کی طرح حجرہ نشین ہو گئے ہیں۔!"

"ضرور ہو گئے ہوں گے.... اگر مجھ پر بھی وہی گزرتی تو میں بھی کسی کو اپنی شکل نہ دکھاتا۔ اب تم خاموش رہ کر یہ کہانی سنو.... ہاں تو ہم نے وادی زلمیر میں ایک جگہ ڈیرہ ڈال دیا۔ ہم ایک ایک کر کے الگ الگ راستوں پر ہو لیتے اور اسے تلاش کرتے رہتے اور شام ہوتے ہی ڈیرے پر واپس آجاتے.... ایک شام طربدار واپس آیا تو بخار میں بھن رہا تھا۔ ساری رات اسے تیز بخار رہا اور دوسری صبح اچانک وہ چیخنے لگا۔ ہم سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کا جسم اینٹھ رہا تھا اور کیا بتاؤں....! اس کے جسم کے سارے رونگٹے حیرت انگیز طور پر بڑھ رہے تھے ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ آدمی سے بن مانس بن گیا۔ ایک ایک بالشت لمبے بال اور آنکھوں کو چھوڑ کر پورا چہرہ بھی بالوں سے ڈھک گیا اور تشنجی کیفیت کے دوران میں کپڑے تو اس نے پہلے ہی اتار ڈالے تھے۔ بالکل برہنہ ہو گیا تھا۔ صف شکن، مجھے اس طرح نہ دیکھو.... ہم شکرالی پہاڑوں سے ٹکرا جائیں گے لیکن آسمانی بلاؤں سے بہت ڈرتے ہیں۔ میری جگہ اگر وہ خود ہوتا تو خود بھی مجھے اسی حال میں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوتا۔!"

"تو اس لئے وہ تمہیں بھگوڑا کہہ رہا تھا۔!" عمران بولا۔

"ہاں.... ہم میں سے پھر کوئی وہاں نہیں رکا تھا۔ ہم اسے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ رب عظیم ہی جانے کہ وہ سب کچھ اچانک کس طرح ہو گیا تھا۔ میں اس کی اطلاع بڑے عابد کو دے آیا

ہوں۔!"

"اس نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ اس دن وادی میں کس طرف گیا تھا۔!"

"جب وہ واپس آیا تھا.... تو بخار کی شدت کی وجہ سے اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی اور بعد کے حالات.... کیا بتاؤں.... میں سخت شرمندہ ہوں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"وہ کچھ بتانے پر تیار ہی نہیں....!" داراب نے کہا۔

"کیا رحبان کے گیارہ آدمی بھی اپنے سفر کے دوران میں وادی زلمیر سے گزرے ہوں گے....؟" عمران نے سوال کیا۔

"یقیناً گزرے ہوں گے.... ہم وادی زلمیر ہی سے گزر کر زرد ریگستان میں داخل ہوتے ہیں۔!" عمران کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

تین گھنٹے بعد عمران داراب سمیت پھر طربدار کے گھر جا دھمکا تھا۔ اس سے قبل شہباز کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ اپنے گھر ہی تک محدود رہے اور ان لڑاکوں کی زبان بند کر دے جو طربدار کے احوال سے واقف تھے۔

"آخر تم کیا کرو گے....!" داراب بولا۔ "وہ کچھ نہیں سنے گا۔!"

"بس دیکھتے جاؤ....!"

طربدار کا بوڑھا باپ بہت پریشان تھا اور اس بار اس نے عمران کو بڑے غور سے دیکھا تھا۔ اس نے اپنی اسکیم یکسر بدل دی تھی اب میک اپ میں نہیں تھا۔

"تت.... تم....!" بوڑھا ہکلایا۔

"ہاں.... میں صف شکن ہوں.... تم مجھے بھولے نہ ہو گے....!"

"رب عظیم کی قسم تمہیں تو کوئی دوغلا کتا ہی بھلا سکے گا۔ تم ہمارے محسن ہو۔!"

"اچھا آؤ.... میرے ساتھ.... اب میں کوشش کروں گا کہ طربدار راہ راست پر آ جائے مجھے معلوم ہے کہ وہ کیوں حجرہ نشین ہوا ہے۔!"

"تم جانتے ہو....!"

"ہاں.... اور میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اس وبا کو شکرال میں نہیں پھیلنے دوں گا۔ تم نے رحبان کے گیارہ آدمیوں کے بارے میں سنا ہی ہو گا۔!"

"اسی لئے تو مجھے زیادہ تشویش ہے....!"

"فکر مت کرو.... سب ٹھیک ہو جائے گا....!"

وہ تینوں حجرے کے دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ طربدار نے اندر سے چیخنا شروع کر دیا۔ "بھاگ جاؤ.... چلے جاؤ.... ورنہ گولی مار دوں گا۔"

"بدبخت....! تو جانتا ہے کہ کون آیا ہے....!" بوڑھا غصیلے لہجے میں بولا۔

"سب جانتا ہوں.... وہی بھگوڑا ہو گا....!"

"میں صف شکن ہوں طربدار....!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"کک.... کون صف شکن....!"

"کیا تم کسی دوسرے صف شکن سے بھی واقف ہو....!"

اندر خاموشی ہی رہی اور عمران کہتا رہا۔ "فرنگیوں سے تمہیں کس نے نجات دلائی۔ اب پھر شکرال کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ رب عظیم کا نام اونچا ہے....!" اندر سے سسکیاں اور ہچکیاں سنائی دینے لگی تھیں۔ شائد طربدار رو پڑا تھا۔

"اگر شہباز تمہاری جگہ ہوتا اور تم شہباز کی جگہ ہوتے تو صورت حال کیا ہوتی، اس پر بھی غور کرو.... آدمی توپ کے دہانے میں سر دے سکتا ہے لیکن آسمانی بلاؤں کے سامنے تو کوئی بھی نہیں ٹھہر سکتا۔!"

"لیکن اب میرا کیا ہو گا.... شاید وہ واپس آ گیا ہے اور اس نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے....!" اندر سے گلوگیر سی آواز آئی۔

"مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے.... اس لئے کہہ رہا ہوں کہ خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرو.... میں نے تمہارے ساتھیوں اور شہباز کو تاکید کر دی ہے کہ تمہارے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائیں کیا اب تم صرف مجھے اندر آنے دو گے....!"

"اور کون ہے دروازے کے قریب....؟"

"داراب اور تمہارا باپ....!"

"انہیں یہاں سے ہٹادو.... میں تمہیں اندر آنے دوں گا۔!"

"شکریہ طربدار....!"

"کہیں یہ بلا تمہیں بھی نہ چمٹ جائے....!"

"تم اس کی فکر نہ کرو.... میرے بازو پر نقش سلیمانی بندھا ہوا ہے۔!"

"پھر سوچ لو....!"

"اگر بلا چمٹ بھی گئی تو مجھے تم سے شکوہ نہ ہوگا۔!"

"اچھی بات ہے.... دوسروں کو ہٹاؤ....!"

عمران نے ان دونوں کو چلے جانے کا اشارہ کیا... انہوں نے چپ چاپ تعمیل کی تھی۔

"اب دروازہ کھول دو....!"

"آجاؤ....!" آواز آئی اور تھوڑا سا دروازہ کھلا.... عمران نے اندر داخل ہو کر دروازہ دوبارہ بند کر دیا تھا۔

سامنے جو شے نظر آئی وہ کسی ریچھ سے بھی زیادہ گھنے بالوں والی مخلوق تھی سارے جسم پر بال ہی بال تھے صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں.... سرخ سرخ خوف ناک آنکھیں....!

"دیکھو.... مجھے دیکھو....!" وہ کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"میں دیکھ رہا ہوں....!" عمران نے کہا۔ ویسے اس کے سارے جسم میں ٹھنڈی لہریں دوڑ رہی تھیں۔

"کیا میں اس قابل رہ گیا ہوں کسی کے سامنے آسکوں....!"

"ہرگز نہیں.... لیکن ذہنی طور پر تم ٹھیک ہو....!"

"یہ درست ہے میں سب کچھ سوچ سکتا ہوں لیکن اب میرا کیا ہوگا۔!"

"تم پھر اپنی اصلی حالت پر آجاؤ گے.... لیکن اس کے لئے تمہیں مجھ سے پورا پورا تعاون کرنا پڑے گا۔!"

"جو کچھ بھی کہو اس کے لئے تیار ہوں....!"

"پہلے میں اس کی وجہ معلوم کروں گا۔ پھر تمہارا علاج بھی ہو جائے گا۔!"

"وجہ کس طرح معلوم کرو گے.... جبکہ خود مجھے بھی نہیں معلوم....!"

"بخار تمہیں کس طرح ہوا تھا.... اور وادی میں کس جگہ ہوا تھا....؟"

"جگہ کا نام مجھے نہیں معلوم.... گھنا جنگل ہے.... وہاں آبادی تو ہے نہیں کہ جگہوں کے نام رکھے جاتے۔!"

"ٹھیک ہے!" عمران نے کہا۔ "بہر حال بخار ہونے سے قبل تم نے کیا محسوس کیا تھا....؟"

"شائد میں بے ہوش ہو گیا تھا....!"

"وہ کس طرح....؟"

"ایک جگہ گھوڑے سے اتر کر آرام کرنے لگا تھا کہ اچانک مجھ پر غشی سی طاری ہونے لگی... میں اپنے ذہن سے لڑتا رہا لیکن خود پر قابو پانے میں کامیاب نہ ہو سکا.... دوبارہ ہوش میں آیا تو بخار محسوس کیا تھا اور میرا داہنا بازو درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ پھر کس طرح ڈیرے پر پہنچا تھا....!"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا پھر بولا۔ "کیا تم نے بے ہوش ہونے سے قبل اپنے آس پاس کسی کو دیکھا بھی تھا۔!"

"کسی کو بھی نہیں....!"

"کسی قسم کی بو محسوس کی تھی....؟"

"بو.... بو.... ہاں شاید.... ٹھہرو مجھے سوچنے دو....!"

وہ خاموش ہو گیا پھر کچھ دیر بعد بولا۔ "ہاں شائد.... یاد آگیا.... میں نے عجیب قسم کی میٹھی میٹھی سی بو محسوس کی تھی اور اندازہ لگانے کے لئے کہ وہ کس چیز کی بو ہو سکتی ہے گہری گہری سانسیں بھی لی تھیں اور پھر خود پر قابو پانے کی کوشش کے باوجود بھی بیہوش ہو گیا تھا۔!"

"میں سمجھ گیا....!"

"کیا سمجھ گئے....؟"

"تمہارا علاج ہو جائے گا.... بس جس طرح آئے تھے آج رات کو میرے ساتھ چپ چاپ نکل چلو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔!"

"کہاں....؟"

"وہیں.... جہاں تم بے ہوش ہوئے تھے....!"

"نہیں صف شکن میں اب وہاں جانے کی جرأت نہیں کر سکتا....!"

"فکر نہ کرو..اب کے تمہارے سر پر سینگ نہیں نکلیں گے۔ شہباز بھی ہوگا ہمارے ساتھ!"

"میرے دل میں اس کے لئے کدورت کے علاوہ اور کچھ نہیں....!"

"دیکھو وہ مجبور تھا.... تم سبھی آسمانی بلاؤں سے ڈرتے ہو....!"

"کیا تم نہیں ڈرتے....؟"

"کیوں کہ میں خود ایک آسمانی بلا ہوں میرے والدین یہی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا میرے لئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔!"

"تم آؤ گے رات کو....؟"

"ضرور آؤں گا....!"

"اصطبل میں چلے آنا وہیں ملوں گا....!"

"ایک بار پھر تمہیں یقین دلادوں کہ ہم ایسے ہی اوقات میں سفر کریں گے جب کسی کی نظر تم پر پڑنے کا امکان نہ ہوگا۔!"

"تم قول کے پکے ہو.... میں جانتا ہوں کسی نہ کسی طرح میرے باپ کو بھی سمجھانے کی کوشش کرنا کہ دروازہ کھولنے کی ضد نہ کرے۔!"

"میں دیکھوں گا.... اچھا اب میں چلا....!"

وہ باہر نکلا تھا اور طربدار نے دوبارہ دروازہ بند کر کے کنڈی چڑھادی تھی۔

عمران کو دیکھ کر بوڑھا اس کی طرف دوڑا تھا اور عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اسے وہم کی بیماری ہوگئی ہے۔ ویسے بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ کہتا ہے میں شیشے کا ہوگیا ہوں مجھے ہاتھ نہ لگانا باہر نہیں نکلوں گا۔ اگر کسی بچے نے پتھر ماردیا تو ٹوٹ پھوٹ جاؤں گا۔"

"رب عظیم رحم فرمائے....!" بوڑھا کراہا۔

"بس تم اسے چھیڑو مت.... اسی طرح بند رہنے دو۔ میں اس کا علاج کردوں گا۔!"

داراب خاموش تھا.... گھر کی طرف واپسی پر اس نے پوچھا۔

"تم نے کیا دیکھا....؟"

"وہی جو شہباز کی زبانی پہلے ہی سن چکا تھا۔!"

پھر داراب خاموش ہوگیا.... اس بار وہ عمران کے ساتھ شہباز کے پاس نہیں گیا تھا۔

عمران نے شہباز کو بتایا کہ اس نے کس طرح طربدار کو قریب سے دیکھا تھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" شہباز بڑبڑایا۔

"جو کچھ بھی ہو یہ کوئی آسمانی بلا نہیں ہے۔!"

"پھر کیا ہے....!"

"کیا تمہیں غاروں کا وہ بھکاری یاد نہیں جس کی بد دعاؤں سے لوگ اپنے بستروں پر مرجایا کرتے تھے۔ تم نے اسے آسمانی موت سمجھنے سے انکار کردیا تھا۔ اس نے تمہیں بھی بد دعا دی تھی۔ لیکن تم اس رات بستر پر نہیں سوئے بلکہ رات بستر کی بجائے گھوڑے کی پشت پر گزاری تھی اور تم نہیں مرے تھے....!"

"وہ اور بات تھی صف شکن....! انہیں چپکے سے زہر دیا جاتا تھا اور وہ سوتے میں مرجاتے تھے.... لیکن.... لیکن اسے تو میں نے خود دیکھا ہے اس کا جسم اینٹھ رہا تھا اور بال بڑھ رہے تھے آس پاس کوئی بھی ایسا آدمی نہیں تھا جس پر شبہ کیا جاسکتا تھا کہ اس نے کچھ کردیا ہے۔!"

"تسلیم....! لیکن پھر وہ عورت کیا چاہتی تھی.... اس نے خود کو شہداد کی بیوی ظاہر کر کے رحبان کے گیارہ آدمیوں کا راز افشاء کرنے کی کوشش کیوں کی....!"

"بالکل سمجھ میں نہیں آتا....!"

"اچھا تو پھر سمجھنے کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دو.... اور جو کچھ میں کہوں کرتے رہو....!"

"کہو کیا کہتے ہو....؟"

"میں نے طربدار کو اپنے ساتھ چلنے پر رضامند کرلیا ہے....!"

"کہاں چلنے پر رضامند کرلیا ہے....؟"

"وہیں.... جہاں وہ بیہوش ہوا تھا....!"

"اچھا تو پھر....؟"

"تم بھی چلو گے.... ہم یہاں سے رات کو روانہ ہوں گے.... اس طرح کہ طربدار کو بستی کا کوئی آدمی نہ دیکھ سکے.... رات ہی رات ہم گلترنگ پہنچیں گے اور تم غاروں والا وہی پوشیدہ راستہ اختیار کروگے جو تم نے حال ہی میں دریافت کیا ہے....!"

"وہ تو میں کسی کو بھی نہیں بتانا چاہتا....!"

"تو پھر ہمیں شائد ایک لمبا سفر کرنا پڑے اور کسی نہ کسی کی نظر طربدار پر پڑ ہی جائے۔!"

"آخر وہاں جاکر ہم کیا کریں گے....!" شہباز بولا۔

"ان لوگوں سے نپٹیں گے جوان حرکتوں کے ذمہ دار ہیں....!"

شہباز نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "صف شکن ہوا سے لڑے گا....!"

"یقین کرو کہ اس فتنے کے پیچھے کوئی انسانی ذہن ہے....!"

"آخر کیوں....؟"

"کوئی ان شکرالیوں میں ہراس پھیلانا چاہتا ہے جو وادی زلمیر سے گزرتے رہتے ہیں۔!"

"یقین نہیں آتا....!"

"اگر اس اجنبی عورت کا معاملہ سامنے نہ ہوتا تو مجھے بھی مشکل ہی سے یقین آتا۔!"

شہباز کچھ نہ بولا۔!

"صف شکن بحث نہ کرو.... اچھی بات ہے ہم وہی راستہ اختیار کریں گے۔ لیکن اگر میں اور تم بھی طربدار ہی کی طرح ہو گئے تو کیا ہوگا۔!"

"بستی کے لوگ دوسرا سردار منتخب کرلیں گے اور میرے باپ کو بے حد خوشی ہوگی کیونکہ اس نے مجھے آج تک آدمی نہیں سمجھا۔ اب تک مارنے کو دوڑتا رہتا ہے....!"

"تم نہیں مانو گے....!"

"ہرگز نہیں....! میں وادی زلمیر کا سفر ضرور کروں گا....!"

"اچھی بات ہے وہی ہوگا جو تم کہہ رہے ہو.... کیا آج ہی رات کو روانگی ہوگی....؟"

"پہلے یہی سوچا تھا....!" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔ "لیکن اب اسکیم میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی پڑے گی۔ تم یہیں میرے منتظر رہو میں ذرا طربدار کو مطلع کر آؤں کہ آج رات میرا انتظار نہ کرے۔

اور پھر عمران کی مصروفیت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اس نے شہباز سے بڑے بالوں والی کھالیں طلب کی تھیں اور مکان کے ایک ایسے گوشے میں کام ہو رہا تھا جہاں شہباز کے علاوہ

کوئی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔

"آخر تم یہ کیا کر رہے ہو....؟" شہباز نے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ جب ہم سفر پر روانہ ہوں تو ہم میں اور طربدار میں کوئی فرق نہ رہے۔!"

"یعنی کہ....؟"

"ہاں....! سیاہ رنگ کی بڑے بالوں والی کھالیں ہمارے کام آئیں گی۔!"

"میں بن مانس نہیں بن سکتا....!"

"خوش ہو جاؤ گے.... اس طرح منڈھوں گا یہ کھالیں تمہارے جسم پر کہ... تم میں اور طربدار میں کوئی فرق نہ ہوگا۔!"

"میں خوش ہو جاؤں گا....!" شہباز آنکھیں نکال کر بولا۔

"نہ بخار.. نہ جسم کی اینٹھن... مفت میں بن بیٹھے بن مانس.. کیا یہ خوشی کی بات نہ ہوگی۔!"

"تم کرنا کیا چاہتے ہو....؟"

"صرف اتنی سی تدبیر کہ ہم سچ مچ بن مانس نہ بن جائیں۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"اگر ہم آدمیوں کی شکل میں وہاں گئے تو سچ مچ بن مانس ہی بننا پڑے گا۔!"

"صاف صاف کہو....!"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ نہ یہ کوئی بیماری ہے اور نہ آسمانی بلا.... طربدار کے بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے اسے بیہوش کیا گیا پھر بازو میں کسی قسم کا انجکشن لگایا گیا تھا۔!"

"تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اسی انجکشن کے اثر سے وہ بن مانس بن گیا....!"

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا ہوں.... تمہارا دل چاہے تو رحبان جاکر گیارہ آدمیوں سے تصدیق کرلو... وہی کہانی سنائیں گے جو طربدار سنا چکا ہے۔!"

شہباز کچھ نہ بولا... کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

عمران اپنا کام کرتا رہا.... تھوڑی تھوڑی دیر بعد شہباز کے جسم کے مختلف حصوں کی ناپ بھی لیتا جا رہا تھا۔

"تو پھر میں جاؤں رحبان...؟" شہباز نے بڑے سوچ بچار کے بعد سوال کیا۔

"کیوں خواہ مخواہ خود کو تھکاؤ گے.... اور ویسے بھی اب انہیں نہ چھیڑو....!"

"تم کبھی کچھ کہتے ہو..... کبھی کچھ....!"

"وہ تو میں نے اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن اسے غلط نہ سمجھو... انہیں بھی ویسے ہی حالات سے گزرنا پڑا ہوگا جن سے طرب دار گزرا تھا۔ شہباز کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ کچھ دنوں کے لئے وادی زلمیر میں داخلے پر پابندی لگادی جائے۔!"

"یہ شکرال کے باشندوں کے بنیادی حقوق کا معاملہ ہے۔ اس میں بڑے عابد کے علاوہ کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتا۔!"

"تو بڑے عابد ہی سے حکم جاری کرادو....!"

"میں کوشش کروں گا....!"

"آج ہی.... بلکہ ابھی چلے جاؤ.... لیکن دھیان رہے کہ ہم تینوں کو بہر حال وادی زلمیر میں داخل ہونا ہے۔!"

"بھلا کیسے ممکن ہے.... حکم کی پابندی سب پر لازم آئے گی۔!"

"تم بڑے عابد کو سمجھا سکو گے کہ میں کیا چاہتا ہوں.... تم نے انہیں طربدار کی بپتا سے آگاہ کر دیا ہوگا.... لیکن اس کی ممکنہ وجہ تو نہ بتائی ہوگی۔!"

"کیسے بتاتا.... وہ تو اب تم بتا رہے ہو....!"

"جاؤ کوشش کرو.... انہیں سب کچھ بتا دینا....!"

"اچھی بات ہے.... میں جا رہا ہوں.... کیا تم نے طربدار کو بتا دیا ہے کہ ہم دونوں کس حلیے میں اس کے ساتھ سفر کریں گے....!"

"نہیں.... ابھی نہیں بتایا.... اور نہ بتانے کی ضرورت سمجھتا ہوں.... وہ خود ہی دیکھ لے گا وقت آنے پر....!"

آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر شہباز تنہا گلترنگ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

عمران سکون کے ساتھ کام کرتا رہا۔ شہباز سب کو ہدایت کر گیا تھا کہ کوئی بھی صف شکن سے ملنے کی کوشش نہ کرے۔ داراب بھی مکان کے اس حصے میں قدم نہیں رکھ سکتا تھا جہاں عمران کام کر رہا تھا۔

رات گئے شہباز کی واپسی ہوئی تھی اور اس نے عمران کو خوش خبری سنائی تھی کہ بڑے عابد نے نہ صرف اس کی تجویز سے اتفاق کیا ہے بلکہ اس مہم کی کامیابی کے لئے دعا کرنے کا بھی وعدہ کیا ہے۔!

"تمہارا "جامہ حیوانیت" تیار ہو گیا ہے" عمران نے کہا۔ "اگر بہت زیادہ تھک نہ گئے ہو تو ابھی پہن کر دیکھ لو....!"

"اور تمہارا....؟"

"میرا بھی کل شام تک تیار ہو جائے گا.... اور پھر رات ہی کو یہاں سے کھسک لیں گے.... طربدار بہت بے چین ہے۔!"

"سفر کے لئے....؟"

"ہاں حجرے میں اس کا دم گھٹ رہا ہے.... تازہ ہوا چاہتا ہے۔!"

عمران نے تھوڑی ہی دیر میں شہباز کو بن مانس بنا دیا۔

"کپڑے پہننے کی ضرورت ہی نہیں....!" شہباز خوش ہو کر بولا۔

"آنکھوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا....!"

"طربدار چکرا کر رہ جائے گا....!"

"اگر گھوڑے بھڑ کے تو....؟"

"تمہارا گھوڑا تمہاری بو سے مانوس ہے.... طربدار کو اس کا گھوڑا ہی بستی تک لایا تھا.... میری البتہ شامت آسکتی ہے۔!"

"اگر تمہارا گھوڑا بے قابو ہو گیا تو....؟"

"دیکھا جائے گا.... ویسے تم اسی وقت اس گھوڑے سے میری ملاقات کرا دو جو میری سواری میں رہے گا۔!"

"گھوڑا تو وہ بھی میرے ہی اصطبل میں موجود ہے جس پر تم سرحدی بستی سے آئے تھے۔!"

"کسی قدر جان پہچان والا ہی مناسب رہے گا میرے لئے....!"

دوسرے دن عمران نے اپنا "جامہ حیوانیت" بھی تیار کر لیا تھا اور طربدار کو مطلع کر دیا تھا کہ رات کو روانگی کے لئے تیار رہے۔

شائد دو بجے تھے جب دو قد آور بن مانس شہباز کے اصطبل میں داخل ہوئے تھے گھوڑوں کے سموں پر گدی دار چرمی جرابیں چڑھائی گئی تھیں اور رات کے اندھیرے میں وہ گھوڑوں سمیت باہر نکلے تھے۔

طربدار اپنے اصطبل میں ان کا منتظر تھا۔ اندھیرے میں شائد یہی سمجھا تھا کہ انہوں نے سیا رنگ کے لباس شبری پہن رکھے تھے لیکن پھر جیسے ہی وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر کھلے آسمان کے نیچے تاروں کی چھاؤں میں آئے تھے۔ طربدار خوف زدہ سی آواز میں بولا تھا۔ "تت.... تم کون ہو؟"

"صف شکن اور شہباز....!" عمران نے جواب دیا۔

"تت.... تو.... تم بھی....!"

"ہاں.... ہم بھی.... تمہارے برابر ہی کھڑے ہوگئے ہیں۔!"

"یہ کیسے ہوا سردار....؟"

"صف شکن سے پوچھو....!"

"بس ہوگیا.... تم اس کی فکر نہ کرو....!" عمران بولا۔

بستی سے نکلتے ہی گھوڑوں کی رفتار تیز ہوگئی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد انہوں نے گھوڑوں کے سموں سے چرمی خول بھی اتار دیئے تاکہ راستہ مزید تیز رفتاری سے طے کیا جاسکے بہر حال اجالا پھیلنے سے پہلے ہی وہ گلترنگ کے غاروں کے قریب پہنچ گئے تھے۔

شہباز نے اس مخصوص غار کی طرف ان کی رہنمائی کی جس کے کسی پوشیدہ راستے سے گزر کر وہ وادی زلمیر میں داخل ہو سکتے تھے۔

"ہم کچھ دیر یہیں آرام کریں گے....!" شہباز بولا۔

"اور ناشتہ بھی کریں گے، اگر کسی نے ہمیں.... چائے بناتے اور روٹی سینکتے دیکھ لیا تو بے ہوش ہو جائے گا۔!" عمران نے کہا۔

انہوں نے ایک جگہ آگ جلائی تھی اور سفری تھیلوں سے ناشتے کا سامان نکالنے لگے تھے۔

طربدار خاموش تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے منہ میں زبان ہی نہ رکھتا ہو۔ کچھ دیر بعد عمران نے اسے چھیڑا تھا۔

"ہمیں بھی اب آدمی نہ سمجھو....! بے تکلفی سے گفتگو کر سکتے ہو۔

وہ طویل سانس لے کر بولا۔ "کاش زبان بھی چھن گئی ہوتی.... لیکن میں تو آدمیوں کی طرح سوچ بھی سکتا ہوں۔!"

"آج کے سارے جانور یہی سمجھتے ہیں کہ وہ آدمی ہیں۔!"

"میں کیا بولوں.... میرے پاس بولنے کے لئے کیا رہ گیا ہے۔!"

"تن کے کپڑوں کے علاوہ اور کیا نہیں ہے۔ تمہارے پاس ناشکری نہ کرو طربدار....!"

دفعتاً طربدار زور سے ہنس پڑا اور بولا۔ "ہاں اب صرف پیٹ ہی کی فکر رہے گی.... لیکن فکر کیسی.... اب کوئی آدمی مجھے گھاس کھاتے دیکھ کر قہقہے نہیں لگا سکے گا۔!"

"بالوں کے ساتھ عقل بھی بڑھی ہے تمہاری۔!"

"تم بتاؤ.... کہ تم دونوں اس حال کو کیسے پہنچے۔!"

"نہ بخار آیا.... نہ اینٹھن ہوئی.... شہباز کو بیٹھا یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے شادی کر لینی چاہئے.... یہ نہیں نہیں کر رہا تھا اور میں مصر تھا کہ اچانک دونوں کے بال بڑھنے شروع ہوگئے۔!"

"کیا یہ سچ ہے سردار....؟" طربدار نے شہباز سے پوچھا۔

"صف شکن اگر جھوٹ بھی بول رہا ہو تو میں اسے سچ سمجھوں گا۔!"

"آہا.... ایک خیال.... بالکل نیا خیال....!" عمران اچھل پڑا۔

شہباز اور طربدار دونوں ہی اس طرف متوجہ ہوگئے.... عمران طربدار کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اچھی طرح یاد کر کے بتاؤ.... جب تم وادی زلمیر میں بیہوش ہوئے تھے تو اس سے پہلے کسی عورت کے بارے میں تو نہیں سوچ رہے تھے۔!"

"کیوں نہیں سوچ رہا تھا.... اسی عورت کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کی تلاش تھی۔!"

"خدا کی پناہ....! اب میں سمجھا....!"

"کیا سمجھے....؟" شہباز اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کچھ ایسی ہوا چل رہی ہے آج کل کہ عورت کا خیال آتے ہی آدمی جانور بن جاتا ہے۔!"

"رب عظیم ہی جانے....!" طربدار نے کہا۔

"اب یہ ہوگا کہ لوگ جانور بن بن کر وادی زلمیر کا رخ کرتے رہیں گے۔!"

"تم ایسی فضول باتیں کیوں کر رہے ہو۔ صف شکن....!" شہباز بولا۔

"خود جانور بن جانے کے بعد مجھے آدمیوں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔!"

شہباز الاؤ کو مشتعل کرنے لگا تھا۔ آگ کے گرد بیٹھے ہوئے یہ تینوں لاکھوں سال پہلے کے غاروں میں رہنے والے "دوپایوں" سے مختلف نہیں لگ رہے تھے۔

"ہم کیسے لگ رہے ہیں....؟" دفعتاً طربدار بولا اور زور زور سے ہنسنے لگا۔

"دیکھو....! باہر نکل آنے سے یہ فائدہ ہوا ہے.... تم اپنی فطری خوش مزاجی کی طرف لوٹ آئے ہو۔!" عمران نے کہا۔ "حجرے میں کس قدر چڑچڑے ہو گئے تھے۔!"

"صف شکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں اپنے جانور ہو جانے پر ذرہ برابر بھی تشویش نہیں ہے۔!"

"اپنے آدمی ہونے پر کب خوش تھا کہ جانور بن جانے پر تشویش ہوگی۔!"

"واقعی تم عجیب ہو۔!"

وادی زلمیر میں پہنچ کر بھی وہ گھوڑوں کی پشت ہی پر رہے عمران ان دونوں کو نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا اور ہر وقت چوکنا رہتا تھا۔

وہ اس جگہ بھی ٹھہرے تھے جہاں طربدار بیہوش ہوا تھا لیکن کوئی نیا واقعہ پیش نہ آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں پہلے کبھی کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

عمران چیخ چیخ کر ان ان دیکھے ہاتھوں کو للکار رہا تھا جو آدمیوں کو جانور بنا دینے کے ذمہ دار تھے۔ لیکن اس کی للکار کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔

وادی میں بھٹکتے ہوئے یہ تیسرا دن تھا اور شہباز نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ صف شکن غلطی پر ہے۔

"میں غلطی پر نہیں ہوں....!" عمران بولا۔

"تو پھر.... ہم بیہوش کیوں نہیں ہوئے....!"

"اگر ہم آدمی ہوتے تو ہمیں بیہوش کرنے کی کوشش ضرور کی گئی ہوتی۔!"

"یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ ہم دونوں تو آدمی ہی ہیں....!" شہباز آہستہ سے بولا۔ طربدار سے کسی قدر دور تھا۔

"اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کوئی مافوق الفطرت ہستی نہیں ہے جو ان واقعات کی ذمہ دار ہے۔ وہ شائد ہمیں ان گیارہ افراد میں سے سمجھ رہی ہے جو رحبان میں حجرہ نشین ہیں۔!"

"تمہاری یہ بات ماننے کو دل نہیں چاہتا۔!"

"اچھی بات ہے آج رات تم اپنی کھال اتار دو.... تھیلے سے اپنے کپڑے نکال کر پہنو اور چپ چاپ ڈیرے سے نکل جاؤ.... پھر اگر بخار چڑھائے بغیر واپس آ گئے تو تم سے متفق ہو جاؤں گا.... تسلیم کر لوں گا کہ یہ کوئی آسمانی بلا ہے۔!"

"میں یہی کروں گا....!" شہباز غصیلے لہجے میں بولا۔

"پھر میں ایک بڑا سا استرہ بنواؤں گا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اور روزانہ نیچے سے اوپر تک تمہارا سارا شیو کر کے رکھ دیا کروں گا۔!"

شہباز کچھ نہ بولا۔ اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ غصہ ضبط کرنے کے سلسلے میں اس کی یہی کیفیت ہوتی تھی۔

وہ ڈیرے پر پہنچے تھے اور تیر کمان سے شکار کئے ہوئے خرگوشوں سے رات کی غذا تیار کرنے کا انتظام کرنے لگے تھے۔ شکار پر کارتوس نہیں ضائع کرنا چاہتے تھے اس لئے تیر اور کمان ہی کے استعمال کی ٹھہری تھی۔

"کیوں نہ ہم اب مستقل طور پر یہیں رہ پڑیں....!" طربدار بولا۔ "بستیوں میں رہنے کے قابل تو رہے نہیں۔!"

"وہ عورت یہی چاہتی تھی طربدار....!" عمران بولا۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"رحبان کے گیارہ آدمی حجرہ نشین ہو گئے تھے.... کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان پر کیا گزری.... وہ عورت رحبان کے سردار کی بیوی بن کر بڑے عابد کے پاس پہنچ گئی۔ اس طرح پورے شکرال کی توجہ مبذول ہو گئی.... مقصد یہی تھا کہ انہیں حجروں سے نکل آنے پر مجبور کیا جائے.... اور وہ بالآخر پھر وادی زلمیر ہی کی طرف نکل بھاگیں.... وادی زلمیر.... اس لئے کہ غاروں میں چھپ کر انہیں بھوکا مرنا پڑتا اور خود رو پھلوں کے درخت بھی بکثرت ہیں.... یہاں وہ لوگوں کی نظروں سے چھپے بھی رہ سکتے ہیں۔ تم دیکھ لینا کہ وہ گیارہ حیوان نما آدمی بھی ایک دن

ادھر ہی آئیں گے۔!"

"تمہاری بات دل کو لگتی ہے....!" طربدار بولا۔

"میرے دل کو نہیں لگتی....!" شہباز بھنا کر بولا۔

"تمہاری مرضی....!"

رات کو سونے سے قبل عمران شہباز کو الگ لے جا کر بولا تھا۔ "سنو وہ حماقت نہ کر بیٹھنا جو تمہارے دل میں ہے اگر تم آزمائش کے لئے انسانیت کے جامے میں یہاں سے نکل بھاگے تو جانور ہی بن کر واپس آؤ گے۔!"

"اچھا....اچھا....!" شہباز بیزاری سے بولا۔

لیکن وہ اپنے وعدے پر قائم نہیں رہا تھا۔ لیٹنے کے تھوڑی دیر بعد سوتا بن گیا.... طربدار اور عمران کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ ان کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں اور شہباز یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ وہ سو گئے ہیں دھیرے دھیرے رینگتا ہوا ان سے دور چلا گیا تھا۔

اسی طرح وہ اس جگہ تک جا پہنچا تھا جہاں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ اپنے ذاتی سامان کا تھیلا سر شام ہی وہاں چھپا دیا تھا گھوڑے کے سموں پر چرمی خول چڑھائے پشت پر زین کسی اور لگام پکڑے ہوئے دور تک پیدل ہی گھوڑے کو لے گیا۔

آدھے گھنٹے تک یونہی اندازے سے کسی راستے پر چلتا رہا تھا۔ پھر ایک جگہ رک کر جسم سے لمبے بالوں والی سیاہ کھال اتاری تھی اور تھیلے سے لباس نکال کر پہننے لگا تھا۔ شاید پہلے ہی اس جگہ کا تعین کر چکا تھا جہاں اسے رات کا باقی حصہ گزارنا تھا۔ جلد ہی وہاں پہنچ کر اس نے گھوڑا ایک طرف باندھ دیا اور زین کے نیچے سے کمبل نکال کر زین دوبارہ کس دی۔ شائد گھوڑے کو زین ہی رکھنا چاہتا تھا۔ کمبل زین پر ڈال کر تھیلا سر کے نیچے رکھا اور بے فکری سے سو گیا۔

پھر اس وقت بیدار ہوا تھا جب سورج کی کرنیں چہرے پر پڑیں تھی۔ جنگل پرندوں کے شور سے گونج رہا تھا وہ اٹھ بیٹھا ایک بار وہ اس آسمانی بلا سے خائف ہو کر بھاگ چکا تھا۔ اسے شرمندگی تھی اور شائد اسی شرمندگی کو مٹانے کے لیے وہ اس کے خلاف سینہ سپر ہو گیا تھا۔ پھر وہ شکرالی ہی کیسا جو اپنی ضد کے آگے کسی اور بات کو ٹھہرنے دے...... عمران نے اسے اس حرکت سے باز رکھنا چاہا تھا۔

اس نے جلدی جلدی ضروریات سے فراغت حاصل کی تھی اور وہاں سے روانہ ہو گیا تھا۔

گویا اس بلا کا شکار ہونے کی ٹھہری تھی۔ ہر خوشبو یا بدبو پر اس طرح ناک سکوڑنے لگتا جیسے وہ ذرا ہی سی دیر میں طربدار کی بیان کردہ میٹھی میٹھی سی بو لگنے لگے گی۔

پورا دن گزر گیا لیکن وہ کسی غیر معمولی حادثے کا شکار نہ ہوا۔ شام کو پھر اس نے شب بسری کے لئے ایک جگہ کا انتخاب کیا تھا اور گھوڑے سے اتر پڑا تھا۔

تھیلے سے کچھ نکالتے وقت اس کھال پر نظر پڑی جو اس نے پچھلے دن تک اپنے جسم پر منڈھ رکھی تھی اس کے ہونٹ نفرت سے سکڑ گئے۔ اس کی دانست میں وہ بزدلانہ حرکت تھی.... اسے صف شکن کے کہنے میں نہیں آنا چاہئے تھا۔ وہ سوچتا رہا اور پھر وہ اس کھال سے پیچھا چھڑا لینے پر تل گیا جلدی جلدی ایک گڑھا کھود کر اسے اس میں دفن کر دیا۔

سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔ اتنا اجالا تھا کہ وہ دور تک دیکھ سکتا۔ جگہ بھی ایسی منتخب کی تھی جہاں جنگل زیادہ گھنا نہیں تھا اور وہ چاروں طرف نظر رکھ سکتا تھا۔

اس نے لکڑیاں اکٹھا کیں اور آگ جلانے لگا۔ شدت سے چائے کی خواہش محسوس کر رہا تھا۔ لیکن پانی....! بوتل کا پانی تو کبھی کا ختم ہو چکا تھا۔ وادی زلمیر میں پانی کی کمی نہیں تھی جگہ جگہ چشموں کا پانی پتلی پتلی نالیوں میں بہتا پھرتا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ادھر ادھر پانی تلاش کرنے لگا۔

اندھیرا پھیلنے سے پہلے ہی اتنا پانی حاصل کر لینا چاہتا تھا کہ صبح تک کام چل سکتا۔!

وہ ڈھلان میں اترتا چلا گیا.... ساری وادی بسیرا لینے والے پرندوں کے شور سے گونج رہی تھی اور ڈوبتے ہوئے سورج کی نارنجی شعاعیں اونچے اونچے درختوں کی چوٹیوں کو چھو رہی تھیں۔

ایک جگہ پانی کی علامت نظر آئی.... یہ ہریالی کی ایک لمبی سی لکیر تھی پانی کی نالی کے کناروں کی روئیدگی۔

تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا اسی جانب بڑھا جا رہا تھا۔ دفعتاً کسی چیز سے پیر الجھا تھا اور وہ گر پڑا تھا۔ الجھاوے سے پیر نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرا پیر بھی جنبش نہ کر سکا... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے باریک باریک تاروں کے کسی ڈھیر نے پیروں کو جکڑ لیا ہو اور پھر تو ایسا معلوم ہوا تھا جیسے چاروں طرف سے باریک باریک ریشے اس پر ٹوٹ پڑے ہوں۔ کہنیاں ٹیک کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر سکا۔ نہ جانے وہ لمبے لمبے ریشے کہاں سے نازل ہو

رہے تھے اور اس کے گرد اس طرح لپٹے جا رہے تھے جیسے اس کے پورے وجود پر اپنا بنایا ہوا خول
چڑھا دینا چاہتے ہوں اور اب تو دم گھٹنے لگا تھا پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

دوپہر تک وہ شہباز کا انتظار کرتے رہے تھے پھر عمران کے مشورے پر طربدار اس کی تلاش میں نکلنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

"میرا خیال ہے وہیں سے ابتدا کی جائے جہاں تم جانور بنے تھے۔!" عمران نے کہا "وہاں تو ہم پہلے ہی جا چکے ہیں۔!"

"تم سمجھتے نہیں.... شہباز کو اس پر یقین نہیں تھا کہ وہ کسی آدمی کی حرکت تھی۔ وہ اسے آسمانی ہی بلا سمجھنے پر مصر تھا۔ لہٰذا وہاں پھر گیا ہوگا.... لیکن اسے مایوسی ہو گی۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"اگر وہ آسمانی بلا بھی ہے تو صرف آدمیوں کا پیچھا کرتی ہے جانوروں کا نہیں....!"

"یہ بات تو سمجھ میں آنے والی ہے.... اب ہم اس کی تلاش میں ہیں لیکن وہ نہیں ملتی۔!"

"نہیں ملے گی.... کیونکہ ہم جانور بن چکے ہیں....!"

"وہ دیوانہ ہے اپنی بات کے آگے کسی کی نہیں چلنے دیتا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ ان کے گھوڑے ایک بار پھر گھنے جنگل میں گھس پڑے تھے۔

"ہم کسی عذاب میں مبتلا ہو گئے ہیں....!" طربدار ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مزہ تو تب آئے گا جب ان بالوں میں جوئیں پڑیں گی۔!"

طربدار کے بالوں میں جوئیں پڑتیں یا نہ پڑتیں لیکن جب خشک چمڑے کے اندر جسم پر کھجلی اٹھتی تھی تو ناچ کر رہ جاتا تھا۔ بس چلتا تھا تو پورے درخت کے تنے سے رگڑ کر رکھ دیتا لیکن خدشہ تھا کہ بہروپ اتر جائے گا۔

شہباز کی تلاش جاری رہی.... پھر دن ڈوبنے لگا تھا اور انہوں نے رات بسر کرنے کے لئے ایک مناسب سی جگہ تلاش کر لی تھی۔ یہ ایک مسطح اور صاف ستھری چٹان تھی جس کے گرد پھل دار درخت بھی تھے اور قریب ہی پانی بھی موجود تھا۔

دھندلکا پھیلنے لگا تھا.... دفعتاً طربدار آہستہ سے بولا۔ "یہاں کوئی اور بھی ہے۔!"

"کہاں....؟" عمران چونک پڑا۔

"پتا نہیں.... لیکن.... مجھے محسوس ہوتا ہے۔!"

"پرواہ مت کرو.... اگر ہمارا ہی جیسا ہوگا تو ادھر ضرور آئے گا.... اور اگر آدمی ہوا تو ہم سے چھپ کر دور ہی سے بندوق داغ دے گا۔!"

"اور میں پرواہ نہ کروں....!" طربدار حیرت سے بولا۔

"روزانہ اوپر سے نیچے شیو کرنے کی نسبت مر جانا زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے....!" عمران نے کہا اور لچکنا تھرکنا شروع کر دیا۔

"یہ.... یہ.... تم کیا کر رہے ہو....؟" طربدار نے حیرت سے کہا۔

"ورزش....!" عمران بولا۔ حالانکہ یہ خشک کھال کے نیچے کھجلی اٹھنے کی بنا پر ہو رہا تھا.... وہ اس کی طرف سے ذہن ہٹا لینے کے لئے زور زور سے گانے لگا تھا۔

"کوئی نہیں ہمارا.... پھرتے ہیں بے سہارا.... سن لے خدارا.... لوسی ہو یا کلارا....!"

"ہائیں.... ہائیں.... یہ کون سی زبان ہے....!" طربدار بولا۔

"کھجلی کی....!"

طربدار نے زور سے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "ادھر آؤ.... میں کھجا دوں۔!"

"نہیں.... میرے بال الجھ جائیں گے۔!"

"شائد جوئیں پڑ گئی ہیں.... مجھ سے دور ہی رہنا....!" طربدار نے کہا اور پھر ہنس پڑا۔

عمران تھوڑی دیر تک اچھلتا کودتا اور زمین پر لوٹیں لگاتا رہا تھا پھر بن مانسوں کی سی آواز اس کے حلق سے نکلنے لگی تھی.... طربدار ہنستا رہا۔

"کمال ہے.... بھائی صف شکن.... کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تم بن مانس نہیں ہو۔!"

"کہہ کر تو دیکھے کوئی....!"

ٹھیک اسی وقت دونوں ہی خاموش ہو گئے تھے انہوں نے کسی کا قہقہہ سنا تھا آواز قدرے دور کی تھی۔

اگر صرف عمران ہی خاموش ہوا ہوتا تو سماعت کا واہمہ سمجھ کر نظر انداز کر دیتا لیکن اسے طربدار کی آنکھوں میں بھی چونکنے پن کا تاثر نظر آیا تھا۔

قہقہہ پھر سنائی دیا اور یہ یقیناً کسی عورت ہی کی آواز ہو سکتی تھی دونوں ہی تیزی سے چٹان کے سرے کی طرف لپکے تھے.... کوئی نہ دکھائی دیا۔

"عورت....!" طربدار آہستہ سے بولا۔

"چھپ جاؤ.... کہیں ہمیں دیکھ کر چیخیں نہ مارنے لگے....!" عمران نے کہا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے میں انہوں نے سامنے والے درختوں کے جھنڈ سے اپنے ہی جیسے دو جانور برآمد ہوتے دیکھے.... ابھی اتنا اجالا تو تھا ہی کہ ان کی رنگت بھی دکھائی دے جاتی.... ان میں سے ایک جانور سنہرے بالوں والا تھا اور دوسرا سفید بالوں والا۔

"صف شکن....! کہیں وہ ہمارے گھوڑے نہ چرا لے جائیں....!" طربدار مضطربانہ انداز میں بولا۔ ٹھیک اسی وقت گھوڑے بہت زور سے ہنہنائے تھے اور انہوں نے تیزی سے اس نشیب میں اترنا شروع کر دیا تھا جس کے اختتام پر گھوڑے باندھ آئے تھے۔

ادھر وہ دونوں سنہرے اور سفید جانور بھی گھوڑوں کی آواز پر متوجہ ہو کر ادھر ہی چل پڑے تھے اور پھر جیسے ہی ان کی نظریں ان دونوں کالے جانوروں پر پڑی تھیں پہلے تو ٹھٹکے تھے پھر خوف زدہ انداز میں چیخنے لگے تھے.... چیخنے نہیں لگے تھے بلکہ چیخنے لگی تھیں.... کیونکہ آواز سے دونوں مادائیں لگتی تھیں۔

عمران زوردار قہقہہ لگا کر طربدار سے بولا۔ "لے میرے یار.... اب بنی ہے بات....!"

ادھر ایک نے دوسری سے انگلش میں کہا۔ "ڈرو نہیں ڈرو نہیں یہ بھی ہماری ہی طرح آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ ہم ان کی زبان سمجھ سکیں۔ یہ انہی کے گھوڑے معلوم ہوتے ہیں۔!"

"تم ٹھیک سمجھی محترمہ....!" عمران بولا "یہ ہمارے ہی گھوڑے ہیں.... لیکن ہم تمہیں آدمی کدھر سے لگ رہے ہیں۔!"

"واہ... وا..!" سنہری مادہ پرمسرت لہجے میں چیخی۔ "یہ ہماری زبان بول اور سمجھ سکتا ہے۔!"

"خدا کا شکر ہے....!" سفید مادہ نے کہا۔

"تم اس جنگل کی نہیں معلوم ہوتیں....!" عمران بولا۔

"اب تو شائد اسی جنگل میں رہنا ہے....!" سنہری مادہ نے کہا۔

"تمہارے نر کہاں ہیں....؟"

"ہم پندرہ دن سے یہاں بھٹک رہے ہیں.... یہ نہیں جانتے کہ یہاں تک کیسے پہنچے۔!"

سفید مادہ بولی۔ "ہم دونوں تنہا تھے۔!"

"تمہیں ہمارے علاوہ اور کوئی کالا جانور تو نہیں ملا۔!"

"نہیں.... پندرہ دن بعد تمہی ملے ہو....!" سنہری مادہ نے کہا۔

"دوسرا کچھ نہیں بول رہا۔!" سفید مادہ بولی۔

"وہ صرف اپنی ہی زبان بول اور سمجھ سکتا ہے.... میں انگلش فرنچ، جرمن اور اطالوی وغیرہ کئی زبانیں بول سکتا ہوں۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے.... تمہارے پاس کھانے کو بھی کچھ ہے یا نہیں ہمارا گزر صرف بدمزہ پھلوں پر ہو رہا ہے۔!"

"خشک گوشت ابال کر کھلا سکتے ہیں.... چائے بھی پلا دیں گے۔!"

"ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے....!" سنہری مادہ نے کہا۔

"آؤ.... ہمارے ساتھ....!" عمران چڑھائی کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ لیکن طربدار اس سے پہلے ہی بندروں کی طرح چھلانگیں لگاتا ہوا چڑھائی پر دوڑتا چلا گیا تھا۔

"اسے کیا ہوا....؟" سنہری مادہ بولی۔

"ماداؤں سے بھڑکتا ہے.... ابھی اس کا جوڑ نہیں ملا۔!"

"تم اس طرح کیوں کہہ رہے ہو.... کیا ہم سچ مچ جانور ہیں....!" سفید مادہ بولی۔

"پھر کیا ہے....؟"

"ایک ماہ پہلے تو میں جانور نہیں تھی۔!"

"میں بھی نہیں تھی....!"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں....!" عمران بولا۔

"تم کس طرح بنے تھے جانور....؟" سنہری مادہ نے پوچھا۔

"ہیروشیما پر پہلا ایٹم بم پھینکنے کے بعد....!"

"مجھ پر طنز نہ کرو! میں امریکن نہیں انگریز ہوں.... میں نہیں جانتی کہ میں کس طرح اس

حال کو پہنچی تھی۔!"

"یہاں کس طرح پہنچیں....؟"

"یہ بھی نہیں جانتی.... لنکا شائر کے ایک ہسپتال میں نرس تھی.... بس اتنا یاد ہے۔ایک رات اپنے کمرے میں سوئی تھی.... پھر کچھ یاد نہیں آتا۔!"

"اور تم....؟" عمران نے سفید مادہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔

"لندن کی ایک فرم میں ٹائپسٹ تھی.... اتنا یاد ہے کہ ایک رات کرسی پر بیٹھے بیٹھے سوگئی تھی اس کے بعد کچھ بھی یاد نہیں آتا۔!"

وہ چٹان پر پہنچ گئے تھے.... طربدار آگ جلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ انہیں دیکھ کر اٹھا اور دوسری جانب کے نشیب میں اتر گیا۔

"ٹھہرو.... سنو.... کہاں بھاگے جا رہے ہو....!" عمران زور سے بولا۔

"تم بھی آؤ.... الگ بات کروں گا.... اُن کتیوں کو وہیں چھوڑ دو۔!"

"کتیاں نہیں.... بندریاں ہیں....!" عمران نے کہا اور ماداؤں سے بولا "تم لوگ آگ جلانے کی کوشش کرو میں ابھی آیا۔!"

پھر وہ بھی نشیب میں اتر گیا.... تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد طربدار اسے منتظر ملا تھا۔

"تم کچھ محسوس کر رہے ہو....؟" طربدار نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"کیا محسوس کر رہا ہوں....؟" عمران نے حیرت سے سوال کیا۔

"ان عورتوں سے عجیب سی خوشبو پھوٹ رہی ہے.... میں پاگل ہوا جا رہا ہوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"مجھے ان سے دور ہی رہنا چاہئے۔!"

"تم کیا بکواس کر رہے ہو.... مجھے تو ان میں ذرا سی بھی خوشبو محسوس نہیں ہوتی۔!"

"اوہ.... صف شکن.... ہوا کا رخ ادھر ہی ہے.... وہ خوشبو یہاں تک پہنچ رہی ہے۔!"

"تو خوشبو تمہیں پاگل کر دیتی ہے۔!"

"ہر خوشبو نہیں.... صرف یہ خوشبو.... تم سمجھتے کیوں نہیں....!"

"اچھا.... اچھا.... میں سمجھ گیا.... تو پھر پاگل ہو جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تو آ

رہے نہیں کہ ہمیں اخلاقی ضابطوں کا پاس ہوگا جو جی چاہے کرو۔!"

"میں شکرالی ہوں اور تم جانتے ہو کہ ہم غیر قوموں میں اپنی نسل کی داغ بیل نہیں ڈالتے۔!"

عمران نے قہقہہ لگایا اور بولا۔"اب تم صرف جانور ہو.... کوئی بھی شکرالی تمہیں اپنی بیٹی نہیں دے گا.... چلو.... واپس چلو....!"

"تم نے کس کو پسند کیا ہے....؟"

"کھجلی کو....!" عمران اچھل کر بولا اور پھر نیچے گر کر لوٹیں لگانے لگا۔ کسی کتے کے پلے کی طرح ٹیاؤں ٹیاؤں کئے جا رہا تھا.... پورے جسم میں بہت زور کی کھجلی اٹھی تھی۔

طربدار نروس سی ہنسی کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا۔

"سنو صف شکن....!" اس نے کہا۔"تم بھی ان میں سے کسی کو پسند کر لو.... تمہاری جوئیں نکال دیا کرے گی۔!"

عمران کچھ دیر تک لوٹیں لگاتا رہا پھر اٹھتا ہوا بولا۔"چلو.... ان سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے.... یہ ہمارے ہی لئے بھیجی گئی ہیں۔!"

"کیا کہہ رہے ہو.... کس نے بھیجی ہیں....؟"

"مقدر نے.... فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔!"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا....!"

"کچھ سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں.... تم کیسے جانور ہو....!"

"میں چل رہا ہوں.... لیکن مجھے پھر الزام نہ دینا....!"

"جانوروں کو الزام کے معنی تک نہیں معلوم....!"

وہ اسے اوپر کھینچ لے گیا تھا.... دونوں آگ بھڑکا چکی تھیں۔

"کہاں ہے خشک گوشت.... کس طرح ابالو گے....!" سنہری مادہ بولی۔

"ابھی بتاتا ہوں....!" عمران نے کہا اور طربدار سے بولا۔"گھوڑوں سے تھیلے اتار لاؤ۔!"

وہ چپ چاپ دوسری طرف اتر گیا تھا۔

عمران نے دونوں کو مخاطب کر کے کہا۔"میرے جانور بننے کی داستان عجیب ہے۔ یہاں وادی کے ایک حصے میں شکار کھیل رہا تھا.... اچانک میٹھی میٹھی بو سی محسوس کی اور پھر جب بیہوش ہونے

لگا تو خیال آیا کہ وہ سنتھیلک گیس ہی کی بو ہو سکتی ہے بہر حال بیہوش تو ہونا ہی پڑا تھا۔ ہوش آیا تو
بہت ہی تیز قسم کا بخار محسوس ہوا.... سارا دن بخار میں تپتا رہا پھر اچانک جسم میں اینٹھن شروع
ہوئی.... آہستہ آہستہ پورا جسم بالوں سے ڈھک گیا میرا داہنا بازو بُری طرح دکھ رہا تھا۔ میرے
اندازے کے مطابق شائد بیہوشی کی حالت میں کوئی چیز میرے بازو میں انجکٹ کی گئی تھی۔!"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ یہ اسی انجکشن کا اثر ہے۔!" سفید مادہ بولی۔

"پھر اور کیا کہوں....؟"

اتنے میں طربدار واپس آگیا.... سنہری مادہ اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ جھپٹ کر
اٹھی اور اسکے ہاتھ سے تھیلے لینے لگی۔ طربدار نے تھیلے زمین پر ڈالے اور اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

وہ ہنس پڑی اور عمران سے بولی۔ "کیا یہ مجھے کٹکھنی سمجھتا ہے۔!"

"شریف جانور ہے....!"

"مجھے پسند ہے۔!" سنہری مادہ نے کہا۔ "میں اس کے لئے عجیب سا جذبہ محسوس کر رہی ہوں۔!"

"کٹے جاؤ.... میرے باپ کا کیا جاتا ہے۔!"

"میں نے اس شدت سے کبھی....!"

"بکواس کی ضرورت نہیں.... خاموشی سے بیٹھو.... ورنہ وہ بھڑک کر بھاگ جائے گا۔!"

"اسے کیا ہو گیا ہے....!"

"میری ہی طرح وہ بھی رومن کیتھولک ہے پادری کے بغیر کام نہیں چلے گا۔!"

سنہری مادہ ہنس پڑی اور بولی۔ "مسخرے جانور ہو.... جس پادری کے پاس جائیں گے یا
ڈنڈا مار کر بھگا دے گا یا چڑیا گھر کے منیجر کو فون کر دے گا۔!"

"اس لئے چپ چاپ ابلا ہوا گوشت کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو جس نے ہمیں آدمی بنا کر پ
کیا تھا۔!"

"کیا یہ کوئی نئی قسم کی بیماری ہے....!" سفید مادہ نے پوچھا۔

"تمہیں بیماری ہی لاحق ہوئی ہوگی.... لیکن اپنے سلسلے میں کسی آدمی ہی کی حرکت
ہوں....!"

"آخر کیوں....؟"

"میں کیا جانوں....! جو اپنی انا کے لئے ایٹم بم بنا سکتا ہے وہ تفریح کے لئے آدمی کو جانور
بھی بنا سکتا ہے۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا....!"

"تم بھی ابلا ہوا گوشت کھاؤ.... اور سب کچھ بھول جاؤ.... جب تک میرے پاس کارتوس
موجود ہیں تمہیں کھلاتا رہوں گا گوشت....!"

مکمل تاریکی چھا گئی تھی.... لیکن خشک لکڑیوں میں بھڑکنے والی آگ سے اتنی روشنی پھیل
رہی تھی کہ وہ ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے۔

"پتا نہیں شہباز کہاں اور کس حال میں ہو....؟" طربدار بولا۔

"کیا کہہ رہا ہے....؟" سنہری مادہ نے عمران کی طرف جھک کر آہستہ سے پوچھا "پادری کی
تلاش میں جا رہا ہے۔!"

"پادری کی تلاش میں جا رہا ہے۔!"

"تم دونوں ہی احمق معلوم ہوتے ہو۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں سلویا....؟" اس نے سفید
مادہ کو مخاطب کیا۔

"تم اس کے لئے جو کچھ محسوس کر رہی ہو آخر میں اس کے لئے کیوں نہیں محسوس کر
رہی۔!" سفید مادہ نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"مجھ پر ولیوں کا سایہ ہے۔!" عمران نے درویشانہ شان سے کہا۔

"میں جو کچھ بھی محسوس کر رہی ہوں اسی کے لئے محسوس کر رہی ہوں....!" سفید مادہ نے
طربدار کی طرف اشارہ کیا۔

"تمہیں ایسا نہ کہنا چاہئے سلویا....!" سنہری مادہ برا مان کر بولی۔

"تم اس کے لئے میرے جذبے سے واقف ہو....!"

"میں نے تو یونہی ایک بات کہی تھی۔!"

"لو بیٹا.... اب دونوں کو سنبھالو....!" عمران نے طربدار سے کہا۔

"کیا ہوا....؟"

"دونوں کو تمہارے ہی جسم سے عجیب سی خوشبو پھوٹتی محسوس ہو رہی ہے۔!"

"اور تم....؟"

"کھجلی....!" عمران اچھل پڑا اور پھر پہلے ہی کی طرح لوٹیں لگانے لگا۔

دونوں مادائیں بوکھلا کر کھڑی ہو گئیں۔

"کیا ہوا....؟" انہوں نے بہ یک زبان پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں.... لوٹیں لگا رہا ہوں۔ آدمی تو ہوں نہیں کہ کمپنی میں شائستگی سے بیٹھوں۔!"

"ہمیں تو لوٹیں لگانے کی خواہش نہیں ہوتی۔!"

"ابھی جوئیں نہیں پڑیں تمہارے بالوں میں....!"

"ارے تو کیا جوئیں بھی پڑ جاتی ہیں....؟"

"شیمپو سے نہاؤ گی نہیں اور کنگھی نہیں کرو گی تو ضرور پڑیں گی۔!"

"خدایا ہم کیا کریں....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ کھجلی کم ہوئی تو پھر اٹھ بیٹھا۔

طربدار نے خشک گوشت کے ٹکڑے برتن میں ڈال دیئے تھے اور اسے آگ پر رکھتا ہوا عمران سے بولا۔ "کیا یہ میرے بارے میں کچھ کہہ رہی ہیں۔!"

"بالکل.... مجھے تو کاٹھ کا الو سمجھتی ہیں۔!"

"بھائی صف شکن! ہیں تو مادائیں ہی اور سنو! اب نہ میں آدمی ہوں اور نہ یہ عورتیں۔!"

"یہ کیا بات ہوئی....؟"

"تمہاری بات میری سمجھ میں آگئی.... ضابطہ اخلاق تو آدمیوں کے لئے ہوتا ہے۔!"

"تم بھی ابلا ہوا گوشت کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو.... جس نے تمہیں جانور بننے کا موقع عطا کر دیا۔"

"تم کچھ بھی کہو.... میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔!"

"موت کی طرح اٹل فیصلہ....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "جانوروں کی خاندانی منصوبہ بندی ممکن نہیں۔!"

"کیا یہ میرے متعلق کچھ کہہ رہا ہے....؟" سنہری مادہ نے پوچھا۔

"ہاں اب یہ میری طرح رومن کیتھولک نہیں رہا.... بالوں کی غیر فطری پیداوار نے ا

فری تھنکر بنا دیا ہے.... لہٰذا پادری کی ضرورت نہیں رہی۔!"

"ہم میں سے کسے پسند کرتا ہے....!"

"دونوں کو....!"

"یہ کیا بات ہوئی....؟"

"پوچھ کر بتاتا ہوں....!" عمران نے کہا اور طربدار سے بولا۔ "سنہری مادہ کا خیال ہے کہ وہ تم سے نباہ کر لے گی۔!"

"اس سے کہہ دو کہ میں بھی اسے پسند کرتا ہوں۔!"

"لیکن میں ترجمانی کے فرائض زیادہ دیر تک انجام نہیں دے سکوں گا۔!"

"اتنا تو کہہ دو....!"

"کہہ دوں گا.... برتن کا دھیان بھی رکھنا کہیں گوشت ضائع نہ ہو جائے۔!"

دوسری صبح عمران کی آنکھ کھلی تو تنہا تھا.... نہ دونوں مادائیں دکھائی دیں اور نہ طربدار.... صرف عمران ہی کا سامان وہاں موجود تھا.... طربدار کا سامان غائب تھا۔

عمران نے اٹھ کر اس نشیب میں دوڑ لگا دی.... جدھر گھوڑے باندھے تھے۔ طربدار کا گھوڑا بھی غائب تھا۔

اس نے اطمینان کا سانس لیا.... اس کا گھوڑا موجود تھا.... اور تھوڑے ہی فاصلے پر سفید مادہ پڑی سو رہی تھی۔

"کیا چکر ہے....؟" وہ آہستہ سے بڑبڑایا اور اسے آوازیں دینے لگا۔

"سلویا.... سلویا....!"

لیکن وہ بیدار نہ ہوئی.... قریب پہنچ کر جھنجھوڑا بھی.... لیکن لاحاصل وہ بیہوش معلوم ہوتی تھی۔ البتہ سانس معمول کے مطابق چل رہی تھی وہ خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ پھر شائد پانچ منٹ کے بعد سفید مادہ کے جسم میں حرکت ہوئی تھی۔

عمران نے پھر آوازیں دیں اور وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔

"ایک گھوڑ کھا گئیں تم بالآخر....!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"اوہ.... وہ.... کتیا.... اسے اڑا لے گئی۔!"

"کتیا....؟ کیا بک رہی ہو....!"

"مارتھا....! سنہرے بالوں والی.... تمہارے ساتھی کو اڑا لے گئی۔ میں نے دونوں کو اس حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ مارتھا سے جھگڑتی ہوئی یہاں تک آئی تھی آخر کار مارتھا نے جھلا کر میرے سر پر ڈنڈا مارا اور میں بیہوش ہوگئی۔!"

"تم نے مجھے کیوں نہیں جگایا تھا....!"

"بس غلطی ہوگئی....!"

"تم جھوٹ بول رہی ہو وہائیٹی.... تم دونوں نے مل کر اسے اڑا لے جانا چاہا تھا.... لیکن مارتھا تم سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی اور بالآخر وہ تمہیں جل دے گئی۔!"

"جو چاہو سمجھو.... مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔!"

"اب میں تمہیں یہیں تنہا چھوڑ جاؤں گا۔!"

"تم ایسا نہیں کرسکتے۔!"

"مجھے کون روکے گا....!"

"میں روکوں گی.... تم مجھے کیا سمجھتے ہو....!"

"جادوگرنی.... تم ہی ہماری اس مصیبت کی ذمہ دار ہو۔!"

"بس خاموش رہو.... میں لڑائی جھگڑا پسند نہیں کرتی۔!"

"چلو جانور بننے سے یہ فائدہ تو پہنچا.... بحیثیت عورت خاصی چڑچڑی رہی ہوگی۔!"

"مجھے بھوک لگ رہی ہے۔!"

"کس درخت کے پتے پسند کرو گی....!" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"خشک گوشت ہے تمہارے پاس....!"

"مجھے یقین نہیں کہ مارتھا نے اسے تھیلے میں چھوڑا ہو۔!"

"کیا سب سامان لے گئی....؟"

"میں نے دیکھا نہیں....!" عمران واپسی کے لئے مڑتا ہوا بولا۔

لیکن اس کا خیال غلط نکلا تھا.... تھیلے سے کوئی چیز غائب نہیں ہوئی تھی۔

"تو پھر تمہارا ساتھی ہی بہت شریف معلوم ہوتا ہے۔!" سفید مادہ بولی "مارتھا تو بہت ذلیل ہے۔!"

"تو سر پر کیوں چڑھی آرہی ہو.... دور ہٹ کر بیٹھو....!"

"شائد تم کسی غیر ترقی یافتہ قوم سے تعلق رکھتے ہو.... عورتوں سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتے۔!"

"میری جوئیں بھی ترقی یافتہ نہیں ہیں.... سفید کھال انہیں بہت پسند آئے گی۔!"

"ج.... جوئیں....!" وہ ہکلائی اور پیچھے ہٹ گئی۔

ناشتے کے بعد وہاں سے روانگی کی ٹھہری تھی اور سفید مادہ نے کہا تھا۔ "میں تمہارے ساتھ گھوڑے پر نہیں بیٹھوں گی۔!"

"ٹھیک ہے.... تم پیدل چلو.... ورنہ جوئیں....!"

"تم مجھے پیدل چلاؤ گے.... اور خود گھوڑے پر بیٹھو گے.... شرم نہیں آتی۔!"

"شرم کی کیا بات ہے۔!"

"میں عورت ہو کر پیدل چلوں....!"

"عورت پیدل ہی اچھی لگتی ہے.... گھوڑے کی چال کون دیکھتا ہے۔!"

"تو کیا میں اب بھی چلتی اچھی لگتی ہوں۔!"

"بہت زیادہ.... اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ تم گھوڑے کے آگے آگے چلو یہ ایک آرٹسٹ گھوڑا ہے۔!"

"مجھے بیوقوف نہ بناؤ.... میں پیدل نہیں چلوں گی.... مجھے گھوڑے پر بٹھاؤ اور خود لگام پکڑ کر پیدل چلو....!"

"اسے میرا ساتھی لے گیا ہے اور تمہیں گھوڑا لے جائے گا۔!"

"اچھا تو دونوں پیدل چلیں....!"

"ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہاں آدمی تو ہیں نہیں کہ گھوڑے کی موجودگی میں پیدل چلتے دیکھ کر قہقہے لگائیں گے۔!"

کچھ دیر چلنے کے بعد سلویا بولی تھی "کیا تم اپنے اس حال پر مطمئن ہو۔!"

"بالکل.... اتنا زیادہ اطمینان پہلے کبھی نصیب نہیں ہوا۔ بے اطمینانی تو سوشل پوزیشن برقرار رکھنے کے سلسلے میں پیدا ہوتی ہے۔!"

"تم ٹھیک کہتے ہو مجھے بھی آج کل گہری نیند آتی ہے۔!" سلویا نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا.... کچھ دیر بعد سلویا چلتے چلتے رک گئی۔

"کیوں.... رک کیوں گئیں....!" عمران نے پوچھا۔

"آخر ہم کہاں جا رہے ہیں....؟" اس نے کہا۔

"مجھے اپنے ایک اور ساتھی کی تلاش ہے جو اس دوران میں بچھڑ گیا تھا۔!"

"ہمارے ہی جیسا ہے....!" سلویا نے سوال کیا۔

"ہاں.... میرے جیسا....!"

"انگریزی سمجھ سکتا ہے۔!"

"نہیں....!"

وہ کچھ اور کہتے کہتے رک گئی.... کہیں دور سے گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز آئی تھی۔

عمران بھی چوکنا ہو گیا تھا.... ہنہناہٹ پھر سنائی دی۔

اس بار عمران نے آواز کی سمت کا اندازہ لگا لیا تھا۔

"تم یہیں ٹھہرو....!" اس نے کہا اور اچھل کر گھوڑے پر بیٹھنے ہی والا تھا کہ وہ اس کی کمر تھام کر جھول گئی۔

"یہ کیا کر رہی ہو....؟"

"تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔!"

"پیدل ہم اس کا تعاقب نہیں کر سکیں گے۔!"

"کس کا....؟"

"ہو سکتا ہے میرا وہی ساتھی ہو جسے مار تھا لے بھاگی ہے۔!"

"دونوں جائیں جہنم میں....!"

"اچھا تم گھوڑے سمیت یہیں ٹھہرو.... میں پیدل ہی دوڑ لگاؤں گا۔!"

"یہ بھی نہیں ہو سکتا۔!"

"تب پھر میں تمہیں مار ڈالوں گا....!"

"اچھا میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاؤں گی گھوڑے پر....!"

"خو ئیں....!"

"وہ تو پڑنی ہی ہیں.... کب تک بچوں گی۔!"

"چلو جلدی کرو....!"

وہ گھوڑے پر سوار ہوئے.... سلویا نے پیچھے سے عمران کی کمر جکڑ رکھی تھی۔

"اگر کوئی آدمی ہمیں اس طرح دیکھ لے تو اس کا کیا ریمارک ہو گا۔!" سلویا نے کہا۔

"گھوڑے پر دن رات مل رہے ہیں....!"

نامعلوم گھوڑے کی ہنہناہٹ تھوڑی تھوڑی دیر بعد سنائی دیتی سمت کا تعین ہو ہی چکا تھا۔ عمران کا گھوڑا آگے بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ آواز سے بہت قریب ہو گئے اور انہیں ایک جگہ ایک گھوڑا درخت کے تنے سے بندھا ہوا نظر آیا۔

پھر دونوں گھوڑے بیک وقت ہنہنائے تھے۔

"اظہار شناسائی....!" عمران بولا۔ "یہ بلا شبہ میرے دوسرے گمشدہ ساتھی کا گھوڑا ہے۔!"

وہ اتر پڑی.... عمران شہباز کو آوازیں دینے لگا۔

"چلے جاؤ....!" قریب کی جھاڑیوں سے غراہٹ سنائی دی۔

"میں سمجھ رہا ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ اس نے شہباز کی آواز پہچان لی تھی۔

"میں کہتا ہوں.... چلے جاؤ....!"

"شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں.... تم خیریت سے تو ہو نا....!"

اس بار شہباز نے جواباً کچھ نہیں کہا تھا۔ سلویا عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی اور آہستہ سے بولی۔ "میں ویسی ہی خوشبو محسوس کر رہی ہوں۔!"

"ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تب تمہیں خوش ہونا چاہئے۔!"

"یہ کہاں سے بول رہا ہے....؟"

"سامنے والی جھاڑیوں سے....!"

"یہ کون ہے....؟" دفعتاً پھر شہباز کی غراہٹ سنائی دی۔

"مادہ ہے سفید نسل کی.... ایک اور تھی سنہری رنگت والی.... اسے طربدار لے بھاگا.... یہ تمہارے لئے رہے گی.... اب باہر آؤ....!"

"میں کہتا ہوں چلے جاؤ.... تمہاری باتوں میں پڑ کر میں اس حال کو پہنچا ہوں۔"

"تم غلط کہہ رہے ہو.... اگر واقعی تم بن مانس بن گئے ہو تو تم سے کھال اتار دینے کی غلطی ضرور سرزد ہوئی ہو گی....!"

"اس سے کیا ہوتا ہے۔!"

"ہوں.... تو یہ سچ ہے کہ تم نے کھال اتار دی تھی۔!"

"خاموش رہو.... مجھ پر آسمانی بلا نازل ہوئی تھی.... نہ میں نے طربدار کی طرح کسی قسم کی بو محسوس کی تھی اور نہ مجھے بخار آیا تھا۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں کہ تم نے کیا اس حادثے کا شکار ہونے سے پہلے کھال اتار دی تھی۔!"

"ہاں.... میں نے کھال اتار دی تھی۔!"

"تو پھر مجھے کیوں الزام دے رہے ہو۔ میں تو اب بھی ویسا ہی ہوں جیسا پہلے تھا۔!"

"اب میرا کیا ہو گا۔!"

"رب عظیم ہی جانے۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "یا تو تم اس مہم پر نہ آتے.... یا پھر وہی کرتے جو میں نے کہا تھا۔ اب بھی عقل کے ناخن لو اور مجھ سے دور بھاگنے کی کوشش نہ کرو۔!"

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔!"

"باہر آؤ....!" عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو.... مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں ہے کہ تم چھپ کر مجھے گولی مار سکتے ہو۔!"

دفعتاً جھاڑیوں کو جنبش ہوئی اور شہباز چھلانگ مار کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اور اپنی چھاتی پیٹتا ہوا دہاڑا۔ "میں.... ضرغام کا بیٹا.... تمہیں چھپ کر گولی ماروں گا۔!"

"چلو اسی طرح سہی.... تم سامنے تو آئے....!" عمران ہنس کر بولا۔

لیکن شہباز اب سلویا کی طرف متوجہ ہو گیا تھا اور اس طرح نتھنے سکوڑ سکوڑ کر سانس لے رہا تھا جیسے کسی قسم کی بو کا اندازہ کر رہا ہو۔

"کیا میرے بارے میں کچھ کہہ رہا ہے....؟" سلویا نے پوچھا۔

"ابھی تو نہیں کہہ رہا.... لیکن کہے گا ضرور.... تم مطمئن رہو....!"

"آخر تمہارے پاس سے خوشبو کیوں نہیں آتی....؟"

"کاربولک صابن کھاتا ہوں....!"

"یہ.... یہ.... تو کوئی فرنگن معلوم ہوتی ہے۔!" شہباز نے کہا۔

"اب تم خود سوچو.... کہ اس وادی میں کسی فرنگن کا کیا کام.... یہ سمندر پار کے ایک ملک میں رہتی تھی.... ایک رات اپنے گھر میں سوئی.... آنکھ کھلی تو یہاں تھی اور سفید بن مانس کی مادہ بن چکی تھی۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا....؟"

"کیا تم اس کے لئے کچھ محسوس کر رہے ہو....؟"

"ہاں.... کچھ ہے تو.... یہ خوشبو شائد اسی کے جسم سے پھوٹ رہی ہے۔!"

"طربدار نے بھی یہی کہا تھا.... اور سنہری مادہ کو لے بھاگا۔!"

"کیا تم یہ خوشبو محسوس نہیں کر رہے۔!"

"ہرگز نہیں میں نے بڑے بالوں والے بکرے کی کھال پہن رکھی ہے اور ابھی تک کسی بکری سے ملاقات نہیں ہوئی۔!"

"اس سے پوچھو.... کیا یہ میرے ساتھ رہنا پسند کرے گی۔!"

"ضرور.... ضرور.... اس نے یہاں پہنچتے ہی تمہاری بو محسوس کر لی تھی۔ اب میں بالکل تنہا رہ جاؤں گا.... ویسے کیا تم یہ بتانے کی زحمت گوارہ کرو گے کہ تم پر کیا گزری....!"

"ضرور بتاؤں گا....!"

"اس سے پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے اس کھال کو کہاں پھینکا....؟"

"میں نے اسے ایک گڑھے میں دفن کر دیا تھا....!"

"مجھے اس جگہ لے چلو جہاں تم نے اسے دفن کیا تھا تمہاری کہانی بعد میں سنوں گا۔!"

کھال گڑھے میں موجود تھی عمران نے اطمینان کا سانس لیا اور سر ہلا کر بولا۔ "تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان حرکتوں کے ذمہ دار نے تمہیں صرف آدمیوں کے لباس میں دیکھا تھا.... کھال دفن کرتے وقت نہیں دیکھا تھا۔ ورنہ یہ یہاں موجود نہ ہوتی۔!"

"تم پتا نہیں کہاں کی ہانک رہے ہو....!" شہباز جھنجھلا کر بولا۔ "ابھی تم نے میری کہانی کہاں سنی ہے کہ حکم لگانے لگے۔!"

"سناؤ....!"

شہباز نے ٹھہر ٹھہر کر پوری تفصیل سے اپنی روداد دہرائی تھی اور ریشوں کا ذکر کرتا ہوا بولا تھا۔ "میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ ریشے کہاں سے آرہے تھے باریک اور لمبے لمبے ریشے مجھے جکڑتے چلے جارہے تھے.... ایسی شدید یلغار تھی کہ میں ان کے پار نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر میرا دم گھٹ گیا میں نہیں جانتا کہ مجھے کب اور کس طرح ہوش آیا تھا لیکن آیا تھا اسی جگہ جہاں مجھ پر ریشوں کی یلغار ہوئی تھی۔ بہر حال ہوش میں آنے کے بعد میں نے خود کو اسی حال میں پایا تھا جس میں تم اس وقت دیکھ رہے ہو....!"

"اور تمہارے کپڑے....؟" عمران نے پوچھا۔

"وہ میرے جسم پر نہیں تھے۔!"

"تم نے انہیں تلاش کیا ہوگا....!"

"کیا تھا.... لیکن نہیں ملے....!"

"آسمانی بلا لے گئی ہوگی....!" عمران ہنس کر بولا۔ "حالانکہ طرب دار نے بال بڑھنے کے بعد اپنے کپڑے خود اتارے تھے۔!"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا....!"

"فی الحال دو طریقے سمجھ میں آئے ہیں ایک وہ جو طربدار کو جانور بنانے کے سلسلے میں اختیار کیا گیا اور دوسرا وہ جو تم پر آزمایا گیا.... اور ہاں.... تیسرا وہ کہ ان لڑکیوں کو علم ہی نہ ہو سکا کہ وہ سوتے سوتے جانور کس طرح بن گئیں! بہر حال ہے یہ کسی آدمی ہی کا کارنامہ.... اب تم مجھے اس جگہ لے چلو جہاں پر ریشوں کی یلغار ہوئی تھی۔!"

"میں تمہیں وہاں نہیں لے جاؤں گا۔!"

"کیوں....؟"

"میں نہیں چاہتا کہ تم بھی....!"

"اور میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ریشے خود مختار ہیں یا کسی کے اشارے پر یلغار کرتے ہیں۔!"

"ہوش میں آنے کے بعد مجھے ایک ریشہ بھی نہیں دکھائی دیا تھا۔!"

"سنو اگر مجھ پر بھی ریشوں کی یلغار ہوئی تو یقین کرلوں گا کہ وہ کوئی آسمانی ہی بلا ہے اور اگر نہ ہوئی تو پھر اسی خیال پر جمار ہوں گا کہ دور سے دیکھنے والی آنکھ مجھے جانور ہی سمجھ رہی ہے۔!"

شہباز بڑی مشکل سے اس پر تیار ہوا تھا.... وہ تینوں ہی اس جگہ آئے جہاں شہباز کو حادثہ پیش آیا تھا لیکن وہ ریشے کہیں دکھائی نہ دیئے جنہوں نے شہباز پر یلغار کی تھی۔

"ریشے بکرے کی کھال کے نیچے نہیں دیکھ سکتے۔!" عمران بڑبڑایا۔

"مجھ سے زبردست غلطی ہوئی تھی....!" شہباز بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"بھول جاؤ....! اب ہمیں پوری تندہی سے جدوجہد کرنی ہے۔!"

"ہم کیا کرسکیں گے....!" شہباز نے منہ بنا کر کہا۔

سفید مادہ بول پڑی....! "تم مجھے بتاتے کیوں نہیں کہ یہ اتنی دیر سے کیا کہہ رہا ہے۔!"

"اس کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ تمہیں ابال کر کھائے یا تل کر....!"

"نہیں....!" وہ خوف زدہ آواز میں بولی۔

"اس لئے تم اپنی زبان قطعی بند رکھو.... میں اسے باور کرانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ سفید فام نسلوں کا گوشت بے حد تلخ اور دیر ہضم ہوتا ہے خدا کرے یہ بات اس کی سمجھ میں آجائے.... بال بڑھنے سے عقل گھٹ گئی ہے۔!"

"اب میں نہیں بولوں گی....!" وہ منمنائی اور عمران نے شہباز سے کہا۔ "اب ہمیں اپنی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے۔ اس لئے مناسب یہی ہوگا کہ تم کسی نہ کسی طرح رحبان پہنچو اور ان گیارہ جانوروں کو بھی ان کے حجروں سے نکال لاؤ۔!"

شہباز کچھ نہ بولا۔ وہ سفید مادہ کو بہت غور سے دیکھے جارہا تھا اور وہ بے حد خوف زدہ نظر آنے لگی تھی۔

عمران کھنکارا تھا.... شہباز چونک کر اس طرف متوجہ ہوگیا۔

"صف شکن....! کاٹ کر پھینک دوں گا....!" وہ سفاکانہ لہجے میں بولا۔ "میں ضرغام کا بیٹا.... ایسی نظریں نہیں برداشت کرسکتا.... تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔!"

سچ مچ عمران کی آنکھوں میں مضحکہ اڑانے کا سا انداز پایا جاتا تھا۔

"میں تمہیں کیا سمجھوں گا....!" اس نے ہنس کر کہا۔ "اب تو یہی سب کچھ سمجھے گی۔!"

"میں اسی کا خاتمہ کئے دیتا ہوں۔!"

پھر شائد وہ اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنا ہی دیتا اگر عمران ان کے درمیان نہ آ گیا ہوتا۔

وہ اسے پیچھے دھکیلتا ہوا بولا۔ "بس بس....! میں تو صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ کہیں تم بھی طربدار کی طرح مجھے تنہا نہیں چھوڑ جاؤ گے۔!"

"طربدار.... طربدار....!" شہباز پیر پٹخ کر بولا۔ "میرا طربدار سے مقابلہ کر رہے ہو.... سنجیدہ خان محتاط کے بیٹے....! میں پورے شکرال کا سردار ہوں.... سرداروں کا سردار....!"

عمران کچھ نہ بولا.... شہباز تیکھی نظروں سے عمران کو گھورے جا رہا تھا.... سفید مادہ سہمی کھڑی تھی۔

نصف النہار کا سورج ان کے سروں پر چمکتا رہا۔

عمران سیریز نمبر 84

خطرناک ڈھلان

(دوسرا حصہ)

پیشرس

شکرال کی کہانی کا دوسرا حصہ "خطرناک ڈھلان" ملاحظہ فرمائیے اور ان صاحب کے ذہن رسا کو داد دیجئے جنہوں نے لکھا ہے کہ "ریشوں کی یلغار" پھس پھسی کتاب تھی۔ کتاب کے ابتدائی حصے پر اس قسم کا حکم لگانا انہی جیسے لال بجھکڑ کا حصہ ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ پیشرس تو آپ کا لکھا ہوا لگتا ہے لیکن کتاب کس سے لکھوائی ہے۔ اس بات پر دل چاہتا ہے کہ انہیں بھی ریگستان کے کسی بارہویں حجرے میں بند کرا دوں۔

اور اس سوال کا جواب کیا دوں کہ قسط وار کتابیں کیوں لکھ رہا ہوں جبکہ کئی بار اس کی وجہ بتا چکا ہوں۔ خطرناک ڈھلان کے بعد ایک عام نمبر اور آئے گا اور اس کے بعد خاص نمبر جس میں یہ کہانی اختتام کو پہنچے گی۔

ایک صاحب نے اسلام آباد سے لکھا ہے کہ جنگلوں میں مارے مارے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جرائم تو بستیوں میں ہوتے ہیں۔ پھر تہذیب و تمدن کو چھوڑ کر جنگل کی راہ کیوں لی جائے۔ گزارش ہے کہ جنگل سے پھر کسی تمدن کے گہوارے ہی کی طرف رخ ہو جائے گا۔ کیونکہ تمدن کے گہوارے ہی جنگلوں کا سکون بھی غارت کرتے ہیں۔

ایک مولوی صاحب کو ریشوں کی یلغار میں عریانی بھی نظر آئی ہے۔ غالباً وہ چاہتے ہیں کہ نروں کو ماداؤں کی خوشبو پر بے چین نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ڈی ڈی ٹی چھڑک کر بالکل ہی مار دیجئے کم بختوں کو۔

ایک صاحب کے کئی خطوط میرے پاس آئے ہیں۔ لیکن مدعا عنقا ہے۔ اُن کے عالم تحریر کا کچھ پلے ہی نہیں پڑتا۔ ایک خط کے وسط میں اپنی تصویر چپکا دی ہے اس سے بھی پتہ نہیں چلتا کہ گورے ہیں یا کالے۔ اور عینک کیوں لگاتے ہیں۔

حیدر آباد کی ایک بھتیجی نے چچا کو اس لئے بہت قابل قرار دیا ہے کہ اس نے سات آٹھ سال کی عمر میں طلسم ہوشربا کی ساتوں جلدیں پڑھ ڈالی تھیں۔ لہٰذا پھر چچا بھی بھتیجی کو "بہت قابل" کیوں نہ سمجھے جبکہ اس نے چچا کی ساری کتابیں تیرہ سال کی عمر تک پڑھ ڈالی ہیں۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ "بھتیجی مبارک" کہوں یا "چچا مبارک"۔

ایک صاحب نے خط لکھ کر خاصی "توبہ تِلّا" بھی کی ہے کہ خدا بروز قیامت جواب نہ طلب کرے کہ تم نے ابن صفی کو خط کیوں لکھا تھا۔ بہر حال ان صاحب کو "ڈیڑھ متوالے" بھی کسی اور کی لکھی ہوئی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ سنئے صاحب! آپ کو اپنے اس شبہے کے لئے ضرور خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ اس کی رحمت ابھی تک میری کتابیں مجھی سے لکھوا رہی ہے۔ شاگردوں سے نہیں لکھوا رہی۔ توبہ کیجئے اس واہمے پر ورنہ سچ مچ حشر کے دن دامن (گریبان نہیں) تھام لوں گا۔

چلتے چلتے اتنا اور عرض کر دوں کہ کسی بھی کہانی کے مختلف مدارج ہوتے ہیں اور ان مدارج کی مناسبت ہی سے کچھ لکھا جاتا ہے۔ ہر جگہ زور نہیں باندھا جاتا۔ موقع بے موقع ڈرامہ پیدا کرنے سے آپ تو واہ واہ کر سکتے ہیں۔ لیکن فن کا خون ہو جاتا ہے۔ لہٰذا "واہ واہ" کو کہانی کے آخری حصے کے لئے بچا رکھئے۔ لیکن اگر کہانی کا کوئی حصہ آپ کے ذہن کو گرفت میں لینے سے انکار کر دے تو بلا شبہ میرے لئے دعائے خیر کیجئے۔

"ریشوں کی یلغار" کی پسندیدگی کا شکریہ۔

بے شمار "پسندیدگی" کے خطوط میں سے صرف دو عدد خطوط میں ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔

والسلام

ابن صفی

۲۳/جون ۱۹۷۵ء

ان پہاڑوں کی بناوٹ عجیب تھی۔ اتنی عجیب کہ ان کے درمیان پائی جانے والی وہ طو
عمارت نہ تو اوپر سے دیکھی جاسکتی تھی اور نہ اطراف سے۔ پہاڑوں کی ڈھلانیں بھی ناقابل عبو
معلوم ہوتی تھیں۔

زلمیر کے جنگل ان پہاڑوں کے دامن تک پہنچتے پہنچتے اس طرح غائب ہو گئے تھے۔ جیسے ک
پینٹنگ کا کوئی رنگ بتدریج ہلکا ہوتے ہوتے یکلخت معدوم ہو جائے.... عدم اور وجود ک
درمیان کوئی خط فاصل چھوڑے بغیر بالکل ننگے اور سنگلاخ پہاڑ تھے.... وادی زلمیر کے شمال م
یہ پہاڑیوں بھی عجیب لگتے تھے کہ ان پر وادی کی ہریالی کی پرچھائیں تک نہیں پڑی تھیں۔
ناقابلِ عبور تھے اس لئے زرد ریگستان میں داخل ہونے کے لئے ان کے دامن میں مغرب
طرف سفر جاری رکھنا پڑتا تھا۔

شکرال میں یہ پہاڑ بے فیض ہی نہیں بلکہ نجس بھی سمجھے جاتے تھے۔ اگر یہ ناقابل عبو
ہوتے تو انہیں زرد ریگستان تک پہنچنے کے لئے ڈیڑھ سو میل کا چکر نہ لگانا پڑتا.... اپنے پیشرو
سے ان کی نحوست کی کہانیاں سنتے آئے تھے لیکن اس سے لاعلم تھے کہ ان میں کوئی عمارت
پوشیدہ ہے۔

اس وقت اسی عمارت کے ایک کمرے میں جو اپنی ساخت اور سامان کی بناء پر وائرل
آپریشن روم معلوم ہوتا تھا۔ ایک مرد اور ایک عورت تیز تیز لہجے میں گفتگو کر رہے تھے یہ دو
ہی کسی سفید فام نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

"تم احمق ہو....!" عورت نے مرد کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بدزبانی مجھے پاگل کر دیتی ہے.... اسے ہمیشہ یاد رکھنا....!" مرد غرایا۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو....؟"

"ایک ذمہ دار آدمی....!"

"اور میرے ماتحت بھی....!" عورت کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

مرد کچھ نہ بولا.... عورت کہتی رہی...."تم میری مرضی کے خلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ گے۔!"

مرد کے ہونٹوں پر زہریلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ لیکن وہ عورت کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

عورت نے کہا۔ "اس مسکراہٹ کا مطلب....؟"

"واقعی تم ایسی ہی انچارج ہو کہ چھینکنے اور کھانسنے کا مطلب بھی پوچھ سکتی ہو۔!"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا معاملہ آگے بڑھا دیا جائے گا۔!"

"پھر تم خود کس مرض کی دوا ہو....!"

"کیا مطلب....؟"

"کیا تم خود ہی اپنے کسی ماتحت کو سزا نہیں دے سکتیں۔!"

"مجھے سزا دینے کا اختیار نہیں ہے۔!"

"میں تمہیں یہ اختیار دیتا ہوں۔!"

"شٹ اپ....!"

"مرد نے مسکرا کر اپنی بائیں آنکھ دبائی تھی اور دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔!"

"تم ایک بے حد گھٹیا آدمی ہو....!" عورت نے تلخ لہجے میں کہا۔

"صرف میں ہی نہیں بلکہ ہم سب....!"

"بکواس بند کرو.... اب تم یہاں نہیں رہ سکو گے....!" وہ پیر پٹخ کر دہاڑی۔

"اس کے باوجود بھی میں اس پر احتجاج کرتا رہوں گا کہ دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا دیا گیا ہے.... جب کہ ہم یہاں صرف شکرالی وحشیوں کے لئے آئے تھے۔!"

"تمہیں احتجاج کرنے کا حق نہیں پہنچتا.... تم صرف ایک تنخواہ دار آدمی ہو.... تمہیں

ادارے کی پالیسیوں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔!"

"لیزا....!"

"مادام گوردو کہو....!" وہ سخت لہجے میں بولی۔ "میں نے کسی کو بھی اپنا پہلا نام لینے کا حق نہیں دیا۔!"

"او.... کے.... مادام گوردو....!" وہ چبا چبا کر بولا۔ "میں نکولس.... استدعا کرتا ہوں کہ مجھے اس ملازمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔!"

"بہت بہتر....! میں ابھی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرتی ہوں۔!" اس نے کہا اور ٹیلی پرنٹر کے سامنے جا بیٹھی.... اس کی انگلیاں تیزی سے "کی بورڈ" پر چلنے لگی تھیں وہ اسی لئے خود کو اس اسٹیشن کی انچارج سمجھتی تھی کہ اس کے علاوہ یہاں اور کسی کو بھی پیغام رسانی کے کوڈ کا علم نہیں تھا۔ پیغام کی ترسیل کے بعد وہ ٹیلی پرنٹر کے پاس سے ہٹ آئی۔

نکولس اُسے گھورے جا رہا تھا۔ لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔

"تم نے کیا رپورٹ بھیجی ہے۔!" اس نے تھوڑی دیر بعد کھنکار کر پوچھا۔

"یہی کہ تم ملازمت جاری نہیں رکھنا چاہتے۔!" لیزا گوردو نے خشک لہجے میں کہا۔

"اور ملازمت نہ جاری رکھنے کی وجہ بھی بتائی ہوگی۔!"

"ضروری نہیں ہے....!"

"تم نے زیادتی کی ہے میرے ساتھ.... اگر وجہ نہیں بتائی۔!"

"اوپر والوں کو اس کی پرواہ نہیں ہے وجہ بتائے بغیر بھی وہ تمہیں سبکدوش کر دیں گے۔ عموماً یہی ہوتا ہے۔!"

دفعتاً ٹیلی پرنٹر بیدار ہو گیا تھا.... جوابی پیغام آنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پیغام کو ڈی کوڈ کر رہی تھی۔ لیکن اصل پیغام کو تحریر میں نہیں لائی تھی۔ اصل جواب تھا.... "نکولس کو بھی جانور بنا دیا جائے۔!" مگر اس نے نکولس کے لئے لکھا "سبکدوش کیا گیا.... اُسے بدھ تک پہنچنے والے ہیلی کوپٹر سے واپس بھیج دیا جائے۔" پھر اس نے وہ کاغذ نکولس کی طرف بڑھا دیا۔ نکولس نے اس پر نظر ڈالی.... اور سر ہلا کر بولا۔ "اچھی بات ہے.... میں وہاں پہنچ کر انہیں ضرور بتاؤں گا کہ میں نے ملازمت کیوں ترک کی ہے۔!"

لیزا نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "اب یہاں آپریشن روم میں تمہارا کوئی کام نہیں، اپنے کمرے میں جاؤ۔!"

"بہت بہتر....!" نکولس اٹھتا ہوا غرایا اور فرش پر زور زور سے پیر پٹختا ہوا چلا گیا۔

لیزا کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس نے انٹر کوم کا بٹن دبایا اور آہستہ سے بولی۔ "ہیلو.... روبن....!"

"یس گوردو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"آپریشن روم میں آ جاؤ....!"

"او کے....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور لیزا نے انٹر کوم کا کنکشن آف کر دیا۔

لیزا ستائیس اٹھائیس سال کی گداز جسم والی ایک دل کش عورت تھی آنکھیں بڑی شاندار تھیں اور جبڑوں کی مخصوص بناوٹ کی بناء پر مضبوط قوت ارادی کی مالک بھی معلوم ہوتی تھی۔

آپریشن روم کا دروازہ کھول کر ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اور دروازے کے قریب رک کر حیرت سے بولا۔ "آہا.... نکولس ڈیوٹی سے غیر حاضر ہے کیا۔!"

لیزا اس کی طرف مڑی۔

"نہیں روبن....! اچانک اس کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ اسی لئے میں نے تمہیں بلایا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا....!"

"میں وادی کے مختلف پوائنٹس کا جائزہ لینا چاہتی ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

"نکولس کا بقیہ سارا وقت تمہارے سر نہیں ڈالا جائے گا۔!"

"ڈالا بھی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے.... کل وہ میرے کام آئے گا۔!"

"اسی لئے پورے اسٹاف میں تمہیں سب سے زیادہ پسند کرتی ہوں۔!"

"شکریہ گوردو....!"

سامنے والی دیوار کے قریب پہنچ کر روبن نے کنٹرول بورڈ کے ایک پش سوئچ پر انگلی رکھ دی۔ بائیں جانب ایک اسکرین روشن ہو گئی تھی یہ چار فٹ لمبی اور تین فٹ چوڑی اسکرین تھی۔

"پوائنٹ نمبر تین....!" لیزا نے کہا۔

روبن نے دوسرے پش سوئچ پر انگلی رکھی ہی تھی کہ اسکرین پر وادی زلمیر کا کوئی حصہ نظر آنے لگا اور سنہری مادہ سیاہ نر کے ساتھ اچھل کود کرتی ہوئی دکھائی دی۔

"کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہم ان کی آوازیں بھی سن سکتے۔!" روبن بولا۔

"اس کا انتظام ناممکن ہے.....!" لیزا نے کہا۔

"اسکرین پر وہ دونوں اس طرح متحرک نظر آرہے تھے جیسے رقص کر رہے ہوں۔!"

"بہت خوش معلوم ہوتے ہیں۔!"

"پوائنٹ نمبر سات.....!" لیزا نے کہا۔

روبن نے کوئی اور بٹن دبایا اور اسکرین کا منظر بدل گیا.... یہاں سفید مادہ تنہا دکھائی دی۔

"پوائنٹ نمبر پانچ.....!"

منظر پھر بدلا.... ایک سیاہ نر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا نظر آیا۔

اس کے بعد لیزا نے کئی پوائنٹس کے نمبر دہرائے تھے۔ مناظر بدلتے رہے پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے کارروائی ختم کرنے کو کہا تھا۔ اسکرین تاریک ہو گئی۔

"تیسرا کہاں گیا....؟" لیزا پر تشویش لہجے میں بڑبڑائی۔

روبن کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے اس نے کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم صرف اپنے کام سے کام رکھو.....!"

"مقصد.... گور دو.... اگر ہم مقصد سے آگاہ ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔!"

"مقصد کا علم تو مجھے بھی نہیں ہے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے.... جس سرگرمی سے تم کام میں حصہ لے رہی ہو اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ کم از کم تم تو مقصد سے واقف ہی ہو گی۔!"

"مجھے صرف اس سے سروکار ہوتا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے کیونکر کرنا ہے....؟ اسے وہ جانے جو ہم سے کام لے رہے ہیں۔"

"لیکن ہم کسی مشین کے پرزے نہیں.... آدمی ہیں۔!"

"آدمی کے ساتھ سب سے بڑی ٹریجڈی یہی ہے کہ وہ مشین کا پرزہ نہیں بن سکا.... اگر وہ کسی مشین کے پرزے ہی کی طرح صرف اپنے کام سے سروکار رکھے تو اُسے بہتیرے دکھوں سے نجات مل جائے گی۔!"

"اچھا یہی بتادو کہ اس کام کے لئے خصوصیت سے یہی علاقہ کیوں منتخب کیا گیا ہے۔!"

"یہاں کے باشندے غیر مہذب اور توہم پرست ہیں.... یہ اسے کوئی آسمانی بلا سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے متعلق کسی قسم کی چھان بین کئے بغیر خاموشی سے جانور بنتے رہیں گے پھر دوسری آسانی یہ ہے کہ یہاں یہ عمارت ہمارے ہاتھ لگ گئی ہے۔!"

"ہاتھ لگ گئی ہے.... کیا مطلب....؟" روبن نے حیرت سے کہا۔

"تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ عمارت ہماری فرم نے بنوائی ہے۔!"

"پھر اور کیا سمجھوں.....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... تم خود سوچو بھلا ہمارے لئے کیوں کر ممکن ہوتا۔ کیا ہم یہاں تک تعمیر کا یہ سامان لا سکتے... دراصل یہ عمارت پچھلی جنگ عظیم کے دوران میں جرمن نازیوں نے بنائی تھی۔ یہاں سے وہ کئی ممالک پر نظر رکھ سکتے تھے۔ یہاں انہوں نے شمسی توانائی سے چلنے والا جنریٹر لگایا تھا۔ ایسا زبردست جنریٹر جو ایک بہت بڑے شہر کو برقی توانائی سپلائی کر سکتا ہے۔ تم دیکھ ہی رہے ہو ہاں تو بس اس عمارت کی دریافت تین بڑوں میں سے ایک کے سر ہے۔!"

"وہ کون ہے.....؟"

"پروفیسر برنارڈ.....!"

"تب تو اسے پہلے ہی سے علم رہا ہوگا.... وہ بھی تو جرمن ہی ہے۔!"

"ہو سکتا ہے.....!"

"لیکن مقصد.....؟"

"کیوں غم پال رہے ہو.....؟" لیزا ہنس کر بولی "اپنے کام سے کام رکھو.....!"

عمران گھوڑا اڑائے رحبان کی طرف بڑھا جا رہا تھا اور اس وقت انسانیت ہی کے جامے میں تھا۔ پہلے اس نے تجویز پیش کی تھی کہ شہباز ہی رحبان جائے اور کسی طرح ان گیارہ آدمیوں کو ان کے

حجرے سے نکال لائے جن کی ماہیت بدل گئی تھی لیکن پھر اس نے خود ہی اس تجویز کو رد کر دیا تھا۔

ضروری نہیں تھا کہ شہباز اپنی ظاہری حالت کو چھپائے رکھنے میں کامیاب ہو جاتا۔ بہر حال ناکامی کی صورت میں یا تو وہ کسی کی گولی کا شکار ہو جاتا یا پوری بستی میں ہراس پھیلا دیتا.... لہٰذا عمران نے یہی مناسب سمجھا کہ خود ہی جائے اور کسی نہ کسی طرح رحبان کے سردار شہداد تک رسائی حاصل کرلے۔ شکرال کی ہر بستی میں اس کے کچھ نہ کچھ شناسا موجود تھے اس لئے وہ تھا تو کسی شکرالی ہی کے لباس میں لیکن خدوخال میں کسی تبدیلی کے بغیر۔

بحیثیت صف شکن دور سے بھی پہچانا جاسکتا تھا۔

شام ہوتے ہوتے وہ بستی میں جا پہنچا اور سیدھے ایک کزک کی راہ لی۔ یہاں خاصی بھیڑ تھی اس نے اپنے لئے ایسی جگہ منتخب کی جہاں اس پر ہر ایک کی نظر پڑ سکتی۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی اسے بہت غور سے دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے پر پائی جانے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی۔

پھر وہ آدمی اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔

عمران اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرایا اور آہستہ سے بولا۔ "اگر تم نے مجھے پہچان لیا ہے تو شور مچانے کی ضرورت نہیں۔!"

"تو پھر واقعی میں نے تمہیں پہچان لیا ہے صف شکن....!"

"بیٹھ جاؤ... اور آہستہ بولو....!"

شکرالی کے چہرے سے دبے دبے جوش کا اظہار ہو رہا تھا۔ اُس نے اس کے قریب بیٹھ کر گرمجوشی سے اس کا بازو دبایا تھا۔

"میں ہمیشہ صحیح وقت پر تم لوگوں میں پہنچتا ہوں۔!" عمران نے کہا لیکن شکرالی کچھ نہ بولا۔

"کیا ان گیارہ جیالوں میں سے کوئی حجرے سے باہر نکلا....؟" عمران نے پوچھا۔

"اوہ.... صف شکن کوئی نہیں.... کوئی بھی نہیں....!" وہ اچانک مضطرب نظر آنے لگا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا....!"

"ہم نہیں سمجھ سکتے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔!"

"میں جانتا ہوں.... لیکن تم فکر نہ کرو....!"

"تم کیا جانتے ہو....؟"

"ابھی ظاہر کرنے کا وقت نہیں آیا۔ کیا تم سردار شہداد تک میرا ایک پیغام پہنچا سکو گے۔!"

"ان میں سے کوئی کسی کی نہیں سنتا....!"

"یہ بہت ضروری ہے.... میں تمہارا نام بھول گیا ہوں۔!"

"عسکر...!"

"ہاں.... تو بھائی عسکر....! جس طرح بھی ممکن ہو.... ورنہ چٹانوں کے بیٹھے جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔!"

"شہداد میرا اعم زاد ہے.... لیکن یقین کرو.... وہ میری بھی نہیں سنے گا.... ٹھہرو....! پہلے میں تمہارے لئے تیال منگاؤں.... باتیں بعد میں ہوں گی۔!"

شکریہ.... رب عظیم نے مجھے صرف ٹھنڈا یا گرم پانی پینے کی اجازت دی ہے قہوہ منگوالو۔!"

عسکر نے تلارگ کو آواز دی۔

"بات بھی ہوتی رہے تو کیا حرج ہے....!" عمران بولا۔ "تم میرے نام پر شہداد کو آواز دینا.... اگر نہ بولے تو واپس آجانا.... اس سے کہنا صف شکن نے کہا ہے کہ وہ نہ کوئی آفاتی بلا ہے اور نہ کوئی وباء.... مجھ سے مل لو تو بہتر ہوگا۔!"

"تم نے مجھے بے چینی میں مبتلا کر دیا ہے.... صف شکن.... خیر.... قہوہ پی کر میرے ساتھ گھر چلو....!"

"یہ زیادہ بہتر ہوگا.... میں نہیں چاہتا کہ یہاں میری موجودگی کی خبر عام ہو جائے۔!"

عسکر کچھ نہ بولا.... قہوہ پی کر دونوں کزک سے باہر نکلے تھے اور عمران نے تھان سے گھوڑا کھولا تھا لگام تھامے ہوئے عسکر کے ساتھ پیدل ہی چلتا رہا۔

"تم میرے مہمان ہو صف شکن....! کاش اس پریشانی کے دور سے پہلے آئے ہوتے۔!"

"شاید رب عظیم نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے کہ تم اس پریشانی کے دور سے بعافیت گزر جاؤ۔!"

"کیا انہیں کوئی ایسا حادثہ پیش آیا ہے جسے آسمانی بلا یا بیماری سمجھا جا سکے۔!"

"بس گھر چل کر باتیں کریں گے۔!"

پھر وہ خاموشی سے چلتے رہے تھے.... گھر پہنچ کر عمران نے محسوس کیا کہ عسکر حقیقت خال

سے آگاہی کے لئے حد سے زیادہ بے چین نظر آنے لگا ہے۔

"کیا تم اسے پسند کرو گے کہ پوری بستی میں خوف کی لہر پھیل جائے....؟" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہر گز نہیں....!"

"فی الحال بستی والے متحیر ہیں لیکن اگر ان پر حجرہ نشینوں کا راز ظاہر ہو گیا تو وہ خوف سے پاگل ہو جائیں گے۔ لہٰذا میں انہیں جو کچھ بتانے جارہا ہوں اسے تمہاری ذات تک ہی محدود رہنا چاہئے۔!"

"رب عظیم کی قسم ایسا ہی ہوگا....!"

"پہلے یہ بتاؤ کہ وہ عورت کون تھی جس نے بڑے عابد کی توجہ ان گیارہ آدمیوں کی طرف مبذول کرائی تھی۔"

کوئی بھی رہی ہو.... شہداد کی بیوی ہر گز نہیں تھی.... یہ بات تو پورے شکرال میں پھیل گئی ہے کہ کس عورت نے شہداد کی نمائندگی کرنے کی کوشش کی تھی۔

بہر حال جو کوئی بھی تھی یہی چاہتی تھی کہ وہ گیارہ آدمی اپنے حجروں سے نکل آئیں۔

"اچھا.... میں اتنا سمجھ گیا....!"

"اگر میں یہ کہوں کہ وہ گیارہ آدمی بن مانس ہو گئے ہیں تو کیا تم یقین کر لو گے۔!"

"بن مانس....! نہیں....!"

"حالانکہ یہاں ان میں سے کسی کا ہاتھ دیکھا گیا تھا جس پر بالشت بھر لمبے بال تھے۔!"

"افواہ ہے صف شکن....! پوری بستی میں کسی بچے کو بھی اس کا اعتراف نہیں ہے کہ اُس نے کوئی ایسا ہاتھ دیکھا ہے۔!"

"پھر اس افواہ کو پھیلانے والا بھی کوئی ایسا ہی فرد ہوگا جیسی وہ عورت تھی۔!"

"ہو سکتا ہے....!"

"لیکن یقین کرو کہ یہ افواہ نہیں حقیقت ہے...... کوئی انہیں حجروں سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔!"

"کون....؟"

"ابھی یہ بتانا مشکل ہے.... لیکن اگر وہ گیارہ میری بات مان لیں تو شاید میں جلد ہی

سازشیوں کو بے نقاب کر سکوں....!"

"مگر صف شکن.... وہ بن مانس کیسے ہو گئے....!"

"فرنگیوں کے پاس ایسی ادویات موجود ہیں۔!"

عسکر کی پیشانی پر فکر مندی کی لکیریں ابھر آئیں.... تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"بڑے عابد کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ کوئی شکرالی تاحکم ثانی وادی زلمیر میں قدم نہ رکھے۔!"

عمران نے کہا۔ "میرے ہی مشورے پر بڑے عابد نے اعلان کرایا ہے.... اگر وہ گیارہ آدمی بات کرنے پر رضامند ہو جائیں تو میں اسے ثابت کر دوں گا کہ اُن پر یہ بپتا وادی زلمیر ہی میں پڑی ہوئی۔!"

"زرد ریگستان کے سفر کے لئے وادی زلمیر سے گزرنا ضروری ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... دفعتاً عسکر چونکا تھا اور عمران کو غور سے دیکھتا ہوا بولا تھا "سردار شہباز کا بھی کوئی پتہ نہیں۔!"

"وہ اس عورت کی تلاش میں ہے جس نے شہداد کی بیوی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن وہ رحبان نہیں پہنچے۔ جبکہ داراب نے کہا تھا کہ وہ رحبان کے لئے روانہ ہوئے تھے۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے.... آج صبح تک ہم دونوں ساتھ ہی رہے تھے۔!"

"کہاں....؟"

"وادی زلمیر میں....!"

عسکر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے....؟" عسکر نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"شارق....!" باہر سے آواز آئی۔

"شہداد کا منجھلا بیٹا.... خیرہ سر....!" عسکر نے آہستہ سے کہا۔

"خیرہ سر....؟"

"ہاں.... اور پہلی بار اس نے میرے دروازے پر دستک دی ہے۔!"

"تو پھر....؟"

"ہنگامہ....!"

"ہو سکتا ہے میرے خلاف کوئی خلش اُسے یہاں لائی ہو...!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ شکرال کے خیرہ سروں کے بارے میں بھی معلومات رکھتا تھا۔ چھیڑ چھاڑ کر کے دوسروں سے لڑنے والے کسی کو خاطر میں نہ لانے والے خیرہ سر بھی شکرال کی روایات میں خاصی اہمیت رکھتے تھے۔ اپنے حال میں مست رہنے والے لوگ جب کسی اور کی طرف متوجہ ہوتے تو اسے اپنی عافیت خطرے میں نظر آنے لگتی تھی۔ عسکر شہداد کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس طرح شارق اس کا بھتیجا ہوا۔ لیکن اس کی آمد پر وہ بھی کسی قدر نروس نظر آنے لگا تھا۔

عمران خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔

"دروازہ کھولو....!" باہر سے پھر آواز آئی۔

عسکر طوعاً و کرہاً آگے بڑھا تھا دروازہ کھلتے ہی وہ اُسے دھکا دیتا ہوا اندر گھس آیا۔

عمر اٹھارہ، انیس سال سے زیادہ نہ رہی ہو گی۔ خاصا قد آور اور مضبوط جسم والا تھا۔ آنکھوں سے وحشت برس رہی تھی۔

"یہ کون ہے....؟" اس نے عمران پر سے نظر ہٹائے بغیر سوال کیا۔

"میرا ایک دوست....!" عسکر بولا۔

"تمہارے علاوہ کزک میں اسے اور کسی نے نہیں پہچانا...!"

"تو میں کیا کروں....؟"

"تمہارے علاوہ اور کون پہچانتا ہے اسے....؟"

"تمہارا باپ....!"

"چچا عسکر....! میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا...!"

"میری ہڈیاں زیادہ رسیلی ہیں....!" عمران مسکرا کر بولا۔

شارق نے وحشیانہ انداز میں عمران پر چھلانگ لگائی۔ غالباً اس کے سینے پر ٹکر مارنا چاہتا تھا لیکن عسکر بڑی پھرتی سے دونوں کے درمیان آ کر فرش پر چاروں خانے چت گرا... ساتھ ہی اس نے شارق کو للکارا بھی تھا کہ اگر اس کے مہمان کو ذرا سی بھی خراش آئی تو وہ اسے قتل کر دے گا۔

"میں نے اس لڑکے پر اپنا خون معاف کیا...!" عمران کہتا ہوا شارق کے دوسرے جا

سے بچا تھا۔ عسکر اٹھ ہی رہا تھا کہ اس نے شارق کو لہرا کر فرش پر گرتے دیکھا۔ وہ گرا تھا اور پھر نہیں اٹھ سکا تھا۔ عمران اس کے قریب ہی کھڑا بیہوش لڑکے کو مغموم نظروں سے دیکھتا رہا۔

"کک....کیا ہوا....؟" عسکر ہکلایا۔

"کچھ بھی نہیں.... تھوڑی دیر بعد ہوش آ جائے گا...!" عمران بولا "جوش ہی جوش ہے تجربہ نہیں رکھتا...!"

"مجھے یقین ہے... کسی نے ورغلا کر اسے یہاں بھیجا تھا.... ورنہ اس نے کبھی میرے منہ آنے کی کوشش نہیں کی۔!" عسکر نے مضمحل سی آواز میں کہا۔

دفعتاً عمران بیہوش خیرہ سر کی طرف جھکا تھا جس کی مٹھی میں اُسے کوئی چمک دار چیز دبی ہوئی دکھائی دی تھی۔ عسکر بھی متوجہ ہو گیا۔ عمران بیہوش خیرہ سر کی مٹھی کھول رہا تھا۔ چمک دار چیز اس کی گرفت سے پھسل گئی۔

یہ سگریٹ لائٹر کی شکل کا ایک چھوٹا ٹرانس میٹر ثابت ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" عمران نے اسے عسکر کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"تمباکو نوشی کے لئے...!"

عمران نے اپنے سر کو منفی جنبش دی.... پھر وہ اسے اس کا استعمال بتانے لگا۔

"میرے لئے نئی دریافت ہے....!" عسکر پر تفکر لہجے میں بولا۔

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں کے لئے نئی چیز ہے...!"

"بالکل....!"

"اسے کہاں سے ہاتھ لگا ہے...!"

"رب عظیم ہی جانے...!"

"کیا اس نے اس دوران میں شکرال سے باہر کا سفر کیا تھا....؟"

"نہیں.... اس نے ابھی تک غیر شکرالی آسمان نہیں دیکھا....!"

"اور یہ پہلی بار تم پر چڑھ کر آیا تھا....!"

"بالکل یہی بات ہے....!"

"اچھا میں دیکھوں گا.... وہ ہوش میں آ رہا ہے.... تم یہاں سے ہٹ جاؤ...!" عسکر کے

انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔

فی الحال اپنی روائتی مہمان نوازی کو بھول جاؤ.... ہم عرصہ جنگ میں ہیں.... تم اندازہ نہیں کرسکتے کہ شکرال کس خطرے سے دوچار ہے....!" عمران نے اس کا بازو پکڑ کر دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"ہوشیار رہنا....!" عسکر بولا۔

"ہاں.... ہاں.... میں اپنی حفاظت کرسکتا ہوں۔!"

عسکر چلا گیا.... بے ہوش نوجوان نے کروٹ لی تھی.... کراہا تھا اور پھر بڑی پھرتی سے اٹھ بیٹھا لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال سکتا عمران کا ریوالور نکل آیا۔

"یہ کرتب....!" وہ آہستہ سے بولا۔ "اور ایسے ہی کئی اور تمہیں بھی سکھا سکتا ہوں میرے شاگرد بن جاؤ۔!"

"تم ہو کون....؟" شارق دہاڑا۔

"اس سے پہلے یہ بتاؤ کہ یہ تمہیں کہاں سے ملا۔!" عمران نے بائیں ہاتھ سے اُسے وہ ٹرانسمیٹر دکھاتے ہوئے پوچھا جو کچھ دیر قبل اس کی مٹھی سے نکالا تھا۔

"اوہ.... لٹیرے....!" شارق نے اٹھنے کی کوشش کی۔

"نہیں اسی طرح بیٹھے رہو....!" عمران ریوالور کو جنبش دے کر بولا۔

"میں کہتا ہوں.... اسے واپس کردو....!"

"یہ معلوم کئے بغیر ناممکن ہے کہ تمہیں کہاں سے ملا ہے۔!"

"اور اگر میں نہ بتاؤں تو....!"

"عسکر کا مہمان تمہیں مار ڈالے گا اور کسی کے کانوں پر جوں نہیں رینگے گی۔ کیونکہ عسکر کا مہمان پوری بستی کا مہمان ہے اور تم ایک حملہ آور کی حیثیت رکھتے ہو۔!"

وہ خاموشی سے عمران کو گھورتا رہا پھر دانت پیس کر بولا۔ "تمہیں واپس کرنا پڑے گا۔!"

"کوشش کرو.... اس بار تمہیں ہوش نہیں آئے گا۔!"

شارق چیخ چیخ کر عسکر کو پکارنے لگا۔

"وہ نہیں آئے گا.... جب تک کہ میں آواز نہ دوں....!" عمران مسکرا کر بولا۔

اب وہ بے بسی سے عمران کو دیکھے جارہا تھا.... آخر بولا۔ "یہ میرا کھلونا ہے.... جادوئی کھلونا اس میں سے کبھی کبھی گھوڑے کی ہنہناہٹ سنائی دیتی ہے میں نے کسی کو نہیں بتایا... لاؤ مجھے واپس دے دو.... ورنہ میں تمہارے تفنگچے سے بھی نہیں ڈروں گا۔!"

"ملا کہاں سے تھا....!"

"مجھے یاد نہیں.... کہیں پڑا ملا تھا....!"

"یاد کرو شارق.... یہ بہت ضروری ہے۔!"

"تم آخر ہو کون.... اور تمہیں میرے معاملات سے کیا سروکار....!"

"میں تمہارے باپ کا دوست ہوں....!"

"لیکن میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا....!"

"نہ دیکھا ہو.... مگر نام ضرور سنا ہوگا....!"

"کیا نام ہے....؟"

"صف شکن....!"

"کون صف شکن....؟"

"شاید شکرال میں ایک ہی صف شکن کی کہانی مائیں بچوں کو سنایا کرتی ہیں۔!"

"نہیں....!" وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا.... متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"وہ صف شکن تو نہیں....!" شارق اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "جس نے دوڑتے ہوئے گھوڑے پر کھڑے ہوکر رائفل سے ہوائی جہاز گرالیا تھا۔!"

"تم ٹھیک سمجھے۔!"

وہ جھپٹ کر عمران سے لپٹ گیا اور بچوں کی طرح سسکیاں بھرتا ہوا بولا "مجھے معاف کردو.... مجھے معاف کردو.... میں تو تمہارے خواب دیکھا کرتا تھا۔!"

"پرواہ مت کرو....!" عمران نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔ "میں تو تمہارے باپ سے ملنے آیا تھا۔!"

"مشکل ہے....!"

"میں اس کے بارے میں سن چکا ہوں.... لیکن تم لوگوں نے یہ جاننے کی کوشش کیوں

نہیں کی کہ ایسا کیوں ہے۔!"

میں تو دروازہ توڑ دیتا لیکن میری بہن آڑے آتی ہے۔!"

"مجھے کسی نہ کسی طرح حجرے تک پہنچ کر سردار شہداد سے دو باتیں کرنی ہیں۔!"

"ارے ابھی چلو....! میں تمہاری وجہ سے چچا عسکر سے معافی مانگ لوں گا۔!"

"لیکن یہ....!" عمران نے ٹرانس میٹر کی طرف اشارہ کیا۔

"اب میں تمہیں سب کچھ بتادوں گا۔!"

"جتنی جلدی ممکن ہو اتنا ہی اچھا ہے۔!"

"یہ ہے کیا....؟"

"فرنگیوں کا ایک شیطانی چرخہ.... تمہیں گھوڑے کی ہنہناہٹ کے علاوہ اور کچھ بھی سنائی دیتا ہے یا نہیں....!"

"نہیں.... میں نے اور کچھ نہیں سنا....!"

"کوئی وقت مقرر ہے اس آواز کا....!"

"اس پر تو میں نے دھیان نہیں دیا۔!"

"اب بتاؤ... کیا بتانا چاہتے تھے۔!"

"زیارت میں کوئی میری سوتیلی ماں بن کر گئی تھی... مجھے اس مکار عورت کی تلاش تھی... میں گلتر تک گیا.... اُسے ڈھونڈتا رہا.... وہ نہ ملی.... واپسی پر گوگرد کے چشمے کے قریب یہ چیز مجھے پڑی ملی تھی۔!"

"گوگرد کا چشمہ....!" عمران نے پر تفکر انداز میں دہرایا۔

"ہاں... وہ چشمہ جو سڑتے ہوئے جسموں کو بھی توانا کردیتا ہے۔ اس کا پانی مسیحائی کرتا ہے۔!"

"اچھا... اچھا.... اس کے پانی سے گوگرد کی بو آتی ہوگی۔!"

"ہاں.... ہاں....!"

"میں نے وہ چشمہ نہیں دیکھا....!"

"میں تمہیں دکھاؤں گا۔!"

"کیوں نہ ہم پہلے یہی کام کرلیں۔ تمہارے باپ سے بعد میں ملنے کی کوشش کروں گا۔!"

"ٹھیک ہے....!"

عمران نے عسکر کو آواز دی تھی.... وہ آیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دونوں کو دیکھتا رہا۔ دفعتاً شارق بولا۔ "میں معافی چاہتا ہوں چچا عسکر... اگر تم نے پہلے ہی بتا دیا ہوتا کہ یہ کون ہے تو..!"

"ختم کرو....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "لیکن تم میرے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتاؤ گے اور اب جاؤ.... اور اپنا گھوڑا اور سفری تھیلا لے کر یہاں آجاؤ.... جتنی بھی جلدی ممکن ہو۔!"

وہ دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔

"حیرت انگیز....!" عسکر حیرت سے بڑبڑایا۔

"لڑکا فطرتاً بُرا نہیں.... کس خیرہ سر کی نقالی کررہا ہے.... مناسب تربیت مل جائے تو کام کا آدمی بن جائے گا۔!"

"لیکن تم اسے کہاں لے جارہے ہو....؟"

"جہاں یہ پڑا ملا تھا....!" عمران نے جیب سے ٹرانس میٹر نکالتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ اتنا ہی اہم ہے....؟"

"ہاں....! شکرال کے کسی ویران مقام پر اس کا پایا جانا اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے۔!"

"یعنی پھر کوئی فرنگی سازش....!"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔!"

"کیا میں بھی ساتھ چلوں.... مگر جانا کہاں ہے....؟"

"چشمہ گوگرو تک.... وہیں کہیں یہ پڑا ملا تھا.... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خصوصیت سے شارق کے لئے ہی وہاں چھوڑا گیا ہو۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"یہ پیغام رسانی کا آلہ ہے.... اس کے توسط سے ہماری آوازیں کہیں دور بھی سنی جارہی ہوں گی۔!"

"اس وقت بھی....؟"

"نہیں.... اس سے میں نے برقی حصہ نکال لیا ہے، جو اسے کارآمد بناتا ہے.... ویسے مجھے یقین ہے کہ ان گیارہ حجرہ نشینوں کے بارے میں ہونے والی چہ میگوئیاں کسی حد تک ضرور پہنچی

ہوں گی اور شاید یہ اسی لئے وہاں ڈالا گیا تھا کہ وہ باخبر رہیں۔!"

"یعنی.... شارق کے توسط سے۔!"

"ہاں آں.... شارق اُسی پُر اسرار عورت کی تلاش میں گلٹرنگ گیا تھا۔!"

"تب تو ممکن ہے....!" عسکر طویل سانس لے کر بولا۔

نکولس کو یقین نہیں تھا کہ اُسے وہاں سے واپس بلا لیا جائے گا جیسا کہ لیزا گوردو نے اُسے بتایا تھا۔ اس کی تصدیق کرنے والا وہاں اور کوئی نہیں تھا کیونکہ کوڈ سے صرف وہی واقف تھی۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ بیکار نہیں بیٹھا تھا.... بلکہ وہ ساری احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی کوشش کی تھی جو اس کی جان بچانے کے سلسلے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتیں.... پھر اچانک وہ چونکا تھا ایک نئے خیال نے اس کے ذہن میں سر ابھارا۔ کہیں اسے بھی جانور نہ بنا دیا جائے.... اسے ان طریقوں کا علم تھا جو اس سلسلے میں بروئے کار لائے جاتے تھے.... تو پھر....؟ بڑا سا سوالیہ نشان اس کے ذہن میں چکر لگانے لگا۔ یہاں سے بھاگ نکلنا تو قطعی ناممکن تھا.... کس میں جرأت تھی جو ان خطرناک ڈھلانوں کی طرف رخ بھی کر سکتا.... یہاں سے نکلنے کا واحد ذریعہ وہی ہیلی کوپٹر تھا جو ہر تیسرے دن ان کے لئے رسد لایا کرتا تھا.... لیکن اس پر قبضہ کر لینا آسان کام نہیں تھا۔ وہ سوچتا اور الجھتا رہا۔

دفعتاً انٹر کوم سے آواز آئی! "کیا تم اپنے کمرے میں ہو نکولس۔!"

آواز لیزا ہی کی تھی اور اس میں ناگواری کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"ہاں لیزا....! میں کمرے میں ہی ہوں....!"

"لیبارٹری میں پہنچ جاؤ....!"

"لیکن میں.... میں تو سونے کی تیاری کر رہا تھا۔!"

"پھر بھی تمہاری ضرورت ہے....!"

"تعجب ہے.... میں تو سبکدوش کر دیا گیا ہوں۔!"

"سبکدوش نہیں بلکہ معطل کئے گئے ہو.... ہیڈ کوارٹر پہنچ کر تمہیں اپنے رویئے کی وضاحت کرنی پڑے گی۔!"

"لیکن تم نے تو سبکدوشی کا حکم سنایا تھا۔!"

"ہو سکتا ہے.... غلطی سے ایسا ہوا ہو.... سبکدوشی کے بعد فرم کے توسط سے تمہاری ایسی کوئی منطقی جواز نہیں رکھتی۔ بہر حال تم صرف معطل کئے گئے ہو۔!"

"لیکن لیبارٹری میں میرا کیا کام ہو سکتا ہے۔ میں لاسلکی کے شعبے سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

"تم الیکٹریشن بھی ہو۔!" لیزا کی آواز آئی.... یہاں ایک مشین کے برقی نظام میں خلل پڑ رہا ہے.... آکر اسے دیکھ لو....!"

"خیر آجاؤں گا.... لیکن بیس منٹ سے پہلے پہنچنا مشکل ہے۔!"

"یہی سہی.... اوور....!"

انٹر کوم خاموش تھا لیکن وہ اُسے پر تشویش نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔ آج یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس سے پہلے بھی کئی بار وہ تجربہ گاہ کے برقی نظام کی دیکھ بھال کر چکا تھا۔ پھر بھی اس کی چھٹی حس اس وقت کہہ رہی تھی کہ تجربہ گاہ میں قدم رکھنا کسی نہ کسی حادثے ہی کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ پھر اسے کیا کرنا چاہئے۔ وہ سوچتا رہا لیکن کوئی فیصلہ نہ کر سکا.... یہاں تو کوئی ایسی جگہ بھی نہیں تھی جہاں چھپ کر ہی کچھ دن نکال دیئے جاتے۔!

لیزا گوردو سمیت اس عمارت میں تیس افراد مقیم تھے۔ لیزا انچارج تھی اور ہیڈ کوارٹر سے ملنے والی ہدایات کے مطابق یہاں کے کام چلاتی تھی۔ اب نکولس کو اپنی جذباتیت پر غصہ آنے لگا تھا۔ آخر بکواس کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اُس کے احتجاج کا نتیجہ بھی کیا نکلتا۔ ان حرکات کے ذمہ دار اس کی رائے کے محتاج تو نہیں ہو سکتے.... اور پھر وہ خود کیا تھا....؟ کوئی اچھا آدمی ہوتا تو ان کے ہتھے ہی کیوں چڑھتا.... شراب کے نشے میں ایک بڑے جرم کا مرتکب ہو کر اپنے شہر سے بھاگ نکلا تھا۔ پھر ان لوگوں سے ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اُسے ملازمت دے کر ملک سے باہر ہی نکال دیا تھا۔ لیکن اُسے کام کی نوعیت نہیں معلوم تھی۔ بہر حال اس وقت تو اس نے اطمینان کی سانس لی تھی۔

سزا سے بچ گیا تھا.... تو اب شاید اسی جرم کے سلسلے میں آسمانی عدالت سے کوئی فیصلہ صادر ہو گیا ہے.... اس نے سوچا، بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ لہٰذا حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے۔

وہ کمرے سے نکلا اور تجربہ گاہ کی طرف چل پڑا.... ساتھ ہی یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اس کے

اندیشے محض واہمہ بھی ہو سکتے ہیں۔

تجربہ گاہ میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سرینا پر پڑی... بیس بائیس سال عمر رہی ہوگی۔ دلکش لڑکی تھی اور لیبارٹری اسسٹنٹ کی حیثیت سے وہاں کام کرتی تھی... نکولس سے کسی حد تک بے تکلف بھی تھی وہ اُسے دیکھ کر تیزی سے آگے بڑھی۔

"کیا تم سے خود ہی حماقت سرزد ہوئی ہے... !" وہ آہستہ سے بولی۔

"کیسی حماقت....؟" وہ چونک پڑا۔

"کسی تجربے کے لئے خود کو پیش کرنے کی۔!"

"نہیں.... مجھے اس لئے طلب کیا گیا ہے کہ کسی مشین کا برقی نظام خراب ہوگیا ہے... میں اُسے درست کردوں۔!"

سرینا نے چاروں طرف دیکھا تھا.... آس پاس کوئی تیسرا موجود نہیں تھا۔

"بھاگو....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... بھاگ کر کہاں جاؤں گا۔!"

"جلدی کرو....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ "فی الحال جنریٹر والے تہہ خانے میں چلے جاؤ.... لفٹ جیسے ہی پانچویں پوائنٹ پر پہنچے اُسے روک دینا.... دروازہ سرنگ میں کھلے گا.... سرنگ میں اتر جانا.... اور لفٹ کو پھر اوپر بھیج دینا۔!"

"درمیان میں کبھی نہیں رکا....!"

"میں جانتی ہوں.... پوائنٹ نمبر پانچ پر سرنگ کا دہانہ ہے جو استعمال میں نہیں رہتی.... جلدی کرو.... تھوڑی دیر بعد میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گی۔!"

وہ تیزی سے مڑ گیا.... اُسے علم نہیں تھا کہ وہاں کوئی سرنگ بھی ہے... اور پانچویں پوائنٹ کا مطلب یہ تھا کہ وہ جنریٹر والے تہہ خانے کے اوپر واقع ہوگی.... تہہ خانہ گیارہویں آخری پوائنٹ پر تھا.... لفٹ میں پہنچ کر اس نے پانچویں پوائنٹ کا بٹن دبایا.... اور لفٹ حرکت میں آگئی.... پانچویں پوائنٹ پر وہ رکی تھی اور دروازہ کھل گیا تھا۔ وہ لفٹ سے باہر آگیا یہاں گہری تاریکی تھی.... اس نے سگریٹ لائٹر کی روشنی میں سوئچ بورڈ تلاش کر کے پہلے پوائنٹ بٹن دبایا اور لفٹ اوپر کی طرف سرکتی چلی گئی۔

اس کی سانس تیزی سے چل رہی تھی اور دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ سگریٹ لائٹر بجھا کر وہ اسی جگہ ٹھٹھک گیا.... وہاں تاریکی ضرور تھی لیکن دل بدستور اسی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔ آخر بھاگ کر کہاں جائے گا۔ یہ کتیا لیزا.... اُس کا بس چلتا تو اُسے ٹھکانے ہی لگا دیتا.... اس نے اُسے ہیڈ کوارٹر کے اصل جواب سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ اس طرح کے کام کرنے والے مخالفت کرنے والوں کو چپ چاپ ٹھکانے لگا دینے ہی میں بہتری سمجھتے ہیں۔!"

اس نے دوبارہ سگریٹ لائٹر روشن کیا اور آس پاس نظر دوڑانے لگا.... یہ سرنگ تین فٹ چوڑی اور چھ فٹ اونچی تھی.... اس نے سگریٹ لائٹر بجھا دیا۔ اگر ساری گیس ختم ہوگئی تو اس سے بھی جائے گا۔ اس نے سوچا.... ریڈیم ڈائیل والی گھڑی میں سیکنڈ کی سوئی پر نظر جمائے کھڑا رہا۔ فی الحال اس کے ذہن میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ سرینا وہاں پہنچ کر اسے بچاؤ کی کون سی راہ دکھاتی ہے۔

پھر آدھا گھنٹہ بھی گزر گیا.... لیکن سرینا نہ آئی.... مزید دس منٹ گزار کر وہ دیوار سے لگا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا.... ذرا ہی دور چلا ہوگا کہ بایاں ہاتھ سطح دیوار سے کسی خلاء میں جاپڑا.... وہ رک گیا.... اور سگریٹ لائٹر روشن کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا بایاں ہاتھ دیوار میں تراشے ہوئے ایک طاقچے میں جاپڑا تھا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کی باچھیں کھل گئیں.... طاقچے میں ایک بڑی سی ٹارچ رکھی نظر آئی تھی۔ اس نے اُسے ٹسٹ کیا.... ٹارچ کے اندر بیٹری موجود تھی۔

سرنگ کی تاریکی نے ذہن پر جو دباؤ ڈال رکھا تھا اس سے نجات مل جانے پر وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھتا رہا.... اب اسے اس کی پرواہ نہیں تھی کہ سرینا وہاں پہنچتی ہے یا نہیں پہنچتی۔!"

کچھ دور اور چلا ہوگا کہ عقب سے اس پر ٹارچ کی روشنی پڑی اور وہ اچھل کر بائیں جانب والی دیوار سے جالگا۔

"ٹھہرو....! نکولس میں ہوں....!" سرینا کی آواز آئی تھی۔

وہ رک گیا.... سرینا قریب پہنچ کر بولی۔ "تم کہاں چلے جا رہے تھے.... کیا تمہیں اس جگہ کا علم تھا۔!"

"نہیں.... لیکن میں دیکھنا چاہتا تھا۔!"

"مجھے کسی قدر دیر ہوگئی....!"

"ادھر کیا ہے....؟"

"میں نہیں جانتی.... زیادہ دور تک نہیں گئی۔!"

"یہاں مجھے ٹارچ بھی ملی ہے.... اس کا یہی مطلب ہوا کہ ان میں سے کوئی ادھر بھی آتا رہتا ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم وہ ٹارچ وہیں رکھ دو، جہاں سے اٹھائی ہے.... ورنہ ہو سکتا ہے کہ اسے وہاں نہ پاکر....!"

"ختم کرو....!" وہ بیزاری سے بولا۔ "ہم یہی نہیں جانتے کہ یہ سرنگ کہاں لے جائے گی۔ اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا.... لیکن تم میرے ساتھ کہاں جاؤ گی۔ ہو سکتا ہے کہ لیبارٹری میں تمہاری عدم موجودگی سے وہ ہوشیار ہو جائیں....!"

"اس وقت میں ڈیوٹی پر نہیں ہوں....!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ مجھ پر کوئی تجربہ کیا جانے والا ہے۔!"

"میں نے گوردو کو کسی سے باتیں کرتے سنا تھا۔!"

"یہ سب کچھ اچانک ہی ہوا ہے۔!"

"کیا بات تھی....؟"

وہ اسے گوردو سے اپنی جھڑپ کے بارے میں بتانے لگا۔

"میں کہتی ہوں ان بیچارے غیر مہذب اور لاعلم آدمیوں کا بھی کیا قصور ہے۔!" سرینا کپکپائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میرے احتجاج پر اس نے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا اور میری معطلی کا حکم جاری کرادیا۔!"

"ابھی تک تو یہاں سے کوئی واپس نہیں بلوایا گیا....!" سرینا نے کہا۔

"گوردو جھوٹی ہے.... مجھے دھوکے میں رکھ کر کام کرنا چاہتی ہے.... اور وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ میں بھی بڑے بالوں والے ایک جانور میں تبدیل ہو جاؤں۔!"

"کاش یہ سرنگ ہمیں کھلے آسمان کے نیچے پہنچا سکے....!" سرینا بولی۔

"تو کیا تم بھی فرار ہونا چاہتی ہو....!"

"عرصہ سے خواہش ہے لیکن تنہا تو میرے بس کی بات نہیں تھی۔!"

"اوہو.... تو تم کسی ساتھی کی منتظر تھیں۔!"

"یقیناً....!"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے....!"

"آخر ان حرکتوں کا مقصد کیا ہے....!" سرینا نے پوچھا۔

"یہی سوال میں نے بھی کیا تھا.... لیکن اب سوچ رہا ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔!"

"یہ بری بات ہے کہ تم ایک دلیرانہ فیصلہ کرنے کے بعد پچھتا رہے ہو۔!"

"پچھتا نہیں رہا.... بلکہ اپنی نادانی کا اعتراف کر رہا ہوں.... یہ سوال اٹھانے سے پہلے مجھے بچاؤ کی صورت پیدا کرنی چاہئے تھی۔!"

"ہاں.... یہ بات تو ہے....!"

"اب تک یہاں کے تیرہ آدمیوں کو جانور بنایا جا چکا ہے.... اگر یہ قصہ محض تجربے کی حد تک تھا تو دو چار سے بھی کام چل سکتا تھا۔!" نکولس بولا۔

"لیکن میرے لئے یہ بالکل نئی اطلاع ہے کہ جنگل میں دو عدد سفید فام عورتیں بھی جانور بنا کر چھوڑ دی گئی ہیں.... ویسے یہاں جتنی لڑکیاں تھیں بدستور موجود ہیں۔!"

"شاید وہ اور کہیں سے لائی گئی ہیں.... شکرالی عورتوں کا حصول ناممکن تھا۔ اس لئے ان درندوں نے اپنوں ہی پر ہاتھ صاف کر دیا۔!"

سرینا کچھ نہ بولی.... پھر وہ خاموشی سے چلتے رہے تھے.... نکولس آگے تھا اور سرینا پیچھے.... نکولس ہی نے ٹارچ روشن کر رکھی تھی.... اچانک وہ رک گیا.... آگے راستہ نہیں تھا۔ سرنگ کے اختتام پر ٹارچ کی روشنی کا دائرہ جم گیا۔

"کیا فائدہ اس سرنگ سے....!" وہ جھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

"سرنگ ختم نہیں ہوئی....!" سرینا بولی "لیکن اس سے آگے جانے کی میری ہمت کبھی نہیں پڑی.... تین بار میں یہیں سے واپس ہوگئی ہوں۔!"

"مگر آگے راستہ کہاں ہے۔!"

"بالکل سرے پر پہنچ کر بائیں جانب....!" سرینا نے کہا۔

نکولس آگے بڑھا اور پھر بائیں جانب مڑ گیا.... سرینا جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہی۔

"اوہو.... یہ ادھر تو ایک بڑا کمرہ سا نظر آرہا ہے....!" نکولس بولا۔

دروازہ سرنگ کی دیوار ہی میں اس طرح تراشا گیا تھا کہ تھوڑے فاصلے سے بھی نظر نہیں آتا تھا۔ نکولس دروازے ہی کے قریب کھڑا تھا.... سرینا بھی قریب جا پہنچی۔

"تم پہلے کچھ دور جاکر دیکھ لو.... پھر میں آؤں گی.... پتا نہیں کیوں اس جگہ پہنچ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔!" سرینا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"اچھی بات ہے.... میں دیکھے لیتا ہوں۔!"

نکولس دروازے سے گزر گیا.... اس نے چاروں طرف ٹارچ کی روشنی ڈالی تھی اور پھر سرینا کی طرف مڑنے ہی والا تھا کہ پشت پر تیز قسم کی سرسراہٹ سنی.... بالکل ایسے ہی معلوم ہوا تھا جیسے کوئی بڑی چیز اپنی جگہ سے سرک گئی ہو۔

"سرینا....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔

داخلے کا دروازہ دیوار بن چکا تھا.... چاروں طرف پتھریلی دیواریں تھیں۔

"سرینا....!" وہ پھر چیخا.... اور جھپٹ کر اس جگہ پہنچا جہاں دروازہ تھا لیکن شاید اب اس کی آواز سرینا تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ٹارچ کو فرش پر پھینک وہ دونوں ہاتھوں سے اس طرح دیوار پیٹنے لگا جیسے اس کا یہ فعل وہاں پھر خلا پیدا کر دے گا۔

ٹھیک اسی وقت لیزا گورڈو کا قہقہہ کمرے کی محدود فضا میں گونجا تھا۔

"احمق آدمی....!" وہ کہہ رہی تھی۔ "بھلا وہ انچارج ہی کیا جو ماتحتوں کے دلوں کا حال ان کی آنکھوں میں نہ پڑھ سکے۔ تمہیں بھی جانور بنانا ہے.... بن کر رہو گے اور پھر سرینا کے علاوہ کسی اور کو یہ معلوم نہ ہونے دیا جائے گا کہ تم جانور بنا دیئے گئے ہو۔!"

"کتیا میں تجھے مار ڈالوں گا.... ہمت ہے تو سامنے آ.... نکولس دہاڑا۔

"میں مرد نہیں ہوں کہ مردانگی دکھاؤں گی!" لیزا کی آواز آئی.. ساتھ ہی وہ ہنسی بھی تھی۔

نکولس کا دم گھٹ رہا تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے کچھ دیر بعد دل کی دھڑکن ہی بند ہو جائے گی۔

"سرینا....!" وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں چیخا۔

"مجھے پکارو....!" لیزا کی آواز آئی۔ "سرینا کا کام یہیں تک تھا۔!"

"میں واپس جاؤں گا۔!"

"شکر کرو کہ جانور بن کر سہی زندہ تو رہو گے.... ورنہ یہاں پالیسیوں کی مخالفت کرنے کی سزا موت ہے۔!"

"نہیں.... نہیں.... نہیں....!" وہ دیوانہ وار چیخا.... چیختا رہا.... چیختا رہا.... پھر بے سدھ ہو کر فرش پر گر گیا۔

عمران اب کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ جہاں تک اسے علم تھا شکرال کے تیرہ باشندے جانوروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ ہو سکتا ہے اس حرکت کے مرتکب لوگوں نے ان کا حساب بھی رکھا ہو۔ لہٰذا یہ کسی طرح مناسب نہ ہوگا کہ ان سبھوں کو وادی زلمیر میں پہنچا دیا جائے۔ اس طرح خود اس کے لئے دشواریاں پیدا ہو سکتی تھیں.... اسے بہر حال انہی کے ساتھ رہنا تھا لیکن کسی چودھویں جانور کی موجودگی انہیں ہوشیار کر سکتی تھی۔

بہر حال اس نے یہی مناسب سمجھا کہ ابھی ان گیارہ رحبانیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ تیرہ سے کم جانوروں کی موجودگی ان لوگوں کے لئے خطرے کا سگنل نہ بن سکے گی۔ وہ یہی سوچیں گے کہ دو ایک ہی اپنے حجروں سے نکل بھاگے ہوں گے۔

عمران اپنی کھال کے ساتھ ہی وہ کھال بھی لیتا آیا تھا جسے شہباز جانور بننے سے قبل استعمال کرتا تھا۔ اس نے سوچا کیوں نہ صرف شارق ہی کو رہنمائی کے لئے ساتھ لے کر نکل کھڑا ہو.... یوں بھی اسے چشمہ گوگرو تک لے جانا ہی تھا۔

لیکن اب دشواری یہ آپڑی تھی کہ اچانک شارق نے پھر ٹیڑھا پن اختیار کر لیا تھا.... مسلسل کہے جا رہا تھا کہ جب تک وہ اپنے باپ کے راز سے آگاہ نہ ہو جائے گا اُسے چشمہ گوگرو تک ہرگز نہ لے جائے گا۔

"میں تمہیں بتا سکتا ہوں....!" عمران نے کہا۔ "لیکن رازداری شرط ہو گی.... تم کسی سے اس کا ذکر نہیں کرو گے۔!"

"میں تم سے بد عہدی نہیں کروں گا.... مجھے بتا دو....!"

"سردار شہداد اور اس کے دس لڑاکے بظاہر آدمی نہیں رہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"ان کے جسموں پر ایک ایک بالشت لمبے بال اگ آئے ہیں اور وہ بن مانس معلوم ہونے لگے ہیں۔!"

شارق بے اعتباری سے ہنسا تھا۔

"کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو۔!"

"میں آنکھوں سے دیکھے بغیر یقین نہیں کر سکتا۔!"

"مجھے یقین ہے کہ اگر کسی نے بھی انہیں دیکھنے کی کوشش کی تو وہ فائرنگ شروع کر دیں گے۔!"

"پھر بھی ہمیں کوشش تو کرنی ہی چاہئے۔!"

"جاؤ....اپنے گھر ہی میں کوشش کر کے دیکھ لو....!"

"میں دروازہ توڑ دوں گا.... بہن کی بھی پرواہ نہ کروں گا۔!"

"شکرال کے نہ جانے کتنے خیرہ سر اپنے سینے چھلنی کرا چکے ہیں یا کچھ کر گذرتے ہیں یا دنیا ہی سے گذر جاتے ہیں۔!"

"لیکن تمہاری اس حرکت سے کھیل بگڑ جائے گا....لوگ واقف ہو جائیں گے اور ان میں ہراس پھیلے گا۔!"

"پھر میں کیا کروں....؟"

"رات ہونے دو....! کوئی تدبیر کی جائے گی۔" عمران طویل سانس لے کر بولا وہ اس قصے کو بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔

"اچھی بات ہے....اس کھلونے کے بارے میں بتاؤ....اُسے کیوں اتنی اہمیت دے رہے ہو۔!"

"وہ خصوصیت سے تمہارے ہی لئے وہاں ڈالا گیا ہوگا.... جہاں تمہیں پڑا ملا تھا۔!"

"آخر کیوں....؟"

"تاکہ تمہاری آواز ان لوگوں تک پہنچتی رہے جنہوں نے اسے وہاں ڈالا تھا۔!"

"تمہاری باتیں آسانی سے سمجھ میں نہیں آتیں صف شکن....!"

"یہ فرنگیوں کا آلہ پیغام رسانی ہے.... اسے اپنے پاس رکھ کر تم جس طرح کی بھی گفتگو کرتے ہو وہ اس کے اصل مالک تک پہنچتی رہتی ہے۔!"

"یقین نہیں آتا....!"

"اس کے باوجود بھی کہ تم اس کے توسط سے کسی گھوڑے کی ہنہناہٹ سنتے رہے ہو۔!"

شارق خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا تھا۔

"لیکن آخر کوئی میری گفتگو کیوں سننا چاہتا ہے۔!"

"کیونکہ تمہارے گھر میں بھی ایک حجرہ نشین موجود ہے۔!"

"صاف صاف باتیں کرو....!" شارق جھنجھلا کر بولا۔

"جن لوگوں نے ان گیارہ رحبانیوں کو اس حال کو پہنچایا ہے وہ ان کے بارے میں باخبر رہنا چاہتے ہیں.... تمہاری بستی میں قدم رکھے بغیر وہ اسی آلے کی مدد سے اپنا یہ کام نکالنا چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ زیارت گاہ میں شہداد کی نمائندگی کرنے والی عورت انہی لوگوں میں سے تھی اور میرا خیال ہے کہ ان میں سے صرف وہی شکرالی بول اور سمجھ سکتی ہے.... لہجوں پر بھی قادر ہے.... ورنہ گلترنگ ہی میں پکڑی جاتی.... صرف سردار شہباز کو اس پر شبہ ہوا تھا.... بڑے عابد تو آگئے تھے اس کے چکر میں۔!"

"اب تمہاری بات سمجھ میں آرہی ہے.... بیشک وہ ہماری بستی میں دوبارہ قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکے گی۔!"

"لیکن وہ حجرہ نشینوں کو باہر نکالنا چاہتی ہے۔؟!"

"ٹھیک ہے.... ورنہ گلترنگ جا کر بڑے عابد کو اُن کے احوال سے کیوں واقف کرتی۔!" شارق سر ہلا کر بولا۔

"لہٰذا مجھ پر اعتماد کرو....اور حجرہ نشینوں کو چھیڑنے کی کوشش نہ کرو....!"

"تم کہتے ہو تو مانے لیتا ہوں۔!"

"بس تو اب ہمیں چشمہ گوگرو کی طرف روانہ ہو جانا چاہئے۔!" عمران نے کہا اس طرح رحبان سے ان کی روانگی ہو سکی تھی۔ لیکن چشمہ گوگرو تک پہنچنے سے قبل تیز ہواؤں اور بارش نے انہیں آلیا....اور انہیں ایک غار میں پناہ لینی پڑی۔

"چشمہ گوگرو وادی زلمیر میں تو نہیں ہے....؟" عمران نے شارق سے پوچھا۔

"نہیں....ایک چٹانی سلسلہ دونوں کے درمیان حائل ہے۔!"

"اب دیکھو.....! یہ بارش کب تھمتی ہے۔!"

"سفید بادلوں والی بارش کا کچھ ٹھیک پتا نہیں ہوتا۔!"

"وضاحت کرو.....!"

"پل بھر میں بھی نکل جاتی ہے اور کئی گھنٹوں تک بھی جاری رہ سکتی ہے۔!"

"لیکن یہ تو طوفان معلوم ہوتا ہے۔!"

شارق کچھ نہ بولا۔

"میرا خیال ہے کہ سردی بھی بڑھ گئی ہے.....!" عمران نے کہا۔

"ایسی بارشوں کے بعد ٹھنڈک میں اضافہ ہو جاتا ہے..... شائد ہمیں رات اسی غار میں گذارنی پڑے..... بارش جلد تھمتی نظر نہیں آتی۔!"

پھر بڑی دیر تک دونوں خاموش بیٹھے رہے تھے..... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دونوں کے پاس گفتگو کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہا ہو..... بارش بدستور جاری تھی۔

"اپنا کوئی کارنامہ سناؤ صف شکن.....!" دفعتاً شارق بولا۔

"کارنامہ! میں معمولی افعال اور کارنامے میں فرق نہیں کر سکتا۔!" عمران نے کہا۔ "یا پھر ابھی تک کوئی کارنامہ انجام ہی نہ دے سکا ہوں گا۔!"

"تمہارا سب سے بڑا بچہ کس عمر کا ہے.....؟"

"بس میری ہی عمر کا سمجھ لو.....!"

"کیا مقلاتی اپنے بچوں کی عمریں نہیں بتاتے۔!"

"اے میرے دوست کے بچے..... ابھی میرا باپ۔ خود مجھے ہی بچہ سمجھتا ہے..... اس لئے شادی ہی نہیں ہوئی ابھی تک۔!"

"میں سمجھ گیا.....!"

"کیا سمجھ گئے.....؟"

"بے شمار عورتیں مرتی ہوں گی تم پر..... اس لئے کسی ایک کے پابند نہیں ہونا چاہتے۔!"

"عورتوں کی باتیں نہ کرو، مجھے غصہ آنے لگتا ہے۔!"

"کیوں..... کیوں.....؟"

"پتہ نہیں کیوں.....!"

"کسی عورت نے دھوکہ دیا ہوگا۔!"

"او شارق اب ختم کرو یہ بات.....!"

"پھر وقت کیسے گذرے گا۔!"

"عورت کے بغیر نہیں گذر سکتا کیا۔!"

"گذرتا تو ہے لیکن اچھا نہیں..... میں تو ہر وقت انہی کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں۔!"

"خود بھی عورت ہی ہو جاؤ گے کسی دن.....!"

"ایسی بددعا نہ دو.....!"

"کیوں..... جب تم عورت ہی کے خیال میں ڈوبے رہتے ہو تو عورت ہی ہو جانے میں کیا مضائقہ ہے۔!"

"تب پھر مجھے کسی مرد سے شادی کرنی پڑے گی...! اور وہ مرد صف شکن کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔!"

"مار کھائے گا کیا شارق کے بچے.....!" عمران مکا تان کر بولا۔

"یقین کرو..... اگر میں عورت ہوتا تو سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی۔!"

"میرا خیال ہے بارش کا زور ٹوٹ رہا ہے۔!"

"اب سفر جاری رکھنے کو دل نہیں چاہ رہا..... کئی نالوں میں پانی کا بہاؤ اتنا تیز ہوگا کہ گھوڑے قدم نہ جما سکیں گے..... رات یہیں گذارو تو بہتر ہوگا۔!"

وہ رات انہیں غار ہی میں بسر کرنی پڑی..... دوسری صبح مطلع صاف تھا اور فضا نکھر گئی تھی..... لیکن سردی میں اضافہ ہو گیا تھا۔

سفر بھی شروع ہو گیا..... چشمہ گوگرو ابھی دور تھا۔

"چشمہ گوگرو کے قریب سے کوئی راستہ وادی زلمیر کی طرف بھی گیا ہے۔!" عمران نے شارق سے پوچھا۔

"نہیں..... دونوں کے درمیان جو چٹانی سلسلہ ہے اسے ابھی تک کسی نے بھی پار نہیں کیا۔!"

گھوڑے تیزی سے راستہ طے کر رہے تھے..... ان اطراف میں زیادہ تر خشک پہاڑ تھے، جن

کی چوٹیوں پر کہیں کہیں برف بھی دکھائی دیتی تھی۔

پچھلے دن کی بارش کا پانی ابھی تک نالوں میں بہہ رہا تھا لیکن اس کی تیز روی باقی نہیں رہی تھی۔ وہ ایسے ہی کئی نالے بہ آسانی پار کر گئے تھے۔

دوپہر ہوتے ہوتے وہ چشمہ گوگرد تک جا پہنچے... فضا گندھک کی بو سے رچی بسی ہوئی تھی۔

"کیوں نہ ہم غسل کر لیں....!" شارق بولا۔

"اتنی ٹھنڈک میں....!" عمران نے جھرجھری لے کر کہا۔

"پانی گرم ہوتا ہے.... ساری تھکن دور ہو جائے گی.... پھر میں تمہیں اس جگہ لے چلوں گا جہاں میں نے وہ آلہ پڑا پایا تھا۔!"

"اچھی بات ہے....!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "مجھے کوئی ایسا راستہ بھی تو تلاش کرنا ہے جس سے وادی زلمیر میں داخلہ ممکن ہو۔!"

"سب کچھ بعد میں دیکھیں گے....!"

پانی گرم تھا.... سچ مچ نہا لینے کے بعد عمران کو یہی محسوس ہوا تھا جیسے فوری طور پر ساری تھکن دور ہو گئی ہو۔

"لیکن یہ گندھک کی بو....!" وہ ناک سکوڑ کر بولا۔

"عرصے تک بیماریوں سے محفوظ رکھے گی....!" شارق نے کہا۔

پھر وہ اُسے ادھر لے چلا تھا جہاں ٹرانس میٹر پڑا ملا تھا.... یہاں ایک گھنا اور تناور درخت دکھائی دیا.... ان اطراف میں عمران نے ایسا کوئی دوسرا درخت نہیں دیکھا تھا۔

"یہاں.... ٹھیک اس جگہ....!" اس نے درخت کی ایک دو شاخی جڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو زمین کی سطح سے ابھر آئی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ ادھر سے گذرنے والے یہاں ضرور ٹھہرتے ہوں گے۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"تمہارا خیال درست ہے.... وسطی شکرال سے رحبان کی جانب آنے والے گلتر تک سے گذر کر یہیں قیام کرتے ہیں۔!"

"یہ چیز میرے خیال کو تقویت پہنچاتی ہے۔!"

"کس خیال کو....!"

"یہی کہ وہ صرف تمہارے ہی لئے یہاں رکھا گیا تھا۔!"

شارق کچھ نہ بولا۔

عمران پھر اس چٹانی سلسلے کی طرف متوجہ ہو گیا.... جو اُن کے اور وادی زلمیر کے درمیان حائل تھا۔!

"واقعی.... یہ چٹانیں بالکل سیدھی کھڑی ہیں۔!" وہ کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔

"نہ ہوتیں تو کیا ہوتا....؟" شارق نے پوچھا۔

"ہم ادھر سے وادی زلمیر میں داخل ہو جاتے۔!"

"وہاں کیا ہے....؟"

"جو کچھ بھی ہے وہیں ہے.... وہیں آدمی جانور بنا دیئے جاتے ہیں.... اس وقت بھی وادی میں چار ایسے جانور موجود ہیں۔!"

"آہا.... تب تو میں ضرور چلوں گا.... انہیں دیکھوں تو....!"

"اور اگر تم بھی بنا دیئے گئے تو....!" عمران بولا۔

"تب تو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آخر بنائے کس طرح جاتے ہیں۔!"

"تم یہ خطرہ مول لے سکو گے....؟"

"کیوں نہیں۔!"

"میں نے اس کی بھی تدبیر کر رکھی ہے کہ وہ ہمیں جانور نہ بنا سکیں۔!"

"تب تو پھر مجھے وہاں ضرور لے چلو صف شکن....!"

"اچھا تو پھر ہم وہ راستہ تلاش کریں جس سے گذر کر وہ وادی زلمیر سے ادھر آ جاتے ہیں۔!"

"تمہارا مطلب ہے کہ ان چٹانوں میں کہیں نہ کہیں کوئی ایسی دراڑ موجود ہے جس سے گذر کر وہ ادھر آ جاتے ہیں۔!"

"میرا یہی خیال ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اچھا پھر تلاش شروع کر دیں....!" شارق نے کہا۔ "تم مغرب کی طرف جاؤ میں مشرق کی طرف جاتا ہوں۔!"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں۔!"

"کیوں....؟"

"بس یونہی.... ہم دونوں ساتھ ہی رہ کر یہ کام انجام دیں گے خواہ کتنا ہی وقت کیوں نہ صرف ہو۔!"

"جیسا تم کہو....!"

"لیکن کام شروع کرنے سے پہلے میں ان لوگوں کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ رحبانی حجرہ نشینوں میں سے دو آدمی غائب ہو گئے ہیں۔!"

"کوئی بھی غائب نہیں ہوا.... وہ سب موجود ہیں....!" شارق جلدی سے بولا "لیکن اطلاع کیسے پہنچاؤ گے۔!"

"اسی آلے کے ذریعے....!"

"وہ سب کچھ سن رہے ہوں گے جیسا کہ تم نے کہا تھا۔!"

"نہیں.... میں نے فی الحال اسے بیکار کر دیا ہے.... ایک پرزہ نکال کر۔ جیسے ہی وہ پرزہ اس میں فٹ کروں گا وہ دوبارہ کام کرنے لگے گا۔!"

"لیکن تم یہ اطلاع کیوں دینا چاہتے ہو۔!"

"اس لئے کہ انہوں نے ابھی تک شکرال کے تیرہ آدمیوں کو جانور بنایا ہے۔!"

"دو کون ہیں....؟" شارق چونک کر بولا۔

"وسطی شکرال کے دو افراد جنہیں میں نے ان کے حجروں سے نکال کر وادی زلمیر میں پہنچا دیا ہے۔ اور اب ہم دونوں اپنے طور پر جانور بن کر وادی زلمیر میں داخل ہوں گے۔ لہٰذا انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دو رحبانی بھی وادی زلمیر میں آگئے ہیں۔!"

"آخر اس سے کیا فائدہ....؟"

"اس طرح وہ لوگ شبہے میں مبتلا ہو کر ہوشیار نہ ہو سکیں گے اور ہم ان پر قابو پانے کی کوشش کریں گے۔!"

"تو کیا تم ان لوگوں کے ٹھکانے سے واقف ہو....؟"

"بہت جلد واقف ہو جاؤں گا۔!"

"اچھا تو پھر انہیں اطلاع پہنچاؤ۔!"

"ابھی نہیں پہلے راستے تلاش کریں گے.... ہو سکتا ہے وہی راستہ مجھے ان لوگوں تک بھی پہنچادے۔!"

شارق خاموش ہو گیا.... ان کا رخ مشرق کی جانب تھا اور وہ ادھر ہی چل پڑے.... پھر عمران رک کر بولا۔ "ٹھہرو.... پہلے میں اس درخت پر چڑھ کر آس پاس نظر دوڑا لوں۔!"

"اچھی بات ہے....!" شارق نے کہا۔

عمران درخت پر چڑھا تھا.... اور کاندھے سے لٹکے ہوئے تھیلے سے دوربین نکالی تھی۔

قریباً تین چار منٹ تک گرد و پیش کا جائزہ لیتا رہا تھا.... لیکن دور دور تک کوئی نہ دکھائی دیا۔

نیچے اتر کر اس نے شارق سے کہا تھا۔ "چلو....!"

"کیا دیکھا....؟"

"کچھ بھی نہیں.... میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آس پاس کوئی اور بھی تو موجود نہیں ہے۔!"

"آخر یہ کیسی تباہی ہم پر نازل ہوئی ہے۔!"

"جب تک بقیہ دنیا کے ساتھ چلنا نہ سیکھو گے یہی کچھ ہوتا رہے گا۔!"

"کیسے چلیں گے بقیہ دنیا کے ساتھ....؟"

"تنگ نظری، توہم پرستی اور قدامت پسندی سے پیچھا چھڑائے بغیر بقیہ دنیا کے ساتھ نہیں چل سکو گے۔ انہوں نے اس کام کے لئے شکرال کو غالباً اسی لئے منتخب کیا ہے کہ تم اسے آسمانی بلا سمجھ کر اس کے خلاف جدوجہد نہ کر سکو گے۔!"

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔!"

"لیکن تمہارے باپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔!"

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔!"

"سمجھ میں آسکتی ہوتی تو حجرہ نشین ہو جانے کے لئے رحبان کا رخ نہ کرتا بلکہ وادی زلمیر ہی میں ڈٹا رہتا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آخر ایسا کیوں ہوا۔!"

"یہ بات بھی سمجھ میں آرہی ہے۔!"

"آرہی ہے نا.... تم بہت سمجھ دار ہو.... اس لئے سردار شہباز کے بعد تمہیں ہی پورے

شکرال کا سردار ہونا چاہئے۔!"

شارق ہنس پڑا اور بولا۔ "کیوں میرا مضحکہ اڑا رہے ہو.... میرا باپ تو مجھے صرف ریو
ہی کی سرداری کے قابل نہیں سمجھتا۔!"

"اس کی بھول ہے....!"

شارق کچھ نہ بولا.... ان کے گھوڑے معمولی رفتار سے مشرق کی طرف بڑھتے رہے۔

عمران تیز نظروں سے چٹانی سلسلے کا جائزہ بھی لیتا جا رہا تھا.... لیکن ابھی تک کوئی ایسی دراڑ نہ
دکھائی دی تھی جو اس کے نظریئے کی تائید کرتی ویسے نہ جانے کیوں اسے یقین تھا کہ ان چٹانو
میں کوئی ایسی دراڑ ضرور موجود ہوگی جو انہیں وادی زلمیر تک لے جاسکے۔!

بہر حال جہاں وہ چٹانیں بہت اونچے پہاڑوں سے جا ملی تھیں وہیں سے پھر وہ مغرب کی س
پلٹ پڑے۔

"مغرب کی سمت یہ سلسلہ کہاں تک پھیلا ہوا ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"پتہ نہیں.... میں ادھر نہیں گیا....!"

"اچھی بات ہے.... تو پھر مغرب ہی کی طرف بڑھتے رہو.... ادھر بھی دیکھ لیں
عمران نے کہا اور گھوڑے کو ایڑھ لگائی.... خاصی تیز رفتاری سے وہ اس جگہ تک پہنچے تھے جہ
سے مشرق کی سمت آئے تھے.... اس کے بعد گھوڑوں کی رفتار کم کر دی گئی تھی.... اور وہ
ہی کی طرح چٹانوں کا جائزہ لیتے ہوئے مغرب کی سمت بڑھ رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد شارق نے سوال کیا۔ "آخر ہم کس طرح قدامت سے پیچھا چھڑا
بڑے عابد کو یہ بات پسند نہ آئے گی۔!"

"اچھا تو بڑے عابد ہی سے کہو کہ تمہارے باپ کو دوبارہ آدمی بنا دے۔!"

"لیکن وسطی شکرال کے دو باشندوں پر جو کچھ گذری ہے اس سے تو وہ بخوبی واقف ہی
عمران بولا۔ "لیکن ان کی دعائیں ان دونوں کو دوبارہ آدمی نہیں بنا سکتیں۔!"

"اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔!" شارق مردہ سی آواز میں بولا۔

"آخر کیوں....؟"

"کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا.... بڑے عابد کا رتبہ سب سے بلند ہے۔!"

"اچھا تو پھر یہ بتاؤ کہ بڑے عابد نے تمہیں رائفلوں اور پستولوں کے استعمال سے کیوں نہیں
روکا جبکہ تمہارے بزرگ تیر کمان اور تلوار استعمال کرتے آئے تھے۔!"

"یہ بات بھی سوچنے کی ہے.... لیکن کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"احمقانہ بات ہے.... جب تک شکرال ترقی یافتہ دنیا کے ساتھ چلنے کی صلاحیت نہیں پیدا
کرے گا اسی طرح مشکلات میں پڑتا رہے گا.... حد ہوگئی کہ زرد ریگستان پار کر کے جن لوگوں
سے جدید اسلحہ خرید لاتے ہو ان کی زبان نہیں سیکھ سکتے.... آخر کیوں....!"

"واقعی یہ بات سوچنے کی ہے۔!"

"اگر تم سرداروں کے سردار ہوگئے تو کیا کرو گے۔!"

"وہی کروں گا جو بڑے عابد کہیں گے۔!"

"بس تو پھر تمہارا دور بھی حماقت ہی کا دور ہوگا۔!"

"تم سمجھتے کیوں نہیں.... بڑے عابد....!"

"میں بھی ان کی عزت کرتا ہوں....!" عمران نے کہا۔ "**لیکن قدامت کو برقرار رکھنے کے**
سلسلے میں ان کی ہم نوائی نہیں کر سکتا....!"

"بس اب اس قصے کو ختم بھی کرو.... میں جہنم کا ایندھن نہیں بننا چاہتا۔!"

"خیر فی الحال ختم کرتا ہوں۔!"

"مقلاقی لڑکیاں کیسی ہوتی ہیں....؟" شارق نے مسکرا کر پوچھا۔

"پہلے بڑے عابد سے اجازت لے آؤ پھر مقلاقی لڑکیوں کی بات کرنا کیونکہ وہ آہستہ آہستہ
ترقی پسند ہوتی جا رہی ہیں۔!"

"مت کرو بڑے عابد کی بات....!" شارق گھگھیایا۔

"تم بھی مت کرو مقلاقی لڑکیوں کی بات.... ورنہ مقلاق کا بڑا عابد مجھے کاٹ کھائے گا۔!"

"تم اپنے بڑے عابد کی عزت نہیں کرتے۔!"

"عزت میں سب کی کرتا ہوں لیکن ہر ایک سے متفق نہیں ہو جاتا۔!"

"بہت مزے میں ہو تم....!"

"تم بھی مزے میں ہو سکتے ہو.... کوشش کرو....!"

"اچھا یہ بتاؤ کہ میں کس قسم کی لڑکی سے شادی کروں۔!"

"کسی ترقی پسند مقلاتی لڑکی سے جو تمہیں مار مار کر ترقی پسند بنادے....!"

"یہ بھی ناممکن ہے.... میں کسی غیر شکرالی لڑکی سے شادی نہ کرسکوں گا۔!"

"ارے تو اسی وقت تمہیں شادی بھی کرنی ہے۔!" عمران بھنا کر بولا، اور شارق ہنس کر بولا

"میں نے تو یہ بات اس لئے چھیڑی تھی کہ بڑے عابد کا قصہ ختم ہو جائے۔!"

"آہا.... ٹھہرو....!" عمران نے گھوڑا روکتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے....؟"

لیکن عمران نے کچھ کہے بغیر تھیلے سے دوربین نکال لی اور چٹانوں میں کسی جگہ کا جائزہ لینے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آنکھوں سے دوربین ہٹاتا ہوا بولا۔ "شائد میں نے وہ جگہ دیکھ لی ہے۔!"

"مجھے بھی دکھاؤ....!"

"تم نہ دیکھ سکو گے.... اچھا اب ہمیں گھوڑوں سے اتر جانا چاہئے۔!"

"یہ لو....!" شارق گھوڑے پر سے اترتا ہوا بولا۔ "اب بتاؤ....!"

عمران بھی اپنے گھوڑے سے اترا اور دونوں گھوڑے ایک جگہ باندھ دیئے گئے اور انہوں نے ایک دشوار گذار چٹان پر چڑھنا شروع کردیا۔

خاصی جدوجہد کے بعد وہ ایسی جگہ پہنچ سکے تھے جہاں مزید آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں تھی۔

شارق نے دونوں اطراف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کہاں لے آئے۔!"

"کیا تمہیں وہ شگاف نہیں دکھائی دیتا...." عمران نے کچھ اوپر ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔

"وہاں تک پہنچو گے کیسے....؟"

"ابھی پہنچ کر دکھاتا ہوں....!"

"اگر تم پہنچ بھی گئے تو گھوڑے کیسے پہنچیں گے۔!"

"میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وادی زلمیر تک پہنچ سکوں گا یا نہیں.... ضروری نہیں ہے کہ ہم اسی راستے سے وادی میں داخل ہوں۔!"

"اچھی بات ہے.... کوشش کرو....!"

عمران اچھلا تھا اور ایک شگاف میں دونوں ہاتھ ڈال کر جھول گیا تھا۔ چھ سات فٹ کی اونچائی

پر لٹکتا رہا۔

"اتنی اونچی چھلانگ لگا سکتے ہو....!" شارق نے حیرت سے کہا۔

عمران اوپر اٹھتا چلا گیا.... شارق کو تو ایسا ہی لگا تھا جیسے شگاف کے اندر سے کسی نے پکڑ کر اسے اوپر گھسیٹ لیا ہو.... اس نے اس کے پورے جسم کو شگاف کے اندر غائب ہوتے دیکھا اور مضطربانہ انداز میں اسے آوازیں دینے لگا۔

جلد ہی عمران نے شگاف سے باہر سر نکال کر کہا تھا۔ "فکر مت کرو.... گھوڑوں پر دھیان رکھنا.... میں ابھی آیا۔!"

وہ پھر مڑا تھا اور تھیلے سے ٹارچ نکال کر گھٹنوں کے بل آگے بڑھنے لگا تھا۔ اس سرنگ نما دراڑ میں کھڑے ہونے کی گنجائش نہیں تھی۔ ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا.... دوڈھائی سو گز کھسکنے کے بعد اسے پھر سورج کی روشنی دکھائی دی تھی۔

اس قدرتی سرنگ کے دوسرے دہانے سے وادی زلمیر صاف نظر آرہی تھی اور ادھر کی ڈھلان بھی دشوار گذار نہیں معلوم ہوتی تھی۔ چاہتا تو دہانے سے نکل کر نشیب میں دوڑتا چلا جاتا.... لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔

واپسی رواروی میں نہیں ہوئی تھی۔ ٹارچ کی روشنی میں سرنگ کا تفصیلی جائزہ لیتا ہوا پلٹ رہا تھا.... ایک جگہ اسے بیئر کا ایک خالی ڈبہ پڑا ہوا ملا۔ اس نے اسے اٹھا کر اس کے سوراخ سے ناک لگادی اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ بہت پرانا نہیں تھا.... ظاہری حالت بھی یہی بتاتی تھی کہ وہ بہت دنوں سے وہاں نہیں پڑا رہا ہے، ایک جگہ ڈبل روٹی کے خشک ٹکڑے بھی ملے.... وہ آگے بڑھتا رہا.... اور دوسرے سرے تک آپہنچا۔

شارق وہیں کھڑا نظر آیا جہاں اسے چھوڑ آیا تھا.... عمران کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"کیا رہی....؟" اس نے چہک کر پوچھا۔

"راستہ ہے میں دوسرے سرے تک ہو آیا ہوں۔!"

"میں کیسے دیکھوں....!"

"کیا ضرورت ہے.... مجھے جو کچھ معلوم کرنا تھا کر چکا....!"

تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ شارق کے پاس جا پہنچا تھا۔ گھوڑوں تک پہنچنے میں خاصی

دشواری پیش آئی۔ شارق تو کئی بار گرتے گرتے بچا تھا۔ اترنے کیلئے وہ ڈھلان خطرناک ہی تھی۔

"اب کیا کرو گے....!" شارق اپنے گھوڑے کی پشت پر ہاتھ رکھ کر ہانپتا ہوا بولا۔

"بس اب تم رحبان واپس جاؤ....!"

"واہ.... کیوں....؟ یہ نہیں ہو سکتا۔!"

"پھر کیا کرو گے....؟"

"وادی زلمیر چلیں گے۔!"

"پہلے دوڑ کر بڑے عابد سے پوچھ آؤ کیونکہ انہوں نے وادی میں داخلے پر پابندی لگا دی ہے۔!"

"مم.... میں نے سنا تھا....!" شارق ہکلایا.... "لیکن انہیں کیسے پتہ چلے گا۔!"

"رب عظیم تو دیکھ رہا ہے اگر اس کے تئیں بڑے عابد کا کہنا ماننا ضروری ہے۔!"

"تم تو بال کی کھال اتارتے ہو.... بڑے عابد تو تمبال پینے سے بھی منع کرتے ہیں۔!"

"اور تمبال پینے والوں کی سرداری بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے تحائف بھی قبول کرتے ہیں.... کیوں....؟"

"میں کہتا ہوں اس قصے کو ختم کرو....!"

"جب تک تم بڑے عابد کی بالادستی سے انکار نہیں کرو گے.... قصہ ختم نہیں ہوگا۔!"

"اگر شکرالیوں کو معلوم ہو جائے تو تمہارا قیمہ کر کے رکھ دیں گے۔!"

"تم بھی تو شکرالی ہو.... نکالو اپنا تفنچہ۔!"

"مم.... میں تمہیں.... بہت پسند کرتا ہوں....!"

"بڑے عابد سے بھی زیادہ....!"

"شائد....!"

"اچھی بات ہے.... تو میں تمہیں وادی زلمیر میں لے چلوں گا۔ اب اس عام راستے کی طرف میری راہنمائی کرو جس سے قافلے گذرتے ہیں۔!"

"بس مغرب ہی کی طرف چلتے رہو۔ منحوس پہاڑ کے پاس سے گذرنا ہوگا۔!"

"منحوس پہاڑ....!" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں اگر وہ پہاڑ حائل نہ ہوتا تو ہمیں زرد ریگستان تک پہنچنے میں زیادہ دشواری نہ ہوتی....

اس منحوس پہاڑ کی وجہ سے ڈیڑھ سو میل کی مسافت بڑھ جاتی ہے۔ صدیوں سے یہ پہاڑ منحوس کہلاتے ہیں۔!"

"ناقابلِ عبور ہیں....؟"

"بالکل سیدھے کھڑے ہیں.... یہ چٹانی سلسلہ تو ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔!"

شام ہو چکی تھی.... پرندوں کے شور سے فضا گونجنے لگی تھی۔ عمران نے پر تفکر لہجے میں کہا۔ "کیوں نہ رات یہیں گذاری جائے.... کوئی مناسب سی جگہ تلاش کرو....!"

"میں جلد سے جلد ان جانوروں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"بس کل دیکھ لینا۔!"

یہاں انہیں کوئی غار نہ مل سکا.... البتہ ایک ایسی چٹان دکھائی دے گئی جو سائبان کا کام بھی دے سکتی تھی۔ اس کے نیچے انہوں نے گھوڑوں سے زینیں اتار دیں۔ شارق آگ جلانے کے لئے خشک پودوں کے ڈنٹھل اکھاڑتا پھر رہا تھا.... یہاں درخت نہیں تھے کہ ان سے لکڑیاں حاصل کرلی جاتیں۔

شارق عمران سے بہت دور چلا گیا تھا.... وہ اسے دیکھتا رہا پھر جیب سے ٹرانس میٹر نکال کر اس میں بیٹری رکھی، اور بالکل ایسے ہی انداز میں بولنے لگا جیسے کسی سے گفتگو کر رہا ہو۔

"دو حجرے خالی پڑے ہیں.... پتہ نہیں طہماس اور قنطور کہاں غائب ہو گئے پھر نسوانی آواز بنا کر بولا۔ "طہماس اور قنطور....!"

مردانہ آواز.... "ہاں.... دونوں کے حجرے خالی ہیں.... پتہ نہیں کس وقت نکل گئے.... کوئی دیکھ نہیں سکا۔!"

نسوانی آواز.... "کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔!"

مردانہ آواز.... "رب عظیم ہی جانے، سردار شہداد نے تو اب بولنا بھی چھوڑ دیا ہے، کیوں شارق....؟ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔!"

"تم نے ٹھیک سنا ہے۔!" عمران نے شارق کی آواز کی نقل اتاری تھی۔ اس کے بعد ٹرانس میٹر سے بیٹری نکال کر اُسے ناکارہ کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد شارق خشک ڈنٹھلوں کا گٹھرا اٹھائے واپس آگیا۔

"آج سردی مزاج پوچھ لے گی۔!" عمران بولا۔

"اسی لئے تو اتنی محنت کر رہا ہوں۔!" شارق نے کہا۔ "اور گٹھر پھینک کر پھر چلا گیا...

عمران اسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

اس کی دانست میں مناسب تربیت اس لڑکے کو بڑے کام کا آدمی بنا سکتی تھی.... بڑے عابد سے متعلق اس نے اس سے جس قسم کی گفتگو کی تھی وہ ٹھنڈے دل سے سنتا رہا تھا اس کی جگہ کوئی دوسرا شکرالی ہوتا تو مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا ہوتا۔

کچھ دیر بعد وہ پھر ایک گٹھر اٹھا لایا تھا۔

"بس کرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں نے ایسی تدبیر سوچی ہے کہ سردی سے بھی محفوظ رہیں گے اور ہمارے لئے کوئی خطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔!"

شارق نے گٹھر زمین پر ڈال دیا اور ایک طرف بیٹھتا ہوا بولا۔ "اچھی بات ہے کرو تدبیر۔!"

"میں سوچ رہا تھا کہ تم بہت اچھے آدمی ہو....!" عمران نے کہا۔ "آخر کس کی نقالی میں خیرہ سر بننے کی سوجھی تھی۔!"

وہ کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا.... تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "دراصل اپنی سوتیلی ماں کو دبائے رکھنے کے لئے میں نے خیرہ سر کا بہروپ بھرا ہے لیکن صف شکن کی آنکھوں سے تو نہیں چھپ سکتا۔!"

"میرا خیال ہے کہ نہ صرف سوتیلی ماں بلکہ باپ بھی ڈرنے لگا ہوگا۔!"

شارق نے قہقہہ لگایا اور سر ہلا کر بولا۔ "ان کی تو سرداری بھی میرے دم سے قائم ہے ورنہ کبھی کی اسے کھو چکے ہوتے۔!"

"تمہارے آنے سے عسکر بھی خائف ہو گیا تھا۔!"

"سبھی ڈرتے ہیں.... یہ دیکھو....!" اس نے داہنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ اسے چھوٹی انگلی کی جڑ میں ایک اور ننھی سی انگلی دکھا رہا تھا۔!

"یہ کیا ہے....؟"

"میں شنگشت بھی ہوں.... کوئی شکرالی میرا خون بہانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔!"

"ہمارا عقیدہ ہے کہ چھ انگلیاں رکھنے والے کے قتل سے تباہی پھیلتی ہے۔ زیادہ تر شنگشت

درویش ہو جاتے ہیں لیکن میں نے خیرہ سر بننا ہی مناسب سمجھا۔!"

"بہت چالاک ہو.... اب تم جو چاہو کرتے پھرو.... کوئی تمہیں ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔!"

شارق نے پھر قہقہہ لگایا اور بولا۔ "اگر یہ بات نہ ہوتی تو کبھی کا مار ڈالا گیا ہوتا۔!"

"لیکن میں نے اب کچھ اور ہی سوچا ہے۔!"

"کیا....؟"

"تمہیں جلد از جلد جانور بنا دوں....!"

"کیا مطلب....! شارق اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "اس طرح تم سردی سے بھی محفوظ رہ سکو گے۔!"

"پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو۔!"

"سچ مچ جانور نہیں بنو گے.... اور اگر نقلی جانور بننے پر تیار نہ ہوئے تو وادی زلمیر میں سچ مچ جانور بنا دیئے جاؤ گے۔!"

"صاف صاف کہو....!"

"ان لوگوں کے جسموں میں کوئی ایسی دوا داخل کی گئی ہے جس نے ان کے رونگٹوں کو حیرت انگیز طور پر بڑھا دیا اور یہ عمل تھوڑے وقت میں ہوا تھا....!"

"یہ کس طرح ممکن ہے....!"

"ترقی یافتہ لوگوں کے لئے سب کچھ ممکن ہے.... میں وہاں تمہیں ایسی دو عدد مادائیں بھی دکھاؤں گا جو فرنگی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے ایک سنہری ہے اور دوسری سفید.... اور تمہارے شکرالی سیاہ بالوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔!"

"لیکن اب میرے باپ کا کیا ہوگا۔!"

"ہو سکتا ہے ان کے پاس کوئی ایسی دوا بھی ہو جو انہیں دوبارہ آدمی بنا دے.... اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ خود اپنی نسل پر ہرگز ہاتھ صاف نہ کرتے۔!"

"گویا.... کوئی فرنگی یہ سب کچھ کر رہا ہے۔!"

"سو فیصد یہی بات ہے....!"

"آخر کیوں....؟"

"یہی تو دیکھنا ہے.... ویسے شکرالی عورتیں ان کے ہاتھ نہ لگ سکی ہوں گی اس لئے انہوں نے فرنگوں ہی کو جانور بنادیا اور وہ دونوں مادائیں شکرالی نروں کے ساتھ بہت خوش ہیں۔!"

"کیا بات ہوئی....!" شارق نے حیرت سے کہا۔

"ہوسکتا ہے وہ یہ دیکھنا چاہتے ہوں کہ ان کے بچے آدمی ہی ہوتے ہیں یا جانور....!"

"میں سمجھ گیا.... ویسے بھی یہ سفید سور ہمیں جانور ہی سمجھتے ہیں۔!" شارق نے غصیلی آواز میں کہا۔

"پکی بات کہی ہے تم نے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اچھا تو تم مجھے کس طرح جانور بناؤ گے۔!"

"پہلے خود بن کر دکھاؤں گا.... پھر تمہیں بھی بنادوں گا۔!"

عمران نے تھیلے سے وہ کھال نکالی جسے اپنے جسم پر فٹ کرنا تھا.... اور ایک چٹان کی اوٹ میں چلا گیا۔

شارق متحیرانہ انداز میں بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا.... اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ نہ جانے اور کون کون سے تاثرات نظر آرہے تھے۔

پھر جیسے ہی عمران چٹان کی اوٹ سے نمودار ہوا اس کا ہاتھ بے اختیار ہولسٹر کیطرف گیا تھا۔

"ارے.... ارے.... کہیں فائر نہ کردینا....!" عمران بول پڑا۔

"رب عظیم....!" شارق کی زبان سے اتنا ہی نکل سکا۔

"کہو کیسی رہی....!" عمران قریب آکر بولا۔

"سس.... سمجھ میں نہیں آتا....!"

"اگر اسی روپ میں تمہاری بستی میں چلا جاؤں تو گولیاں مجھے چھلنی کرکے رکھ دیں۔!"

"اس میں تو شک نہیں۔!"

"اسی لئے وہ بیچارے حجرہ نشین ہوگئے ہیں۔!"

"مجھے کیسے جانور بناؤ گے....!" شارق نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم پر جو کھال منڈھی جائے گی وہ تمہاری جسامت سے زیادہ ہوگی۔ لہٰذا

اپنا لباس بھی مت اتارو.... اُسی پر فٹ کردوں گا۔!"

عمران نے وہ کھال نکالی جو شہباز کے لئے تیار کی تھی اور شارق کے جسم پر فٹ کرنے لگا۔

آدھے گھنٹے بعد وہاں سیاہ رنگ کے دو گوریلے بیٹھے نظر آئے۔ ان میں سے ایک شکرالی جنگی نغمہ الاپ رہا تھا.... یہ شارق تھا۔

"بس کرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر دشمنوں نے دیکھ لیا تو سمجھیں گے کہ تم جانور بن کر خوشی کا اظہار کررہے ہو۔!"

"میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی بستی میں جاکر ہراس پھیلادوں گا۔!"

"بن مانس....! اگر شنگشت بھی ہوں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔!" عمران نے کہا۔ "کوئی خوف زدہ ہوکر تمہیں گولی ماردے گا۔!"

رات بخیر و خوبی گذری تھی.... وہ آرام سے اسی چٹان پر سوتے رہے تھے۔ الاؤ روشن کرنے کی بھی ضرورت نہیں پیش آئی تھی۔

دوسری صبح جب وہ گھوڑوں کے قریب پہنچے تو شارق کا گھوڑا بدکنے لگا تھا۔ بمشکل تمام قابو میں آیا اور سفر دوبارہ جاری ہوگیا۔

"وادی میں پہنچ کر کیا کروگے....؟" شارق نے پوچھا۔

"وادی کی طرف سے اس شگاف تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ جس سے کل وادی کا جائزہ لیا تھا۔!"

"میں تو اُن سچ مچ کے جانوروں کو دیکھنے کے لئے بے چین ہوں.... آخر وہ ہیں کون۔!"

"یہ بتانا مشکل ہے کیونکہ جانور بس جانور ہی ہوتے ہیں۔!"

"واہ.... میں شارق ہوں.... تم صف شکن ہو....!"

"لیکن وہ سچ مچ جانور بن گئے ہیں اپنے نام کیوں بتائیں گے.... رحبان کا سردار کیسے کہہ سکے گا کہ وہ شہداد ہے۔ اسی لئے تو بے چارہ کسی کو اپنی شکل نہیں دکھاتا۔!"

ان کے گھوڑے خاصی تیز رفتاری سے راستہ طے کررہے تھے۔ عمران نہیں چاہتا تھا کہ اس حال میں کسی کی نظر اُن پر پڑے۔ وادی زلمیر میں شکرالیوں کے داخلے پر پابندی لگائی گئی تھی۔ لیکن ادھر تو شکرالی گذرتے ہی رہتے تھے۔

دن ڈھلنے سے قبل ہی وہ اس پہاڑی سلسلے تک جا پہنچے، جس کا ذکر شارق نے منحوس پہاڑ کے نام سے کیا تھا۔

"واقعی....! یہ تو ایسے سیدھے کھڑے ہیں جیسے انسانی ہاتھوں نے انہیں تراش تراش کر مسطح کر دیا ہو۔!"

"مت دیکھو.... انکی طرف ورنہ تمہارا ستارہ گردش میں آجائے گا۔!" شارق نے گھبرا کر کہا۔

"میرا ستارہ عموماً میرے قابو میں ہی رہتا ہے۔!" عمران بولا۔

"تم عجیب آدمی ہو.... کسی بات پر یقین ہی نہیں رکھتے۔!"

"رب عظیم کے علاوہ اور کسی پر یقین نہیں رکھتا۔!"

"ستارے بھی رب عظیم نے بنائے ہیں۔!"

"اور میں بھی رب عظیم کی تخلیق ہوں....!" عمران ہنس کر بولا۔ "ایسی تخلیق جو دوسری تخلیقات پر حاوی ہے۔!"

شارق کچھ نہ بولا.... وہ وادی زلمیر میں داخل ہو چکے تھے۔ ابھی گھنے جنگلوں کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ اچانک ایک جگہ ان کے گھوڑے بھڑکنے لگے.... عمران فوراً ہی اپنے گھوڑے سے کود گیا.... ساتھ ہی زین سے لٹکے ہوئے تھیلے سے ریوالور بھی نکال لیا۔

شارق نے اس کی تقلید کی تھی اور بمشکل تمام وہ انہیں ایک درخت کے تنے سے باندھنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

"فی الحال یہیں رک جاؤ....!" عمران بولا۔ "پتا نہیں کیا چکر ہے۔!"

دونوں ہی پوری طرح ہوشیار ہو گئے تھے اور پھر ذرا ہی سی دیر بعد گھوڑوں کے بھڑکنے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔ قریب ہی کی جھاڑیوں سے بھورے رنگ کا ایک جانور برآمد ہوا تھا جس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا رکھے تھے۔

"فائر مت کرنا....!" عمران نے شارق سے کہا۔ "یہ بھی مظلوم ہی لگتا ہے۔!"

"فرنگی معلوم ہوتا ہے....!" شارق بولا۔

"خدا جانے معلوم ہوتا ہے یا ہوتی ہے....!" عمران نے کہا اور سامنے کھڑے ہوئے خوف زدہ جانور سے شکرالی ہی میں پوچھا۔ "تم نر ہو یا مادہ....؟"

"میں نہیں سمجھتا تم کیا کہہ رہے ہو....!" بھورے جانور نے بے بسی سے انگریزی میں کہا۔

"ہاں فرنگی ہی ہے.... اور آواز سے نر معلوم ہوتا ہے....!" عمران نے شارق سے کہا۔

ساتھ ہی وہ سوچ رہا تھا اس جانور پر اپنی انگریزی دانی ظاہر کرے یا نہ کرے۔ کسی بدیسی نر کی موجودگی اس کے نظریئے کو یکسر غلط ثابت کئے دے رہی تھی۔ کہیں وہ بھی انہی کی طرح جانور کے بہروپ میں نہ ہو اور اس کا مقصد اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ شکرالی جانوروں سے قریب رہ کر ان کی مختلف ذہنی کیفیات کا جائزہ لیا جا سکے۔!

عمران نے ریوالور کی جنبش سے اسے قریب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے شارق سے کہا۔

"ہوشیار رہنا.... بظاہر یہ مسلح بھی نہیں معلوم ہوتا۔!"

بھورا جانور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن اس کے دونوں ہاتھ اب بھی اوپر اٹھے ہوئے تھے۔

"تم اس کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ.... اور پشت کے بال مٹھی میں جکڑ کر کھینچو....!" عمران نے شارق سے کہا۔ "ابھی معلوم ہو جائے گا کہ اصلی ہے یا ہماری طرح نقلی ہے۔!"

"ہاں یہ ٹھیک ہے....!" شارق نے کہا اور جھپٹ کر بھورے جانور کے عقب میں چلا گیا۔

پھر جیسے ہی اس نے اس کی پشت کے بالوں پر جھپٹا مارا تھا بھورا جانور بے ساختہ چیخنے لگا تھا۔

"چھوڑ دو.... اصلی ہے۔!" عمران بولا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم لوگ کیا کرنا چاہتے ہو۔!" بھورا جانور بلبلا کر بولا۔

"ہم بھوکے ہیں.... تمہیں بھون کر کھائیں گے۔!" عمران نے انگریزی میں کہا۔

"خداوندا تیرا شکر ہے۔!" بھورا جانور بے ساختہ بولا۔ "یہ میری زبان سمجھ سکتا ہے۔!"

"سارے ہی شکرالی انگریزی سے نابلد نہیں ہیں۔!"

"تو پھر وہ ایک بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں....!" بھورا جانور خوش ہو کر بولا۔

"کون لوگ....؟"

"وہ جنہوں نے ہمیں اس حال کو پہنچایا ہے۔!"

"وہ کہاں ہیں....؟"

"اس پہاڑ پر....!" بھورے جانور نے منحوس پہاڑ کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تین دن پہلے میں بھی انہی لوگوں میں تھا۔!"

"خوب......!تو وہ اپنوں پر بھی ظلم ڈھا رہے ہیں۔!"

"اچھا تو کیا تم اسے کوئی آسمانی بلا نہیں سمجھتے۔!" بھورے جانور نے حیرت سے کہا۔

"قطعی نہیں، سارے شکرالی جاہل اور سائینس کے کارناموں سے بے بہرہ نہیں ہیں۔!"

"تب تو انہیں چوٹ ہو گئی....انہوں نے غلط جگہ کا انتخاب کیا ہے۔!"

"اچھا تو تم ہمارے بارے میں چھان بین کرنے کے لئے جانور بنائے گئے ہو۔!"

"ہرگز نہیں....!" بھورا جانور جلدی سے بولا۔"میں نے اس وحشیانہ حرکت کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ میرا نام نکولس ہے....میں وہاں وائرلس آپریٹر کے فرائض انجام دیتا تھا۔!"

"لیکن اس پہاڑ پر چڑھنا ناممکن ہے۔!"

"اس جنگل کی طرف سے تو قطعی ناممکن ہے....!" بھورا جانور سر ہلا کر بولا۔"لیکن زرا ریگستان کی طرف سے ناممکن نہیں ہے۔!"

"آخر اس حرکت کا مقصد کیا ہے۔!"

"مقصد کا علم ہم میں سے کسی کو بھی نہیں ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ جب اس طرف سے یہ پہاڑ ناقابلِ عبور ہیں تو تم یہاں تک کیسے پہنچے۔!"

"شائد میرے فرشتوں کو علم ہو....مجھے تو نہیں ہے....وہاں بیہوش ہو گیا تھا اور آدمی ہی کی حیثیت سے بیہوش ہوا تھا....آنکھ کھلی تو یہاں جانور بنا ہوا پڑا تھا۔!"

"تمہاری نسل کی دو مادائیں بھی ہمارے ساتھ ہیں۔!"

"میرے احتجاج کی اصل وجہ بھی وہی ہیں۔!"

"وہ بھی اُسی پہاڑ پر تمہارے ساتھ تھیں۔!"

"نہیں....وہ کہیں اور سے لائی گئیں ہیں۔!"

"بیٹھ جاؤ....ہم مزید کچھ دیر گفتگو کریں گے۔!"

"میں بہت بھوکا ہوں۔!"

"اسے بھنا ہوا گوشت اور روٹی کا ایک ٹکڑا دے دو۔!" عمران نے شارق سے کہا۔

وہ گھوڑوں کی طرف بڑھ گیا....جواب پُر سکون ہو چکے تھے۔

"وہ ریشے کیسے ہیں جو ہم پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور ہم بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔!"

"ایک خاص قسم کی دھات سے بنائے گئے ہیں اور وائرلیس سے کنٹرول کئے جاتے ہیں۔ میں تم لوگوں کو آگاہ کردوں گا کہ وہ ریشے کہاں کہاں پھیلائے گئے ہیں۔ اپنے آدمیوں کو جنگل میں قدم رکھنے سے منع کردو....وہ تو مجھے اس غلط فہمی میں یہاں ڈال گئے ہیں کہ کوئی شکرالی میری زبان نہ سمجھ سکے گا۔!"

"بات سمجھ میں آنے والی ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

بھورا جانور خاموش ہو کر شارق کے لائے ہوئے کھانے پر ٹوٹ پڑا تھا۔

"وہ ہمیں بالکل ہی تو جانور نہیں بنا سکے ہم آج بھی پکا کر کھاتے ہیں اور چائے پئے بغیر درد سر میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔!"

"لیکن آدمیوں میں بیٹھنے کے قابل تو نہیں رہے۔!" بھورا جانور جلدی جلدی منہ چلاتا ہوا بولا۔

پھر عمران شارق کو ہونے والی گفتگو سے متعلق بتانے لگا۔

"کیا تم اس پر اعتماد کر سکتے ہو....!" پوری بات سن لینے کے بعد شارق نے سوال کیا۔

"فی الحال یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا....ویسے اس کا بھی امتحان ہو سکتا ہے کہ یہ جھوٹ تو نہیں بول رہا۔!"

"کس طرح امتحان کرو گے....!"

"اپنے تھیلے سے تیمال کا مرتبان نکال لاؤ۔!"

"میں اسے تیمال تو ہرگز نہیں دوں گا....خود بہت احتیاط سے استعمال کر رہا ہوں....ختم ہو گئی تو میں کیا کروں گا۔!"

"تین چار گھونٹ سے زیادہ نہیں۔!"

"تین چار گھونٹ سے کام نہیں چلے گا....اتنی مقدار تو ہونی چاہئے کہ اسے اپنے دماغ پر قابو نہ رہے اور وہ سچ بولنے لگے۔!"

"میرے پاس ایک ایسا سفوف موجود ہے جس کی آمیزش سے تین چار گھونٹ مشکیزہ بھر تیمال بن جائیں گے۔ چلو اٹھو...تم تیمال نکالو اور میں اپنے سامان میں وہ سفوف تلاش کروں گا۔!"

شارق طوعاً و کرہاً اٹھا تھا۔

دو تین منٹ بعد عمران گلاس تیار کر کے.... پھر بھورے جانور کی طرف پلٹ آیا۔

"اگر چاہو تو شکرالی شراب کی بھی کچھ مقدار پیش کی جاسکتی ہے۔!" عمران نے اس سے کہا۔

"اوہ... شکریہ... تم بہت اچھے ہو... مجھ پر مزید احسان کرو گے اگر ایسا کر سکو!"

عمران نے گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ہلکی ہلکی چسکیاں ہی لینا ہماری شراب تمہاری شرابوں سے کئی گناہ زیادہ تیز ہوتی ہے۔!"

"اچھا.... اچھا....!"

دو تین چسکیوں نے ہی اسے چونکنے پر مجبور کر دیا۔

"واقعی.... حیرت انگیز.... ذائقہ اور بو بھی لاجواب ہے۔ کس طرح کشید کرتے ہو۔!"

گلاس کا آخری قطرہ بھی حلق میں انڈیل لینے کے بعد اس نے جھومتے ہوئے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا۔

"تم میں سے کوئی شکرالی بھی بول اور سمجھ سکتا ہے۔!" عمران نے اس کا شانہ ہلا کر سوال کیا۔

"صص.... صرف ایک عورت.... لیزا اگاردو.... وہی انچارج بھی ہے.... اُسی کتیا نے مجھے اس حال کو پہنچایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اب کیا ہوگا۔!"

"اگر ہم تمہیں اپنا شریک کر لیں تو کیا کرو گے۔!"

"ہر طرح تمہارا حکم مانوں گا.... چلو.... ابھی اس پہاڑ پر دھاوا بول دو۔!"

"شکرال کے پہلے گیارہ آدمی کہاں اور کس طرح جانور بنائے گئے تھے۔!"

"یہیں.... اسی جنگل میں.... ریشوں کی یلغار کے ذریعے۔!"

"لیکن مجھ پر تو ریشوں کی یلغار نہیں ہوئی تھی۔!"

"تمہیں کسی اور طرح بیہوش کر کے انجکشن دیا گیا ہوگا۔!"

"کیا میں پھر آدمی بن سکوں گا....!" عمران نے سوال کیا۔

"اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"اور مقصد بھی نہیں جانتے۔!"

"قطعی نہیں....!"

"کیا لیزا گوردو.... ہی اس حرکت کی ذمہ دار ہے۔!"

"نہیں... تین بڑے... کہلاتے ہیں وہ لوگ... لیزا محض ایک نگران کی حیثیت رکھتی ہے۔!"

"کیا وہ تینوں بھی پہاڑ ہی پر ہیں۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... وہ بہت بڑے ہیں.... میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں رہتے ہیں.... مجھے تو ایک فرم نے ملازمت دی تھی اور یہاں بھیج دیا تھا۔!"

"فرم کہاں ہے....؟"

"ترکی میں....!"

"ترکوں ہی سے تعلق رکھتی ہے۔!"

"نہیں.... امریکی فرم ہے۔!"

"تو گویا.... تم لوگوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر ترکی بنایا ہے۔!"

"یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا.... کہ وہی ہیڈ کوارٹر ہے.... یا محض ایک شاخ اور ادویات سازی کے لئے بوٹیوں کی تلاش اس فرم کا بزنس ہے۔!"

اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں.... عمران نے اس کا شانہ پکڑ کر آہستہ سے لٹا دیا.... دیکھتے دیکھتے وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔!

"ہو گیا امتحان....؟" شارق نے پوچھا۔

"ہاں.... جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔!"

"اب کیا باتیں ہوئیں....؟"

عمران نے جتنا مناسب سمجھا اسے بھی بتاتے ہوئے کہا۔ "اب ان پہاڑوں کو بھی دیکھنا پڑے گا۔!"

لیزا گوردو نے ہیڈ کوارٹر سے آئے ہوئے پیغام کو ڈی کوڈ کیا تھا۔

"کوئی فائدہ نہیں اگر وہ سب کہیں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں.... انہیں ان کے گھروں سے نکال کر جنگل میں لاؤ.... ابھی تک صرف تیرہ عدد پر تجربہ کیا گیا ہے.... یہ تعداد کافی نہیں ہے.... مختلف طریقے اختیار کر کے تعداد تیزی سے بڑھائی جائے۔ مطلع کرو کہ اب جنگل میں

ان کی تعداد کیا ہے۔!"

لیزاگوردو کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں....اس نے کوڈورڈز میں لکھنا شروع کیا۔

"برائے ہیڈ کوارٹر.....!اس وقت چار عدد مقامی، دو لڑکیاں، اور وہ جس کے لئے ہیڈ کوارٹر سے ہدایت ملی تھی جنگل میں موجود ہیں.... میری معلومات کے مطابق گیارہ میں سے دو کمین گاہوں سے نکل کر جنگل میں داخل ہو گئے ہیں۔ رفتہ رفتہ انہیں بستی سے نکال لایا جائے گا۔ مزید اضافے کے لئے دوسری تدابیر اختیار کی جائیں گی۔!"

جواب لکھ لینے کے بعد وہ ٹیلی پرنٹر کے قریب جا بیٹھی اور اس کی انگلیاں بورڈ پر تیزی سے چلنے لگیں.....وہ آپریشن روم میں تنہا تھی پیغام پرنٹ کر کے مشین بند کی اور اٹھ گئی۔ ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی تھی۔

"آجاؤ.....!"اس نے خشک لہجے میں کہا۔

دروازہ کھول کر ایک قد آور اور مضبوط جسم والا آدمی آپریشن روم میں داخل ہوا۔

"کیا بات ہے.....؟"لیزا کا لہجہ اب بھی خشک ہی تھا۔

"مجھے نکولس کی تلاش ہے مادام.....!"

"وہ واپس بھیج دیا گیا.....!"

"کسی کو اس کی اطلاع ہی نہیں۔!"

"کیا یہ ضروری تھا کہ دوسروں کو اس کا علم بھی ہوتا۔!"

"میں نہیں سمجھا مادام.....!"

"اگر وہ اطلاع دینا چاہتا تو خود ہی دے دیتا۔!"

"بہت بُرا ہوا مادام.....!"

"کیا کہنا چاہتے ہو.....؟"

"میری ایک بہت اہم چیز تھی اس کے پاس.....اور اس طرح مجھے مطلع کئے بغیر واپس جانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ بے ایمانی کی ہے۔!"

"بیٹھ جاؤ.....!"لیزا نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ مادام.....!"

"اب بتاؤ کیا بات ہے.....!"

"اس کے پاس میری ایک بہت اہم چیز تھی.....!"

"اگر تم مجھے اس کی اہمیت کا یقین دلا دو تو شائد میں کچھ کر سکوں.....!"

"میرے ایک بزرگ کی ایک نوٹ بک ہے۔!"

"میں نے اس کی اہمیت کے بارے میں پوچھا تھا.....!"

"اہمیت.....اب کیا فائدہ.....اب میں اس ذلیل کی گرد کو بھی نہ پا سکوں گا۔!"

"اس نوٹ بک میں کیا تھا.....!"

"دریائے نملی کے ایک موڑ پر پائے جانے والے ہیروں کا سراغ تھا۔!"

لیزا ہنس پڑی.....انداز ایسا ہی تھا جیسے نووارد کو احمق سمجھتی ہو۔

"یقین کرو مادام..... میرے بزرگ نے منگولوں کی ایک پارٹی کے ساتھ ادھر کا سفر کیا تھا اور بہت کچھ لے کر واپس ہوئے تھے۔ اس نوٹ بک میں یادداشت اور نقشے موجود تھے۔!"

"میں نے بچپن میں ایسی بہتیری کہانیاں پڑھی اور سنی تھیں۔!"

"خیر..... کچھ بھی ہو..... میری زندگی برباد ہو گئی.....اسی چکر میں یہاں آیا تھا ورنہ مجھے ان غیر انسانی حرکات سے سروکار.....!"

"کیا تم اپنے ان جملوں کی وضاحت کر سکو گے۔!"

"کیوں نہیں..... مجھے اس چکر میں ڈالنے والا بھی نکولس ہی تھا۔ اس نے کہا تھا کہ میری فرم میں ملازمت کر لو..... عنقریب ایک پارٹی جڑی بوٹیوں کی تلاش میں دریائے نملی ہی کی طرف جانے والی ہے۔!"

لیزا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔"اگر ایسی کوئی بات تھی تو تمہیں مجھ سے ضرور تذکرہ کرنا چاہئے تھا۔ میں دریائے نملی کے کنارے کنارے بھی سفر کر چکی ہوں..... یہاں کی کئی مقامی زبانوں سے واقف ہوں۔ نکولس تمہاری کیا مدد کر سکتا وہ تو اول درجے کا بدمعاش ثابت ہوا ہے۔ اسی لئے ہیڈ کوارٹر میں اس کی طلبی ہوئی ہے کہ یہاں آنے سے قبل اس نے ایک بڑی رقم غائب کر دی تھی۔!"

"خدا کی پناہ.....!"نووارد کراہا۔

"اچھی بات ہے.... میں دیکھوں گی.... کہ تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں۔!"

"بہت بہت شکریہ مادام....!" نووارد اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ لیزا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "ٹھہرو جیری۔!" وہ رک کر مڑا

"تم نے اس کا ذکر کسی اور سے تو نہیں کیا۔!"

"نہیں مادام.... نکولس جانتا تھا.... یا آپ جانتی ہیں۔!"

"تم نے بہت اچھا کیا.... میں اسے پھر بلوانے کی کوشش کروں گی.... یہاں بھی کوئی چارج لگا کر جواب دہی کے لئے طلب کر لینا کچھ مشکل تو نہیں۔!"

"یہی مناسب ہوگا مادام....!"

"بس جاؤ....!" لیزا مسکرا کر بولی۔ "میں دیکھ لوں گی۔!"

"شکریہ مادام....!"

وہ باہر چلا گیا.... لیزا خاموش بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد اٹھی تھی اور آپریشن روم سے نکل کر نکولس کے اقامتی کمرے کی طرف آئی تھی۔

قفل میں کنجی لگائی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ نکولس کا سامان جوں کا توں موجود تھا۔ بڑی احتیاط سے سامان کی تلاشی لینی شروع کی لیکن کوئی ایسی نوٹ بک برآمد نہ کر سکی جس پر جیری اسٹاؤٹن والی نوٹ بک کا گمان بھی ہو سکتا۔

کہیں وہ نکولس کے پاس ہی نہ رہی ہو۔ اس نے سوچا، اگر ایسا ہے تو پھر ضائع ہو گئی ہو گی.. کیونکہ وہ لباس تو نذر آتش کر دیا گیا تھا جو جانور بنائے جانے سے قبل اس کے جسم پر موجود تھا خود لیزا ہی نے اپنے ہاتھوں سے اُسے بھڑکتے ہوئے آتش دان میں ڈالا تھا اور اس طرح کہ جیب تک ٹٹولنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔

دریائے نمیلی کے کسی کنارے پر پائے جانے والے ہیرے محض داستان کی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ اس نے بھی ان کے بارے میں پہلے ہی سے سن رکھا تھا۔ لیکن مقام کی صحیح نشان دہی کسی نے بھی نہیں کی تھی۔

نکولس کا کمرہ مقفل کر کے وہ پھر آپریشن روم میں آئی اور انٹر کوم پر کسی سے رابطہ کر کے جیری کو پھر بلوایا۔

"تمہیں شکرالی زبان آتی ہے....؟" اس نے پہلا سوال کیا تھا۔

"نہیں مادام.... یہی تو دشواری ہے....!" جیری بولا۔

"نوٹ بک یہاں آنے کے بعد تم نے اسکے حوالے کی تھی یا وہیں اسکے قبضے میں چلی گئی تھی۔!"

"وہاں میں نے اُسے دکھائی تھی.... دی نہیں تھی۔ یہاں پہنچ کر اس نے نقشوں کا مطالعہ کرنے کے لئے مانگ لی تھی۔ جب اسے رازدار بنا لیا تھا تو اس حد تک اعتماد کرنا ہی چاہئے تھا۔!"

"فطری بات ہے....!" لیزا سر ہلا کر بولی۔

"تو آپ کو یقین آ گیا ہے کہ دریائے نمیلی کے کسی کنارے پر ہیرے پائے جاتے ہیں۔!"

"یقین آئے یا نہ آئے.... نوٹ بک تمہیں واپس ملنی چاہئے.... ویسے بھی وہ تمہارے کسی بزرگ کی یادگار ہے۔!"

"سر ٹامس گرے میرے دادا تھے۔!"

"سر ٹامس گرے....!" لیزا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "وہی تو نہیں جنہوں نے ایک سفر نامہ "پراسرار مشرق" کے نام سے لکھا تھا۔!"

"وہی.... وہی مادام....!" جیری خوش ہو کر بولا۔

"کمال ہے تم نے کبھی بتایا نہیں کہ تم اتنے معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہو۔!"

"کیا بتاتا مادام.... میں تو کچھ بھی نہیں ہوں.... خطاب اور جاگیر میرے بڑے بھائی کے حصے میں آئے ہیں اور خاندان والوں سے میرا جھگڑا رہتا ہے۔!"

"لیکن میں تو تمہیں اب سر جیری اسٹاؤٹن گرے کہا کروں گی۔!" لیزا ہنس کر بولی۔

"میں نے اپنے نام کے ساتھ "گرے" لکھنا بھی چھوڑ دیا ہے۔!"

لیزا کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر اس نے کہا۔ "اچھا اب تم جاؤ.... بہت جلد نکولس کو دوبارہ بلواؤں گی۔!"

جیری کے چلے جانے کے بعد وہ ہیڈ کوارٹر کے لئے ایک پیغام کوڈ کرنے لگی تھی جس کے مطابق اس نے جیری پر بھی نکولس کا ساتھی ہونے اور بغاوت کا الزام لگاتے ہوئے ہیڈ کوارٹر کو مشورہ دیا تھا کہ جیری کو ٹھکانے لگا دینا ہی مناسب ہوگا۔ کیونکہ وہ تھوڑی بہت شکرالی بھی بول سکتا ہے۔ اگر اسے جانور بنا کر جنگل میں پھکوا دیا گیا تو شکرالی جانوروں کو حقیقت کا علم ہو جائے گا۔!"

پیغام ٹیلی پرنٹر کے توسط سے روانہ کر دینے کے بعد وہ جواب کا انتظار کرنے لگی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد جواب بھی آگیا۔ جس کے مطابق اسے جیری کو ٹھکانے لگا دینے کا اختیار دے دیا گیا تھا۔
اس نے طویل سانس لی اور آپریشن روم سے باہر نکل آئی۔

وہ گھنے جنگل میں داخل ہو چکے تھے۔ نکولس نے اُن دونوں کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔
"تمہارا دم غنیمت ہے.....!" اس نے عمران سے کہا۔ "ورنہ خود کو اس حیثیت میں پانے کے بعد سے ڈر رہا تھا کہ کہیں ایسے شکرالیوں سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے جو میری زبان نہ سمجھتے ہوں اور مجھے جان ہی سے مار دیں لیکن میری خوش قسمتی..... بس اب کسی طرح اس بات کو چھپائے رکھنا پڑے گا کہ تم انگلش بھی بول اور سمجھ سکتے ہو۔!"
"کس سے چھپائے رکھنا پڑے گا.....؟" عمران نے پوچھا۔
"انہی دونوں سفید فام لڑکیوں سے جو اس جنگل میں موجود ہیں۔!"
"وہ جانتی ہیں..... میں نے ہی انہیں پاگل ہو جانے سے بچایا تھا..... ورنہ وہ ہم سیاہ فام جانوروں کو دیکھ کر ہی دہشت زدہ ہو گئی تھیں۔!"
"تم دونوں تو بہت سمجھ دار ہو.....!" نکولس بولا۔
"اب تم مجھے وہ جگہیں دکھاؤ جہاں انہوں نے ریشوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔"
"بہت بڑا جنگل ہے..... کئی دن لگ جائیں گے۔!"
"تم اس کی پرواہ مت کرو.....!"
"کم از کم پہاڑ پر سے میری نگرانی ضرور کی جائے گی۔!"
"تمہارے بیان کے مطابق نگرانی ہم سبھوں کی ہوتی رہتی ہے۔!"
"اگر انہوں نے ان جگہوں کی نشاندہی کرتے دیکھ لیا تو شبہے میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ابھی تک تو لیزا یہی سمجھتی ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شکرالی کے علاوہ اور کوئی زبان بول اور سمجھ نہیں سکتا۔!"
"کیا ہماری آوازیں بھی سنی جا سکتی ہیں وہاں.....؟"
"نہیں..... اس کا انتظام وہ نہیں کر سکے..... البتہ بعض مقامات پر کیمرے پوشیدہ ہیں۔!"
"تمہیں علم ہے..... ان مقامات کا.....؟"

"ہاں..... مجھے علم ہے..... اسی لئے میں اتنی احتیاط برت رہا ہوں تاکہ آپریشن روم میں نہ دیکھا جا سکوں.....!"
عمران کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "سوال تو یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے.....؟"
"مجھے صرف ایک ہی فکر ہے۔ کیا دوبارہ آدمی بن سکوں گا یا اسی حال میں مرنا پڑے گا.....!" نکولس نے کہا۔
"بڑی گھٹیا فکر لاحق ہو گئی ہے تمہیں.....!" عمران ہنس کر بولا۔ "آدمی ہی ہونے کی حیثیت میں تم نے کون سا تیر مارا ہوگا۔!"
"کیا مطلب.....؟"
"بحیثیت آدمی تم کوئی شریف آدمی نہ رہے ہو گے۔!"
"ویسے تو شریف ہی آدمی تھا..... لیکن فوری اشتعال کے تحت ایک بڑا جرم سرزد ہو گیا تھا مجھ سے۔!"
"قتل.....!"
"یہی سمجھ لو.....!"
"اور پھر تم ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گئے تھے۔!"
"ایسا ہی ہوا تھا..... اس کے بعد میں پوری طرح ان لوگوں کے قابو میں تھا.....!"
"جانور بھی فوری طور پر مشتعل ہو جاتے ہیں اور منطقی شعور نہیں رکھتے لہٰذا بڑے بڑے بالوں میں کیا برے ہو..... نہ لباس کی فکر نہ رکھ رکھاؤ کا بخار..... میری ہی طرح عیش کرو۔!"
"تم تو عقلمندوں کی سی باتیں کر رہے ہو..... مجھ سے کہا گیا تھا کہ شکرالی نیم وحشی ہیں۔!"
"وحشت کے بھی کچھ نہ کچھ آداب ہوتے ہیں۔!"
نکولس پھر کچھ نہیں بولا تھا۔ وہ چلتے رہے..... گھوڑے ساتھ نہیں تھے۔ انہیں ایک محفوظ مقام پر باندھ دیا گیا تھا۔ عمران کو شہباز اور طرہ دار کی تلاش تھی..... پتہ نہیں وہ چاروں کدھر نکل گئے تھے۔ حالانکہ عمران نے شہباز کو آگاہ کر دیا تھا کہ ادھر اُدھر بھٹکتے رہنے میں مزید مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے اس لئے اگر کسی جگہ محدود ہی رہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔
وہ کچھ دیر اور چلتے رہے پھر شارق نے عمران سے کہا تھا کہ وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہے۔

"کیا تمہارا سارا جوش رخصت ہو گیا۔!" عمران ہنس کر بولا۔

"نہیں صف شکن! میں تھوڑی دیر سونا چاہتا ہوں.... رات نیند نہیں آئی تھی۔!"

"اچھا.... اچھا.... سو جاؤ.... اور ایک بات پوری طرح ذہن نشین کر لو خواہ کچھ ہو.... یہ کھال ہرگز نہ اتارنا۔!"

"میں سمجھتا ہوں.... تم مجھے پہلے ہی بتا چکے ہو۔!"

عمران ایک طرف بیٹھ گیا.... نکولس بھی شائد کچھ دیر آرام ہی کی سوچ رہا تھا.... اس کے قریب ہی بیٹھ کر ایک درخت کے تنے سے ٹک گیا۔

"تم وائرلس آپریٹر تھے....؟" عمران نے اس سے پوچھا اور اثبات میں جواب سن کر سوال کیا۔ "یہاں سے کس قسم کے پیغامات ہیڈ کوارٹر بھیجے جاتے ہیں اور وہاں سے کس نوعیت کی ہدایات ملتی ہیں....؟"

"لیزا کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا.... پیغام رسانی ٹیلی پرنٹر کے ذریعے ہوتی ہے جس کے لئے کوڈ استعمال کیا جاتا ہے اور کوڈ سے لیزا کے علاوہ اور کوئی واقف نہیں ہے۔!"

"کیا وہ ٹیلی ویژن کیمرے بھی لاسلکی ہی ہیں جو یہاں کے مناظر پہاڑوں والی عمارت تک پہنچاتے ہیں۔!"

"ہاں وہ بھی لاسلکی ہی ہیں....!"

"اتنے زبردست اخراجات کسی بڑے مقصد کے حصول ہی کے لئے کئے جا سکتے ہیں۔!"

"مجھے تو یہ سب کچھ محض پاگل پن معلوم ہوتا ہے۔!" نکولس نے کہا۔

"کیوں نہ آج رات اس پہاڑ کا جائزہ قریب سے لیا جائے۔!"

"انہیں علم ہو جائے گا.... ایک مخصوص حد سے گذرنے والا پرندہ بھی ان پر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم وہاں تک پہنچ ہی نہ سکیں گے۔!"

"میرا یہی خیال ہے.... میں نے لیزا کو کہتے سنا تھا کہ اگر کوئی جانور پہاڑ کی طرف آنے کی کوشش کرے تو اسے گولی مار دی جائے۔!"

"کہاں سے.... اور کس فاصلے سے....؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا....!"

"پھر تو تمہارا وجود ہی ہمارے لئے فضول ہے کیوں نہ تمہیں بھون کر کھا جائیں۔!"

نکولس خوف زدہ سی ہنسی کے ساتھ بولا تھا۔ "میں تو خود کو تمہارے ساتھ محفوظ سمجھ رہا تھا۔!"

"وہاں رہنے والوں کی ضروریات کس طرح پوری ہوتی ہیں۔!" عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

"ہفتے میں دو بار ہیلی کوپٹر رسد لاتا ہے۔!"

"زرد ریگستان ہی کی طرف سے آتا ہو گا کیونکہ ہم نے کبھی کسی ہیلی کوپٹر کی آواز نہیں سنی۔!"

"ادھر ہی سے آتا ہے....!"

"شارق....!" عمران شکرالی میں بولا۔ "زرد ریگستان تک پہنچنے کے لئے یہاں سے کتنی مسافت طے کرنی پڑے گی۔!"

"زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو میل....!"

"ارے ہاں.... ذرا یہ تو بتاؤ.... تمہارے بوڑھے اپنے بالوں کو سیاہ کیسے کر لیتے ہیں....؟"

"زرا سود کی پتیوں سے....!"

"کیسی ہوتی ہیں....؟"

"زرد رنگ کی پتیاں ہوتی ہیں.... انہیں کچل کر بالوں میں لگاتے ہیں بال سیاہ ہو جاتے ہیں.... اگر تم اسی زرد پتی کو اپنی انگلیوں سے مسلو تو تمہاری انگلیاں سیاہ ہو جائیں گی۔!"

"رنگ یقیناً پختہ ہوتا ہو گا....!"

"کئی دن تک انگلیوں کو دھوتے رہو تب چھوٹتا ہے....!"

"یہاں اس کے درخت ہیں....؟"

"جنگل بھرا پڑا ہے۔ کتنے ہی درخت راہ میں ملے تھے۔ ٹھہرو.... ادھر آؤ.... وہ دیکھو۔!"

اس نے اسے ایک درخت دکھایا تھا جس کی پتیاں زرد تھیں۔

"کام بن گیا....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"میں اس بھورے جانور کو اپنی ہی طرح سیاہ بنا دینا چاہتا ہوں۔!"

"کیوں....؟" شارق نے حیرت سے کہا۔

"تاکہ پہاڑ والے اسے پہچان نہ سکیں اور ہم کسی نہ کسی طرح اوپر پہنچ کر ان پر قابو پالیں۔!"

"جیسی تمہاری مرضی....!"

"درخت پر چڑھ جاؤ اور شاخیں توڑ توڑ کر نیچے گراتے جاؤ۔!"

"وہ دونوں مادائیں ابھی نہیں ملیں....!" شارق بولا۔

"لڑکے....؟ ماداؤں کے لئے زندگی پڑی ہوئی ہے.... اپنا کام کرو.."

پھر عمران نے نکولس کو اپنی تجویز سے آگاہ کیا تھا۔

"بڑا اچھا خیال ہے.... پھر میں آزادی سے تم لوگوں کا ساتھ دے سکوں گا۔ ورنہ اس صورت میں تو شائد زندگی ہی سے ہاتھ دھونے پڑیں۔!"

شارق زرِ اسود کی پتیاں توڑنے کے لئے ایک قریبی درخت پر جا چڑھا تھا۔ دفعتاً اس کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی تھی۔ عمران چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ شارق بڑی پھرتی سے نیچے اترتا ہوا نظر آیا۔ پھر وہ بھاگ کر عمران کے پاس پہنچا تھا۔

"شمال کی طرف تین آدمی.... لیکن وہ شکراہی نہیں ہو سکتے۔!" شارق ہانپتا ہوا بولا۔ "ابھی دور ہیں لیکن اسی طرف آرہے ہیں۔!"

"کیا بات ہے....؟" نکولس نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... کالے بادل اٹھ رہے ہیں.... مجھے دکھانا چاہتا ہے۔!" عمران نے کہا اور زرِ اسود کے درخت کی طرف بڑھ گیا.... پھر وہ تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا تھا.... تھیلے سے دوربین نکالی اور بتائی ہوئی سمت دیکھنے لگا۔

"اُوہ....!" اس کے حلق سے تحیر زدہ سی آواز نکلی تھی۔

تین آدمی جنہوں نے اپنے چہروں کے بیشتر حصے گیس ماسک سے چھپا رکھے تھے۔ اُسی جانب بڑھتے نظر آئے.... اُن میں سے ایک کی پشت پر دو گیس سلنڈر دکھائی دے رہے تھے جبکہ دو آدمیوں کی پشت پر صرف ایک ہی ایک تھا۔

"یہ اضافی گیس سلنڈر....!" عمران بڑبڑایا۔ "شاید پھر کسی کو شکار کریں گے.... اچھی بات ہے.... آؤ دوستو....!"

اس نے دوربین تھیلے میں رکھی اور درخت سے اتر آیا.... شارق کے قریب پہنچ کر اس نے آہستہ سے کہا تھا۔ "اس بھورے کو یہیں چھوڑو اور چپ چاپ کسی طرف نکل چلو....!"

"ک.... کیوں....؟"

اتنے میں نکولس بھی ان کے قریب آپہنچا.... عمران اسے مخاطب کر کے جلدی سے بولا تھا۔ "بادل اٹھ رہے ہیں.... بارش ضرور ہوگی.... تم یہیں ٹھہرو.... ہم کوئی مناسب سی جگہ تلاش کرلیں۔!"

"مجھے تنہا نہ چھوڑو....!" نکولس کراہا۔

"فکر نہ کرو.... تمہاری بہتری ہی کے خواہاں ہیں۔!"

"تمہاری مرضی....!" کہتا ہوا وہ وہیں بیٹھ گیا۔

وہ دونوں جھاڑیوں کے سلسلے میں دور تک گھستے چلے گئے.... پھر عمران نے ایک گھنیرا درخت منتخب کیا اور وہ دونوں اسی پر چڑھتے چلے گئے۔

"آخر قصہ کیا ہے.... کیا تم ان لوگوں سے خائف ہو۔!" شارق بولا۔

"نہیں.... صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیوں آئے ہیں۔!"

پھر وہ گھنی شاخوں کے درمیان ایسی جگہ جا ٹھہرے جہاں نیچے سے نہ دیکھے جاسکتے۔ شارق کسی وحشی درندے کی طرح چوکنا ہو گیا تھا عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے بولا۔

"بس خاموشی سے دیکھتے رہو۔!"

وہ تینوں آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھتے آرہے تھے۔ لیکن ایسے انداز میں کہ نکولس کو خبر نہ ہونے پائے.... دفعتاً ایک آدمی نے اپنا راستہ بدل دیا جس نے پشت پر دو گیس سلنڈر اٹھا رکھے تھے۔ غالباً وہ نکولس کے عقب میں پہنچنا چاہتا تھا۔ دو آدمی وہیں رک گئے جہاں سے تیسرے نے راستہ تبدیل کیا تھا۔

"کہیں وہ اسے مار نہ ڈالیں....!" شارق آہستہ سے بولا۔

"بس دیکھتے رہو.... دخل اندازی کا وقت نہیں آیا۔!"

تیسرا آدمی اس طرح نکولس کے پیچھے پہنچ گیا کہ اسے کانوں کان خبر نہ ہوئی.... آہستہ آہستہ وہ داہنے ہاتھ سے دبی ہوئی ربر کی نلکی کا نوزل نکولس کی طرف بڑھا رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہا ہے....؟" شارق نے اضطراب کے ساتھ پوچھا۔

"بیہوش کر رہا ہے اُسے....!"

"کچھ کرو....!"

"ابھی نہیں....!"

دیکھتے دیکھتے نکولس دھم سے زمین پر آرہا۔ وہ آدمی گھوم کر پھر انہی دونوں کے پاس پہنچ گیا تھا۔ تینوں تھوڑی دیر تک وہیں کھڑے رہے پھر انہوں نے اپنے چہروں سے گیس ماسک ہٹائے اور آہستہ آہستہ بیہوش نکولس کی طرف بڑھنے لگے۔

"اب ہمیں اُن پر حملہ کر دینا چاہئے....!" شارق نے دھیرے سے کہا۔

"میں کہتا ہوں چپ چاپ دیکھتے رہو.... اتفاق سے یہ موقع ہاتھ آیا ہے۔!" شارق پھر کچھ نہیں بولا تھا۔

دو آدمیوں نے اپنے گیس سلنڈر اتارے تھے جنہیں تیسرے آدمی نے سنبھال لیا تھا اور اب وہ دونوں جھک کر بیہوش نکولس کو اٹھا رہے تھے۔

تیسرے نے اپنا گیس ماسک اتار دیا۔

"ارے....!" شارق کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ.... یہ.... تو عورت ہے۔!"

گیس ماسک اتارتے ہی اس کے بڑے بڑے بال ہوا میں لہرانے لگے تھے۔

"اب آواز نکلی تو میں تمہیں نیچے پھینک دوں گا۔!" عمران غرایا۔

"نن.... نہیں نکلے گی۔!"

دونوں مرد نکولس کو اٹھائے ہوئے چل رہے تھے اور عورت اُن کے پیچھے تھی۔

"اب بہت احتیاط سے نیچے اُترو....!" عمران آہستہ سے بولا۔

درخت سے اتر کر انہوں نے ان کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ یہاں وہ بڑی آسانی سے اس طرح تعاقب جاری رکھ سکتے تھے کہ ان تینوں کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہو سکتا۔

تھوڑی ہی دیر بعد عمران کو اندازہ ہو گیا کہ ان کا رخ پہاڑوں کی طرف نہیں ہے تو پھر کہاں جا رہے ہیں۔ تعاقب جاری رہا۔ شارق اس معاملے میں بھی عمران کی توقعات پر پورا اترا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سچ مچ ہمیشہ جنگل ہی میں رہا ہو اور کسی درندے کی طرح اپنے شکار

دھوکے میں رکھ کر گھات لگانا اس کی فطرت میں داخل ہو۔

شائد ان تینوں کو تعاقب کا احساس تک نہیں ہو سکا تھا۔ وہ اپنی دھن میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ پھر وہ ایک جگہ رک گئے.... شاید وہ لوگ تھکن محسوس کرنے لگے تھے جنہوں نے نکولس کو اٹھا رکھا تھا۔

نکولس کو زمین پر ڈال دیا گیا عورت ان سے کہہ رہی تھی۔ "اب یہ دیکھنا ہے کہ آخر یہ دونوں شکاری جانور ہمارا تعاقب کیوں کر رہے ہیں۔ تم دونوں اس طرح آگے بڑھو جیسے تمہیں کسی چیز کی تلاش ہو.... پھر چکر کاٹ کر اُن کی پشت پر پہنچ جاؤ اور انہیں بھی بیہوش کر دو۔

"بہت بہتر مادام....!" ایک بولا اور وہ دونوں پھر گیس ماسک چڑھانے لگے تھے۔

عمران نے ان کی گفتگو سن لی تھی اور آہستہ سے شارق کے کان میں کہا۔ "انہیں علم ہو چکا ہے کہ ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔!"

اور وہ بھی بتایا جو عورت نے ان دونوں سے کہا تھا۔

"آنے دو....!" شارق بولا۔

"یوں نہیں.... تم اس طرف سے نصف دائرہ بناؤ.... اور میں ادھر جاتا ہوں.... تمہاری رفتار تیز ہونی چاہئے۔!"

پھر ان دونوں نے انہیں ٹھیک اسی وقت جا لیا تھا جب وہ بھی شائد انہی کی طرف نصف دائرے میں دوڑ لگانے کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہو رہے تھے انہیں آواز نکالنے کی مہلت بھی نہ مل سکی۔ بُری طرح دبوچ لئے گئے تھے۔

"مار نہ ڈالنا....!" عمران نے شارق سے کہا۔

"مم.... میں.... نے شائد مار ڈالا....!" شارق آہستہ سے بولا۔

عمران کا شکار بھی بے حس و حرکت ہو گیا تھا.... شارق اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "تم نے بھی تو مار ڈالا....!"

"یہ صرف بیہوش ہے.... اسی طرح جیسے تم بیہوش ہو گئے تھے۔!"

"مجھے بھی سکھا دو نا یہ طریقہ....!"

"اسی وقت....؟"

شارق کچھ نہ بولا.... عمران اس کے شکار پر جھک پڑا تھا.... آخر سر اٹھا کر مایوسی سے بولا۔
"واقعی ختم ہو گیا۔!"

"میں نے گردن ہی تو دبوچی تھی۔!"

"اچھا.... اچھا.... اب ذرا جلدی سے انہیں ہلکا کر دو.... ان کے سامان پر قبضہ کر لیں.... یہ ہمارے کام بھی آسکتا ہے۔!"

گیس سلنڈر اور گیس ماسکیں اتار لی گئیں.... اُن میں سے ایک بیہوش کرنے والی گیس کا سلنڈر تھا۔

"اب آؤ.... اسی عورت سے نپٹیں....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"اُس پر تو میں ہی چھلانگ لگاؤں گا....!" شارق نے کہا۔

"نہیں فرزند دلبند.... وہ محض چھلانگ ہی لگانے سے مر جائے گی۔!"

"احتیاط برتوں گا....!"

"نہ اسے مار ڈالنا ہے اور نہ بیہوش کرنا ہے.... اس سے تو باتیں ہوں گی.... اگر ایک بار بھی بیہوش ہو گئی تو پھر ہوش میں نہ آئے گی۔!"

"جیسی تمہاری مرضی....!"

وہ بہت احتیاط سے اس طرف بڑھنے لگے جہاں عورت اور نکولس کو چھوڑا تھا.... عورت نے انہیں دیکھا تو بوکھلا گئی.... پھر ریوالوروں پر بھی نظر پڑی.... یہ ریوالور انہوں نے اپنے شکاروں سے حاصل کئے تھے۔

عورت کے ہاتھ مشینی طور پر اوپر اٹھ گئے۔

"نہیں.... نہیں.... میں تو تم لوگوں کی ہمدرد ہوں....!" وہ شکرالی میں کہہ رہی تھی۔

"فائر مت کرنا.... میں کوشش کر رہی ہوں کہ تم سب دوبارہ آدمی بن جاؤ۔!"

"تو تم وہی ہو....!" شارق غرایا.... "تم شکرالی بول سکتی ہو۔!"

"کون ہوں.... کون ہوں....؟"

"وہی جو زیارت گاہ میں رحبان کے سردار کی بیوی بن کر گئی تھی۔!"

"کیسا رحبان....؟ کیسی زیارت گاہ....؟ میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"یہ کون ہے....؟" عمران نے بیہوش نکولس کی طرف اشارہ کیا۔

"یہی دیکھنے کے لئے تو لے جا رہی تھی کہ یہ کون ہے۔!"

"یہ ہمارے ہی ساتھ تھا.... لیکن ہمارے زبان نہیں سمجھتا تھا۔!"

"تب تو بڑی عجیب بات ہے۔!"

"یہ وہی عورت ہے....!" شارق پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"ہو گی....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "خوبصورت تو ہے۔!"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو....!" شارق بھنا کر بولا۔

"فرزند دلبند....! تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو.... اس لئے فی الحال اپنی زبان بند رکھو۔!"

"میرے دونوں ساتھی کہاں ہیں....؟" عورت نے پوچھا۔

"ایک آسمانوں کی سیر کر رہا ہو گا.... اور دوسرا صرف بیہوش ہے۔!"

"یعنی ایک مر گیا....!" عورت بوکھلا کر بولی۔

"میرا یہ بھتیجا ایک خیرہ سر ہے.... تمہارا وہ ساتھی اسی کے حصے میں آیا تھا.... میں ذرا آہستہ ہاتھ جماتا ہوں۔!"

"ہم تو تمہاری بھلائی چاہتے تھے....!"

"ہم نے سنا تھا کہ شکرال میں یہ وبا پھیل رہی ہے۔!" عورت نے کہا۔ "لہٰذا ہم تمہاری مدد کرنا چاہتے تھے.... تم نے اسے مار ڈالا....!"

"لگے ہاتھوں اس کا بھی اعتراف کر لو کہ تم وہی عورت ہو۔!"

"ہاں میں وہی عورت ہوں....!"

شارق اس کی طرف جھپٹا ہی تھا کہ عمران جلدی سے بول پڑا۔ "خبردار بھتیجے۔!"

شارق کے قدم رک گئے.... اور وہ عمران کو قہر آلود نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ شکرالی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔!" عورت کانپتی ہوئی سی آواز میں بولی۔

"خیرہ سروں کو کسی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔!" عمران نے کہا۔ "لیکن میرا بھتیجا صرف میری ہی پرواہ کرتا ہے.... نہ روکتا تو تم اپنا حشر دیکھ ہی لیتیں....!"

"تم بہت اچھے ہو....!"

"اگر میری دم پر گلاب کا پودا بھی اگ آئے تو پھر کیسا لگوں گا۔!"

"زندہ دل بھی ہو۔!" عورت نے خوف زدہ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

نکولس کو ہوش آرہا تھا۔ عمران خاموش ہو گیا عورت بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"سنو عورت....! ہم دونوں اس جھاڑی میں جارہے ہیں....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں....!" عورت جلدی سے بولی۔

"کیوں....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے اس کے ساتھ تنہا نہ چھوڑو.... پتا نہیں یہ کون ہے۔ شکرالی تو نہیں معلوم ہوتا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"نہیں عجیب بات نہیں ہے.... شکرالیوں کے لئے تو میں بڑی اپنائیت محسوس کرتی ہوں۔ آخر تمہاری زبان بول سکتی ہوں۔!"

"اسی لئے زیارت گاہ میں....!" شارق نے کچھ کہنا چاہا تھا۔ لیکن عورت ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میری بات سمجھنے کی کوشش کرو..... میں زیارت گاہ میں مجبوراً گئی تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ رحبان والے حجروں سے نکلتے ہی نہیں تو میں نے بڑے عابد کا سہارا لینا چاہا۔ یقین کرو میں انہیں حجروں سے نکال کر دوبارہ آدمی بنانے کی کوشش کرتی۔!"

"اچھی بات ہے.... مان لیا کہ تم ہماری دوست ہو....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "پھر بھی میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ تمہاری موجودگی میں ہوش میں نہ آئے۔!"

"تو مجھے ہٹادو یہاں سے۔!"

"بہت چالاک ہو....!"

"نہیں تم غلط سمجھے.... میں بھاگوں گی نہیں۔!"

"تم....!" عمران نے شارق سے کہا۔ "اسے وہیں لے جاؤ.... جہاں وہ دونوں پڑے ہوئے ہیں.... لیکن اسے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنے دینا۔!"

"تم فکر نہ کرو چچا....!"

وہ ریوالور کو جنبش دیتا ہوا اسے وہاں سے ہٹالے گیا۔

نکولس اٹھ گیا تھا اور اس طرح گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا تھا جیسے سمجھ ہی میں نہ آرہا ہو کہ

اس پر کیا گذری تھی اور اب کہاں ہے۔!

"نکولس، نکولس....!" عمران اس کا شانہ ہلا ہلا کر آہستہ سے بولا۔ "ہوش میں آؤ۔!"

"کیا تم پوری طرح سن رہے ہو۔!"

"ہاں میں سن رہا ہوں۔!"

"وہ لوگ تمہیں پھر سے اٹھالے جانا چاہتے تھے۔!"

"کون لوگ....؟"

"پہاڑ والے.... دو مرد تھے اور ایک عورت....!"

"عورت....!" نکولس اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ہاں.... ان میں سے ایک کو میرے ساتھی نے مار ڈالا اور دوسرا بیہوش ہے.... عورت کو میں نے یہاں سے ہٹادیا ہے.... میں نے سوچا ہے پہلے تمہیں کچھ سمجھادوں....!"

"کیا سمجھاؤ گے....!"

"وہ مجھ سے شکرالی میں گفتگو کرتی رہی تھی.... اس پر یہ نہ ظاہر ہونا چاہئے کہ مجھے انگریزی بھی آتی ہے.... میں نے اسے بتایا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہتے ضرور ہو.... لیکن ہم تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتے۔!"

"میں سمجھ گیا.... تم بہت ذہین جانور ہو دوست....! اچھا اب مجھے وہاں لے چلو.... وہی کتیا لیزا گوردو اور اس کے چند راز دار ساتھی ہوں گے۔!"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ تم دونوں کی گفتگو سکون سے سن کر کسی نتیجے پر پہنچ سکوں۔!" عمران نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے اسی سمت چل پڑا جدھر شارق عورت کو لے گیا تھا۔

"بس خاموشی سے چلتے رہو۔!" عمران بولا۔ "اس کا خاص خیال رکھنا کہ میں انگریزی نہیں سمجھ سکتا۔!"

"میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں.... تم مطمئن رہو دوست....!"

پھر وہ اس جگہ جا پہنچے تھے.... شارق عورت کو کور کئے کھڑا تھا۔

"آہا.... لیزا ڈارلنگ....!" نکولس نے قہقہہ لگایا۔

"اوہ.... نکولس....! میں تمہیں لینے آئی تھی۔ ان خبیثوں نے گھیر لیا۔!"

"ضرور.... ضرور.... تم مجھے ضرور لینے آئی ہو گی.... لیزا ڈارلنگ۔ ظاہر ہے کہ اب میں
تمہیں مادام نہیں کہہ سکتا.... جانور ہو گیا ہوں۔ آدمی تو ہوں نہیں کہ ڈسپلن کا خیال رکھوں گا۔
اب میں ہوں اور تم ہو اور یہ جنگل ہے۔ اگر میرے یہ دونوں دوست بھی حصہ لگانا چاہیں گے تو
میں ان کے دل نہیں توڑوں گا۔!"

"خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کرو.... مجبور تھی.... مجھے ہیڈ کوارٹر سے حکم ملا تھا کہ تمہیں
جانور بنادوں۔ حکم میں نے مانا.... لیکن پھر میرا دل نہیں مانا اور اب میں پھر تمہیں آدمی بنانا
چاہتی ہوں۔ اسی لئے واپس لے جارہی تھی۔!"

"تعجب ہے.... تم تو بہت پھرتیلی ہو اُن کے قابو میں کیسے آگئیں۔ کیا تمہارے بلاؤز کے
گریبان میں پستول نہیں.... وہ تو تم ہر وقت رکھتی ہو۔!"

"موجود ہے لیکن یہ بھی بہت تیز ہیں.... مجھے ابھی تک نکال لینے کا موقع نہیں مل سکا۔"

نکولس نے آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا۔

"میرا دماغ خراب ہو جائے گا چچا۔" شارق بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اس بھورے کو روکو۔!"

"تم اپنی آنکھیں بند کر لو فرزند دلبند.... چچا دیکھ رہا ہے۔!"

"یہ کیا کر رہے ہو نکولس....!" لیزا جھلا کر چیخی لیکن اتنی دیر میں وہ اس کے گریبان سے
اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکال چکا تھا۔

"تم سے حماقت سرزد ہوئی ہے....!" وہ دانت پیس کر بولی۔

"جانور نہ عقلمند ہوتے ہیں اور نہ احمق.... بس جانور ہوتے ہیں۔!" نکولس نے قہقہہ لگایا۔

"اب تم آنکھیں کھول سکتے ہو فرزند....!" عمران نے شارق سے کہا۔

"میں نے بند کب کی تھیں.... تو یہ کتیا تفنگچہ بھی رکھتی تھی۔!"

ادھر نکولس لیزا سے کہہ رہا تھا۔ "میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کیوں آئی ہو۔ میرے
غائب ہو جانے پر تم نے اپنے رازداروں کے علاوہ دوسروں کو یہی بتایا ہو گا کہ مجھے ہیڈ کوارٹر واپس
بھیج دیا گیا اس پر وہ بے چارہ احمق بے چین ہو گیا ہو گا۔!"

"کون....؟ میں نہیں سمجھی۔!"

"میں جیری اسٹاؤٹن کی بات کر رہا تھا۔!"

"میں اب بھی نہیں سمجھی.... جیری اسٹاؤٹن کا کیا معاملہ ہے۔!"

"اتنا ہی کافی ہے کہ میں سمجھتا ہوں۔!"

"صاف صاف کہو....!"

"تم نے میرے سامان کی تلاشی ضرور لی ہو گی....!" نکولس ہنس کر بولا۔

دفعتاً عمران نے شارق سے کہا "جو مرا نہیں وہ شائد ہوش میں آرہا ہے۔ تم اسے سنبھالو..!"
لیزا بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی.... شارق جھپٹ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"یہ اسے بھی مار ڈالیں گے....!" لیزا نے مضطربانہ انداز میں نکولس سے کہا۔

"مجھے بے حد خوشی ہو گی.... تم سب اسی قابل ہو۔!"

"اگر ہم مر گئے تو تمہیں آدمی کون بنائے گا۔!"

"میں اب آدمی نہیں بننا چاہتا.... اسی حال میں بہت خوش ہوں۔!"

"کوئی شکراہی تمہیں گولی کا نشانہ بنادے گا۔!"

"اُس سے مجھے کوئی شکایت نہ ہو گی.... کیونکہ وہ ایک کھلا ہوا دشمن ہو گا۔ ویسے ہم جانوروں
میں بڑا بھائی چارا ہے.... حالانکہ یہ میری زبان بھی نہیں سمجھتے۔!"

"تم پچھتاؤ گے.... اس وقت پستول ہے تمہارے ہاتھ میں چاہو تو دوستی ہی کی آڑ میں انہیں
نشانہ بنا سکتے ہو۔!"

"ضرور.... ضرور.... اُن کے ساتھ میں ضرور یہ برتاؤ کروں گا.... جنہوں نے مجھے
سہارا دیا ہے۔!"

"تم جانو.... تمہارے دوبارہ آدمی بننے کا انحصار صرف مجھ پر ہے یہاں میرے علاوہ اور کوئی
نہیں جانتا۔!"

"مجھے ذرہ برابر بھی اس کی فکر نہیں ہے کہ دوبارہ آدمی بن سکوں گا یا نہیں.... ہاں تو میں کہہ
رہا تھا کہ جب تمہیں میرے سامان میں سرٹامس گرے کی نوٹ بک نہ ملی ہو گی تو تم نے مجھے....!"

"بس ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر گھگھیائی.... "میں اس معاملے میں بھی تمہاری مدد
کروں گی۔!"

"احمق عورت.... اب اس حال میں مجھے اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے.... اب وہ میرے

کس کام آئیں گے.... اب مجھے کس مستقبل کی فکر ہوگی.... کس سوسائٹی میں بھرم بنائے رکھنے کی لگن ہوگی۔ آج کی دنیا میں جانور ہونا ہی زیادہ سود مند ہے۔!"

بیہوش آدمی پوری طرح ہوش میں آچکا تھا.... اور اس کے چہرے پر خوف کے سائے منڈلا رہے تھے۔ بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے ہذیانی انداز میں چیخنا شروع کر دے گا اور چیختے چیختے پھر بیہوش ہو جائے گا!

ٹھیک اسی وقت جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور مزید دو عدد سیاہ جانور ان میں آ ملے۔

"آہا.... واہ....!" ان میں سے ایک دہاڑا...."یہ تو وہی کتیا ہے۔!"

عمران نے آواز پہچان لی تھی.... یہ شہباز کو ہی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

"مجھے معلوم ہے.... تم فی الحال خاموش رہو۔!" عمران بول پڑا۔

"لیکن.... وہ دوسرا کون ہے....؟"

"میرا بھتیجا....!"

"اور یہ بھورا....؟"

"شائد اسی عورت کی نسل سے تعلق رکھتا ہے.... دو دن سے میرے ساتھ تھا.... دونوں دیر سے گفتگو کر رہے ہیں۔!"

"تو کیا یہ لوگ اپنی نسل کے آدمیوں کو بھی جانور بنا رہے ہیں۔!" طربدار بولا۔

"فضول باتیں نہ کرو.... تمہاری مادائیں کہاں ہیں....؟"

"تم ہی نے انہیں ہمارے پیچھے لگایا تھا....!" شہباز بولا۔

"میں پوچھ رہا ہوں وہ کہاں ہیں....؟"

لیزا اور نکولس خاموش ہو کر نئے آنے والوں کو دیکھنے لگے تھے۔

"ہم نے اُن سے پیچھا چھڑا لیا ہے۔!" طربدار بولا۔ "وہ کتیاں ہمیں اپنی زبان سکھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔!"

"تو کیا تم نے انہیں مار ڈالا....؟" عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔

"نہیں.... البتہ اتنے اونچے درخت پر چڑھا آئے ہیں کہ زندگی بھر نیچے نہ اتر سکیں گی۔" شہباز نے کہا۔

"تم لوگ آخر میری بات کیوں نہیں سنتے۔!" لیزا نے انہیں شکرالی میں مخاطب کیا۔

"بس خاموش رہو....!" عمران غرایا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو....!" شہباز بولا۔ "اگر عورت نہ ہوتیں تو تمہاری ٹانگیں چیر کر پھینک دیتا۔ آخر تم زیارت گاہ میں کیوں گئی تھیں اور شہداد کی بیوی....!"

"میں اسے سب کچھ بتا چکی ہوں.... لیکن اسے یقین نہیں آتا.... تم بھی سن لو....!"

پھر اس نے وہی سب کچھ دہرا دیا جو اسی سلسلے میں عمران سے کہہ چکی تھی۔ شہباز نے عمران کی طرف دیکھا۔

"میرے فیصلے اٹل ہوتے ہیں....!" عمران بولا۔

"فیصلے کی کیا بات ہے....؟" لیزا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا.... جہاں تم اس بھورے کو لے جانا چاہتی تھیں.... یہ یہیں رہے گا۔ میرے علاوہ اور کوئی تمہارے ساتھ نہیں جائے گا۔!"

"ٹھیک ہے.... میں تیار ہوں۔!"

"تمہارا وہ آدمی بھی ساتھ نہیں جائے گا جو بچ گیا ہے.... وہ بطور یرغمال میرے ساتھیوں کے پاس رہے گا۔!"

"مجھے یہ بھی منظور ہے۔!"

"تم تنہا کہیں نہیں جا سکتے۔!" شہباز بولا۔

"میرے کاموں میں دخل نہ دو....!"

"تم بہت چالاک اور ذہین معلوم ہوتے ہو۔!" لیزا اٹھلائی۔ "تمہیں آدمی بنا کر دیکھوں گی کہ کیسے لگتے ہو۔!"

"تمہیں عورتوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے اس کی باتوں میں ہرگز نہ آنا۔!" شہباز بولا۔

"لیکن میں اب عورت کا تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔!"

"اس کے بعد کسی اونچے درخت پر چڑھا کر بھاگ نکلنا۔!" شارق نے ہانک لگائی۔

"یہ کیسا بھتیجا ہے....!" شہباز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جیسا بھی ہے بھگتوں گا.... تم پرواہ نہ کرو....!"

طربدار شارق کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔ شارق نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تمہاری آواز کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی ہے۔!" طربدار نے آہستہ سے کہا۔

"اپنا کام کرو.... چچا کے علاوہ اور کسی کو نہ معلوم ہونا چاہئے کہ میں کون ہوں۔!"

ادھر نکولس اور لیزا کے درمیان پھر چھڑ گئی تھی۔ وہ اس سے کہہ رہا تھا۔

"تمہارے گریبان میں ٹرانس میٹر بھی موجود ہے.... ابھی تک اسے استعمال کرنے کا خیال نہیں آیا تمہیں۔!"

"میں تمہیں آگاہ کرتی ہوں کہ اسے ہاتھ لگانے کی جرأت نہ کرنا۔!"

"ہونہہ.... یہاں تم میرا کیا بگاڑ سکو گی۔!"

"مجھے اتنا حقیر بھی نہ سمجھو.... اگر میں نکل جانا چاہوں تو کیا یہ مجھے روک سکیں گے۔!"

عمران چوکنا ہو گیا۔

"کیا کرو گی تم....!"

"تمہیں بتاؤں گی....!" وہ حقارت سے بولی۔ "تم جو میرے دشمن ہو رہے ہو۔!"

"دشمنی کی ابتداء تمہاری طرف سے ہوئی تھی۔!"

"خاموش رہو.... میں تم جیسوں کو منہ لگانا پسند نہیں کرتی۔!"

"یہ نہ بھولو کہ اب ہم پانچ ہو گئے ہیں....!" نکولس ہنس کر بولا۔ ساتھ ہی اس نے بایاں ہاتھ لیزا کے گریبان کی طرف بڑھایا تھا۔

اس طرح لیزا کو موقع مل گیا کہ وہ اس کے پستول والے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیتی.... ساتھ ہی اس کی ایک ٹانگ بھی چلی تھی.... پھر پستول لیزا کے ہاتھ میں تھا اور نکولس زمین پر۔

"خبردار....! کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے۔" وہ انہیں للکارنے لگی۔

"ہم مر جائیں گے لیکن تم پر ہاتھ نہ اٹھائیں گے۔!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "کیونکہ عورت ہو اور ہم جانور ہو جانے کے بعد بھی شکرالی ہیں۔ بھتیجے خبردار خود کو قابو میں رکھنا۔!"

کوئی کچھ نہ بولا.... نکولس زمین پر پڑا لیزا کو گھورے جا رہا تھا۔

پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا جو اپنا ریوالور تھیلے میں ڈال چکا تھا۔

"بھتیجے....!" عمران پھر بولا۔ "تم اپنے قیدی کو یہاں سے ہٹا لے جاؤ۔"

"نہیں....!" لیزا نے پستول کا رخ شارق کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "یہیں ٹھہرو....!"

"کیا خیال ہے چچا.... اسے سبق دے دوں....؟" شارق نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں فرزند دلبند.... یہ ہماری ہمدرد ہے۔!"

"تو تمہیں میری بات پر یقین آ گیا ہے۔!"

"بالکل.... اور اس بات پر سخت افسوس ہے کہ تمہارا ایک آدمی محض غلط فہمی کی بناء پر مار ڈالا گیا۔!"

"یہ بہت اچھا ہوا کہ تم بہت جلد سمجھ گئے۔!"

"یہ جھوٹی ہے....!" شہباز دہاڑا.... "میں فرنگیوں پر اعتماد نہیں کر سکتا....!"

"ان پر تو کرنا پڑے گا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ فرنگی بھی عجیب ہوتے ہیں ان کی ایک ٹولی تو لوگوں پر گولیاں برساتی ہے اور دوسری ٹولی زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی پھرتی ہے۔ ان کا نشان ایک دوسری کو کاٹتی ہوئی دو سرخ لکیریں ہوتی ہیں۔!"

"ہاں.... ریڈ کراس....!" لیزا جلدی سے بول پڑی۔ "ہمارا تعلق ریڈ کراس سے ہے۔ ہم دکھی دنیا کے زخموں پر مرہم رکھتے ہیں۔ ہم تمہیں دوبارہ آدمی بنا دیں گے پہلے ہم تمہاری اس مرض کا سبب دریافت کریں گے پھر علاج کر دیں گے۔!"

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے....!" عمران زور سے بولا۔ "بھتیجے تفنگچہ تھیلے میں ڈال لو۔!"

شارق نے فوراً ہی تعمیل کی تھی اور لیزا کا ساتھی لیزا کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں....!" لیزا نے اس سے کہا۔ "میں انہیں بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔!"

"کاش.... کاش.... یہ انگلش سمجھ سکتے۔!" نکولس کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"اب تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ الگ کر دیا جائے گا۔!" لیزا غرائی۔

"مجھے اب زندگی سے بھی پیار نہیں رہا۔!"

"تم کیا کر رہی ہو.... ادھر آؤ میرے ساتھ....!" عمران لیزا کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔ "میں علیحدگی میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور.... لیکن اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ اس بھورے کو میرے آدمی کے

قریب نہ جانے دیں۔!"

"وہ سن رہے ہیں.... ایسا ہی ہوگا۔!"

وہ عمران کو حیرت سے دیکھتے رہے جو لیزا کا ہاتھ پکڑے ایک جانب چلا جارہا تھا۔

"واہ رے چچا....!" شارق آہستہ سے بولا۔

"بتاؤ تم کون ہو....!" طربدار نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"چچا کا بھتیجا....!" شارق نے جواب دیا۔

ٹھیک اسی وقت شہباز نے اونچی آواز میں طربدار سے کہا۔ "اس سے مت الجھو اگر وہ نہیں بتانا چاہتا۔!"

اتنے میں نکولس اٹھ کر لیزا کے ساتھی کے قریب پہنچا تھا۔

"ٹونی....!" وہ آہستہ سے بولا اور لیزا کا ساتھی اچھل پڑا۔

"تت.... تم میرا نام کیا جانو....؟"

"اس کا مطلب ہوا کہ تم نہیں جانتے میں کون ہوں....!"

"نہیں.... میں کیا جانوں....!"

"میں نکولس ہوں.... وائرلس آپریٹر....!"

"خدا کی پناہ.... یہ کیونکر ممکن ہے....!"

"ہم سب اسی طرح دھوکے میں رہ کر آہستہ آہستہ جانور بن جائیں گے۔!"

"آخر کیوں، مجھ سے تو کہا گیا تھا....!"

"کچھ بھی کہا گیا ہو.... لیکن تم مجھے دیکھ ہی رہے ہو۔!"

"میری سمجھ میں آرہا....!"

"نہ آرہا ہو.... لیکن کیا تم جانور بننا پسند کرو گے۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"کیا تمہیں علم ہے کہ آدمی جانور کیوں بنائے جارہے ہیں۔!"

"ہمیں یہ نہیں بتایا گیا۔!"

"میرا جرم یہی تھا کہ میں نے مقصد دریافت کیا تھا۔!"

"یہ تو سراسر ظلم ہے....!"

"کیا تم ظالموں کا ساتھ دینا پسند کرو گے۔!"

"اس حد تک ہرگز نہیں کہ اپنوں کے ساتھ بھی یہی روا رکھا جائے۔!"

"میں نے اسی پر احتجاج کیا تھا کہ انہوں نے دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا دیا ہے اور وہ اسی جنگل میں موجود ہیں۔!"

"لیکن ہماری تو ساری لڑکیاں موجود ہیں۔!"

"یہ کہیں اور سے لائی گئیں تھیں.... لیکن ہیں سفید فام ہی۔!"

ٹونی کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے سوال کیا۔ "تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"پہاڑ پر سب کچھ تباہ کردو....!"

"لیکن.... میں.... کس طرح....؟"

"میرے بارے میں سب کو بتادو.... لیزا نے غالباً یہ افواہ پھیلائی ہے کہ مجھے ہیڈ کوارٹر میں طلب کرلیا گیا ہے۔!"

"ہاں اس نے سب کو یہی بتایا ہے۔!"

"یہاں کیا کہہ کر لائی تھی....؟"

"کہنے لگی ایک جانور بھورا ہوگیا ہے حالانکہ اسے بھی سیاہ ہی ہونا چاہئے تھا۔ اسے لیبارٹری میں لاکر سبب دریافت کرنا ہے۔!"

"اور اب تم سمجھ ہی گئے ہو گے کہ جانور بھورا کیوں ہوگیا ہے۔!"

"خوب اچھی طرح....!" ٹونی غصیلے لہجے میں بولا۔ "اس کتیا لیزا کی وجہ سے گیسپر مفت میں مارا گیا۔!"

"مارا گیا....؟ تت.... تو کیا وہ مر گیا ہے....!" نکولس اوندھے پڑے ہوئے آدمی کی طرح ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"ہاں جس کالے جانور نے اسے دبوچا تھا اسی نے مار ڈالا۔!"

"یہ خوف ناک لوگ ہیں ٹونی.... لیکن انہوں نے میرے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا ہے۔!"

"آخر کیوں....؟ جبکہ تم ان کی زبان بھی نہیں سمجھ سکتے۔!"

"یہ میں نہیں جانتا۔!"

تینوں کالے جانور خاموش تھے.... ان میں سے کسی نے بھی ان کی آپس کی گفتگو میں دخل اندازی نہیں کی تھی۔

نکولس ٹونی سے کہہ رہا تھا۔"لیزا کو ابھی یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ میں تم سے کسی قسم کی گفتگو کر چکا ہوں۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا نکولس.... اب تو اس روگ کو سینے میں پالنا پڑے گا.... جب تک کہ کوئی مناسب موقع نہ آجائے۔!"

"تم اس راہ سے واقف ہی ہوگے جو تمہیں اوپر سے یہاں تک لے آئی ہے۔!"

"تہہ خانے کے پانچویں پوائنٹ کی حد تک... لفٹ سے باہر نکلتے ہی ہماری آنکھوں پر چمڑے کے تسمے چڑھا دیئے جاتے ہیں اور پھر ہماری آنکھیں جنگل کے قریب ہی کھلتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ لیزا کے علاوہ اور کوئی بھی راستے کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔!"

"خیر.... دیکھا جائے گا۔!" نکولس اس کے قریب سے ہٹتا ہوا بولا۔ وہ پھر وہیں چلا آیا تھا جہاں لیزا اسے چھوڑ کر گئی تھی۔

ٹونی گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا رہا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ خود کو بھی ان جانوروں سے الگ نہ سمجھتا ہو۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے عمران کا قہقہہ سنا تھا۔ لیزا اونچی آواز میں کچھ کہہ رہی تھی۔

پھر وہ جھاڑیوں سے برآمد ہوئے تھے۔ لیزا کہہ رہی تھی۔"میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ شکرال میں اتنے ذہین افراد بھی بستے ہیں۔!"

"جانور بننے سے پہلے کبھی کسی نے میری ذہانت کی تعریف نہیں کی۔!" عمران بولا۔

لیزا کچھ کہے بغیر ٹونی کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اس سے قبل اس نے نکولس کو غور سے دیکھا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ٹونی سے کچھ کہتی رہی اور وہ تفہیمی انداز میں سر ہلاتا رہا۔ اس کے چہرے سے قطعی طور پر مترشح نہیں ہوتا تھا کہ کچھ دیر قبل وہ نکولس سے کس قسم کی گفتگو کر چکا ہے۔

ادھر عمران اتنی اونچی آواز میں اپنے ساتھیوں سے گفتگو کر رہا تھا کہ لیزا بھی سن سکے۔

"واقعی.... وہ اسی ادارے سے تعلق رکھتی ہے جو ساری دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کر رہا ہے۔ یہاں یہ اپنے آدمیوں کے ساتھ دواسازی کے لئے جڑی بوٹیاں تلاش کر رہی ہے۔!"

"میں مطمئن نہیں ہوں....!" شہباز غرایا۔

"تم کوئی بھی ہو.... چچا سے ایسے لہجے میں گفتگو نہیں کر سکتے۔!" شارق بول پڑا۔

"بھتیجے رب عظیم کے لئے تم خاموش رہو....!"

"یہ آخر کون ہے....؟" شہباز نے سرد لہجے میں پوچھا۔

لیکن عمران اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر کہتا رہا۔"تم لوگ یہیں ٹھہرو گے.... میں بھورے کے ساتھ جاؤں گا۔!"

"کہاں جاؤ گے....؟"

"اس عورت کے ساتھ.... یہ بھورے پر اپنی دوائیں آزمائے گی.... اگر کامیابی ہوگئی تو پھر ہم سب دوبارہ آدمی بن سکیں گے۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں اس کے ساتھ کہاں جاؤ گے۔!"

"پہاڑ کے آس پاس کہیں ڈیرہ ڈال رکھا ہے ان لوگوں نے۔!"

"اس کے آدمیوں پر اس بیماری کا حملہ کیوں نہیں ہوا....؟"

"علیحدگی میں اس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ بھورا جانور اسی کے ساتھیوں میں سے ایک ہے۔ وہ اسے یہاں سے لے جانے ہی کے لئے آئی تھی۔ جس طرح ہم اپنے آدمیوں کا سامنا کرنے سے کترا رہے ہیں اسی طرح یہ بھورا بھی اپنے آدمیوں میں نہیں جانا چاہتا۔ مرنے مارنے پر آمادہ ہے۔!"

"تم جانو.... میں تو مطمئن نہیں ہوں....!" شہباز کسی قدر ڈھیلے لہجے میں بولا۔

عمران نکولس کے قریب آبیٹھا اور اشاروں سے اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا کہ اسے لیزا کے ساتھ جانا چاہئے اور وہ خود بھی اس کے ساتھ چل رہا ہے۔ لیزا ان دونوں کی طرف متوجہ ہوگئی.... اور نکولس عمران کے اشاروں کے جواب میں زور زور سے سر ہلا کر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر رہا تھا۔

"وہ نہیں جائے گا تو زبردستی لے جاؤں گا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔"مشکل تو یہ ہے کہ یہ ہماری زبان نہیں سمجھتا۔ کیا اپنے تمام ساتھیوں میں صرف تم ہی شکرالی سمجھ سکتی ہو؟"

"میرے لئے بھی یہی سب سے بڑی دشواری ہے.... ورنہ یہ ہماری گفتگو سن کر راہِ راست پر آجاتا۔ اب اگر میں انگلش میں اسے کچھ سمجھانا چاہوں گی تو یہ اعتبار نہیں کرے گا۔ تم نے دیکھا ہی ہے کہ اس نے میرے گریبان سے پستول نکال کر مجھے مار ڈالنا چاہا تھا۔"

"پھر بتاؤ کیا کریں....!" عمران جھلا کر بولا۔

"زبردستی لے چلو....!"

"یہی تو کہا تھا میں نے۔!" عمران نے کہا اور نکولس پر جھپٹ پڑا.... پھر آن واحد میں اس نے اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ نکولس رہائی کے لئے جدوجہد کرنے لگا۔

"اس سے کہو کہ چپ چاپ پڑا رہے۔!" عمران نے لیزا سے کہا۔ "اگر طاقت دکھائے گا تو ریڑھ کی ہڈی توڑ دوں گا۔!"

"تم واقعی بہت طاقت ور معلوم ہوتے ہو۔!"

"اس سے کہو....!"

لیزا نے انگلش میں عمران کے الفاظ دہرائے.... اور ادھر عمران نے نکولس کو بائیں ہاتھ سے جکڑے ہوئے داہنے ہاتھ سے کنپٹی پر دباؤ ڈالا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں نکولس بے حس و حرکت ہو گیا۔

"بس اب چل دینا چاہئے....!" اس نے لیزا سے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے چل پڑے تھے اور وہ تینوں خاموش کھڑے خلاء میں گھورے جا رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قطعی طور پر خالی الذہن ہو گئے ہوں۔ پھر شہباز چونکا تھا اور دونوں کو باری باری سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔!"

"کیا نہیں ہو سکتا....؟" طربدار نے سوال کیا۔

"تعاقب کریں گے.... شاراشکی....!"

"واہ....!" شارق اچھل پڑا۔ "بڑی اچھی تدبیر سوجھی ہے تمہیں۔!"

شاراشکی کا مطلب تھا درخت بن کر دشمن کا پیچھا کرنا۔ انہوں نے جلدی جلدی درختوں سے شاخیں کاٹی تھیں اور انہیں اس طرح اپنے جسموں پر باندھا تھا کہ انہیں میں چھپ کر رہ گئے تھے۔ اس کے بعد شہباز نے ان سے آگے بڑھنے کو کہا تھا اور وہ اُسی سمت چل پڑے تھے جدھر عمران وغیرہ کو لے گئی تھی۔

بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے تین ایسے درخت حرکت میں آگئے ہوں جن کے تنوں کے نچلے حصے بھی پتیوں سے ڈھکے ہوئے ہوں۔

عمران نکولس کو کاندھے پر اٹھائے چلتا رہا۔ اسی دوران میں اسے ہوش بھی آگیا تھا اور اس نے ادھر اُدھر دیکھ کر سرگوشی کی تھی۔

"تم غلطی کر رہے ہو۔!"

"فکر مت کرو.... اور اسی طرح پڑے رہو جیسے ابھی بیہوش ہی ہو۔!"

لیزا مطمئن تھی کہ نکولس اس شکرالی جانور کو حقیقت حال سے آگاہ نہ کر سکے گا۔ اس لئے اس نے اُن سے قریب رہنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ کبھی کبھی مڑ کر وہ عمران سے تیز چلنے کو کہتی اور پھر آگے بڑھ جاتی۔ وہ سب سے آگے تھی۔ ٹونی اس کے پیچھے تھا اور عمران زیادہ تیزی نہیں دکھانا چاہتا تھا۔ یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ نکولس کا وزن اس کے تیز چلنے میں مانع ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ چاہتا تو ان دونوں پر سبقت لے جاتا۔

ایک جگہ رک کر وہ عمران ہی سے آملی.... ٹونی اپنی دھن میں چلتا رہا تھا.... اس تبدیلی کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا.... لہٰذا اب وہ سب سے آگے چل رہا تھا۔

"تم نے اسے کس طرح بیہوش کیا تھا کہ ابھی تک ہوش میں نہیں آیا۔!"

"میں نے اسے سسرال سنگھا دی تھی۔!"

"سسرال کیا چیز ہے....؟"

"ہوتی ہے ایک بوٹی۔!"

"کیسی ہوتی ہے....؟" مجھے پہچان بتاؤ۔!"

"اس میں سالوں اور سالیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔!"

"سالوں اور سالیوں کیا چیز ہے....؟"

"سسرال کی شاخیں.... ان شاخوں سے بھی مزید شاخیں پھوٹتی ہیں.... ساڑھو.... سلج اور کا چوکر.... اور.... چوکر کا پیش کار وغیرہ وغیرہ....!"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھی۔!"

"یوں نہیں سمجھو گی.... اگر کہیں دکھائی دے گئی تو پہچان کرادوں گا۔!"

"تم کبھی شکرال سے باہر بھی گئے ہو۔!"

"نہیں.... شکرال ہی میں رہا ہوں۔!"

"شکرالی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے۔!"

"نہیں....!"

"تو اس بھورے کی وجہ سے تمہیں بہت پریشانی ہوئی ہوگی۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی پریشانی نہیں ہوئی کہ ہماری ساری تیمال پی گیا۔!"

"تمہارا بھتیجا بہت خون خوار معلوم ہوتا ہے.... میرے ایک آدمی کو مار ہی ڈالا۔!"

"ناتجربہ کار ہے..... نہیں جانتا کہ صرف بیہوش کرنے کیلئے گردن پر کتنا دباؤ ڈالنا چاہئے۔!"

"دفعتاً لیزا نے ٹونی کو آواز دی اور وہ چلتے چلتے رک گیا.... قریب پہنچ کر لیزا بولی۔ "کیا ان سے میری عدم موجودگی میں تم نے کوئی گفتگو کی تھی۔!"

اشارہ نکولس کی طرف تھا۔

"نہیں مادام....! مجھے ہوش ہی کہاں تھا۔ یہ تجربہ بھی زندگی بھر یاد رہے گا اور اب یہ منحوس سیاہ فام اس طرح چلا آرہا ہے جیسے آپ کا پشتینی غلام ہو۔!"

لیزا کچھ نہ بولی.... وہ خاموشی سے چلتے رہے۔

"کیا تمہارے ساتھی مطمئن ہوگئے تھے....؟" لیزا نے تھوڑی دیر بعد عمران سے شکرالی میں پوچھا۔

"مطمئن نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!"

"اگر تم شکرال سے باہر نہیں گئے تو تمہیں صلیب احمر کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟"

"مجھے ایک بوڑھے آدمی نے بتایا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس میں عورتیں زیادہ کام کرتی ہیں۔ بہر حال میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ اس جنگل میں قدم مت رکھنا....!"

"کیوں....؟"

"اگر تم جیسی خوب صورت خاتون کو بھی یہ مرض لاحق ہوگیا تو مجھے گہرا صدمہ پہنچے گا۔!"

"شکریہ....!" وہ ہنس پڑی۔

"میں دوسرے شکرالیوں کی طرح تنگ نظر نہیں ہوں کہ غیر شکرالی کو خاطر ہی میں نہ لاؤں۔!"

"میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے۔!"

"میں بھی بہت خوب صورت تھا۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اچھا....؟ کاش میں تمہیں دوبارہ صحت مند بنا سکوں۔!"

"صحت مند تو میں اب بھی ہوں لیکن....!"

"پرواہ مت کرو.... یہ بال باقی نہ رہیں گے۔!"

مسلسل تین گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد وہ اس جگہ پہنچے تھے جہاں سے پہاڑ کی سمت جنگل کا گھنا پن بتدریج کم ہونے لگا۔ اب نکولس بھی اپنے ہی پیروں سے چل رہا تھا اور اس کا ہاتھ عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"کیا اب تم مجھے مار ڈالو گی لیزا....؟" دفعتاً اس نے سوال کیا۔

"اگر تم نے جیری اسٹاؤٹن کی نوٹ بک میرے حوالے نہ کی تو یہی ہوگا۔!"

"یہ ممکن ہے.... لیکن اسی صورت میں جب میں دوبارہ آدمی بن جاؤں۔!"

"میں نہیں جانتی کہ تم دوبارہ کس طرح آدمی بن سکو گے۔ ایسی کوئی چیز میرے سپرد نہیں کی گئی جو تمہیں آدمی بنا سکے۔!"

"مجھے حیرت ہے کہ یہ شکرالی جانور تمہارے ساتھ کیوں جارہا ہے۔!"

"اس پر اور زیادہ حیرت ہوگی اگر میں تمہیں یہ بتادوں کہ یہ لوگ مجھے اس عورت کی حیثیت سے پہچان چکے ہیں جس نے زیارت گاہ میں رحبان کے سردار کی نمائندگی کرنیکی کوشش کی تھی۔!"

"اگر ایسا ہے تو یہ بالکل احمق ہیں۔!"

"ہم نے احمقوں ہی سے تو ابتداء کی ہے... اب عقل مندوں پر بھی ہاتھ صاف کریں گے۔'

"خدا تمہیں غارت کرے۔!"

لیزا نے زہریلا سا قہقہہ لگایا تھا۔

"کیا کہہ رہا تھا....؟" عمران نے اس سے پوچھا۔

"کہہ رہا تھا مجھ سے شادی کرلو....!" لیزا ہنستی ہوئی بولی۔

"آئینہ دکھاؤ اُسے....!"

"میں اس کا دل نہیں توڑنا چاہتی۔!"

"ہائیں.... تو کیا اس سے شادی کرو گی....!"

"فوری طور پر فیصلہ نہیں کر سکتی.... سوچوں گی۔!"

"تو پھر میں کیا بُرا ہوں....!"

"اسی لئے تو کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی ہوں۔!"

"یعنی میرے بارے میں بھی سوچ رہی ہو۔!" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

"ہاں.... کیا تم نے کچھ دیر پہلے نہیں کہا تھا کہ تم دوسرے شکرالیوں کی طرح تنگ ن[ظر] نہیں ہو۔!"

"کہا تو تھا....!"

"بس تو پھر میں تمہارے بارے میں بھی سوچ رہی ہوں۔!"

"کیا میں اس نالائق بھورے کی گردن توڑ دوں۔!"

"ابھی نہیں.... پہلے تم دونوں کو آدمی بنانے کی کوشش کی جائے گی.... تمہاری شکل [بھی] تو دیکھنی ہے۔!"

"انسانی شکل میں بالکل احمق لگتا ہوں۔!" عمران نے مایوسی سے کہا۔

"اس کے باوجود بھی میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں.... اگر آدمی نہ بن سکے تب [بھی] تمہیں خود سے جدا نہیں ہونے دوں گی۔ ویسے بھی اس شکل میں تمہیں تمہاری بیوی تو [پسند] کرنے سے رہی۔!"

"ابھی تو میری شادی ہی نہیں ہوئی۔!"

"یہ تو بڑی اچھی خبر سنائی تم نے۔!"

"اچھی خبروں کا ذخیرہ ہے میرے پاس....!"

"کہیں تمہارے ساتھی بھی نہ چل پڑے ہوں۔!"

"ناممکن.... وہ میرا حکم مانیں گے۔ بحیثیت جانور انہوں نے مجھے اپنا سربراہ تسلیم کر لیا ہے۔!"

"تب تو مجھے خوش ہونا چاہئے کہ میں ایک سربراہ کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ شام ہوتے ہوتے وہ منحوس پہاڑ کے قریب پہنچ سکے تھے۔ انتہائی خطرنا[ک]

ڈھلانوں والا پہاڑ تھا۔

"تم یہاں کیا کرنے آئی ہو....!" عمران بولا "یہ تو منحوس پہاڑ ہے۔!"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔!" لیزا آہستہ سے بولی۔

نکولس نے اب پھر شور مچانا شروع کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں سے آگے بڑھنا ہی نہ چاہتا ہو۔

"تمہیں پھر تکلیف کرنی پڑے گی....!" لیزا نے عمران سے کہا۔ "اسے اٹھا کر لے چلو۔!"

"بہت اچھا.... ابھی لو....!" عمران نے کہا اور نکولس پر ٹوٹ پڑا.... لیکن اس بار بیہوش کئے بغیر ہی اسے اٹھا لیا تھا۔ اسی طرح اسے پہاڑ کے دامن تک لے آیا۔ پھر مڑ کر لیزا سے پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے دفعتاً لیزا خود اس پر جھپٹ پڑی۔ اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا جسے اس نے اس کی ناک پر جما دیا تھا۔

نکولس اسکے شانے سے پھسل گیا۔ سارے جسم میں اینٹھن سی ہوئی تھی اور سر چکرا گیا تھا۔

لیزا کا یہ حملہ اچانک اور غیر متوقع تھا۔ سنبھلنے تک کا موقع نہ مل سکا۔ سر چکراتے ہی ہاتھ پیر بھی ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

دوبارہ ہوش آیا تو تاریکی پھیل چکی تھی۔ لیکن وہ اپنے قریب ہی سرگوشیاں سی سن رہا تھا۔ پھر یہ سرگوشیاں واضح ہوتے ہوتے باقاعدہ آواز بن گئیں۔ کئی لوگ شکرالی زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔ ذہن کسی قدر اور صاف ہوا تو اس نے آوازیں بھی پہچانیں۔ شہباز اور شارق کی آوازیں تھیں.... شارق کہہ رہا تھا۔ "میں نے صاف دیکھا تھا.... وہ اوپر چڑھ کر غائب ہو گئے تھے اور چچا کو بھی گرتے دیکھا تھا۔!"

"مت بکواس کرو....!" شہباز غرایا.... "ہم نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔!"

"تمہارے پاس چچا کی آنکھیں نہیں تھیں.... یہ دیکھو.... میں نے یہ دوربین چچا کے تھیلے سے نکال لی تھی.... جب وہ وہاں سے رخصت ہوئے تھے۔

عمران خاموش پڑا رہا.... شارق کہہ رہا تھا۔ "صبح ہونے دو.... میں تم لوگوں کو وہ جگہ دکھاؤں گا جہاں میں نے انہیں غائب ہوتے دیکھا تھا۔!"

"چچا کو ہوش میں تو لاؤ....!" طربدار بولا۔

"اس معاملے میں ناتجربہ کار ہوں.... ابھی میری عمر ہی کیا ہے.... اٹھارہ سال کا ہوں۔"

"چچا نے پہلے کبھی کسی بھتیجے کا ذکر نہیں کیا۔!"

"پچھلے ہی عشرے میں تو پیدا ہوا ہوں۔!"

طربدار نے اسے مارنے کو گھونسہ اٹھایا ہی تھا کہ وہ جلدی سے بولا۔

"رب عظیم کی قسم....!شنکشت بھی ہوں اور خیرہ سر بھی.... ذرا سی....!"

"کیا کہا.... تم نے....!" شہباز چونک کر بولا۔ "شنکشت بھی ہو اور خیرہ سر بھی.... پورے شکرال میں شہداد کے بیٹے کے علاوہ اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ کیا تم بھی انہی گیارہ آدمیوں میں سے ہو۔!"

"یہی سمجھ لو....!"

"اور لوگ کہاں ہیں....؟"

"اپنے حجروں میں.... میرے علاوہ اور کسی نے بھی صف شکن کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔!"

"مگر تم کیوں چلے آئے....؟"

"انہیں دیکھنے کے شوق میں جنہیں تم درخت پر بٹھا آئے ہو.... پتا نہیں بیچاریوں پر کیا گذری ہو۔!"

"تم سے مطلب....؟" طربدار بگڑ کر بولا۔

شارق نے قہقہہ لگایا اور عمران اٹھ بیٹھا۔

"بھتیجے....! میں کہاں ہوں....؟"

"جہاں بھی تھے وہاں سے ہم تمہیں دور اٹھا لائے ہیں.... اگر تمہارے مشورے پر وہیں رکے رہتے تو بیہوشی کے عالم میں تمہیں چیونٹیاں گھسیٹ لے جاتیں۔!"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو بھتیجے.... وہ دونوں کہاں ہیں....؟"

"یہیں ہیں.... اور سخت اداس ہیں۔!"

"کیوں.... کیوں....؟"

"وہ یاد آرہی ہوں گی جنہیں درخت پر بٹھا آئے ہیں۔!"

"صف شکن اسے سمجھالو.... ورنہ پیٹ کر رکھ دوں گا۔!" طربدار غرایا۔

"ہاتھ ٹوٹ جائیں گے.... میں شنکشت ہوں۔!" شارق ہنس پڑا۔

"لڑکے اب خاموش بھی رہو....!" شہباز بولا۔

"دیکھو بھائی....! مجھے صرف تین آدمی حکم دے سکتے ہیں.... ایک میرا باپ دوسرا سردار شہباز اور تیسرا صف شکن.... تمہارے کہنے سے میں خاموش نہیں رہ سکتا۔!"

"شارق....!اب بس کرو....!" عمران بولا۔ "مجھے کچھ سوچنے دو....!"

"تم کہتے ہو تو اب نہیں بولوں گا۔!"

"تم اس حال کو کیونکر پہنچے....؟" شہباز نے سوال کیا۔

"میں سمجھا تھا کہ عورت میری باتوں میں آگئی ہے لیکن اس نے بے خبری میں مجھے بیہوشی کی دوا سنگھا دی۔!"

"ہم جب وہاں پہنچے ہیں تو صرف تم ہی پڑے ملے تھے.... اُن تینوں کا کہیں پتا نہ تھا۔!"

"شش.... وہ دیکھو....!" دفعتاً شارق بولا۔ "ادھر پہاڑ کی جانب....!"

ہلکی سی محدود روشنی ایک جگہ دکھائی دی تھی اور پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی.... جلد ہی دوبارہ دکھائی دی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ٹارچ کی روشنی میں کوئی کچھ تلاش کر رہا ہو۔!

"آؤ.... اگر ہم نے اسے پکڑ لیا تو دشواریاں کم ہو جائیں گی۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"ہم اس پہاڑ کے قریب جانا پسند نہیں کریں گے۔!" طربدار بولا۔

"حالانکہ وہی تمہاری بربادیوں کا مرکز ہے.... شاید تمہارے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو کہ وہاں ایک عمارت بھی موجود ہے۔!"

"ناممکن....!" شہباز بولا۔

"بھورے جانور کی کہانی سننے کے بعد تم اپنی رائے بدل دو گے لیکن فی الحال اس کے لئے وقت نہیں ہے.... اگر تم ساتھ نہیں دو گے تو میں تنہا جاؤں گا۔!"

"میں تمہارے ساتھ ہوں چچا....!" شارق اٹھتا ہوا بولا۔

"طربدار تم یہیں ٹھہرو.... میں جاؤں گا.... صف شکن کے ساتھ....!" شہباز نے کہا۔

طربدار جہاں تھا وہیں رک گیا.... اور وہ تینوں تیزی سے روشنی کی طرف چل پڑے....

روشنی کبھی دکھائی دیتی اور کبھی غائب ہو جاتی۔ اس کی پوزیشن میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی تھی۔ قریب پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ وہ روشنی پہاڑ کے دامن میں نہیں بلکہ اونچائی پر تھی۔

"صف شکن....! شائد یہی جگہ تھی....!" شارق آہستہ سے بولا۔

"اندھیرے میں تم نے جگہ کیسے پہچان لی....!" عمران نے کہا۔

"آسمان کی طرف منہ کر کے اس کٹاؤ کو دیکھو۔ کسی کتے کا پھیلا ہوا منہ لگتا ہے۔ لگتا ہے نا۔!"

عمران ترچھا ہو کر کسی قدر جھکا تھا.... اور پھر بولا تھا "ہاں لگتا تو ہے....!"

"میں نے دوربین سے یہی کٹاؤ دیکھا تھا۔ ٹھیک اسی کے نیچے وہ لوگ غائب ہوئے تھے۔!"

"لیکن وہ روشنی کہاں غائب ہو گئی.... اب تو نہیں دکھائی دیتی۔!" شہباز نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا.... وہ تھوڑی دیر تک وہیں خاموش کھڑے رہے تھے پھر عمران نے اپنے تھیلے سے ٹارچ نکالی تھی اور نیچے ہی نیچے اس کٹاؤ کی طرف بڑھنے لگا تھا جس کی نشان دہی شارق نے کی تھی۔

شہباز اور شارق نے اپنے اپنے تھیلوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔

عمران عین اسی کٹاؤ کے نیچے جا رکا اور کچھ دیر ٹارچ کی روشنی میں اطراف و جوانب کا جائزہ لے کر بولا۔ "اگر یہاں غائب ہوئے تھے تو یقین کرو کہ ان کے فرشتے بھی اس خطرناک ڈھلان پر چڑھنے کی ہمت نہیں کر سکیں گے۔!"

"میں نے کب کہا ہے کہ وہ ڈھلان پر چڑھے تھے.... بس نیچے ہی غائب ہو گئے تھے۔!" شارق نے کہا۔

"وہ روشنی....! اب کہاں ہے....؟" شہباز نے کہا۔

"کیوں کیا تم ڈر رہے ہو....!" عمران نے پوچھا۔

"یہ پہاڑ خبیث ارواح کا بسیرا ہے۔ ہم بزرگوں سے سنتے آئے ہیں۔!" شہباز نے جواب دیا۔

"تم دونوں واپس جاؤ.... میں خود دیکھوں گا....!" عمران غرایا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا....!" شہباز نے بھی جواباً اسی کے لہجے میں کہا "تم نے سنا نہیں کہ شارق نے انہیں غائب ہوتے دیکھا تھا کیا پتھروں نے نگل لیا انہیں۔!"

"کچھ بھی ہو.... میں تو صف شکن کے ساتھ ہوں....!" شارق بولا۔

"پھر بکواس کی تو نے....!" شہباز اس پر الٹ پڑا۔

"اے اپنا لہجہ ٹھیک کرو....!"

شہباز نے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ عمران اُن کے درمیان آتا ہوا بولا۔ "تم سے واقف نہیں ہے.... بچہ ہے.... اور اب میں اسے بتا ہی دوں.... ورنہ یہ اسی طرح کی الجھن پیدا کرتا رہے گا۔ کام بھی تو کرنا ہے۔!"

شہباز کچھ نہ بولا۔ عمران نے شارق سے کہا۔ "صرف تمہارے باپ ہی کا یہ حشر نہیں ہوا.... سردار شہباز بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں۔!"

"تت.... تو.... کیا یہ....؟"

"ہاں.... یہ سردار شہباز ہیں....!"

"مجھے معاف کر دو.... سردار میں نہیں جانتا تھا....!" شارق اس کے قدموں میں جھکتا ہوا بولا۔ "میں تمہارا بہت احترام کرتا ہوں۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" شہباز اس کے بازو پکڑ کر سیدھا کھڑا کرتا ہوا بولا تھا۔ "تم کبھی کبھی مجھے غلط سمجھتے ہو صف شکن.... میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ میں پیٹھ دکھانا چاہتا ہوں۔!"

"میں نے کب کہا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو اور یہ لڑکا اسی کھال میں ہے جو تم نے اتاری تھی۔!"

"شکر ہے.... رب عظیم کا....!" شہباز طویل سانس لے کر بولا۔ "میں تو سمجھا تھا شائد یہ بھی مبتلا ہو گیا ہے۔!"

"مجھے یہ لڑکا پسند آیا ہے.... اس کی تربیت کروں گا۔!" عمران نے کہا اور پھر ٹارچ روشن کر لی۔ روشنی کا دائرہ آہستہ آہستہ بائیں جانب رینگ رہا تھا.... پھر اچانک پلٹا اور دور تک دائیں جانب رینگتا چلا گیا۔ چٹان کا یہ حصہ سطح زمین سے کسی سطح دیوار کی طرح ابھرا تھا اور قریباً تیس چالیس فٹ کی اونچائی تک دیوار ہی کی مانند سیدھا چلا گیا تھا.... پھر مزید بلندی پچھتر ڈگری کے زاویے سے شروع ہوئی تھی۔

"ناممکن.... قطعی ناممکن....!" عمران مڑ کر بولا۔ "پرندوں کے علاوہ شائد ہی کوئی ادھر سے اوپر پہنچ سکے۔!"

"وہ نیچے ہی غائب ہوئے تھے چچا اور میں نے خواب نہیں دیکھا تھا۔!" شارق بول پڑا۔

اس پر بھی یقین ہے مجھے۔!"

"پھر تم کہنا کیا چاہتے ہو.....؟" شہباز نے پوچھا۔

"نیچے ہی کوئی راستہ موجود ہے۔!"

"کیا مجھے اس بات پر ہنس پڑنا چاہئے.....!" شہباز بولا۔

"میں راستہ تلاش کر لوں گا۔!" عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"بقول بڑے عابد..... دل کی آنکھوں سے۔!" شہباز ہنس پڑا..... لیکن عمران کی سنجیدگی میں فرق نہیں آیا تھا۔

"چٹان کی جڑ میں راستہ تلاش کر رہا ہے۔!" کچھ دیر بعد شہباز نے شارق سے کہا۔

"ہاں..... سردار.....!"

"مجھے اسی کا ڈر تھا کہ کہیں وہ بھی ذہنی توازن نہ کھو بیٹھے۔!"

دفعتاً انہوں نے عجیب قسم کی گھڑ گھڑاہٹ سنی تھی..... جو اتنی تیز تھی کہ شہباز شارق کا جواب بھی نہیں سن سکا تھا..... اور پھر جب عمران کی ٹارچ کی روشنی ایک جگہ چٹان کی سطح پر پڑی تو شہباز کا منہ حیرت سے کھل گیا..... چٹان میں ایک مستطیل خلا پیدا ہو گیا تھا۔ پھر گھڑ گھڑاہٹ دوبارہ سنائی دی اور وہ مستطیل نما خلا غائب ہو گیا..... چٹان پہلے ہی جیسی صورت میں نظر آئی..... ایک چھلانگ لگا کر عمران ان کے قریب پہنچا تھا اور بولا تھا "بھاگو.....!"

انہوں نے غیر ارادی طور پر اس کی تقلید کی تھی۔ پھر قریب ہی کے ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں پہنچ کر عمران بولا۔ "رک جاؤ..... ادھر اس طرف تاکہ ادھر سے دکھائی نہ دے سکو.....!"

"راستہ پیدا کر لیا تھا تو بھاگے کیوں.....؟" شہباز نے آہستہ سے پوچھا۔

"دیکھنا چاہتا ہوں کہ انہیں اس کی اطلاع تو نہیں ہو گئی۔!"

"میں بھی کچھ بولوں.....!" شارق مضطربانہ انداز میں بولا۔

"بے تکی نہ بولنا.....!" شہباز بولا۔

"اگر انہیں اطلاع نہ ہوئی ہو تب بھی ہمیں فی الحال اس راستے سے نہ گذرنا چاہئے۔!"

"کیوں.....؟" شہباز نے پوچھا۔

"ہم صرف تین ہیں نہ جانے وہ کتنے ہوں..... اور پھر ہم نہیں جانتے کہ اندر کیا ہے۔!"

"میں تم سے متفق ہوں بھتیجے..... کم از کم ہمیں صبح تک صبر کرنا پڑے گا۔!"

"میرا مطلب تھا کچھ اور لوگ بھی آ جاتے۔!"

"صرف انہیں گیارہ کی حد تک جو حجروں میں چھپے بیٹھے ہیں..... کسی اچھے بھلے آدمی کو خطرے میں ڈالنا پسند نہیں کروں گا۔ جنگل میں جگہ جگہ ریشوں کے جال پھیلے ہوئے ہیں۔!"

وہ آدھے گھنٹے تک پتھر کی اوٹ میں چھپے رہے تھے لیکن چٹان کی جانب سے کوئی غیر معمولی بات مشاہدے میں نہیں آئی تھی۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ پہاڑ کے اندر والوں کو کسی تبدیلی کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ عمران نے ان دونوں پر اپنا یہی خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "اب ہمیں واپس چلنا چاہئے طربدار منتظر ہوگا۔!"

کچھ راستہ طے کرنے کے بعد شہباز نے کہا۔ "مجھے اُس بھوریئے کے بارے میں بتاؤ۔!"

"وہ بھی انہی سفید فاموں میں سے تھا..... جو پہاڑ پر کام کر رہے ہیں۔!" عمران بولا۔ "اسے سزا کے طور پر جانور بنایا گیا تھا..... کیونکہ اس نے اس غیر انسانی حرکت پر احتجاج کیا تھا۔ شائد نہ کرتا لیکن جب اس نے دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا دیکھا تو وہ آپے سے باہر ہو گیا۔!"

"یہی تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے اپنوں کو کیوں جانور بنایا۔!"

"اس لئے کہ شکرالی عورتیں ان کی دسترس سے دور ہیں..... صرف گھروں تک محدود رہتی ہیں..... شائد وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تمہاری اولادیں بھی بالدار ہوں گی یا نہیں۔!"

"لعنت ہے بے غیرتوں پر..... اس کے لئے اپنی ہی عورتیں پیش کر دیں۔!"

"ان کی کتابوں میں غیرت نام کا کوئی لفظ نہیں پایا جاتا.....!" عمران بولا۔

"پتہ نہیں وہ بیچاریاں درخت سے اتر سکیں یا نہیں۔!" شارق بولا۔ وہ دونوں خاموش ہی رہے۔

"بہر حال! بھوریئے سے بہت کچھ معلوم ہوا ہے..... اس کا نام نکولس ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ جنگل میں کئی جگہ ریشوں کا جال بچھایا گیا ہے..... وہ ریشے پہاڑ پر لگی ہوئی مشینوں کے ذریعے حرکت میں لائے جاتے ہیں اور ان کا مصرف اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ ان کی زد میں آنے والا آدمی اپنے اوسان کھو کر بیہوش ہو جائے اور پھر ان کا کوئی کارندہ آ کر اس بیہوش آدمی کے جسم کے اندر وہ زہر داخل کر دے جس سے بالوں کی افزائش ہوتی ہے۔!"

"لیکن طربدار کو دوسرا واقعہ پیش آیا تھا.....!" شہباز نے کہا۔

"ضروری نہیں ہے کہ ہر آدمی ان جگہوں سے ضرور گذرے جہاں جہاں انہوں نے ریشوں
کے جال پھیلا رکھے ہیں لہٰذا ایسے شکار کے لئے وہ وہی طریقہ اختیار کرتے ہیں جو طربدار کے لئے
کیا تھا۔ یعنی گیس کے ذریعے بیہوش کر کے زہر جسم کے اندر پہنچا دیا جاتا ہے۔!"

"لیکن آخر یہ ہمیں جانور کیوں بنا رہے ہیں۔!"

"یہی تو دیکھنا ہے.... بھوریئے کو بھی اس مقصد کا علم نہیں تھا۔ اس کے بیان کے مطابق
مقصد کا علم لیزا اگاردو کو ہو تو ہو.... اور کسی کو نہیں....!"

"لیزا اگاردو کون ہے....؟"

"وہی عورت....!"

"وہ شیطان کی بچی معلوم ہوتی ہے۔!"

"بہر حال وہ مطمئن تھی کہ نکولس شکرالی زبان نہ جاننے کی بناء پر ہمیں کچھ بتا نہیں سکے گا۔
اسی لئے اس کو بھی اسی جنگل میں پھکوا دیا گیا تھا۔ ان دونوں کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ
نکولس کے قبضے میں کوئی اہم چیز تھی جسے حاصل کرنے کے لئے لیزا نے اسے دوبارہ پہاڑ پر لے
جانا چاہا تھا۔!"

"نکولس نے نہیں بتایا تمہیں....؟"

"نہیں.... میں نے کوشش کی تھی.... لیکن وہ ٹال گیا۔!"

"عمارت تک پہنچنے کا راستہ تو تمہیں نکولس بھی بتا سکتا تھا۔!"

"لیزا کے علاوہ اور کوئی بھی راستہ نہیں جانتا.... یہ بات نکولس نے میرے کاندھے پر
پڑے پڑے بتائی تھی۔ جنگل میں بھیجے جانے والوں کی آنکھوں پر چمڑے کے تسمے چڑھا دیئے جاتے
ہیں اور پھر وہ تسمے جنگل ہی میں پہنچ کر اتارے جاتے ہیں۔!"

وہ پھر خاموش ہو گئے.... تاریکی میں ڈوبا ہوا جنگل بھی جیسے اچانک خاموش ہو گیا تھا۔

عمران سیریز نمبر 85

جنگل میں منگل

(تیسرا حصہ)

پیشرس

"جنگل میں منگل" ملاحظہ فرمائیے۔ انشاء اللہ یہ اگلے ناول یعنی خاص نمبر میں مکمل ہو جائے گا۔ یہی اطلاع دینی تھی اور کوئی خاص بات نہیں۔ لیکن بات کہاں بنی۔ پیشرس کے صفحات بھی تو پُر کرنے ہیں۔ پھر وہی پرانی بات! یعنی خطوط کے جوابات۔ تو آیئے آج ایک پورا خط نقل کئے دیتا ہوں۔ لاہور سے آیا ہے۔ فریسندہ نے نام اور پتا لکھنا پسند نہیں کیا۔ آخر میں "آپ کے دو پر خلوص قاری" تحریر ہے۔ بہر حال خط ملاحظہ ہو۔

جناب ابن صفی!

آپ کے ناول ایک عرصے سے زیر مطالعہ ہیں لیکن آج تک خط لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ تحریروں میں آپ کی جو جھلک ملتی ہے سمجھدار قارئین کے لئے وہی کافی ہے۔ ضرورت محسوس نہ ہوتی اگر یہ مسئلہ نہ اٹھ کھڑا ہوتا۔ مسئلہ بڑا بے ڈھب ہے اور اُسے مزید بے ڈھب آپ کے موجودہ ناول بنا رہے ہیں۔ جو ہماری چھوٹی بہن کے حافظے کی گرفت میں نہیں آتے۔ کیا سمجھے؟ سمجھے تو ہم بھی کچھ نہیں۔ لیکن اتنا جانتے ہیں کہ موصوفہ آپ کے ناولوں کی حافظہ ہیں۔ صفحہ نمبر، سطور کی تعداد، ہر صفحے کا پہلا جملہ، سچویشن، کرداروں کے مکالمے وغیرہ از بر ہیں۔ ظاہر ہے حفظِ ایک دفعہ پڑھنے سے تو نہیں ہوتا۔ خدشہ یہ ہے کہ یہ بار بار کا پڑھنا کہیں اس کے حواس معطل نہ کر دے۔ (آثار پیدا ہو چلے ہیں) چھ دفعہ فی ناول کی اوسط ہے جس میں شعلوں کا سیٹ اور درندوں کی بستی کے سلسلے شامل نہیں ہیں۔ (وہ دس دفعہ فی ناول کے حساب سے پڑھے گئے) اگر نوبت یہیں تک رہتی تو پھر بھی خیر تھی۔ لیکن اب تو پرانے ناولوں کو

خریدنے اور جمع کرنے کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا جس کا اختتام پاگل خانہ نظر آرہا ہے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے جناب کہ ہم نے یہی ناول ۷، ۸ سال کی عمر سے پڑھنا شروع کئے تھے اور اب بھی پڑھتے ہیں لیکن حواس اس طرح کبھی مختل نہیں ہوئے۔

عمران کے خاندان کے بارے میں استفسارات، فریدی کے کردار پر نکتہ چینی، حمید کے برتاؤ پر تنقید، حواس مختل ہونے ہی کی تو نشانیاں ہیں۔ آپ سے اتنی سی درخواست ہے کہ اس عجیب و غریب قاریہ سے ہماری جان چھڑائی جائے۔ پیشرس میں اپنی اس سنکی مداح کو اتنی سی نصیحت کر دیجئے کہ ان ناولوں کو حفظ کرنے سے ثواب تو شائد ہی ملے۔ باقی دنیا سے بھی جائے گی....!"

ان پر خلوص قارئین سے عرض ہے کہ پہلے مجھے اپنی سنک سے پیچھا چھڑانا پڑے گا پھر کہیں اس قابل ہو سکوں گا کہ اس سنکی قاریہ کو نصیحت کر سکوں۔ میری سنک اس طرح لکھنا ہے کہ کردار جیتے جاگتے محسوس ہوں اور پڑھنے والے اُن سے اس اس درجہ قربت محسوس کریں کہ زیادہ تر وہی ان کی گفتگو کا موضوع بنے رہیں۔

ویسے میں کئی بار اپنے پڑھنے والوں سے گذارش کر چکا ہوں کہ تفریح کو تفریح کی حد سے نہ گزرنے دیجئے۔ ورنہ وہ تفریح نہ رہے گی۔ لت بن جائے گی اور لت ہمیشہ بوریت کی طرف لے جاتی ہے... بوریت شروع۔ تفریح غائب! لہٰذا محتاط رہئے۔!"

والسلام

ابن صفی

۲۵ر جولائی ۱۹۷۵ء

نکولس کو ہوش آیا تو بڑی دیر تک تاریکی میں آنکھیں پھاڑتے رہنے کے باوجود اندازہ نہ کر سکا
کہ وہ کہاں ہے۔ البتہ احساس تھا کہ ٹھنڈی اور سخت زمین پر پڑا ہوا ہے۔ زمین کی ٹھنڈک بڑے
بڑے اور گھنے بالوں سے گذر کر اس کی کھال تک پہنچ رہی تھی۔ لیکن وہ کسی کھلی جگہ پر تو نہیں تھا
ورنہ اندھیرے میں تاروں بھرا آسمان ضرور دکھائی دیتا۔

اٹھ بیٹھا جسم کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا اور بھوک کی شدت سے معدے میں اینٹھن سی ہونے لگی
تھی۔ بیٹھے ہی بیٹھے ایک طرف کھسکتے ہوئے اس نے محسوس کیا کہ وہ ایک مسطح سنگی فرش تھا۔

بیہوشی سے قبل کے واقعات اُسے یاد آنے لگے۔ انگلش بولنے والے سیاہ جانور نے اُسے
کاندھے پر اٹھا رکھا تھا اور ہنس ہنس کر لیزا سے گفتگو کرتا ہوا چل رہا تھا اور پھر جب وہ پہاڑ کے
قریب پہنچے تھے تو اچانک لیزا کی کسی حرکت کی بناء پر سیاہ جانور لڑکھڑا کر گرا تھا۔ نہ صرف وہ گرا تھا
بلکہ خود نکولس نے بھی چوٹیں کھائی تھیں۔ پھر سیاہ جانور بیہوش ہو گیا تھا اور لیزا کے ہاتھ میں
ایک بار پھر پستول نظر آنے لگا تھا۔ اس نے ٹونی کو حکم دیا تھا کہ پہلے نکولس کی آنکھوں پر چڑھا
تسمہ چڑھائے اور پھر اپنی آنکھوں پر.... اس کے بعد کچھ دور وہ اس طرح چلتے رہے تھے کہ ٹونی
نے نکولس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور نکولس کے اندازے کے مطابق ٹونی کا ہاتھ لیزا کے ہاتھ میں رہا
ہوگا۔ کیونکہ ٹونی کی بھی آنکھیں تو بند تھیں۔

وہ دیر تک چلتے رہے تھے.... لیکن نکولس کے اندازے کے مطابق راستہ دشوار گذار نہیں
تھا۔ اسے تو بالکل ایسا ہی لگتا رہا تھا جیسے شہر کی کسی ہموار ترین سڑک پر چل رہا ہو۔ دشواری تو وہاں
شروع ہوئی تھی جہاں سے زینوں پر چڑھنے کا آغاز ہوا تھا۔ خدا ہی جانے کتنے زینے تھے۔ دم لبوں

پر آگیا تھا۔ چڑھتے چڑھتے دوبارہ غشی سی طاری ہونے لگی تھی.... آنکھوں پر اس وقت بھی تسمہ
چڑھا ہوا تھا۔ خدا خدا کر کے زینے ختم ہوئے تھے اور نکولس چکرا کر بیٹھ گیا تھا۔ لیزا ٹھوکریں مار مار
کر اُسے آوازیں دیتی رہی تھی۔ لیکن اس میں تو ہاتھ پیر ہلانے کی بھی سکت نہیں رہ گئی تھی۔ اس
کے بعد کا کوئی واقعہ یاد نہ آسکا۔

تو کیا وہ جس جگہ بیہوش ہوا تھا اب تک وہیں پڑا ہوا ہے.... وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔
پھر اس کے ہاتھ کسی دیوار سے ٹکرائے تھے۔ دیوار کا سہارا لے کر اس نے اٹھ کھڑے ہونے کی
کوشش کی۔ کچھ دیر تک دیوار ہی سے ٹکا کھڑا ہانپتا رہا تھا۔ پھر بائیں جانب کھسکنے لگا تھا۔ دفعتاً
اندھیرے میں کسی کی خوف زدہ سی آواز گونجی۔

"یہاں.... کون ہے....؟"

نکولس ٹھٹک گیا!

آواز پھر آئی۔ "کک.... کون ہے....؟"

جانی پہچانی سی آواز لگتی تھی۔ لیکن نکولس خاموش ہی رہا اور اب وہ آگے بھی نہیں بڑھ رہا
تھا۔ کیونکہ اس نے آواز پہچان لی تھی۔ وہ جیری کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ تو کیا لیزا نے
اسے بھی قیدی بنا لیا ہے۔

"تت.... تم کون ہو....؟" آواز پھر آئی۔

نکولس فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکا کہ اُسے بولنا چاہئے یا خاموش رہ کر پہلے حالات کا اندازہ
کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اب وہ اپنی جانب بڑھنے والے قدموں کی چاپ سن رہا تھا۔

"جہاں ہو وہیں ٹھہرو....!" دفعتاً نکولس بول پڑا۔ ساتھ ہی وہ چونکا بھی تھا۔ اسے یہ اپنی
آواز تو نہیں لگی تھی۔

"تم کون ہو بھائی....؟" جیری کے لہجے میں رو دینے کا سا انداز تھا۔

"ایک مصیبت زدہ....! جہاں ہو وہیں ٹھہرو۔ میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا۔!"

اس بار نکولس نے اپنی آواز بدلنے کی کوشش کر ڈالی تھی۔

"آخر تم کس مصیبت میں ہو....!" جیری نے سوال کیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو....؟" نکولس نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا کہ میں یہاں کیوں پہنچایا گیا ہوں۔ تم بتاتے کیوں نہیں کہ تم کون ہو۔!"

"تم ہی بتا دو کہ تم کون ہو....؟" نکولس نے سوال کیا۔

"میں جیری اسٹاؤٹن ہوں....!"

"کس جرم کی سزا ملی ہے تمہیں....؟"

"میں نے....؟ میں نے تو کوئی جرم نہیں کیا۔!"

"اس کے باوجود بھی تم جانور بنا دیئے جاؤ گے۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"سب جانور بنا دیئے جائیں گے.... ایک ایک کر کے۔!"

"لل.... لیکن.... وہ تو.... شکرالی....!"

"کاش اندھیرا نہ ہوتا اور تم مجھے دیکھ سکتے۔!" نکولس نے کہا۔

"تم کون ہو بھائی....؟"

دفعتاً تاریکی میں لیزا گوردو کی آواز گونجی۔ "یہ نکولس ہے جیری....!"

"اوہ.... مادام.... آپ کہاں ہیں....!" جیری بے ساختہ بولا۔ لیکن جواب ملنے کی بجائے روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔ ساتھ ہی جیری کی چیخ بھی سنائی دی تھی۔ شائد اُس نے نکولس کو دیکھ لیا تھا۔ روشنی کا یہ جھماکا بھی غالباً اس لئے ہوا تھا کہ وہ نکولس کی صرف ایک جھلک دیکھ سکے اور اس کے بعد خود بھی اندھیروں میں گم ہو جائے۔

"دیکھ لیا تم نے....!" نکولس غرایا۔ "میں.... میں نکولس ہوں۔!"

"لیکن کیوں.... لیکن کیوں....؟" جیری کی آواز آئی۔

اس سے قبل کہ نکولس کچھ کہتا.... لیزا کی آواز سنائی دی.... وہ کہہ رہی تھی۔ "تمہاری ڈائری ہضم کر لینے کی پاداش میں اسے سزا دی گئی ہے۔!"

"جھوٹ مت بول.... کتیا....!" نکولس دہاڑا۔

"بدتمیزی کی سزا موت ہے۔!"

"میں زندہ رہنا نہیں چاہتا.... تو مجھے مار ڈال....!"

"ابھی نہیں....! تم پر اس قدر تشدد کیا جائے گا کہ تم ڈائری جیری کے حوالے کر دو گے۔!"

"اور پھر تم جیری کو بھی ٹھکانے لگا دو گی تاکہ ڈائری تمہاری ملکیت بن جائے۔!"

"بکواس مت کرو.... بتاؤ ڈائری کہاں ہے....؟"

"میں نہیں جانتا.... مجھے یاد نہیں کہ وہ کہاں ہے.... جانور بننے کے بعد سے مجھے بہتیری باتیں یاد نہیں آرہیں۔!"

"بکواس ہے....! جانور بننے سے یادداشت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔!"

"پڑتا ہے....! خود جانور بن کر دیکھ لو....!"

"نکولس....! تم فنا کر دیئے جاؤ گے۔!"

"میں اسے دھمکی نہیں مژدہ سمجھتا ہوں۔!"

"جیری....! تم اس سے زیادہ طاقت ور ہو.... اگلواؤ.... اس سے تمہیں اسی لئے اس کے پاس پہنچایا گیا ہے۔!"

"یہاں اندھیرا ہے مادام.... میں اُسے دیکھ نہیں سکتا۔!" جیری نے کہا۔

"روشنی بھی ہو جائے گی.... لیکن اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ تمہیں بہکانے کی کوشش کریگا۔!"

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ تم جیری کو غلط راستے پر ڈال رہی ہو۔!" نکولس ہنس کر بولا تھا۔

دفعتاً چاروں طرف روشنی پھیل گئی۔ یہ روشنی چھت سے پھوٹ رہی تھی۔ نکولس کو یاد آگیا کہ وہ جانور بننے سے قبل یہیں پہنچایا گیا تھا اور یہیں اس نے لیزا کی آواز سنی تھی اور یہیں اُس پر غشی طاری ہوئی تھی۔ پھر دوبارہ آنکھ کھلی تھی تو خود کو جانور کے روپ میں وادی زلمیر میں پایا تھا۔

نکولس جیری کی طرف متوجہ ہو گیا جو دور کھڑا متحیرانہ انداز میں جلدی جلدی پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"آؤ....! اور مجھ سے اگلوا لو....!" نکولس نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

لیکن جیری نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی۔

"ہم سب فریب کا شکار ہوئے ہیں۔!" نکولس بولا۔ "ایک ایک کر کے سب جانور بنا دیئے جائیں گے۔!"

"جیری....! میں تمہاری آواز نہیں سن رہی۔!" لیزا کی آواز آئی۔

"مم.... مادام....!"

"کیا تم اس کی باتوں میں آجاؤ گے۔!"

"نن.... نہیں مادام....!"

"تو پھر آگے بڑھو....!"

نکولس جہاں تھا وہیں کھڑا رہا.... وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس کمرے میں لیزا کی آواز سنی جا سکتی ہے تو کہیں نہ کہیں کوئی کیمرہ بھی پوشیدہ ہوگا.... اور لیزا انہیں دیکھ بھی سکتی ہے۔ لیکن پھر یاد آیا کہ کنٹرول بورڈ پر کوئی سوئچ موجود نہیں ہے جو عمارت کے اندر کے مناظر دکھا سکے۔

"تم کیا کر رہے ہو جیری....؟ میں نے ابھی تک نکولس کی چیخیں نہیں سنیں۔!" لیزا کی آواز پھر آئی۔

"وہ خود بخود.... گر پڑا ہے.... مادام....!" جیری نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اب وہ بیہوش ہو جانے کی اداکاری کرے گا۔!" لیزا نے کہا۔

"میں اسے ہوش میں لاؤں گا مادام....!"

"منتظر رہوں گی....!" لیزا کی آواز آئی۔

نکولس حیرت زدگی کے عالم میں جیری کو دیکھے جا رہا تھا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ جیری کو اس کی بات پر یقین ہی نہ آیا ہوگا۔ کیونکہ لیزا نے پہلے ہی سے اُس کے ذہن میں یہ بات اتار رکھی ہوگی کہ نکولس اس کی نوٹ بک سمیت فرار ہو گیا ہے۔ اسی وقت اُس کے سامنے ہی جیری کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی تھی کہ اُسے سزا کے طور پر جانور بنایا گیا ہے۔ گفتگو کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اگر نوٹ بک واپس کر دی گئی تو اُسے دوبارہ آدمی بنا دیا جائے گا۔ لیکن جیری کی حیرت انگیز طور پر نکولس کے خدشات کے خلاف ثابت ہو رہا تھا۔ دفعتاً اُس نے نکولس کو فرش پر گر جانے کا اشارہ کیا.... نکولس احمق تو نہیں تھا کہ اس مشورے پر عمل نہ کرتا۔

وہ گرا تھا اور جیری غصیلے لہجے میں کہنے لگا تھا۔ "مکاری نہیں چلے گی۔ اس طرح اچانک بیہوش ہونے کا کوئی جواز نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں زندہ جلا دوں گا۔ ورنہ میری نوٹ بک واپس کر دو.... اچھی بات ہے.... میں سوار ہوں تمہارے سر پر.... دیکھوں گا کہ بیہوشی کا ڈھونگ کتنی دیر تک برقرار رہ سکتا ہے۔!"

تھوڑی دیر خاموش رہ کر وہ پھر بولا۔ "میں کہتا ہوں آجاؤ ہوش میں ورنہ پوری زندگی جانور

ہی بنے رہو گے۔ مادام گوردو نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم نے میری نوٹ بک واپس کر دی تو وہ تمہیں دوبارہ اصلی حالت پر لے آئیں گی۔!"

نکولس آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جیری آپے سے باہر ہوتا ہوا معلوم ہونے لگا۔ اب اس نے اُسے گندی گندی گالیاں دینی شروع کر دی تھیں۔

"جیری....!" دفعتاً لیزا کی آواز پھر سنائی دی۔

"میں اسے مار ڈالوں گا۔!" جیری دہاڑا۔

"اس سے کیا فائدہ....؟"

"پھر یہ ہوش میں کیوں نہیں آتا۔!"

"اب تک نہیں آئے گا۔ صبر سے کام لو۔!"

"اچھی بات ہے....!" جیری مردہ سی آواز میں بولا۔

اسی وقت نکولس نے اُسے اشارہ کیا تھا اور جیری نے سمجھنے میں دیر نہیں لگائی تھی کہ وہ کچھ لکھنا چاہتا ہے۔

جیری نے اپنی جیبیں ٹٹول کر ایک پنسل برآمد کی اور تہہ کئے ہوئے چند کاغذات نکالے جن کے کچھ حصے سادہ تھے۔ نکولس نے ایک پرزے پر لکھنا شروع کیا۔ "ہم دونوں اسی وقت تک زندہ ہیں جب تک نوٹ بک کے چھپائے جانے کی جگہ کی نشان دہی نہیں ہو جاتی۔ اس لئے اس ڈرامے کو جاری رہنا چاہئے۔ یقین کرو کہ میں بے ایمان نہیں ہوں۔ میں نے اس پر احتجاج کیا تھا کہ دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا کر جنگل میں پھکوا دیا گیا ہے۔ اسی احتجاج کی بناء پر مجھے بھی جانور بنا دیا گیا۔ میری عدم موجودگی میں شائد تم نے اُسے نوٹ بک کے بارے میں بتا دیا تھا۔!"

جیری نے اُسے پڑھ کر لکھا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم جھوٹے نہیں ہو.... میں اس خبیث عورت کو دیکھ لوں گا۔ میں نے بہت دنیا دیکھی ہے۔!"

اس کے بعد اس نے کاغذ کے دونوں پرزوں کو سگریٹ لائٹر سے جلا دیا تھا۔

صبح ہوئی تو عمران غائب تھا۔ شارق نے آس پاس اُسے تلاش کیا اور تھک ہار کر ایک طرف جا بیٹھا۔ شہباز اور طربدار بھی اس سے لاعلم نہیں تھے لیکن اس پر انہوں نے رائے زنی نہیں کی تھی۔

شارق بھی خاموش ہی رہا۔ تینوں ہی اپنی اپنی جگہ کچھ سوچ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد شہباز بولا۔

"اگر وہ تنہا ادھر چلا گیا ہے تو اس نے اچھا نہیں کیا۔!"

"میرا خیال ہے کہ رات اس نے اس راستے پر اسی لئے قدم نہیں رکھا تھا کہ کہیں ہم بھی ساتھ نہ ہولیں۔!"

شہباز نے یہ بات شارق کی طرف دیکھ کر کہی تھی۔

شارق کچھ نہ بولا۔ شہباز چند لمحے اُسے غور سے دیکھتا رہا تھا پھر بولا تھا۔ "رات سونے سے قبل تم دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے تھے۔!"

"ہاں سردار....!"

"کیا باتیں ہوئی تھیں....؟"

"صف شکن نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اس طرح غائب ہو جائیں گے۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں کیا باتیں ہوئی تھیں۔!"

"یہی کہ اب ان گیارہ جانوروں کو بھی یہیں آجانا چاہئے۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتیں اس کی باتیں...!" طرب دار بولا لیکن اس کا لہجہ اچھا نہیں تھا۔

"پہلے بھی وہ رحبان اسی لئے گیا تھا کہ اُن گیارہ آدمیوں کو نکال لائے گا۔ لیکن صرف تمہیں لایا۔!" شہباز نے کہا۔

"وہ آپ کو بتا چکے ہیں کہ مجھے کس لئے ساتھ لائے تھے.... بہر حال ان کے لئے انہیں نکال لانا دشوار ہوتا۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ شارق تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "میرے لئے آسان ہے۔ میں نکال لاؤں گا۔!"

"لیکن میرے بارے میں کسی کو کچھ نہ معلوم ہونے پائے....!" شہباز نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا سردار.... آپ کا راز میری زندگی کے ساتھ ہے۔!"

"لل.... لیکن....!"

"لیکن کیا....؟"

"مم.... میں نے ابھی تک سفید ماداؤں کو نہیں دیکھا....!"

"اوہ....!" شہباز چونک کر بولا۔ "انہیں تو ہم بھول ہی گئے۔!" وہ اٹھا اور طرب دار کی طرف دیکھ کر بولا۔ "چلو دیکھیں! وہ زندہ بھی ہیں یا درختوں سے گر کر مر گئیں۔!"

وہ خاموشی سے ایک طرف چل پڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد طرب دار بولا۔ "میں تو سمجھا تھا کہ اب اُن کی شکلیں نہیں دیکھنی پڑیں گی۔!"

"ہو سکتا ہے کسی نہ کسی طرح ہمارے لئے کار آمد ثابت ہوں۔!" شہباز نے کہا۔ "اگر یہ بات نہ ہوتی تو صف شکن انہیں ہمارے سر نہ منڈھتا۔ وہ کبھی کوئی غیر ضروری حرکت نہیں کرتا۔!"

"ہمارے لئے کس طرح کار آمد ثابت ہوں گی۔!"

"یہ میں نہیں جانتا.... وقت آنے دو...."

"کیا وہ کٹکھنی ہیں....؟" شارق پوچھ بیٹھا۔

"خود دیکھ لو گے.... اگر درخت سے گر کر مر نہیں گئیں۔!" طرب دار نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

قریباً پندرہ بیس منٹ تک چلتے رہنے کے بعد شہباز رکا تھا اور ایک اونچے سے درخت کی گھنی شاخوں میں نظر دوڑانے لگا تھا۔

"حیرت ہے....!" وہ بالآخر بولا۔

"کیا نہیں ہیں....؟" طرب دار نے پوچھا۔

شہباز نے اس کی طرف دیکھ کر سر کو منفی جنبش دی۔

پھر وہ خاصی دیر تک انہیں ادھر اُدھر تلاش کرتے رہے تھے لیکن ان کا سراغ نہیں ملا تھا۔

"اچھا میں تو چلا رحبان کی طرف....!" دفعتاً شارق بولا۔

"ٹھہرو....!" شہباز نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "پہلے میری چند باتیں سن لو۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

شہباز اُسے طرب دار سے الگ لے گیا تھا۔

"اس طرح بستی میں مت داخل ہونا۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا سردار.... کوئی مجھے گولی مار دے گا۔!" شارق بولا۔

"اور دوسری بات یہ کہ جدھر سے آئے ہو اُدھر سے نہیں جاؤ گے۔!"

"اس کے علاوہ میں اور کوئی راستہ نہیں جانتا سردار.....!"

"میں تمہیں بتاؤں گا.... اُدھر سے تم سیدھے گلترنگ پہنچو گے اور گلترنگ سے تو تم رحبان پہنچ ہی سکو گے۔!"

"ہاں سردار.... سیدھا راستہ ہے۔!"

"ایک بار پھر سن لو کہ اُن گیارہ آدمیوں کو بھی میرے بارے میں نہ معلوم ہونا چاہئے۔!"

"بہت بہتر سردار.... آپ مجھے محتاط پائیں گے۔!"

"اچھا تو چلو.... میں تمہیں اس راستے پر لگادوں۔ تم گلترنگ کے ایک غار میں پہنچو گے۔!"

"میں نے ایسے کسی راستے کے بارے میں پہلے کبھی نہیں سنا۔!"

"یہ بھی میرا ہی ایک راز ہے.... میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔!"

"صف شکن نے کہا تھا کہ مجھ سمیت صرف دس ہونے چاہئیں۔!"

"اس لئے کہ وہ ابھی تک صرف تیرہ عدد پر ہاتھ صاف کر سکے ہیں۔ چودھواں آدمی انہیں شبہے میں ڈال دے گا۔!"

"میں سمجھتا ہوں سردار.....!"

وہ تینوں چل پڑے تھے پھر اس جگہ پہنچے جہاں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

"آخر وہ کہاں غائب ہو گئیں۔!" طربدار نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"جہنم میں جائیں.....!" شہباز غرایا۔ "اب اُن کا ذکر نہ سنوں....!"

طربدار کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد ان کا سفر شروع ہو گیا۔ شارق خاموش تھا شہباز اور طربدار آپس میں گفتگو کرتے ہوئے چل رہے تھے اور گفتگو کا موضوع صف شکن تھا۔

"اگر اس نے تنہا وہاں گھسنے کی کوشش کی تو غلطی کرے گا۔!" شہباز بولا۔

"یہ کام تو رات ہی ہونا چاہئے تھا۔!" طربدار بولا۔ "پتا نہیں کیوں اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔!"

"میں بھی یہی سمجھا تھا کہ وہ داخل ہوئے بغیر نہیں مانے گا۔"

"وجہ بتائی تھی....؟"

"نہیں....! اپنی باتیں اپنی ہی ذات تک رکھتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تنہا گھسنے کی کوشش

نہیں کرے گا بلکہ ان لوگوں کا انتظار کرے گا۔ لڑکے سے اسی لئے علیحدگی میں باتیں کی تھیں....
رب عظیم! اگر وہ نہ آتا تو ہم یہی سمجھتے رہتے کہ ہم پر کوئی بلا نازل ہوئی ہے یا ہم کسی مرض کا شکار ہوئے ہیں۔!"

"میں تو نہیں سمجھتا پھر کبھی آدمی بن سکوں....!" طربدار بولا۔

"رب عظیم ہی جانے۔!"

یہ سفر کئی گھنٹے جاری رہا تھا۔ پھر شہباز نے شارق کو اس سرنگ کے دہانے کے قریب لا کھڑا کیا تھا جو گلترنگ کے ایک غار تک جاتی تھی۔

"ایک بار پھر سن لو کہ بستیوں کے لوگ تمہیں جانور کے روپ میں نہ دیکھیں۔!"

"آپ مطمئن رہیں سردار.... ایسا ہی ہو گا۔!" شارق نے کہا۔

پھر شارق کا گھوڑا قدرتی سرنگ کے دہانے میں داخل ہوا تھا۔ وہ پہلی بار کوئی کارنامہ انجام دینے جا رہا تھا۔ اس لئے جوش کے عالم میں اُسے نہ تھکن کا احساس تھا اور نہ فکر فردا تھی۔ ابھی تک یہی طے نہیں کر سکا تھا کہ آخر انہیں ان کے حجروں سے نکالنے کے لئے کونسا طریقہ اختیار کرے گا۔ عمران نے اس سے یہ بھی کہا تھا کہ وہ عسکر پر اعتماد کر سکتا ہے۔ اس سے مشورے بھی لے سکتا ہے۔ لیکن سختی سے تاکید کر دی تھی کہ بات عسکر سے آگے نہ بڑھنے پائے۔

گلترنگ والے غار میں پہنچ کر اس نے جسم سے جانور کی کھال اتادی پھر گلترنگ میں رکے بغیر اس نے اپنا گھوڑا رحبان کی راہ پر ڈال دیا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ کیا چچا عسکر اُسے منہ لگانا پسند کرے گا لیکن صف شکن کا احترام تو وہ بھی کرتا ہے۔ شائد اُسی کے توسط سے وہ اسے قابل اعتناء سمجھ سکے۔

رحبان تک پہنچتے پہنچتے اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ اُس نے یہی مناسب سمجھا کہ سیدھا عسکر ہی کی طرف جائے اُدھر عسکر کے متعلقین نے اسے اپنے دروازے پر دیکھا تو اُن میں ہیجان پھیل گیا۔ **بھی شارق سے ڈرتے تھے۔ خود اس کے اپنے قول کے مطابق اگر وہ شکنشت بھی نہ ہوتا تو کبھی کا** مار ڈالا گیا ہوتا۔ لیکن اب وہ کسی خیرہ سر کی حیثیت سے رحبان میں نہیں داخل ہوا تھا۔ عمران کی چند روزہ صحبت نے اس کی کایا ہی پلٹ دی تھی عسکر گھر پر موجود نہیں تھا۔

"میں یہیں ٹھہر کر چچا عسکر کا انتظار کروں گا۔!" اس نے عسکر کی بیوی سے کہا۔

"پپ پہلے تو تم کبھی یہاں اس طرح نہیں آئے۔!" اُس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"تمہارے شوہر کی گردن کاٹنے نہیں آیا.... چچی وہ میرا اچھا بھی ہے۔!"

"تم نے کبھی نہیں سمجھا.... ورنہ ہم تو تمہیں اپنا بیٹا ہی سمجھتے ہیں۔!"

"اب سمجھوں گا چچی....!"

"کہیں دور سے آرہے ہو شائد.... چائے لاؤں....!"

"نہیں قہوہ.... چائے بچا کر رکھو....!"

اس شریفانہ رویئے پر متحیر ہوتی ہوئی وہ اس کے لئے قہوہ لینے چلی گئی تھی۔

ذرا ہی سی دیر میں عسکر کے بچوں نے اسے گھیر لیا۔ سبھی اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو۔ ادھر قہوہ آنے سے قبل ہی عسکر بھی آگیا۔ شارق لپک کر اس سے بغل گیر ہوا تھا۔

"کیا بات ہے.... کیا ہوا.... وہ کہاں ہے....؟" عسکر نے پوچھا۔

"وہ واپس نہیں آیا.... مجھے بھیجا ہے.... اور اُس نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ ہم پر کوئی آسمانی بلا نازل نہیں ہوئی ہے۔!"

عسکر نے بچوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔

"چچی قہوہ لا رہی ہو گی۔!" شارق بولا۔

"اچھا....!" عسکر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"غلط نہ سمجھو.... چچا.... میری طرف سے فرمائش نہیں ہوئی تھی۔!"

"اس پر تو اور زیادہ حیرت ہونی چاہئے۔!"

"میں بدل گیا ہوں چچا... اب میں خیرہ سر نہیں رہا۔ صف شکن نے ٹھیک کر دیا ہے۔!"

"جادوگر ہے.... جادوگر.... ہاں تو تم کیا کہہ رہے تھے۔!"

"فرنگی سازش....!"

پھر اس نے اپنی کہانی شروع ہی کی تھی کہ عسکر کی بیوی قہوہ لے کر آگئی۔

"تمہیں شریف بھتیجا مبارک ہو....!" عسکر نے مسکرا کر کہا۔ "رب عظیم نے اس کے سر سے بھوت اتار دیا ہے۔!"

"اچھے باپ کے بیٹے ہمیشہ گمراہ نہیں رہتے۔!" عسکری کی بیوی نے مسکرا کر کہا تھا اور قہوے

کی پیالی رکھ کر چلی گئی تھی۔

شارق اپنی کہانی سناتا رہا تھا.... عسکر کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔ کوئی حیرت انگیز اور خوفناک خواب۔

شارق کے خاموش ہو جانے پر بھی وہ کچھ دیر تک گم سم بیٹھا رہا تھا۔ آخر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تو اس منحوس پہاڑ پر کوئی عمارت بھی ہے۔!"

"نہ ہوتی تو وہ عورت اور اس کے ساتھی کہاں سے آتے.... اور میں نے اپنی آنکھوں سے اس پہاڑ میں راستہ پیدا ہوتے دیکھا ہے۔!"

"میں تمہیں جھوٹا نہیں سمجھتا کیونکہ تم صف شکن کے ساتھ گئے تھے۔!"

"اب وہ چاہتا ہے کہ مجھ سمیت کم از کم دس آدمی وہاں پہنچ جائیں لیکن سوال یہ ہے کہ انہیں حجروں سے کیسے نکالا جائے۔!"

"اس کے لئے تو بہت عرصے سے کوشش کر رہے ہیں اور ہاں وہ دونوں کون ہیں جنہیں تم جنگل میں چھوڑ آئے تھے۔"

"میں نہیں جانتا... انہوں نے اپنے بارے میں نہ مجھے کچھ بتایا ہے اور نہ ہی صف شکن کو۔!"

"ان لوگوں کو یہاں سے لے جا کر کیا کرو گے....؟"

"یہ بھی صف شکن ہی جانے.... اس نے وجہ نہیں بتائی۔!"

"اب ادھر کی سنو!" عسکر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "پچھلی رات طہماس کے گھر ہنگامہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔!"

"طہماس....! وہ بھی تو حجرہ نشین ہے۔!"

"ہاں.... اور ہنگامے کی وجہ بھی یہی ہے.... کل اس کا برادر نسبتی شعبان ادھر آ نکلا تھا۔ خراسان کا مشہور خیرہ سر ہے۔ اس نے اپنی بہن سے طہماس کی حجرہ نشینی کے بارے میں پوچھا تھا اور طہماس کو حجرے سے نکال لینے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ طہماس نے اندر سے فائر کئے بستی کے لوگوں نے شعبان کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ آپے سے باہر ہوا جاتا تھا۔ اس نے تمہارے باپ سمیت گیارہ حجرہ نشینوں کو گالیاں دی تھیں۔!"

"اور تم سب سنتے رہے تھے۔!" شارق دہاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھ جاؤ.... میں یہاں موجود نہیں تھا۔ میں نے بھی دوسروں سے سنا ہے۔!"

"کہاں ہے وہ مردود....؟ جس نے میرے باپ کو خواہ مخواہ گالیاں دی تھیں۔!"

"بستی کے لوگ اتنے بے غیرت تو نہیں تھے کہ اس کے بعد بھی وہ اسے یہاں ٹکنے دیتے۔ تمہارے کئی دوست اس پر ٹوٹ پڑے تھے اور بُری طرح زخمی کر دیا تھا۔ مار ہی ڈالتے اگر کچھ سمجھ دار لوگ آڑے نہ آتے۔!"

"میں ان سمجھ داروں سے نپٹوں گا جنہوں نے اُسے بستی سے زندہ جانے دیا۔!"

"ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ صف شکن نے تمہاری کایا پلٹ دی ہے۔!"

"یہ اور بات ہے.... چچا عسکر! تم سمجھتے کیوں نہیں۔!"

"میں نے یہ واقعہ تمہیں اس لئے سنایا تھا کہ تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"طہماس کے گھر جاؤ.... اور اس سے کہو کہ وہ پوری بستی کی بے عزتی کا باعث بنا ہے۔!"

"اس سے کیا ہوگا.... بھلا اب اُسے آدمیوں کی عزت اور ذلت سے کیا سروکار... وہ تو جانور بن چکا ہے۔ تم تو مجھے کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ میں اپنے باپ کے حجرے میں داخل ہو سکوں۔!"

"صف شکن نے نہیں بتائی کوئی تدبیر....؟"

"بتائی تو تھی لیکن گھر میں اور لوگ بھی ہوتے ہیں.... ان کی موجودگی میں ناممکن ہے۔!"

"تدبیر بھی تو بتاؤ.... شائد میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔!"

"کر سکتے ہو.... اگر کسی بہانے سے ان سبھوں کو آج رات کے لئے یہاں لے آؤ اور تدبیر یہ ہے کہ میں جانور کی کھال پہن کر بابا کو یقین دلانے کی کوشش کروں کہ میں بھی انہی کی طرح ہو گیا ہوں۔!"

"ممکن ہے یہ تدبیر کارگر ہو جائے۔!"

"تو پھر انہیں کسی طرح یہاں لاؤ....!"

"مشکل کام نہیں ہے.... رب عظیم کے نام کی شب بیداری برپا کرائے دیتا ہوں انہیں دعوت دے آؤں گا پھر نصف شب کے بعد تم یہ کام بہ آسانی سرانجام دے سکو گے۔!"

"صف شکن نے غلط مشورہ نہیں دیا تھا کہ چچا عسکر سے مشورہ لیتے رہنا۔!" شارق خوشی

ظاہر کرتا ہوا بولا۔

تو پھر یہ بات طے پا گئی تھی کہ رات کے کھانے کے بعد عسکر شہداد کے گھر والوں کو اپنے گھر لے آئے گا۔

شارق نے اپنا گھوڑا عسکر کے اصطبل میں باندھا تھا اور سامان کا تھیلا بھی وہیں چھوڑ دیا تھا.... صرف جانور کی کھال لے کر اپنے گھر جا پہنچا۔ وہیں اسے جسم پر منڈھا بھی تھا.... اور حجرے کا دروازہ پیٹنا شروع کر دیا تھا۔

"کون ہے....؟" اندر سے شہداد کی غراہٹ سنائی دی۔

"میں شارق ہوں بابا.... گھر میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اب دروازہ کھول دو....!"

"بھاگ جا.... چلا جا یہاں سے....!"

"وہ تو بھاگنا ہی پڑے گا.... لیکن تم بھی ساتھ چلو تو بہتر ہوگا۔!"

"کیا بکواس کر رہا ہے۔!"

"میں بھی تمہاری طرح کا ہو گیا ہوں.... اگر گھر خالی نہ ہوتا تو میں بھی ادھر آنے کی جرأت نہ کرتا۔!"

"کہاں گئے سب....؟"

"شائد چچا عسکر کے گھر شب بیداری برپا ہوئی ہے.... میں کہتا ہوں مجھے بھی ایک نظر دیکھ لو.... تمہیں صبر آ جائے گا۔!"

"شہداد کی آواز نہیں سنائی دی تھی.... شارق کہتا رہا۔"میں اس عورت کو تلاش کرتا ہوا وادی زلمیر کی طرف جا نکلا تھا جس نے گلٹرنگ میں تمہاری نمائندگی کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"تو ادھر کیوں گیا تھا....؟"

"بتا تو رہا ہوں کہ مجھے اس عورت کی تلاش تھی۔!"

"تو پھر کیا ہوا....؟"

"مجھ پر نہ جانے کدھر سے ریشوں کی یلغار ہوئی تھی اور میں ان میں دب کر رہ گیا تھا۔ مجھے ہوش نہیں کہ پھر کیا ہوا تھا لیکن دوبارہ ہوش میں آنے کے بعد میں نے دیکھا۔!"

"کیا دیکھا....؟" شہداد کی آواز کانپ رہی تھی۔

"میرے پورے جسم پر بڑے بڑے بال نکل آئے تھے اور اب میں ایک اچھا خاصا جانور ہوں۔!"

"شارق....!"

"غلط نہیں کہہ رہا.... خود دیکھ لو.... یہاں چراغ جل رہا ہے اور میں روشنی میں ہوں۔!"

دروازے کو جنبش ہوئی تھی.... پہلے خفیف سا درہ ہوا پھر پورا دروازہ کھل گیا۔ شارق کے سامنے ویسا ہی ایک جانور کھڑا تھا جیسے وہ وادی زلمیر میں دیکھ آیا تھا۔

"او نادان.... تو نے یہ کیا کیا.... وہاں کیوں گیا تھا.... اب کیا ہوگا۔!" شہداد بولا۔

"میں حجرہ نشین ہو کر نہیں بیٹھوں گا۔!"

"مارا جائے گا.... اگر ایسا نہ کیا۔!"

"نہیں میں زلمیر کے جنگلوں میں زندگی بسر کروں گا۔ کھلی ہوا تو نصیب ہوگی اس طرح اور ان لوگوں سے نپٹوں گا جن کی وجہ سے ہم اس حال کو پہنچے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تو کیا کہہ رہا ہے۔!"

"فرنگی سازش....!"

"بکواس مت کرو.. ہم پر کوئی بلا نازل ہوئی ہے۔ وادی زلمیر کے کچھ حصے ہمیشہ سے بدارواح کا مسکن رہے ہیں۔!"

"اور انہی میں کی ایک بدروح گلترنگ میں تمہاری نمائندگی کرنے گئی تھی۔!"

"میں نے سنا ہے.... ہو سکتا ہے یہی بات ہو۔!"

"کیا کوئی بدروح زیارت گاہ میں داخل ہونے کی جرأت کر سکتی ہے۔!"

"نہیں.... ہرگز نہیں....!"

"تو پھر وہ کوئی بدروح نہیں تھی اور سردار شہباز کے بیان کے مطابق وہ کوئی شکرالی عورت بھی نہیں تھی۔!"

"رب عظیم ہی جانے۔!"

"نہیں....! میں بھی جانتا ہوں.... رب عظیم کی مہربانی سے۔!"

"تو سمجھ داروں کی سی باتیں کب سے کرنے لگا ہے۔!"

"جب سے جانور بنا ہوں بابا....!"

"چل ادھر حجرے میں آ جا.... کہیں کوئی اپنی چھت پر سے ہمیں دیکھ ہی نہ لے۔!"

شارق چپ چاپ حجرے میں چلا گیا تھا۔!

"تو کہہ رہا تھا کہ یہ فرنگی سازش ہے۔!"

"ہاں.... وہ ہم پر کوئی تجربہ کر رہے ہیں.... دنیا کے اس حصے میں ہم پر جو کچھ بھی گذرے گی اس کا علم بقیہ دنیا کو نہیں ہو سکے گا.... اسی لئے انہوں نے ہمیں منتخب کیا ہے۔!"

"او شارق.... تجھے یہ سمجھ داری کہاں سے مل گئی ہے۔!"

"کئی دنوں سے صف شکن کی شاگردی کر رہا ہوں۔!"

"کون صف شکن....؟"

"شکرال میں ایک کے علاوہ کسی دوسرے صف شکن کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا۔!"

"کیا تو سردار شہباز کے روحانی بھائی کی بات کر رہا ہے۔!"

"ہاں بابا.... میں اُسی کی بات کر رہا ہوں۔!"

"وہ کہاں ہے....؟"

"زلمیر کے جنگل میں.... ہمارے لئے پھر جدوجہد کر رہا ہے۔!"

"وہ یہاں کب اور کیسے آیا....؟"

"کہتا ہے رب عظیم کے حکم سے میرا آنا اسی وقت ہوتا ہے جب تم لوگوں پر فرنگی کی لائی ہوئی مصیبت نازل ہوتی ہے۔!"

"تو یہ صف شکن ہی کا خیال ہے۔!"

"ہاں.... بابا اور اس نے منحوس پہاڑ کے بارے میں بھی ایک حیرت انگیز انکشاف کیا ہے۔ وہ خود بھی ایک حیرت انگیز آدمی ہے۔ وادی زلمیر میں اس نے تین ایسے جانور بھی دریافت کئے ہیں جو شکرالی نہیں ہیں۔ ان میں سے دو عورتیں ہیں اور ایک مرد.... وہ شکرالی نہیں بول سکتے۔ صف شکن نے ان سے معلوم کیا ہے کہ منحوس پہاڑ پر کوئی عمارت بھی موجود ہے۔!"

"ناممکن....!"

"یقین کرو بابا.... وہاں بہت بڑی بڑی مشینیں لگی ہوئی ہیں.... اور وہیں سے بیٹھ کر وہ ہم پر ریشوں کا جال پھینکتے ہیں اور ہمارے جسموں کے اندر کوئی ایسی دوا داخل کر دیتے ہیں جو بڑی

تیزی سے ہمارے رونگٹوں کو بڑھا دیتی ہے۔!"

"یہ سب کچھ صف شکن نے بتایا ہے۔!"

"ہاں.... اور اس کی معلومات کا ذریعہ وہی سفید فام جانور ہے جسے عمارت والوں نے سزا کے طور پر جانور بنا دیا ہے۔!"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔!"

"صف شکن نے عمارت تک پہنچنے کا راستہ بھی دریافت کر لیا ہے میں نے خود دیکھا تھا وہ راستہ.... اب وہ چاہتا ہے کہ ہماری طرف سے بھی کچھ مدد مل جائے تو دھاوا بول دیا جائے۔!"

"پورا شکرال ٹوٹ پڑے گا اس کی مدد کے لئے۔!"

"اور پورا شکرال جانور بن کر رہ جائے گا۔ نہیں بابا.... انہیں کیوں اس وبال میں ڈالا جائے جو ابھی تک محفوظ ہیں۔!"

"تو کیا کہنا چاہتا ہے۔!"

"مجھ سمیت دس جانور.... وادی زلمیر میں ہونے چاہئیں.... تین پہلے سے موجود ہیں۔!"

"وہ کون ہیں....؟"

"یہ میں نہیں جانتا.... اُن سے مل چکا ہوں.... لیکن نہ صف شکن نے ان کے بارے میں کچھ بتایا اور نہ خود انہوں نے۔!"

"تم سمیت دس کیوں....؟"

"ابھی تک تیرہ عدد جانور انہوں نے بنائے ہیں.... میرا مطلب ہے شکرالیوں میں سے اگر تعداد بڑھ گئی تو وہ شبہے میں مبتلا ہو جائیں گے۔!"

"پتا نہیں تو کیسی باتیں کر رہا ہے.... مجھ سمیت گیارہ تو یہیں موجود ہیں.... تین وہاں جنگل میں ہیں چوتھا تو خود ہے.... اس طرح تو پندرہ عدد ہو گئے۔!"

اب شارق کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اُسے پہلے جانوروں کا حساب لگا کر بات کرنی چاہئے تھی۔ روا روی میں تین جانوروں کا ذکر کر بیٹھا اور یہ بھی بھول گیا کہ خود تو جانور ہی بنا ہوا ہے۔

"پندرہ عدد میں سے دو عدد نقلی ہیں....!" وہ بالآخر بولا۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"صف شکن نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ کوئی آسمانی بلا نہیں ہے دو عدد نقلی جانور بنائے ہیں۔ ان کے جسموں پر بڑے بالوں والے بکروں کی کھال منڈھ دی ہے اور وہ ابھی تک محفوظ ہیں۔ منحوس پہاڑ والے انہیں جانور ہی سمجھ رہے ہیں۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتا۔!"

"اگر میں ان میں سے کسی کی کھال اتار کر تمہارے سامنے پیش کر دوں تو تم یقین کر لو گے کہ وہ کوئی آسمانی بلا نہیں ہے۔!"

"ہاں میں یقین کر لوں گا۔!"

"اچھا تو مجھے اپنی ہی کھال اتارنی پڑے گی۔!"

"کیا کہہ رہا ہے....؟"

"میں نقلی جانور ہوں.... اور صف شکن نے بھی بکرے کی کھال منڈھ رکھی ہے۔ ہم دونوں پوری وادی میں گھومتے پھرے ہیں لیکن ہم پر ریشوں کی یلغار نہیں ہوئی۔ صف شکن کے ساتھ ایک آدمی اور بھی تھا اس نے اکتا کر کھال اتار پھینکی تھی جانتے ہو پھر کیا ہوا تھا.... دوسرے ہی دن اس پر ریشوں کی یلغار ہوئی تھی اور وہ جانور بن گیا تھا۔!"

"اگر تو سچ کہہ رہا ہے تو....!"

"کہو تو اتار دوں کھال....!"

"ہاں میں یقین کرنا چاہتا ہوں۔!"

"اچھا تو دیکھو....!" شارق نے کہا اور کھال اتارنے لگا۔ کھال کے نیچے ننگا نہیں تھا۔ بلکہ کپڑے پہن رکھے تھے.... اس لئے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر کھال اتار دی۔

"رب عظیم! تیرا شکر کس طرح ادا کروں۔!" شہداد کی آواز میں آنسوؤں کی نمی بھی شامل تھی۔

"میں چلنے کو تیار ہوں!" وہ تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔ "لیکن بقیہ لوگوں کو کیسے نکالا جائے۔!"

"کل رات کو یہ کام بھی ہو جائے گا۔!" شارق بولا۔ "چچا عسکر نے میرے ہی مشورے پر اپنے گھر میں شب بیداری کرائی ہے۔ کل رات کو بستی کے کئی گھروں میں ویرانی ہو جائے گی اور ان دسوں کے گھر والے وہاں مدعو کر لئے جائیں گے۔!"

"اس طرح شائد کام بن جائے۔!"

"ضرور بنے گا بابا.....!"

"کچھ دیر خاموشی رہی.... پھر شہداد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "کانوں اور آنکھوں پر یقین نہ آئے تو آدمی کیا کرے۔!"

"میں نہیں سمجھا بابا....!"

"میرے کان ترستے تھے کہ تو مجھے بابا کہہ کر پکارے.... آنکھیں ترستی تھیں کہ تو پل بھر ہی میرے سامنے ٹھہر جائے۔!"

"مجھے ندامت ہے بابا.... میں بالکل بدل گیا ہوں.... صف شکن سچ مچ جادوگر ہے۔!"

"رب عظیم ہی جانے.... ویسے ہم سب اس کا احترام کرتے ہیں۔ خیر اب مجھے بتا کہ مجھے میرے لڑاکوں تک کیسے لے جائے گا۔ اگر کسی کی نظر پڑ گئی تو....؟"

"لباس شب روی پہن لینا.... میں ساتھ ہوں گا.... کوئی ٹوکے گا تو میں دیکھوں گا۔!"

"تم آدمی ہی کی طرح چلو گے۔!"

"ہاں جب تک بستی میں ہوں کھال تہہ کر کے رکھ دوں گا۔!"

شہداد پھر خاموش ہو کر شارق کو غور سے دیکھنے لگا تھا۔

گلٹرنگ والے درے سے واپسی کے بعد بھی ان دونوں نے بدیشی ماداؤں کی تلاش جاری رکھی۔ طرب دار خواہ کچھ سوچ رہا ہو لیکن شہباز کے خیال کے مطابق ان کا اس طرح غائب ہو جانا دشواریاں بھی پیدا کر سکتا تھا۔ وہ پہاڑ والوں کو آگاہ کر سکتی تھیں کہ شکرالیوں میں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے جو ان کی زبان بول اور سمجھ سکتا ہے۔ بہر حال وہ نہیں چاہتا تھا کہ مادائیں پہاڑ والوں کے ہاتھ لگیں۔ پہلے ہی نکولس کے توسط سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ وہ دونوں پہاڑ والوں میں سے نہیں تھیں کہیں اور سے لائی گئی تھیں۔

تلاش جاری رہی.... لیکن پھر وہ تھک ہار کر ایک جگہ جا بیٹھے۔

"اب کیا کریں سردار....؟" طربدار نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... دیکھا جائے گا۔!"

"لیکن میں بڑی تنہائی محسوس کر رہا ہوں۔!"

"تو آدمی سے بندر بنا ہے.... کتا نہیں بنا۔!"

"تمہیں نہیں یاد آتی۔!"

"طربدار میں نے اس سے ایسا تعلق ہی نہیں پیدا کیا تھا کہ یاد آئے گی۔!"

"واقعی پتھر ہو.....!"

"میرے صرف بال بڑھے ہیں.... ذہن نہیں بدلا.... جب آدمی کے جامے میں تھا تب بھی بہکا دینے والی خوشبوؤں سے لڑتا رہتا تھا۔!"

"آخر کیوں سردار....؟"

"میں کسی کو بھی اپنی برابری کے قابل نہیں سمجھتا۔!"

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"جو عورت کسی قسم کا تعلق ہونے سے قبل تمہارا احترام کرتی ہے.... وہ تعلق ہو جانے کے بعد سر پر سوار ہو جاتی ہے۔ تم اس کے لئے ایک عام آدمی ہو جاتے ہو اور وہ تم پر برتری حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگتی ہے۔!"

"اس اتنی ذرا سی اکڑ کو قائم رکھنے کیلئے تم ایک بہت بڑی لذت سے زندگی بھر محروم رہو گے۔!"

"میرے لئے سب سے بڑی لذت.... میری یہی اکڑ ہے۔!"

"اولاد کی خواہش کس طرح پوری ہو گی۔!"

"اولاد کی خواہش بھی اس لئے نہیں ہے کہ وہ صرف باپ سمجھے گی.... سردار نہیں سمجھے گی اور پھر ان کی موجودگی میں شائد مجھے سوچنا پڑے کہ جان ہتھیلی پر لئے پھرنے سے کیا فائدہ۔ میں ان بچوں کی وجہ سے موت سے ڈرنے لگوں گا.... طربدار تو سمجھتا کیوں نہیں۔!"

"سمجھ گیا سردار.... تم صرف سردار ہو.... آدمی نہیں ہو۔!"

"شکرال کا ایک ایک فرد میرا بچہ ہے.... میں چند بچوں کے لئے اتنے افراد کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اپنے چند بچوں کے لئے مخلص رہ کر بقیہ کے سلسلے میں خلوص کا ڈھونگ نہیں رچا سکتا۔!"

دفعتاً وہ خاموش ہو کر اس طرح چوکنا ہو گیا تھا جیسے کسی طرف سے حملے کا خدشہ ہو۔ طربدار کی بھی یہی کیفیت ہوئی تھی۔

شہباز نے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور دوسرے ہی لمحے میں عقب کی جھاڑیوں میں گھستے

چلے گئے۔ پھر شہباز نے طربدار کا شانہ پکڑ کر اسے روکا تھا۔

"یہیں ٹھہر کر دیکھو۔۔۔۔ شائد وہ پہاڑ والوں کو ساتھ لائی ہیں۔!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"تم نے بھی خوشبو محسوس کی ہے۔!"

"ہاں۔۔۔۔ خاموش رہو۔۔۔۔ وہ تنہا نہیں معلوم ہوتیں۔!"

دونوں نے تھیلوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔

دو نسوانی قہقہے سنائی دیئے۔ وہ اونچی آواز میں گفتگو کر رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے اب انہیں کسی بات کی پرواہ نہ ہو۔

"ضرور وہ اپنے حمائیتیوں کو ساتھ لائی ہیں۔!" طربدار آہستہ سے بولا۔

"آنے دو۔۔۔۔ دیکھ لیں گے۔!"

لیکن وہ ابھی تک دکھائی نہیں دی تھیں۔ البتہ ان کی آوازیں اب بھی آ رہی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی جگہ رک گئی ہوں۔ یکایک کسی مرد کی آواز بھی سنائی دی اور دونوں بیک وقت ہنس پڑیں۔ مرد کچھ کہہ رہا تھا اور وہ برابر ہنسے جا رہی تھیں۔

"مم۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔ یہ تو صف شکن کی آواز معلوم ہوتی ہے۔!" طربدار بولا۔

شہباز نے بھی طویل سانس لی تھی اور ریوالور کی نال جھکا لی تھی۔

پھر اس نے طربدار کو ایک قریبی درخت پر چڑھ جانے کا اشارہ کیا تھا۔ طربدار نے کہا۔

"اب اس کی کیا ضرورت ہے سردار۔۔۔۔ وہ صف شکن ہی ہے۔!"

"چلو۔۔۔۔!" شہباز اسے درخت کی طرف دھکیلتا ہوا غرایا۔ "وہ انہیں پھر ہمارے سروں پر مسلط کر دے گا۔!"

"لل۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔!"

"مار کھائے گا کیا۔۔۔۔!"

"طرب دار چپ چاپ درخت پر چڑھنے لگا۔ اس کے بعد شہباز نے بھی چڑھنا شروع کیا ہی تھا کہ عمران کی آواز آئی۔

"اب خود درخت پر چڑھے جا رہے ہو۔!"

شہباز نے بھنا کر نیچے چھلانگ لگا دی اور طربدار ہنسنے لگا۔

"دانت بند کر۔۔۔۔!" شہباز دہاڑا۔

طرب دار بھی نیچے اتر آیا تھا۔ انہیں دیکھ کر دونوں مادائیں اس طرح خاموش ہو گئی تھیں جیسے اندر ہی اندر ان کے خلاف بُری طرح سلگ رہی ہوں۔

"اگر یہ دونوں میری رہ نمائی نہ کرتیں تو میں یہاں تک پہنچ ہی نہ سکتا۔!" عمران نے کہا۔

"تمہاری خوشبو پر انہوں نے تمہارا سراغ پایا ہے۔!"

"تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔!" شہباز نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"انہی دونوں کی تلاش میں گیا تھا۔۔۔۔ انہیں اس طرح نہیں چھوڑ دینا چاہئے تھا۔ یہ جانتی ہیں کہ میں انکی زبان بول سکتا ہوں۔ اگر کسی طرح یہ خبر پہاڑ والوں تک پہنچ گئی تو کھیل بگڑ جائیگا۔!"

"لیکن وہ بھورا بھی تو جانتا ہے جسے عورت لے گئی ہے۔!"

"وہ مر جائے گا لیکن اس کے خلاف نہیں جائے گا جو کچھ میں اسے سمجھا چکا ہوں۔!"

پھر اس نے ماداؤں کو مخاطب کر کے انگلش میں کہا۔ "یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ان کے تحفظ کے خیال سے انہیں درخت پر چڑھا دیا تھا۔!"

"اور اب اپنے تحفظ کے خیال سے خود درخت پر چڑھے جا رہے تھے۔!" سفید مادہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میرا والا تو بالکل ہی احمق معلوم ہوتا ہے۔!"

اشارہ شہباز کی طرف تھا۔۔۔۔ اگر وہ انگلش سمجھتا ہوتا تو شائد چھوٹتے ہی الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کر دیتا۔

"احمق نہیں۔۔۔۔ میری طرح یہ بھی رومن کیتھولک ہے۔ چرچ کی رسومات کے بغیر تمہیں احمق ہی لگے گا۔!"

"لیکن دوسرا تو ایسا نہیں ہے۔!"

"فری تھنکر بھی ہے اور شکرالی میں فرائڈ کا ترجمہ بھی پڑھ چکا ہے۔۔۔۔ اس سے بھی واقف ہے کہ مغرب میں جنریشن گیپ ہو گیا ہے۔۔۔۔ اس لئے اس کے لئے سب ٹھیک ہو گیا ہے۔!"

"اچھی بات ہے۔۔۔۔ تم ہی پادری کے فرائض انجام دے ڈالو۔!" سفید مادہ نے کہا۔

"میں کیسے دے سکتا ہوں۔۔۔۔ مجھے پوپ کی حمائت کب حاصل ہے۔!"

"بکواس مت کرو۔۔۔۔ پوپ کسی جانور کو یہ عہدہ کیوں دینے لگا۔!"

"بس تو پھر مجبوری ہے۔!"

"میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی.... ورنہ اسے سمجھاؤ۔"

"کچھ سمجھے؟" عمران نے شہباز کیطرف دیکھ کر شکرالی میں کہا۔ "کہہ رہی ہے اسے سمجھاؤ۔!"

"میں اسکا گلا گھونٹ دونگا۔ اگر اس نے مجھ سے بے تکلف ہونیکی کوشش کی۔!" شہباز غرایا۔

"یہ کہہ رہا ہے کہ اگلے چاند تک کچھ نہیں ہو سکتا۔!" عمران نے سفید مادہ سے کہا۔

"آخر کیوں....؟"

"پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ مذہبی جانور ہے۔!"

"مذہب کا چاند سے کیا تعلق.... اگر یہ تمہارے بیان کے مطابق کرسچین ہے۔!"

"اوہو.... ہم لوگ کرسچین تو ہو گئے ہیں لیکن اپنی آبائی رسوم کب چھوڑی ہیں انہیں بھی شامل کر لیا ہے مذہب میں۔!"

"تب پھر تم خود کو کرسچین کیسے کہہ سکتے ہو....!"

"کہہ سکتے ہیں.... سب چلتا ہے.... بائیبل میں کہاں لکھا ہے کہ ایٹم بم بناؤ اور انہیں سوئے ہوئے غافل آدمیوں پر پھینک دو.... اس کے باوجود بھی کرسچیانٹی زندہ ہے۔!"

"سیاست نہیں چلے گی۔!"

"میں تمہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اول درجے کا بدمعاش ہونے کے باوجود بھی میں مذہبی ہوں۔!"

"مت بور کرو.... اس سے کہو کہ یہ جہنم میں جائے۔!" سفید مادہ شہباز کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اب میں اس کی طرف دیکھوں گی بھی نہیں۔!"

"چلو کوئی بات نہیں.... تجربے کے لئے ایک ہی جوڑا کافی ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ہم یونہی تفریحاً تو جانور بنائے نہیں گئے۔ تجربہ کرنے والا صرف یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ آنے والی نسل بھی بال دار ہو سکتی ہے یا نہیں۔!"

"اوہ.... اس کا تو دھیان ہی نہیں رہا تھا۔" وہ مردہ سی آواز میں بولی۔

"بہر حال.... اگر آنے والے بالدار نہ ہوئے تو یہی ان کے لئے جنریشن گیپ ہو گا۔!"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"دادا دادی آدمی.... والدین جانور.... اور خود آدمی! لہٰذا والدین کا جانور پن ہی گیپ بن جائے گا۔ اس کے علاوہ جنریشن گیپ کی اور تشریح ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر آنے والی نسل بال دار ہوئی تو ہم اسے جنریشن گیپ کی بجائے ارتقا معکوس کہیں گے۔!"

"میرا دماغ نہ خراب کرو....!" وہ ایک طرف بیٹھتی ہوئی بولی۔

"اب تم میری ایک بات اس تک پہنچا دو!" سنہری مادہ نے طرب دار کیطرف اشارہ کر کے کہا۔

"ہاں ہاں کہو....!"

"اگر یہ فری تھنکر ہے تو اب میں اسے اپنے قریب نہیں آنے دوں گی۔!"

"کیوں....؟"

"میں کرسچین ہوں....!"

"اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔!"

"میں نے کہہ دیا.... آگاہ کر دو.... میرے قریب آیا تو پتھر مار دوں گی۔!"

"اب تم بھی سنو....!" عمران نے طربدار سے کہا۔ "تمہاری والی کہہ رہی ہے کہ اگر تم اس کے قریب آئے تو پتھر مارے گی۔!"

"کہہ دو کتیا سے کہ اگر اس نے مجھے اپنی زبان سکھانے کی کوشش کی تو میں اسے گولی مار دوں گا۔!" طربدار بولا اور عمران نے اسکی بات سنہری مادہ کے گوش گذار کرنے کے بعد کہا۔ "محتاط رہنا۔!"

"اس سے کہو جہنم میں جائے.... میں کسی دہریئے کو اپنی مقدس زبان کیوں سکھانے لگی۔!"

"چلو چھٹی ہوئی۔!" عمران سر ہلا کر شکرالی میں بولا۔ "تم دونوں کا پیچھا چھوٹ گیا۔!"

"کیا ہوا....؟" شہباز نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... دونوں کہہ رہی ہیں کہ ہماری عقلوں پر پتھر پڑے تھے۔ یہ دونوں تو سیدھے جنت میں جائیں گے اور ہمیں جہنم کے قریب رک کر اپنے بچوں کا انتظار کرنا پڑے گا۔!"

"یہ میری سمجھ میں نہیں آتا....!" سفید مادہ نے عمران کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"جب تک اس سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی مزے میں گذرتی رہی تھی۔!" سنہری مادہ عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"میں نے کیا کیا ہے....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"خدا ہی جانے.... ہم تمہاری زبان تو سمجھ نہیں سکتے۔!"

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں نے ان دونوں کو بہکایا ہے۔!"

"ہاں.... میں یہی کہنا چاہتی ہوں۔!"

"خدا تمہیں غارت کرے۔!"

"سچی بات پر غصہ ہی آتا ہے۔!"

"اچھا بس اب خاموش ہی رہو.... ورنہ تمہارے کباب ان دونوں کو کھلا دوں گا۔ ہمارے پاس اب خشک گوشت بھی نہیں رہا۔

"اوصف شکن! اب انہیں گولی مارو.... میری بات سنو....!" شہباز بولا۔

"کہو.... کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"کیا تم پھر اُدھر گئے تھے....؟"

"اُدھر سے مراد اگر منحوس پہاڑ ہے تو پھر نہیں گیا تھا۔ آج شب کو دیکھوں گا۔!"

"تنہا نہیں جاؤ گے۔!"

"نہ ان دونوں کو تنہا چھوڑ سکتا ہوں اور نہ ساتھ لے جاسکتا ہوں۔!"

"طربدار ان کی نگرانی کرے گا.... میں تو ساتھ چلوں گا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد شہباز نے کہا۔ "یا پھر اُن کا انتظار کرلو جن کے لئے شارق رحبان گیا ہے۔!"

"دیکھا جائے گا.... کل وہ عورت سن گئی تھی کہ بدیشی ماداؤں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں ہو رہا۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ انہیں یہاں سے لے جانے کی کوشش کی جائے۔!"

"اچھا ہے.... کہ وہ لوگ خود ہی ادھر آئیں.... جنگل میں ہم انہیں ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیں گے۔!"

"فی الحال مناسب نہیں ہے.... ورنہ کل وہ لوگ بچ کر نہ جاسکتے۔!"

"ایک کو تو شارق نے ختم کر دیا تھا۔!"

"ناتجربہ کاری کی بنا پر.... بہر حال ابھی میں یہی تاثر دینا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ کچھ بھی

نہیں سمجھے۔!"

شہباز نے سر کو خفیف سی جنبش دی تھی اور ماداؤں کو پُر تشویش نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

دوسری صبح نکولس ہونقوں کی طرح اپنا سارا جسم ٹٹول رہا تھا۔ سارے بال غائب تھے اور اس کے جسم پر ایک سلیپنگ سوٹ تھا اور کمرہ بھی وہ نہیں تھا جس میں پچھلی رات اس کی ملاقات جیری سے ہوئی تھی۔

آرام دہ بستر سے اٹھ کر وہ آئینے کے سامنے آیا ہی تھا کہ ساری خوشیوں پر اوس پڑ گئی۔ چہرہ اور سر بدستور بالوں سے ڈھکا ہوا تھا.... آئینے میں وہ خود کو ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی بن مانس نے سلیپنگ سوٹ پہن لیا ہو۔ سر پکڑ کر اسٹول پر بیٹھ گیا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔

پچھلی رات جیری سے تحریری گفتگو کے بعد اس کے ذہن پر نیند کا غلبہ ہوا تھا اور وہ نہ سونے کی کوشش کے باوجود بھی ننگے فرش پر ہی گہری نیند سو گیا تھا جیری کا جو کچھ بھی حشر ہوا ہو۔

وہ بدستور دونوں ہاتھوں سے سر تھامے اور آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔

"ہیلو.... بیوٹی فل....!" ایک نسوانی آواز کمرے میں گونجی اور وہ چونک کر دروازے کی طرف مڑا۔

سرینا کھڑی ہنس رہی تھی۔ وہی سرینا جس نے اسے دھوکے سے پانچویں پوائنٹ کی سرنگ تک پہنچایا تھا۔

نکولس اسے قہر آلود نظروں سے گھورتا رہا اور وہ ہنستی رہی۔

"میری ہی سفارش پر تم اس حد تک آدمی بنائے گئے ہو۔!" وہ بالآخر بولی۔

"یہاں سے چلی جاؤ۔!"

"چہرہ بھی صاف ہو سکتا ہے۔!"

"ہو یا نہ ہو.... مجھے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں ہے۔!"

"ہائیں.... تم دوبارہ آدمی نہیں بننا چاہتے۔!"

"ہرگز نہیں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"نکولس اپنے غصے پر قابو پا چکا تھا مسکرا کر بولا۔ "صرف ایک بار جانور بن کر دیکھ لو پھر تم بھی آدمی بننا پسند نہیں کرو گی۔!"

"تو میں نے یونہی خواہ مخواہ مادام گوردو کی خوشامد کی تھی۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ تمہیں مجھ سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔!"

"میں تم سے محبت کرتی ہوں.... کیا تم نے پہلے کبھی نہیں محسوس کیا۔ کم از کم یہ بات تو پوری ایمان داری سے تسلیم کرو گے کہ تم نے یہاں کسی مرد سے مجھے بے تکلف ہوتے نہ دیکھا ہوگا۔!"

"اس کے باوجود بھی تم نے مجھے لیزا کے منصوبے سے آگاہ نہیں کیا تھا۔!"

"وہ ڈسپلن کا معاملہ تھا.... لیکن اس کے بعد سے میری زندگی اجیرن ہو گئی ہے۔!"

"اوہ! دیکھو میں کتنا خوبصورت لگ رہا ہوں۔!"

"دل نہ دکھاؤ.... یہ بھی چند دنوں کی بات ہے.... مادام گوردو جو کچھ جاننا چاہتی ہیں انہیں بتا دو پھر وہ ہم دونوں کو یہاں سے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیں گی۔!"

"میں ان جانوروں میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ ہماری دنیا کا مہذب ترین آدمی بھی ان کی انسانیت کو نہیں پہنچ سکتا۔ وہ بہت اچھے ہیں۔!"

"شائد تمہارے دماغ پر بھی اثر ہوا ہے۔!" وہ خوف زدہ لہجے میں بولی تھی اور نکولس ہنس پڑا تھا۔

"واپس جاؤ.... سرینا.... لیزا ناکام رہے گی.... اس سے کہو کہ نکولس ہر اذیت برداشت کر لے گا لیکن جو کچھ وہ چاہتی ہے نہیں ہو سکے گا۔!"

"میں تمہیں بے ایمان نہیں سمجھتی تھی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تم نے جیری کی کوئی چیز غصب کر لی ہے.... مادام اُسے واپس دلوانا چاہتی ہیں۔!"

"اور اسی لئے تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے کہ مجھے بے ایمان نہ بننے دو۔!"

"بات بڑھانے سے کیا فائدہ....!"

"چلی جاؤ یہاں سے.... میں نے رحم کی بھیک نہیں مانگی تھی۔!"

"تم پاگل ہو گئے ہو۔!"

"جاتی ہے....یا....!" وہ اس کی طرف جھپٹا تھا سرینا کمرے سے نکل بھاگی تھی۔ ساتھ ہی دروازہ بھی خود بخود بند ہو گیا تھا جو انتہائی کوشش کے باوجود بھی نکولس سے نہ کھل سکا۔

اس نے ایک طویل سانس لی اور دوبارہ بستر پر گر گیا۔

اچھی طرح جانتا تھا کہ زندگی کا انحصار اسی پر ہے کہ لیزا نوٹ بک کے حصول کے لئے کوشاں رہے اور اس کے بارے میں کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔

وہ سوچ رہا تھا کہ جیری اب نہ جانے کہاں ہوگا۔ اس کی طرف سے مایوس ہو جانے کے بعد لیزا نے یہ قدم اٹھایا ہوگا۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہ آسکی آخر چہرے اور سر کے بال کس طرح برقرار رہے ہیں جب کہ بقیہ جسم ان سے چھٹکارا پا چکا تھا۔ اس نے اپنی دائیں پنڈلی کھولی اور اس پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر چونک کر اس طرح اُسے بغور دیکھنے لگا تھا جیسے کسی نئی دریافت کی توقع ہو۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔!" وہ دانت پیس کر بڑبڑایا تھا۔

بالوں کی صفائی استرے کی رہین منت تھی۔ بیہوشی کے عالم میں اسکے جسم پر اُسترہ چلایا گیا تھا۔

دفعتاً دروازہ پھر کھلا اور سرینا سامنے کھڑی نظر آئی۔

"غصہ اتر گیا ہو تو ناشتہ کر لو....!" اس نے کہا۔

نکولس ہنس پڑا.... ساتھ ہی وہ بھی مسکرائی تھی۔

"لاؤ.... ناشتہ.... میری جگہ تم ہوتیں تو تم پر بھی ایسی ہی کیفیات طاری ہوتی رہتیں۔!"

وہ باہر نکل گئی تھی اور دروازہ پھر خود بخود بند ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تھا اور سرینا ناشتے کی ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آئی تھی اور دروازہ بند ہو گیا تھا۔ ناشتے کے دوران میں نکولس کا رویہ لاپرواہی ظاہر کرنے کا سا رہا تھا اور سرینا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

"لیزا گوردو کہاں ہے....؟" نکولس نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں۔ مجھے جو ہدایت ملی تھی.... اسی کے مطابق عمل کر رہی ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا.... تو یہ اظہار محبت بھی اسی ہدایت کا ایک حصہ تھا۔!"

"جو چاہو سمجھ لو....!" وہ بیزاری سے بولی۔

"عمارت کا یہ حصہ میرے لئے نیا ہے۔!"

"مادام گوردو کے علاوہ اور کوئی بھی پوری عمارت سے آگاہی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔!"

"جیری کہاں ہے۔!"

"میں نہیں جانتی.... پہلے ہی کہہ چکی ہوں۔!"

"تم سب اپنے بھیانک انجام کے لئے تیار رہو.... جس وقت مجھے جانور بنایا گیا ہے لیزا جیری والے معاملے سے آگاہ نہیں تھی۔!"

"تم مجھ سے یہ سب کچھ کیوں کہہ رہے ہو.... تمہیں جانور بنا دینے کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے۔!"

"اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم سب ہوش میں رہو....!"

"ہم تمہاری طرح ڈسپلن کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔!"

"کیسا ڈسپلن اور کہاں کا ڈسپلن....؟ ہم نہیں جانتے تھے کہ ہم سے کس قسم کی غیر انسانی حرکات کرائی جائیں گی۔!"

"غالباً تم فرشتے تھے.... اتفاقاً آ پھنسے ہو۔!" سرینا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بُرے آدمی بھی بعض معاملات میں باضمیر ہوتے ہیں۔!"

"ہوتے ہوں گے۔!" سرینا نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور ٹرالی کو دھکیل کر دروازے کی طرف بڑھانے لگی۔

نکولس جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ کچھ کر گزرنا خودکشی ہی کے مترادف ہوگا۔ بس اسی حد تک مناسب ہے کہ اپنی بات پر اڑا رہے۔ جیری کی نوٹ بک کے سلسلے میں ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالے۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھا تھا اور الماریاں کھول کھول کر دیکھنے لگا تھا۔ اس کا سارا نجی سامان اس کمرے میں موجود تھا۔ ملبوسات کی الماری میں سلیقے سے پریس کئے ہوئے کپڑے ہینگرز پر لٹکے نظر آئے۔ اس کی کوئی ذرا سی چیز ضائع نہیں ہوئی تھی۔ بس وہی کپڑے کہیں نظر نہ آئے جو جانور بنائے جانے سے قبل اس کے جسم پر موجود تھے اور یہی چیز اس کے لئے باعث تشویش تھی۔ لیکن وہ اس سلسلے میں اپنی زبان بند ہی رکھنا چاہتا تھا کیونکہ اسی پر اس کی زندگی کا انحصار تھا۔

اُسے وہ شکرالی جانور یاد آیا جو انگلش بول سکتا تھا۔ پتا نہیں اس کا کیا حشر ہوا۔ کیا وہ بھی اب

گوردو کا قیدی ہی ہوگا یا اسے باہر چھوڑ دیا گیا تھا۔ بہر حال تھا بے حد چالاک.... لیزا تصور بھی نہیں کر سکتی کہ ان جانوروں میں کوئی ایسا بھی ہوگا لیکن.... لیکن اب اُسے کیا کرنا چاہئے۔!"

الماری سے ایک سوٹ نکالا.... اور اُسے پہننے لگا۔

پھر آئینے میں اس ہیئت کذائی کا جائزہ لیا تھا اور وحشیانہ انداز میں ہنس پڑا تھا۔ اسی دوران میں ایک تدبیر بھی سوجھی تھی اور شائد اپنی ہیئت کذائی سے زیادہ اسی تدبیر کے عمل تصور پر ہنسی آئی تھی۔

آئینے ہی میں اس نے ایک بار پھر دروازہ کھلتے دیکھا۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ لیکن دروازہ کھولنے والی سرینا نہیں تھی۔ اس بار جیری دکھائی دیا تھا۔ نکولس تیزی سے اس کی طرف مڑا اور چہک کر بولا۔ "کہو کیسا لگ رہا ہوں۔!"

جیری دروازے کے قریب کھڑا متحیرانہ انداز میں اُسے دیکھے جا رہا تھا۔

"یہ.... یہ.... کک.... کیسے ہوا....؟" وہ ہکلایا۔

"بس اب چہرے اور سر ہی پر بال رہ گئے ہیں۔!" نکولس بولا۔

"لیکن مم.... میری نوٹ بک....؟"

"جہنم رسید ہوئی.... تم نے بتایا نہیں کہ اب کیسا لگ رہا ہوں.... اگر باہر نکل جاؤں تو لوگ زیادہ سے زیادہ ہپی سمجھیں گے۔ یعنی نصف جانور....!"

"مم.... میری نوٹ بک....!"

"شٹ اپ....! کہہ چکا ایک بار کہ جہنم رسید ہوئی۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ بدمعاشوں کی بھیڑ میں اُسے ساتھ لئے پھرتا۔ میں نے اُسے ضائع کر دیا۔ لیکن سب کچھ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ راستہ وادی زلمیر ہی سے جاتا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے جانور بن جانے کے بعد جنگل میں اپنا وقت ضائع کیا ہوگا۔ میں نے وہ نشان تلاش کر لیا ہے۔!"

"اوہ.... خدایا۔!"

"بس اب کسی طرح یہاں سے نکل چلنے کی تدبیر کرو۔!" نکولس آہستہ سے بولا۔ "میں اپنے قول سے پھرا نہیں ہوں۔!"

"نن.... ناممکن.... یہاں سے نکل جانا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے۔!"

"سب کچھ ممکن ہے۔ راستہ تلاش کرو.... لیزا گوردو کو تم آسانی سے دھوکا دے سکو گے۔!"

"وہم ہے تمہارا.... وہ بہت چالاک ہے۔!"

"بس تو پھر قصہ ختم سمجھو.... دنیا کی کوئی طاقت مجھ سے کچھ اگلوا نہیں سکتی۔!"

جیری کی آنکھوں میں پھر حیرت کے آثار دکھائی دیئے۔ لیکن وہ سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے کھڑا رہا۔

"اس طرح کھڑے میری شکل کیوں دیکھ رہے ہو....!" نکولس دہاڑا۔

"مم.... میں یہ کہہ رہا تھا کہ لیزا کو بھی کیوں نہ شریک کر لیا جائے۔!"

"اس کتیا کی بچی کا نام نہ لو.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"ٹھنڈے دل سے غور کرو.... ورنہ یہاں سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی۔!"

"کچھ بھی ہو.... میں اسے ہوا بھی نہیں لگنے دوں گا۔!"

"تم جانو.... نوٹ بک تو ضائع ہی ہو چکی ہے۔!"

"جاؤ.... میرا دماغ نہ خراب کرو.... اگر راستہ تلاش کر سکتے ہو تو کرو ورنہ سب کچھ جائے جہنم میں۔ مجھے قطعاً پرواہ نہ ہوگی۔!"

"وہ نوٹ بک میرے دادا کی یادگار تھی۔ ہیرے ملتے یا نہ ملتے۔!" جیری بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں اب کچھ بھی نہیں بولوں گا۔ تم بکواس جاری رکھو....!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم اسے ضائع کر دو گے۔!"

"اب تو کر چکا۔!"

"اچھی بات ہے.... مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ لیزا تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔!"

"میں بھی اس سے رحم کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ چلے جاؤ یہاں سے۔!"

"میں ہی کیوں نہ مار ڈالوں تمہیں۔ ٹھہرو بتاتا ہوں۔!" جیری دہاڑا تھا اور ٹھیک اسی وقت دروازہ پھر کھلا اور سرینا اندر داخل ہوئی تھی۔

سچ مچ جیری کے تیور نکولس کو اچھے نہیں لگے تھے۔ سرینا کی آمد نے اس کے قدم روک لئے۔ ویسے اب بھی نکولس کو قہر آلود نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"تم یہاں کیسے آئے....؟" سرینا نے جیری سے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"کیوں نہ آتا.... یہ چور....!"

"خاموش رہو.... اور یہاں سے چلے جاؤ۔!"

"تم مجھ سے کس لہجے میں گفتگو کر رہی ہو۔ ہوش میں ہو یا نہیں۔!"

"کیا تم نہیں جانتے کہ مادام گوردو کی عدم موجودگی میں چارج میرے پاس ہوتا ہے۔!"

"میں نہیں جانتا....!"

"تو اب ذہن نشین کر لو.... اور یہاں سے چلے جاؤ۔!"

"نہیں سرینا ڈارلنگ یہ شائد مجھ سے کشتی لڑے گا۔ اپنے ڈیل ڈول پر اترایا ہی کرتا ہے۔!" نکولس بولا۔

"تم بھی خاموش رہو۔!" سرینا نے نکولس کو للکارا۔

جیری جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچا تھا دروازہ خود بخود کھل گیا تھا اور اس کے جاتے ہی پھر بند ہو گیا تھا۔

"تم یہ نہ سمجھنا کہ دخل اندازی کر کے تم نے میری جان بچائی ہے۔!" نکولس نے کہا۔

"جیری جیسے دو گدھوں سے بیک وقت نپٹ سکتا ہوں اور میرا غصہ بہت خراب ہے۔ غصے ہی میں اپنے دولت مند مالک کو قتل کر کے اس حال کو پہنچا ہوں۔!"

"یہ کیونکر ہوا تھا پیارے نکولس....!" سرینا اٹھلائی۔

"اس نے ایک مصیبت زدہ لڑکی کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔!"

"اور تم اس مصیبت زدہ لڑکی کو چاہتے تھے۔!"

"ہرگز نہیں....! مجھے اس سے ہمدردی تھی۔!"

"لیکن مجھ سے ذرہ برابر بھی ہمدردی نہیں جب کہ میں بھی مصیبت زدہ ہی ہوں۔!"

"تم.... اور مصیبت زدہ....!" نکولس بے ساختہ ہنس پڑا۔

"ویسے تم سے حماقت سرزد ہوئی ہے۔ اب تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"نوٹ بک ضائع کر دینے کا اعتراف کر کے تم نے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔!"

"تم کیا جانو....؟" نکولس نے حیرت سے کہا۔ "تم تو گفتگو کے دوران میں یہاں موجود نہیں تھیں۔!"

"لیکن کہیں اور سے سن رہی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بروقت کیسے پہنچتی اور وہ کیم شحیم آدمی تمہاری ہڈیاں توڑ کر رکھ دیتا۔!"

"میں نے اسی لئے اعتراف کرلیا ہے کہ مار ڈالا جاؤں۔!"

"لیکن میں تو نہیں چاہتی کہ تم مار ڈالے جاؤ۔!"

"مجھے دلچسپی نہیں ان باتوں سے۔!"

"کیا سچ مچ تمہیں نوٹ بک کا مواد زبانی یاد ہے۔!"

"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔!"

"تم نے کہی تھی۔!"

"غلط ہے میں نے کبھی یہ نہیں کہا۔!"

"میں نے سنا تھا تم مجھے نہیں جھٹلا سکتے۔!"

"ہو سکتا ہے رو میں کہہ گیا ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔!"

"اگر ایسا ہے تو تمہاری زندگی کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔!"

"یقین کرو.... مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے ایسی کوئی بات کہی ہو۔!"

"لیکن یہ حقیقت ہے۔!" سرینا اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"بکواس کئے جاؤ.... کیا فرق پڑتا ہے۔!" نکولس نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"میں کیا کرسکتی ہوں اگر تمہاری موت ہی آگئی ہے۔!" سرینا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"مجھے تنہا چھوڑ دو....!"

"خدا تم پر رحم کرے۔!"

"جاؤ....!" وہ حلق پھاڑ کر دھاڑا۔

"سرینا چند لمحے خاموش کھڑی رہی تھی پھر اُسے گھورتی ہوئی دروازے کیطرف بڑھ گئی تھی۔

وہ دونوں اب تک طربدار اور شہباز سے روٹھی ہوئی تھیں اور عمران سے اس طرح چہلیں کرتی رہتی تھیں جیسے ان دونوں کو جلانے کی کوشش کر رہی ہوں۔

شہباز کو اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں تھی۔ لیکن طربدار سچ مچ سلگ رہا تھا۔ ایک آدھ بار عمران سے الجھ بھی پڑا تھا اور شہباز نے اُسے سخت سست کہہ کر بات آگے نہیں بڑھنے دی تھی۔

"میں تمہاری طرح فولاد کا بنا ہوا نہیں ہوں۔!" طربدار بالآخر بولا تھا۔

"وہ خود ہی تو اسے گھیر رہی ہیں۔!" شہباز نے کہا۔ "وہ کیا کرے۔!"

"اگر وہ دس عدد بھی آگئے تو پھر تم دیکھنا....!" عمران نے طربدار کو مخاطب کیا۔

"ارے.... اس کے بارے میں تو سوچا ہی نہیں تھا۔!" شہباز بولا اور اس طرح عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس نے کوئی بہت بُری خبر سنائی ہو۔

"وہ جو حجروں میں بند رہے ہیں.... ان کی خوشبو پر پاگل ہو جائیں گے۔!" عمران بولا۔

"یہ مناسب نہیں ہوگا صف شکن....!"

"کیا اس صورت میں بھی کام نہیں چلے گا کہ تم اُن پر اپنی اصلیت ظاہر کردو۔!"

"میں ان پر اپنی اصلیت ہرگز ظاہر نہیں کرسکتا۔!"

"کیا قباحت ہے۔!"

"ان کی نظروں میں بے وقعت نہیں ہونا چاہتا۔!"

"تو پھر ان دونوں کا کیا کریں....؟"

"ابھی تو مجھے اس پر شبہ ہے کہ شارق کامیاب ہو جائے گا۔!" طربدار بولا۔ "اور لوگ باہر نہیں نکلیں گے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ اگر آ ہی گئے تو کیا ہوگا....؟"

"ان کتیوں نے ہمیں دشواری میں ڈال دیا ہے۔!"

"ان کے ذریعے ہم بعض نتائج پر بھی پہنچے ہیں اور یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کے لئے ہم اتنی تشویش میں مبتلا ہو جائیں۔!"

"آخر ان کا کریں گے کیا....؟"

"دیکھا جائے گا۔!"

"طربدار آپے میں نہیں ہے۔!"

"اسے بھی ٹھیک کردوں گا.... تم فکر نہ کرو۔!"

"تم عجیب باتیں کر رہے ہو..... خود ہی الجھن پیدا کرتے ہو پھر کہتے ہو دیکھا جائے گا۔!"

"ذرا میں ان دونوں سے بات کروں۔!" عمران نے کہا اور دونوں مادائوں کے قریب پہنچا جو ان سے خاصے فاصلے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

"عنقریب دس ایسے جانور اور بھی یہاں پہنچنے والے ہیں جو ہم میں سے ہیں۔!" عمران نے انہیں اطلاع دی۔

"تو پھر ہم کیا کریں....؟" سفید مادہ چیخی۔

"مطلب یہ کہ وہ آدمی تو رہے نہیں..... مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم دونوں کی وجہ سے کشت و خون کی نوبت نہ آجائے۔!"

"خاصی دلچسپی رہے گی۔!" سنہری مادہ نے ہنس کر کہا۔

"مجھے بھی خوشی ہوگی اگر وہ اُن دونوں کو مار ہی ڈالیں..... جو ہمیں درخت پر چڑھا کر خود غائب ہوگئے تھے۔!" سفید مادہ نے کہا۔

"اس کے بعد تم دونوں بھی زندہ نہ بچو گی۔!"

"تب پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے....؟"

"تم دونوں میرے ساتھ چلو.....!"

"تم بہت ہی بور قسم کے جانور ہو۔!" سنہری مادہ بولی۔

"اللہ کی قدرت ہے۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"کچھ نہیں.....! ٹھہرو..... ابھی بتاتا ہوں۔!" اس نے کہا اور پھر شہباز کی طرف پلٹ آیا۔

"وہ تو بہت خوش ہیں کہ دس اور آرہے ہیں۔!" عمران نے طربدار کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دیکھو صف شکن.....! میں اسے پسند نہیں کرونگا کہ شکرالی آپس میں لڑیں۔!" شہباز بولا۔

"تو پھر ایک ہی تدبیر ہے کہ میں انہیں کہیں اور لے جاؤں۔!"

"یہی بہتر ہوگا۔!"

"میں بھی ساتھ چلوں گا۔!" طربدار بول پڑا۔

"بیٹھا رہ....!" شہباز غرایا۔

"نہیں ہم کہیں نہ جائیں گے۔!" دفعتاً سفید مادہ چیخ کر بولی۔

"ہاں.... ہم سب ساتھ ہی رہیں گے.....!" سنہری مادہ بھی بولی۔

"میں اب شائد پاگل ہو جاؤں گا۔!" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہی ہیں....؟" شہباز نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ کہیں بھی نہ جائیں گی۔!"

"تسلیم کرو کہ تم نے انہیں درخت سے اتار کر غلطی کی تھی۔!"

"اب تو ایک ہزار بار تسلیم کرلوں گا۔!"

"میں کہتا ہوں ابھی وہ لوگ پہنچے نہیں ہیں اور ہم نے خواہ مخواہ الجھنا شروع کردیا ہے۔!" طربدار بولا۔

"ان دونوں مادائوں نے میری عقل خبط کردی ہے۔!" عمران کراہا۔

"سنو! ان کے پاس گھوڑے تو ہیں نہیں کہ ہمارا تعاقب کریں گی۔!" شہباز نے کہا۔

"میں ایک بار کہہ چکا ہوں کہ انہیں ان لوگوں کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتا۔ اس کی وجہ بھی بتا چکا ہوں لہٰذا اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ انہیں تنہا چھوڑا جائے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو حالت جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔!" شہباز نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔!"

"انہیں ختم کئے دیتے ہیں۔!" شہباز کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"میری کھال نقلی ہے تم اچھی طرح جانتے ہو۔!" عمران نے اتنی آہستگی سے کہا کہ اس کی آواز طربدار تک نہ پہنچ سکے۔

"جہنم میں جائیں۔!" شہباز اکتا کر بولا۔ "یہ مسئلہ تمہارا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ لہٰذا تم ہی نپٹو ہم دونوں تو چل دیئے۔!"

"کہاں چلے....؟"

"اسی راستے پر جہاں رحبان والوں سے ملاقات ہوگی۔!" شہباز اٹھتا ہوا بولا۔ طربدار بھی طوعاً و کرہاً اٹھا تھا۔

"یہ کہاں جارہے ہیں....؟"

"خرگوش پکڑنے.... کچے پکے پھل اب نہیں کھائے جاتے۔!" عمران بولا۔

"ان سے کہہ دو کہ ہم نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس بار خرگوش انہیں اٹھا لے جائیں۔!" سنہری مادہ نے ہانک لگائی تھی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

سنہری مادہ عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی اور بولی۔ "میرا خیال ہے کہ شہباز طربدار کو بہکاتا رہتا ہے۔!"

"میں نہیں جانتا....!"

"ہم دونوں مسلسل سوچتے رہتے ہیں کہ آخر وہ خوشبو تمہارے پاس سے کیوں نہیں آتی۔!"

"پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میری زندگی زیادہ تر بکریوں میں گذری ہے۔!"

"اس سے کیا ہوتا ہے....!"

"کچھ دن بکری کا دودھ پی کر دیکھو.... میری ہی جیسی ہو جاؤ گی۔!"

"جانور بننے سے پہلے بکریوں کی فارمنگ کرتے تھے....؟"

"نہیں.... بکریاں میری فارمنگ کرتی تھیں۔!"

"کیوں خواہ مخواہ اپنا دماغ خراب کر رہی ہو۔!" سفید مادہ نے اسے للکارا۔

"یہ بکریوں کی فارمنگ کرتا ہے۔!"

"تو اس میں جذباتی ہو جانے کی کیا ضرورت ہے۔!"

"اس سے کہو کہ بکریوں کا جذبہ صادق ہوتا ہے۔!" عمران نے سنہری مادہ سے کہا۔

پھر اس نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنی تھیں جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھیں۔ شہباز اور طربدار غالباً گلترنگ کے درے کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

"میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ دونوں تم سے ڈرتے ہیں۔!" سنہری مادہ بولی۔

"ہم سب ایک دوسرے سے ڈرتے ہیں لیکن اس کا اظہار نہیں ہونے دیتے۔ کبھی اس خوف کو محبت کا نام دیتے ہیں کبھی خلوص کا اور کبھی احترام کا۔!"

"اُوہ.... تم تو آدمیوں کی سی باتیں کرنے لگے ہو۔!"

"آدمی ہی سے جانور بنے ہیں اس لئے کبھی کبھی آدمیت کی بھی جھلکیاں نظر آنے لگتی ہوں

گی۔ ویسے یہ ایسی کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔!"

"آخر ہمارا حشر کیا ہو گا.... یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

اچانک انہوں نے سفید مادہ کی چیخ سنی اور اچھل پڑے.... جہاں وہ بیٹھی تھی وہاں دھند سی چھائی نظر آئی تھی۔

"بھاگو....!" عمران سنہری مادہ کا ہاتھ تھام کر بائیں جانب دوڑتا ہوا بولا۔

وہ گرتے گرتے بچی تھی۔ پھر عمران نے پھرتی سے جھک کر اُسے کاندھے پر اٹھایا تھا اور دوڑتا ہی رہا تھا۔

"کیا بات ہے.... کیا ہے....؟" وہ خوف زدہ آواز میں برابر پوچھے جا رہی تھی۔

"خاموش.... چپ چاپ پڑی رہو....!"

"خاصی دور نکل آنے کے بعد عمران رکا تھا.... اور اُسے کاندھے سے اتار دیا تھا۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"ہمارا بھی وہی حشر ہوتا جو اس کا ہوا....!"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہہ رہے ہو۔!"

"کیا تم نے نہیں دیکھا.... اس پر ریشوں نے یلغار کی تھی۔!"

"میں نے صرف چیخ سنی تھی۔ کچھ دیکھا نہیں تھا۔!"

"وہ ریشوں میں گھری ہوئی تھی۔!"

"لیکن تم نے تو بتایا تھا کہ وہ ریشے صرف آدمیوں پر حملہ آور ہوتے ہیں جانوروں پر نہیں۔!"

"میرا خیال ہے کہ اب وہ لوگ تم دونوں کو جنگل سے کہیں اور منتقل کرنا چاہتے ہیں۔!"

"مگر وہ ہیں کون....؟"

"کاش میں جانتا ہوتا۔!"

"اب کیا ہو گا....؟"

"وہ تو گئی ہاتھ سے.... اب تم اپنی فکر کرو....!"

"کیا ہمیں دوبارہ ہماری اصلی حالت پر لایا جائے گا۔!"

"مجھے توقع نہیں.... تمہارے سائنس دان اس دنیا کو ہزاروں سال پیچھے لے جانے کی

کوشش کر رہے ہیں۔!"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"ذرا دیر کو چپ ہو جاؤ۔!"

وہ بہت زیادہ خوف زدہ نظر آنے لگی تھی۔ عمران اسے وہیں جھاڑیوں میں چھوڑ کر خود ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ سمت کا اندازہ تو تھا ہی کہ کدھر سے بھاگ کر آیا تھا۔

اوپر پہنچ کر اس نے اس سمت دیکھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے اونچے درخت اس طرح درمیان میں حائل تھے کہ یہ مشقت بھی ضائع ہی ہو گئی۔ لیکن فوری طور پر واپسی کی بجائے وہ درخت ہی پر بیٹھا رہا۔

سنہری مادہ جھاڑیوں میں دبکی ہوئی تھی.... کبھی کبھی سر اٹھا کر درخت کی گھنی شاخوں میں عمران کو تلاش کرنے لگتی تھی۔

عمران اسی سمت نظر جمائے درخت پر بیٹھا رہا۔ جدھر سفید مادہ پر ریشوں کی یلغار ہوئی تھی۔

کب تک ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہتا۔ پھر درخت سے اُترا اور سنہری مادہ کو وہیں ٹھہرے رہنے کو کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ نکولس نے اُسے بتایا تھا کہ جنگل میں کئی مقامات پر ٹیلی ویژن کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن کی نشان دہی کرنے سے قبل ہی وہ دوبارہ پھر لیز اگوردو کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ ورنہ شائد عمران اب تک ان کیمروں کو ٹھکانے لگا ہی چکا ہوتا۔

وہ جھاڑیوں میں دبکتا ہوا اُسی جانب بڑھتا رہا جدھر سے بھاگ کر آیا تھا اور پھر وہ اس مقام تک جا پہنچا جہاں سفید مادہ بیہوش پڑی تھی لیکن اس پر یلغار کرنے والے ریشوں کا کہیں پتا نہ تھا!

اس نے ایک بار پھر اُسی جانب دوڑ لگائی جہاں سنہری مادہ کو چھوڑ آیا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق وہ دونوں اس وقت کیمرے کے فوکس میں نہیں تھے۔ جب سفید مادہ پر ریشوں کی یلغار ہوئی تھی۔ ورنہ شائد وہ بھی اس کی زد میں آجاتے اب وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیمرہ کہاں پوشیدہ ہے اور دوبارہ بھی ریشے حرکت میں آسکتے ہیں یا نہیں۔

سنہری مادہ اب بھی وہیں سہمی بیٹھی تھی جہاں وہ اسے چھوڑ گیا تھا۔

"کک.... کیا ہوا....؟" اس نے خوف زدہ سی آواز میں پوچھا۔

"چلو.... اُسے اٹھاؤ.... وہ بے ہوش ہو گئی ہے۔!"

"اور.... وہ.... رر.... ریشے....!"

"ریشے غائب ہو گئے.... چلو.... اٹھو....!"

"وہ وہیں پڑی ہے۔!"

"ہاں.... جلدی کرو.... اُسے ہوش میں لا کر کسی محفوظ مقام پر نکل چلیں گے۔!"

وہ اٹھی تھی لیکن اس سے چلا نہیں جا رہا تھا۔

"اس طرح تو کل تک پہنچ سکیں گے!" عمران نے کہا اور اُسے پھر کاندھے پر لاد کر دوڑ لگا دی۔

سفید مادہ اسی حالت میں ملی جس میں وہ اُسے چھوڑ گیا تھا۔

"وہ صرف بے ہوش ہے.... ڈرو نہیں!" عمران اُسے کاندھے سے اتارتا ہوا بولا۔ "تم اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرو.... میں پانی تلاش کرتا ہوں۔!"

"لل.... لیکن ریشے....!"

"ریشے اب کہاں ہیں.... تم دیکھ ہی رہی ہو۔!"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے.... تم بھی چلو....!"

"سینٹ جھاپکنر زولا کے سلسلے کا فرد ہوں۔ بیہوش مادہ کے قریب بھی نہیں جا سکتا۔ شیطان بری روح میں حلول کر جائے گا۔!"

"سینٹ جھاپک زولا....! کون تھے۔!"

"تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہی ہو.... جاؤ جلدی کرو۔!"

وہ ڈرتے ڈرتے بیہوش مادہ کی طرف بڑھی تھی اور جیسے ہی اس کے قریب پہنچی تھی عمران کو دوبارہ بھاگ کھڑے ہونا پڑا تھا کیونکہ ریشوں نے سنہری مادہ کو بھی گھیر لیا تھا اور وہ مسلسل چیخے جا رہی تھی۔

عمران نے پیچھے ہٹنے میں بڑی پھرتی دکھائی تھی.... لیکن زیادہ دور نہیں گیا تھا۔ قریب ہی کے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا جہاں سے وہ جگہ صاف نظر آ رہی تھی۔ سنہری مادہ ریشوں میں گھری ہوئی رہائی کے لئے ہاتھ پیر مار رہی تھی۔

ذرا ہی سی دیر میں سناٹا چھا گیا.... وہ ریشوں کے ڈھیر میں غائب ہو چکی تھی عمران نے تھیلے سے دوربین نکالی اور ریشوں کے ڈھیر پر فوکس کرنے لگا۔ ریشے قطعی غیر متحرک ہو چکے تھے....

ان میں ہلکی سی جنبش بھی نہیں پائی جاتی تھی۔

اس کے بعد اُس نے آس پاس کے درختوں کی شاخوں میں لاسلکی کیمرے کی تلاش شروع کردی تھی پھر اچانک اس نے دیکھا کہ ریشوں میں حرکت پیدا ہوئی ہے وہ اڑ اڑ کر ادھر اُدھر منتشر ہو رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے سنہری مادہ پوری طرح ان کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ اب وہ بھی سفید مادہ کے قریب لمبی لمبی لیٹی ہوئی تھی اور ریشوں کا کہیں پتا نہیں تھا۔

"کمال ہے....!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ لیکن وہ فی الحال درخت سے اُترنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

◈

نکولس نے کروٹ لی اور نیم غنودگی کے سے عالم میں اس احساس کی ہلکی سی رو اس کے ذہن کو چھوتی ہوئی گذر گئی کہ وہ لیٹا کیوں ہوا ہے۔ پھر اس کی آنکھیں اس طرح کھل گئی تھیں جیسے کسی مشینی عمل کے تحت ایسا ہوا ہو۔ وہ اٹھ بیٹھا اور بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

پھر وہی جنگل.... لیکن وہ تو پہاڑ والی عمارت میں لیزا گوردو کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

اُسے قطعی یاد نہ آسکا کہ وہ کب اور کہاں اس طرح غافل ہوا تھا کہ دوبارہ جنگل تک پہنچنے کا وقفہ اس کے ذہن ہی سے محو ہو گیا۔

جو سوٹ اس نے اس وقت پہن رکھا تھا وہی اب اس کے جسم پر تھا۔ چہرے پر ہاتھ پھیرا تو حلیہ بھی وہی تھا۔ یعنی سر اور چہرے پر بن مانسوں ہی جیسے بال موجود تھے۔

اب کیا ہو گا....؟ شکرالی جانور اب شائد اُسے زندہ ہی نہ چھوڑیں۔ وہ انہیں کیا بتائے گا کہ جسم کے بقیہ حصوں کے بال کہاں گئے۔ شائد وہ جو انگلش بول سکتا ہے کسی طرح سمجھ سکے۔ لیکن وہ تینوں؟ کہیں وہ اسے دیکھتے ہی حملہ نہ کر دیں آخر اب کیا چاہتی ہے وہ کتیا۔!"

نکولس اٹھ کھڑا ہوا اور جیسے ہی بائیں جانب مڑا.... اُسے بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ تھوڑے ہی فاصلے پر جیری چت پڑا نظر آیا تھا۔

تو یہ بات ہے.... اُس نے سوچا.... اس کی تدبیر کارگر ہوئی تھی۔ اس کی اور جیری کی گفتگو لیزا تک پہنچ گئی تھی۔ وہ گفتگو جس کے مطابق اس نے جیری کو باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ نوٹ بک کا سارا مواد اس کے ذہن میں محفوظ ہے اور جنگل میں اس نے دریائے نملیی کی طرف

جانے کا راستہ بھی تلاش کر لیا ہے۔

بہر حال اب وہ دونوں اسی لئے جنگل میں پھکوا دیئے گئے ہیں کہ وہ دریائے نملیی کی طرف جانے کی کوشش کریں اور لیزا ان پر نظر رکھے۔ اس نے جیری کو آواز دی تھی اور پھر جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگانے کی کوشش کرنے لگا تھا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بیہوشی گہری تھی۔

وہ تھک ہار کر اُس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ دن کا تیسرا پہر تھا۔ ہوا میں خنکی بڑھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بڑی شدت سے بھوک محسوس ہوئی اور وہ آس پاس کے درختوں پر نظر دوڑانے لگا۔ اس نے جنگل میں کئی طرح کے پھل دیکھے تھے۔ لیکن آس پاس کوئی پھل دار درخت نہ دکھائی دیا۔ اتنے میں جیری کی کراہ سنائی دی تھی۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جیری دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں مل رہا تھا۔ پھر اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔ چاروں طرف دیکھا تھا اور اس طرح اٹھ بیٹھا تھا جیسے پشت میں اچانک کوئی کانٹا چبھ گیا ہو۔

"نکولس....!" اس پر نظر پڑتے ہی وہ چیخا تھا۔

"ڈرو نہیں.... خدا کا شکر ادا کرو کہ تم آدمی ہی کے روپ میں پھکوائے گئے ہو۔!"

"لیکن کیسے.... ہم کہاں ہیں۔!"

"میں تمہیں اٹھا کر نہیں لایا ہوں۔ تمہاری ہی طرح کچھ دیر پہلے میں بھی بیہوش پڑا ہوا تھا۔"

"میں تو اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔!"

"یہ سب کچھ مت سوچو....!" نکولس بولا۔

"آخر مجھ سے یہ برتاؤ کیوں کیا گیا ہے۔!"

"تاکہ ہم وہ راستہ تلاش کریں جو ہمیں ہیروں کی وادی تک لے جائے گا۔!"

"راستہ....!"

"ہاں.... کیا تمہیں یاد نہیں میں نے کہا تھا کہ نوٹ بک کی پوری تحریر میرے ذہن میں محفوظ ہے اور شائد میں نے جنگل میں راستہ بھی تلاش کر لیا ہے۔!"

"تم نے کہا تو تھا....!"

"نوٹ بک کی طرف سے مایوس ہو جانے کے بعد ہی لیزا نے یہ حرکت کی ہے۔!"

"اب تو بتا دو کہ نوٹ بک کہاں ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ وہ لیزا ہی کے ہاتھوں ضائع ہو گئی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"وہ اس جیکٹ کے استر میں سلی ہوئی تھی.... جو میں نے معتوب ہونے سے قبل پہن رکھی تھی۔ میرے جسم پر بڑے بال نکل آنے کے بعد لیزا نے وہ کپڑے ضائع کر دیئے ہوں گے.. . جو میں نے اس وقت پہن رکھے تھے۔"

"اور اُسے علم نہ ہو سکا۔!"

"ضرور علم ہو جاتا اگر تم اُن کپڑوں کے ضائع ہو جانے سے قبل اس کے پاس پہنچ گئے ہوتے۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے وہ کپڑے آتش دان میں ڈال دیئے ہوں گے۔ کیونکہ ساتھیوں میں اس نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ مجھے ہیڈ کوارٹر میں طلب کر لیا گیا ہے۔ تمہیں بھی تو اُس نے کسی غبن کہ کہانی سنائی تھی۔!"

جیری خاموشی سے سر ہلاتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار پائے جاتے تھے۔

"سوال تو یہ ہے کہ اس جنگل میں ہمارا کیا حشر ہو گا۔!" وہ کچھ دیر بعد بولا۔

"دیکھو.... کیا ہوتا ہے.... صرف ایک جانور ایسا ہے یہاں جو ہماری زبان سمجھ سکتا ہے اگر اس کی بجائے کسی اور سے ملاقات ہوئی تو میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہو گا۔ شکرال میں تیرہ آدمیوں کو جانور بنا دیا گیا ہے اور وہ اسے کسی سازش ہی کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور اُن کے نزدیک یہ سازشی سفید فام غیر ملکی ہی ہو سکتے ہیں۔!"

"تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا۔!"

"اُسی نے بتایا ہے جو انگلش بول سکتا ہے.... لیزا کا یہ اندازہ بھی غلط ہی نکلا ہے کہ شکرالی کسی غیر قوم کی زبان سیکھنا پسند نہیں کرتے۔!"

"اگر ایسا ہے تو پھر شامت ہی آگئی ہے۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے۔!" نکولس کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا تھا۔ "بہتر یہی ہو گا کہ یہاں سے اٹھ چلیں۔!"

"لیکن جائیں کہاں....؟"

"چلو....! مجھے کئی ایسے ٹھکانے معلوم ہیں جہاں ہفتوں پڑے رہ کر کم از کم پیٹ تو بھر سکیں گے۔!"

وہ تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے کہ انہوں نے متعدد گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی۔

"ادھر آجاؤ.... ادھر جھاڑیوں میں۔!" نکولس جیری کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا۔

اور پھر انہیں وہ سیاہ فام جانور نظر آئے تھے۔ گھوڑوں پر سوار عجیب سے لگ رہے تھے۔ نکولس نے اُن کا شمار کیا تھا پورے بارہ عدد تھے۔

"مم.... مجھے خوف معلوم ہو رہا ہے نکولس....!" جیری ہکلایا۔

وہ جھاڑیوں میں چھپے ہوئے پگڈنڈی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ گھوڑوں کی رفتار تیز نہیں تھی۔ راستہ کشادہ نہ ہونے کی بناء پر وہ ایک ہی لمبی سی لائن میں چل رہے تھے۔ نکولس نے جیری کے شانے پر تھپکی دی اور آہستہ سے بولا۔

"ڈرو نہیں....! اگر ہم انہیں اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ اتنے بُرے بھی ثابت نہ ہوں گے اور ان کا سردار تو پہلے بھی میرے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کر چکا ہے۔ وہ جو بہت روانی سے انگلش بول سکتا ہے اور کہتا ہے کہ فرنچ، جرمن اور اطالوی زبانیں بھی اس کے لئے اجنبی نہیں ہیں۔!"

"مجھے حیرت ہے.... تصور بھی نہیں کر سکتا۔!" جیری نے کہا۔

گھوڑ سوار جانور نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ نکولس بھی جیری کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُسی سمت چل پڑا.... جدھر وہ گئے تھے۔

"تت.... تو اُدھر ہی....؟" جیری خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"ہاں.... ان سے دور رہ کر اندازہ لگانے کی کوشش کروں گا کہ ان میں وہ بھی موجود ہے یا نہیں جو صف شکن کہلاتا ہے۔!"

"مطلب کہ وہی جو انگلش بول سکتا ہے۔!"

"ہاں... وہی... اگر وہ ان میں موجود ہوا تو ہمارے لئے کسی قسم کا بھی خطرہ باقی نہیں رہے گا۔!"

"تمہاری مرضی۔!"

"کاش تم نے لیزا کو اپنی روداد نہ سنائی ہوتی۔!" نکولس تھوڑی دیر بعد بولا۔

"اگر مجھے صحیح حالات کا علم ہوتا تو کبھی ایسی حماقت سرزد نہ ہوتی۔!"

"اب دیکھو کیا ہوتا ہے۔!"

"کیا تم نے سچ مچ راستہ تلاش کرلیا ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بھلا ایک جانور کو ہیروں کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ آخر اُسے کس سوسائٹی میں بھرم بنائے رکھنے کی فکر ہوگی ہیرے کھائے نہیں جاتے اظہار برتری کا ذریعہ بنتے ہیں۔!"

"ٹھیک کہتے ہو.... لیکن پھر تم نے جھوٹ کیوں بولا۔!"

"لیزا کو سنانے کے لئے.... تاکہ مجھے دوبارہ جنگل میں پھکوادے یہ دیکھنے کے لئے کہ میں کس طرف جاتا ہوں.... مجھے یقین تھا کہ ایسی صورت میں تم بھی میرے ساتھ ہوگے۔!"

"لیکن مجھے تو جانور نہیں بنایا گیا....!"

"اس لئے تم مجھے ہیروں کی تلاش پر مجبور کردو گے.... اگر جانور بنادیئے جاتے تو تمہیں بھی میری طرح ہیروں کی پرواہ نہ رہ جاتی۔!"

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔!"

"ہماری نگرانی ضرور کی جائے گی۔ لہٰذا میں اسی لئے ان جانوروں میں مل جانا چاہتا ہوں۔ اگر ہم تنہا رہے تو لیزا سے جان نہیں چھوٹے گی۔!"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔!"

وہ چلتے رہے لیکن ان بارہ جانوروں کا سراغ نہ مل سکا۔

❖

عمران کو درخت پر بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ گذر چکا تھا۔ دوربین اس کے ہاتھوں میں تھی۔ کبھی اپنے اطراف و جوانب کا جائزہ لینے لگتا تھا اور کبھی اُن دونوں بیہوش ماداؤں کا۔ وہ پہلے ہی کی طرح بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھیں۔ پھر وہ نیچے اترنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ عقب کی جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور دو آدمی برآمد ہوئے۔ وہ ٹھیک اسی درخت کے نیچے آرکے تھے جس پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اُن میں سے ایک تو اچھا بھلا تھا اور دوسرا جانور ہی لگ رہا تھا حالانکہ اس کے جسم پر نہایت نفیس قسم کا سوٹ تھا۔ دونوں سفید فام تھے۔ شائد وہ ان دونوں بیہوش ماداؤں کو دیکھ کر ٹھٹک گئے تھے۔

"ارے....!" حیوان نما آدمی بولا۔ "یہ تو وہی دونوں سفید فام لڑکیاں معلوم ہوتی ہیں۔!"

اس کی آواز سن کر عمران چونکا تھا۔ جانی پہچانی سی آواز لگی تھی۔

"ضروری تو نہیں....!" دوسرا بولا۔

"جنگل میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی سفید فام نہیں ہے۔!"

اس بار عمران نے آواز پہچان لی۔ یہ نکولس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا دونوں آگے بڑھے اور بیہوش ماداؤں کے قریب جا پہنچے۔

انہوں نے زور زور سے گفتگو کرکے انہیں جگانا چاہا تھا لیکن وہ بدستور غافل پڑی رہیں۔ پھر انہیں جھنجھوڑنے لگے تھے۔ مگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔

"یہ تو بیہوش معلوم ہوتی ہیں۔!" نکولس بولا۔

اور عمران کو اس پر حیرت تھی کہ اُن دونوں پر ریشوں کی یلغار نہیں ہوئی تھی۔ اگر وہ اُنہی دونوں کے لئے آئے تھے تو انہیں ان کی حالت سے آگاہ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ان کے رویئے سے یہ نہیں ظاہر ہوا تھا۔ پہلے وہ انہیں سوتا سمجھ کر زور زور سے بولتے رہے تھے۔ پھر جھنجھوڑا تھا۔ اس کا یہی مطلب تھا وہ ان کی بیہوشی سے لاعلم تھے۔

وہ دونوں چاروں طرف نظریں دوڑانے لگے تھے۔ پھر نکولس بولا۔

"پتا نہیں انہیں کیا ہوا ہے....؟"

عمران ان کی گفتگو صاف سن رہا تھا.... دوسرے آدمی نے کہا۔ "آخر ہم کسی مصیبت میں گرفتار ہوگئے ہیں۔ کاش یہاں آنے سے قبل مجھے معلوم ہو سکتا کہ جڑی بوٹیوں کی تلاش کی آڑ میں یہاں کچھ اور ہو رہا ہے۔!"

"زبان بند رکھو....!" نکولس بولا۔

"میرا دم گھٹ جائے گا۔!"

"ٹھیک اسی وقت ان کی بائیں جانب والی جھاڑیوں سے چار آدمی برآمد ہوئے جن کے چہرے گیس ماسکس میں چھپے ہوئے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"بھاگ جاؤ....!" ریوالور والے نے اُن دونوں سے کہا۔

"کیا تم لوگ جیری اسٹاڈٹن کو نہیں پہچانتے۔!" نکولس نے اس سے سوال کیا۔

"میں کہتا ہوں بھاگ جاؤ یہاں سے۔!"

"میں نکولس ہوں.... کیا ٹونی نے تمہیں میری پتا نہیں سنائی۔!"

"ٹونی کو غداری کی سزا مل گئی۔!" ریوالور والا ہنس کر بولا۔

"میں نہیں سمجھا۔!"

"وہ دوسروں کو مادام کے خلاف ورغلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس لئے اُسے گولی ماردی گئی۔ تم دونوں خوش قسمت ہو کہ مادام نے تمہیں جلاوطن کر دیا ہے۔ اب خواہ تم جہنم میں کیوں نہ جاؤ۔!"

"یہ کبھی سفید فام لڑکیاں تھیں۔!" نکولس نے بے ہوش ماداؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"ہم جانتے ہیں۔!"

"اور تم اتنے بے حس ہوگئے ہو کہ اس ظلم کے خلاف احتجاج بھی نہیں کر سکتے۔!"

"ہم بدمعاش لوگ ہیں مسٹر نکولس قوم کے خادم نہیں ہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ پورا یورپ بالدار ہو جائے اور ہم بدمعاش بندوقیں لئے ایک ایک کو کھدیڑتے پھریں۔ جاؤ بھاگو یہاں سے ورنہ کہیں مجھے غصہ نہ آجائے۔!"

نکولس کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دو آدمی اور وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے دو عدد اسٹریچر اٹھا رکھے تھے۔

"چلے جاؤ....!" ریوالور والا ہاتھ ہلا کر دہاڑا اور یہ دونوں پیچھے ہٹ گئے ریوالور والے کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے تھے۔

دونوں بیہوش ماداؤں کو اٹھا کر اسٹریچر پر ڈال دیا گیا اور ریوالور والے نے پلٹ کر ان دونوں سے کہا۔ "اگر تم نے ہمارے پیچھے آنے کی کوشش کی تو میں تمہیں مادام کی اجازت کے بغیر ہی مار ڈالوں گا۔!"

"تو کیا تمہیں ہدایت کی گئی ہے کہ ہمیں زندہ رہنے دو....؟" نکولس نے پوچھا۔

"ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں ملا.... اس لئے غصہ نہ دلاؤ.... اپنی راہ لو.... ورنہ یہ دھمکی نہیں۔۔ میں سچ مچ تمہیں مار ڈالوں گا۔!"

یہ دونوں جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہے۔

چار آدمیوں نے اسٹریچر اٹھالئے تھے۔ ایک مسلح آدمی ان کے آگے تھا اور دوسرا پیچھے۔ پھر وہ جدھر سے آئے تھے اُدھر ہی چلے گئے۔ عمران بڑی پھرتی سے نیچے اترا اور ان دونوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

جیری کا چہرہ اتر گیا.... اب وہ پہلے سے زیادہ خائف نظر آنے لگا تھا۔ اس کے برخلاف نکولس کی آنکھوں میں مسرت آمیز چمک لہرائی تھی۔

عمران ان کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "میں صف شکن ہوں.... اپنے ساتھی سے کہو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔!"

"وو.... واقعی.... تم ہماری ہی طرح انگلش بول سکتے ہو۔!" جیری خوش ہو کر بولا۔

"اور تم میں سے جو بھی انسانیت کا احترام کرتا ہے اس کا ہمدرد بھی ہوں۔!" عمران نے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ میں انہیں آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔ وہ ان لڑکیوں کو یہاں سے نہیں لے جا سکیں گے۔!"

"شائد.... وہ انہیں دوبارہ عورتیں بنا دیں گے۔!" جیری بولا۔

"اس وہم میں نہ پڑو.... آؤ میرے ساتھ....!" عمران نے کہا اور اسی سمت چل پڑا جدھر وہ لوگ گئے تھے۔

"ٹھہرو....!" نکولس چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "یہ تو میری جانی پہچانی سی جگہ معلوم ہوتی ہے.... اوہ یہاں بھی ریشے ہوں گے۔!"

عمران پلٹ آیا.... نکولس ایک درخت کی طرف ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا۔ "وہ دیکھو....! وہ رہا کیمرہ۔!"

"ہاں ہے.... تو....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اُن دونوں پر ریشوں کی یلغار ہی ہوئی تھی۔!"

وہ پھر آگے بڑھ گیا.... جیری اور نکولس اس کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں وہ چھ آدمی نظر آگئے تھے۔

"خاموشی سے تعاقب جاری رکھو....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"وہ بارہ شکرالی کہاں ہیں....؟" نکولس نے سوال کیا۔

"پتا نہیں.... اس وقت میں تنہا ہوں۔!"

"میں نے ابھی انہیں دیکھا تھا.... شمار بھی کیا تھا.... پورے بارہ تھے۔!"

"کدھر گئے ہیں....؟"

"اُدھر ہی آئے تھے۔!"

"کسی اور طرف نکل گئے ہوں گے.... اچھا اب ادھر سے آؤ....!" عمران ایک طرف اشارہ کر کے بولا۔ "ہم راستہ کاٹ کر اُن سے آگے نکلیں گے۔ یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں کہ کپڑے کیوں پہن لئے ہیں تم نے....؟"

"اطمینان سے بتاؤں گا.... طویل داستان ہے.... ویسے تم مطمئن رہو دوبارہ اُتار دینے پڑیں گے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ تیزی سے راستہ طے کرتے رہے۔ جن کا تعاقب کر رہے تھے۔ اُن سے اونچائی پر تھے اور گھنی جھاڑیوں میں چل رہے تھے۔ نیچے سے دیکھ لئے جانے کا خدشہ نہیں تھا۔ ایک جگہ رک کر عمران نے ریوالور نکالا اور آگے چلنے والے مسلح آدمی کے ریوالور والے ہاتھ کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ ساتھ ہی وہ چیخا "نشانہ بازی کا کمال.... تمہارا ہاتھ زخمی نہیں ہوا لیکن ریوالور ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ تم سب اپنے ریوالور زمین پر گرا کر ہاتھ اٹھا لو ورنہ دلوں کا نشانہ بھی لیا جا سکتا ہے۔!"

دوسرے آدمی نے بھی ریوالور زمین پر ڈال دیا اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

"اور تم چاروں بھی اسٹریچر نیچے رکھ کر اپنے ہولسٹر خالی کر دو۔!"

بولنے والا انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا اور اپنے ایک ساتھی کا ریوالور ہاتھ سے نکلتے وہ دیکھ ہی چکے تھے۔ لہٰذا انہوں نے بھی چپ چاپ تعمیل کی لیکن اس آدمی نے جس کے ریوالور پر عمران نے فائر کیا تھا چیخ کر پوچھا۔ "تم کون ہو.... اور کیا چاہتے ہو....؟"

"میں نکولس ہوں.... کیا تم میری آواز نہیں پہچان سکتے۔!" عمران نے کہا اس بار اس نے نکولس کی پوری پوری نقل اتاری تھی.... اور نکولس چونک کر اُسے گھورنے لگا تھا۔

"تم مسلح تو نہیں تھے۔!" نیچے سے آواز آئی۔

"شکرالی جانور میرے دوست ہیں یہ نہ بھولو....!"

"اگر تم اتنے ہی اچھے نشانہ باز ہو تو مادام تمہیں معاف کر دیں گی.... میں تمہیں اپنی ذمہ داری پر واپس لے چلوں گا۔!"

"فی الحال تم ان دونوں مادواؤں کو یہیں چھوڑ کر چلتے پھرتے نظر آؤ.... ورنہ تم بھی گیسپر کی طرح مار ڈالے جاؤ گے۔!"

دفعتاً انہوں نے دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی آوازیں سنی تھیں۔

"آ گئے.... وہ آ گئے....!" نکولس مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔

"وہ ابھی دور ہیں....!" عمران نے جیری سے کہا "تم نیچے جاؤ اور ان کے ریوالور اٹھا لو۔!"

"تت.... تم جاؤ....!" جیری نے نکولس سے کہا۔

"کسی تیسرے کی موجودگی کا احساس نہ ہونا چاہئے.... اس لئے تم ہی جاؤ۔!" عمران بولا۔ پھر اونچی آواز میں نیچے والوں کو مخاطب کر کے بولا۔ "جیری تمہارے اسلحہ پر قبضہ کرنے آ رہا ہے اگر کسی نے دخل اندازی کی تو بے دریغ مار ڈالا جائے گا۔!"

جیری جھاڑیوں سے نکل کر ڈھلان میں اترتا چلا گیا تھا.... اس نے نہایت اطمینان سے چھ ریوالور اٹھا لئے تھے.... اور پھر اوپر چڑھنے لگا تھا۔

"اب دونوں اسٹریچر اٹھاؤ اور جیری کے پیچھے پیچھے چلے آؤ....!" عمران نے نیا حکم سنایا۔

"یہ ناممکن ہے....!" نیچے سے آواز آئی۔

"اچھی بات ہے تو پھر اپنا حشر دیکھ لینا۔!" عمران نے کہا۔ "قریب ہوتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپیں سن ہی رہے ہو گے۔ پورے بارہ عدد ہیں.... تمہاری زبان بھی نہ سمجھ سکیں گے۔ فائر کی آواز سن کر ادھر متوجہ ہوئے ہیں۔ ٹھیک اسی جگہ پہنچیں گے۔!"

جیری چھ ریوالور لئے ہوئے ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"اُن میں سے دو تم دونوں سنبھال لو اور چار میرے حوالے کر دو۔!" عمران نے کہا اور چاروں ریوالور اپنے تھیلے میں ڈال لئے۔

پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ اسٹریچر سنبھالے اوپر چلے آ رہے ہیں۔

"تم دونوں انہیں کور کئے رکھنا.... میں یہاں سے ہٹا جا رہا ہوں۔!" عمران بولا۔ "انہیں احساس نہ ہونے پائے کہ تمہارے ساتھ کوئی شکرالی بھی تھا۔!"

"میں سمجھ گیا....!" نکولس آہستہ سے بولا۔ "تم مطمئن رہو.... ایسا ہی ہو گا۔!"

جب وہ اسٹریچر لے کر اوپر پہنچے تو نکولس اور جیری کو اپنا منتظر پایا۔

"اسٹریچر یہاں رکھ دو....!" نکولس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اور انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔!"

"کیا تم نہیں جانتے کہ یہ خود ہوش میں آئیں گی۔!" پارٹی کے لیڈر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"میں ان کمینگیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"تم آپے سے باہر ہو گئے ہو۔۔۔۔!" لیڈر بولا۔

"اپنی آواز اونچی نہ ہونے دو۔۔۔۔ وہ قریب ہوتے جا رہے ہیں۔!"

"کیا ہے تمہارے دل میں۔۔۔۔؟"

"ابھی کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔۔۔۔ آخر لیزا نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں اُس سے ٹکرانے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔!"

"تم بیہوش ہو کر یہاں پہنچنے کی بجائے مر بھی سکتے تھے۔۔۔۔!" لیڈر بولا۔

"وہ مجھے نہیں مار سکتی۔۔۔۔ مار سکتی ہوتی تو جانور کیوں بنایا جاتا۔۔۔۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"جانتے ہوتے تو اس قسم کی گفتگو ہرگز نہ کرتے۔۔۔۔ وہ مجھے زندہ رکھنے پر مجبور ہے۔!"

"اور تم۔۔۔۔؟ تمہارے بارے میں تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔!" لیڈر نے جیری سے کہا۔

"یہاں آنے سے قبل مجھے بھی نہیں معلوم تھا کہ کیسے لوگوں کی ملازمت اختیار کی ہے۔!"

"اور ویسے تم بے حد شریف ہو۔!"

"یقیناً تھا۔۔۔۔ مجھ سے کسی جرم کا ارتکاب کبھی نہیں ہوا۔!"

"تعجب ہے۔۔۔۔ یہاں سبھی ریکارڈ رکھنے والے ہیں۔!"

"جیری خاموش رہو۔!" نکولس نے کہا۔

گھوڑے بہت قریب آ گئے تھے۔۔۔۔ اور پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ سب وہاں پہنچ کر رک گئے ہیں۔ ان کے کاندھوں پر رائفلیں لٹک رہی تھیں اور وہ چاروں طرف دیکھے جا رہے تھے۔

"کتنا صحیح اندازہ ہے ان کا۔۔۔۔ حیرت انگیز۔۔۔۔!" پارٹی کا لیڈر آہستہ سے بولا۔ "اب تم کیا کرو گے۔!"

"خاموش رہو۔۔۔۔!" نکولس دانت پیس کر بولا۔ اُس نے عمران کو نیچے اُترتے دیکھ لیا تھا۔ انکی نظر بھی اس پر پڑ گئی تھی اور انہوں نے نہ جانے کیا کہہ کہہ کر چیخنا شروع کر دیا تھا۔ وہ انکے قریب پہنچ کر کچھ کہنے لگا۔ وہ بغور سن رہے تھے۔ پھر نکولس نے انہیں گھوڑوں سے اترتے دیکھا۔

"یہ۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔ ایک تو یہیں کہیں موجود تھا۔۔۔۔!" لیڈر بوکھلا کر بولا۔

"پتا نہیں۔۔۔۔!"

"اوپر ہی سے نیچے گیا ہے۔۔۔۔ اور اس کے پاس گھوڑا بھی نہیں ہے۔!"

"ہو سکتا ہے۔۔۔۔ وہ چھپ کر ہمارا تعاقب کر رہا ہو۔!"

"لاؤ! ہمارے ریوالور واپس کر دو۔۔۔۔!"

"وہیں ٹھہرو۔۔۔۔ ورنہ فائر کر دوں گا۔!"

"میں سمجھ گیا۔۔۔۔!" لیڈر بھنا کر بولا۔ "تمہیں ہمارے تحفظ کا خیال نہیں تھا بلکہ انہیں ہم سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔!"

"جو چاہو سمجھ لو۔۔۔۔ زندہ گرفتار نہیں ہونا چاہتے تو ہمارے ہی ہاتھوں مارے جاؤ گے۔۔۔۔ تم صرف چھ ہو اور ہمارے ہاتھوں میں بارہ راؤنڈ ہیں۔!"

اور پھر وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ تیرہ عدد جانور انکے گرد گھیرا ڈالے ہوئے اوپر چڑھ آئے۔

وہ بالکل خاموش تھے۔۔۔۔ عمران نے نکولس اور جیری کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔

یہ چھ آدمی بُری طرح خائف نظر آ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے انکے دل ڈوب رہے ہوں۔

عمران نے جانوروں سے شکرالی میں کہا۔ "ان لوگوں کو ہلکا کر دو۔۔۔۔ اور شارق جانتا ہے کہ کس طرح ہلکا کیا جائے گا۔!"

"میں جانتا ہوں چچا۔۔۔۔!" شارق آگے بڑھتا ہوا بولا۔ اُس نے ایک آدمی کی پشت سے گیس سلنڈر اتارا تھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔!" دفعتاً نکولس بولا۔ "جس نے بھی گیس استعمال کرنے کی کوشش کی اُس پر فائر کر دوں گا۔ اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔!"

"چپ رہو۔۔۔۔ غدار۔۔۔۔ ہم تمہاری آواز بھی نہیں سننا چاہتے۔!" لیڈر غرایا۔

نکولس کچھ نہ بولا۔۔۔۔ وہ پوری طرح نگرانی کر رہا تھا۔

عمران نے شارق سے کہا۔ "تم میرے ساتھ آؤ اور ہاں دوستو! یہ دونوں بھی ہمارے ساتھی ہیں۔ اُن سے بُرا برتاؤ نہ کرنا۔۔۔۔ فی الحال میں ایک کو اپنے ساتھ لئے جا رہا ہوں۔!"

اس نے نکولس کو اشارہ کیا تھا۔

"تم کہاں جا رہے ہو.....؟" شہباز نے پوچھا۔

"ان جگہوں کی تلاش کروں گا.... جہاں ریشے بکھرے ہوئے ہیں یہ دونوں لڑکیاں ریشوں کا شکار ہوئی تھیں۔ ان چھ آدمیوں کو قیدی بنا کر رکھا جائے گا۔ مار ڈالنے کی ضرورت نہیں۔!"

"کہیں جانے سے پہلے میری ایک بات علیحدگی میں سن لو.....!" شہباز بولا۔

"ضرور.... ضرور.... آؤ....!"

وہ دونوں بقیہ افراد سے دور چلے گئے تھے۔

"مجھے خود کو ان پر ظاہر کر دینا پڑا ہے.... اسی میں بہتری ہے۔!" شہباز بولا۔

"تمہارا اپنا معاملہ ہے.....!"

"اور میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ سنہری والی طرفدار کی ہے اور سفید صف شکن کی۔!"

"اُو شہباز خدا کا خوف کر.....!"

"اب ان پر کچھ بھی گذر جائے گی.... وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے۔!"

"اور اگر سفید تم سے مایوس ہو کر خود ہی کسی کی طرف متوجہ ہو گئی تو صف شکن کی آبرو کا کیا ہو گا۔!"

"تب پھر میں اُس کتیا کو مار ڈالوں گا۔!"

"خیر.... دیکھا جائے گا.... کیا تم میری واپسی تک یہیں ٹھہرو گے۔!"

"ہاں.... تم اس کی فکر نہ کرو.... کہیں اور چلے گئے تو تم پھر ہمیں تلاش کرتے پھرو گے.... لیکن اس بندر نے کپڑے کیوں پہن لئے ہیں۔!"

اس کا اشارہ نکولس کی طرف تھا۔

"پتا نہیں.... ابھی اس کی کہانی سننے کا موقع نہیں مل سکا۔!"

عمران نکولس اور شارق کو ساتھ لے کر چلنے کو ہوا تو جیری کی گھگھی بندھ گئی۔

"نکولس! مجھے ان کے ساتھ تنہا نہ چھوڑو۔!" بدقت اس کی زبان سے نکلا تھا۔

"تمہارے ساتھ دوستوں کا سا برتاؤ ہو گا.... بے فکر رہو.....!" نکولس بولا۔

"یہ خائف ہے.....!" عمران نے شہباز کو مخاطب کر کے جیری کی طرف اشارہ کیا۔

"تم جاؤ.... اسے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔!"

"عمران نے نکولس کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تھا.... بقیہ افراد سے خاصے فاصلے پر پہنچ جانے کے بعد عمران نے نکولس کو بتایا تھا کہ وہ اُن سے کیوں علیحدہ ہوا ہے۔!"

"یہ ایک بہت مشکل کام ہے.... اس میں کئی دن لگیں گے.... بہت بڑا جنگل ہے۔!" نکولس بولا۔

"یہ بے حد ضروری ہے.....!" عمران نے کہا۔ "اگر ہم پہاڑ والی عمارت سے دیکھے جاتے رہے تو کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔!"

"اندھیرا پھیلنے والا ہے.....!" نکولس نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا.... بات بھی ٹھیک تھی.... یہ وقت اس مہم کے لئے موزوں نہیں تھا۔

"خیر تم.... بتاؤ کہ تم اس حلیے میں کیوں نظر آ رہے ہو.....؟" اس نے نکولس سے پوچھا اور نکولس نے اپنی کہانی شروع کر دی۔

شارق کچھ بولا نہیں تھا لیکن اس کی آنکھوں میں بے چینی جھانک رہی تھی۔

نکولس کے خاموش ہونے پر عمران بولا۔ "تم نے بہت اچھی کہانی سنائی ہے۔ تمہاری واپسی کا یہی مقصد ہو سکتا ہے کہ لیزا تمہاری نقل و حرکت پر نظر رکھے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔!"

"اُسے یہ تو نہیں معلوم ہو سکا کہ ہم میں سے کوئی تمہاری زبان میں بھی گفتگو کر سکتا ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... میں نے خاص طور پر اس کا خیال رکھا تھا۔ ورنہ اس وقت یہاں نہ ہوتا۔!"

"ٹھیک کہتے ہو.... اس صورت میں وہ دوبارہ تمہیں یہاں نہ بھیجتی۔ اچھا چلو.... واپس چلیں.... لیکن نہیں.... ٹھہرو۔!"

"وہ شارق کی طرف مڑا تھا۔

"اب تم بتاؤ کہ انہیں کس طرح نکال لانے میں کامیاب ہوئے.... اور بقیہ دو کا کیا ہوا۔!"

شارق نے اپنے باپ سے ملاقات کا واقعہ دہراتے ہوئے کہا۔ "اس کے بعد میں نے چچا عسکر کے تعاون سے دوسری شب کئی گھروں میں شب بیداری برپا کرا کے بقیہ دس گھروں کو بھی خالی کرا لیا۔ پھر کھال پہن کر ایک ایک کو للکارتا پھرا تھا۔ نکلو باہر.... ! میں شارق ہوں.... شنکشت ہو ہر.... میں بھی جانور ہو گیا ہوں.... بس نکل آؤ ورنہ بھانڈا پھوڑ دوں گا۔ ہمیں بستی سے

نکل کر جنگل ہی میں ڈیرا ڈالنا چاہئے۔ چلو نکلو.... یہ فرنگی سازش ہے.... جنگل میں چلو میں ثابت کر دوں گا۔ صف شکن ہماری مدد کو آیا تھا۔ وہ بھی جانور بنا دیا گیا۔ فرنگی ہم پر کسی دوا کا تجربہ کر رہے ہیں۔ صف شکن نے ثابت کر دیا ہے۔ اس طرح میں نے انہیں حجروں سے نکالا تھا اور سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ شکرالی کس طرح جانور بنائے جا رہے ہیں۔!"

"کیا ان میں تمہارا باپ شامل ہے....؟"

"حجروں سے تو سبھوں کو نکال لایا ہوں لیکن اپنے باپ کو ایک لڑاکے کے ساتھ گلترنگ کے اُسی غار میں چھوڑ آیا ہوں.... جس سے وادی کا راستہ گذرتا ہے۔!"

"تم بہت اچھے رہے شارق.... شاباش....!"

"چچا کی مہربانی ہے اور اب رب عظیم کی مہربانی سے یہاں پہنچتے ہی اُن پر ثابت ہو گیا کہ میں غلط نہیں کہہ رہا تھا۔ یہ چھ فرنگی ہاتھ لگ گئے اب وہ اپنی جان لڑا دیں گے لیکن یہ تو بتاؤ کہ نکولس نے کپڑے کیوں پہن لئے ہیں۔!"

"اس کے جسم پر اُسترہ چلایا گیا ہے۔!"

وہ پھر اسی جگہ پر پہنچے تھے جہاں ساتھیوں کو چھوڑا تھا۔

"تم بہت جلد واپس آ گئے....!" شہباز نے پوچھا۔

"اس وقت یہ کام نہیں ہو سکے گا۔!" عمران نے کہا اور ماداؤں کی طرف دیکھنے لگا جو ہوش میں آ چکی تھیں اور خاموش بیٹھی ہوئی تھیں۔

"اب وہاں چلنا چاہئے جہاں ہمیں رات گذارنی ہے۔!" عمران نے کہا۔

"یہیں کیوں نہ گذار دیں.... اس ڈھلان میں جگہ کا انتخاب کر لیا ہے.... کسی طرف سے بھی نہ دیکھے جا سکیں گے۔!" شہباز بولا۔

"ان کی طرف سے ہوشیار رہنا۔!" نکولس عمران کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔

"فکر نہ کرو.... اور ہاں.... ایک تدبیر آئی ہے ذہن میں.... فوری طور پر کم از کم ایک ایسا اسپاٹ ضرور تلاش کرو جہاں کیمرہ نصب ہو۔!"

لیزا آپریشن روم میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی اور روبن کنٹرول بورڈ کے قریب بیٹھا

ہے پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بھی نہیں.... اندھیرا پھیل گیا ہے۔!" لیزا نے رک کر روبن کی طرف مڑے بغیر کہا۔

"آخر وہ کہاں رہ گئے....!" روبن نے کہا۔

"تمہیں یقین ہے کہ تم نے ان بے ہوش لڑکیوں کے قریب جیری کو دیکھا تھا....؟"

"ہاں مادام.... اور اس کے ساتھ ایک ایسا جانور بھی تھا جس نے بہت ہی نفیس تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا.... پھر پارٹی پہنچی تھی اور شائد اُن دونوں نے کام میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی اور انہیں ریوالور دکھا کر پیچھے ہٹا دیا گیا تھا۔ پھر پارٹی نے دونوں لڑکیوں کو اٹھایا تھا اور اسپاٹ سے ہٹ گئی تھی۔"

"اُس کے بعد....!"

"اُس کے بعد کچھ بھی نہیں۔!"

"وہ دونوں پھر دکھائی دیئے تھے۔!"

"نہیں مادام.... فریم خالی ہو گیا تھا۔!"

"تمہیں کیمرے کو گھمانا چاہئے تھا.... خیر....!"

"وہ جانور کون تھا مادام....؟ جس نے کپڑے پہن رکھے تھے۔!"

"دیکھو.... نہ میں اس جانور کو جانتی ہوں اور نہ ان لڑکیوں کو.... یہ تینوں ہیڈ کوارٹر سے بھجوائے گئے تھے۔!"

"جیری اور وہ پارٹی سے الجھ پڑے تھے۔!"

"جیری کا پارٹی سے الجھنا حیرت انگیز ہے.... وہ دوسرے کام سے وہاں بھیجا گیا ہے۔!"

"میں نے یہاں کچھ افواہیں سنی ہیں۔!"

"اُن پر کان نہ دھرو.... میں نے بھی سنی ہیں۔ ٹونی لوگوں کو بد دل کر رہا تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے آئے ہوئے احکامات کے مطابق اسے سزا مل گئی۔!"

"تو یہ غلط ہے کہ نکولس کو جانور بنا دیا گیا ہے۔!"

"ہو سکتا ہے.... بنا دیا گیا ہو.... میں نے تو اسے ہیڈ کوارٹر بھجوایا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ جانور جس

نے لباس بھی پہن رکھا ہے نکولس ہی ہو۔ ہیڈ کوارٹر سے جانور ہی بنا کر بھیجا گیا ہو۔ دراصل مجھے شبہہ تھا اسی لئے میں نے جیری کو وہاں بھیجا ہے۔ وہ معلوم کرے کہ وہ نکولس ہی تو نہیں ہے۔!"

"اُن دونوں کے درمیان گہری دوستی تھی۔!"

"اسی لئے تو.... لیکن وہ پارٹی سے کیوں الجھے.... اوہ کتنا احمقانہ سوال کیا ہے میں نے۔ میں تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں روبن۔!"

"شکریہ مادام.... آپ مجھ پر اعتماد کرتی ہیں۔!"

"نکولس غدار ہے.... میں نے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی تھی.... اسی بنا پر طلب کیا گیا تھا اور میں نے اسی لئے جیری کو بھی وہاں بھجوایا ہے کہ وہ اُس پر نظر رکھے کہیں نکولس شکرالیوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔"

"آخر ہمارا یہ تجربہ کب تک جاری رہے گا۔!"

"جلد ہی اختتام کو پہنچے گا جیسے ہی وہ ہمارے ہاتھ لگے۔!"

"کون....؟"

"وہی تیرہ عدد....!"

"تو کیا انہیں یہاں سے کہیں اور منتقل کیا جائے گا۔!"

"ابھی مجھے تفصیل کا علم نہیں.... لیزا نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اب ذرا تم ایک بار پھر دیکھو.... کبھی کبھی وہ رات کو آگ روشن کرتے ہیں اور بے خبری میں کسی نہ کسی اسپاٹ پر کیمرہ کے فوکس ہی میں ہوتے ہیں۔!"

"بہت بہتر مادام....!" روبن نے ڈلیش بورڈ کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

کسی اسکرین پر روشنی دکھائی نہ دی.... پھر دفعتاً ایک اسکرین روشن نظر آیا تھا۔ کئی الاؤ جل رہے تھے اور ان کی روشنی پورے اسکرین پر پھیلی ہوئی تھی۔ الاؤ کے گرد سیاہ فام جانور اکٹھا تھے۔

"اوہ.... یہ تو کئی ہیں۔!" لیزا جلدی سے بولی۔

"کمال ہے۔! لڑکیاں رقص کر رہی ہیں نکولس اور جیری بھی ناچ رہے ہیں ایک کالا جانور مینڈولن قسم کی کوئی چیز بجا رہا ہے اور دوسرے کالے جانور تالیاں بجا رہے ہیں۔!" روبن طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

"سوال یہ ہے کہ اگر لڑکیاں ناچ رہی ہیں تو پارٹی کے چھ افراد کہاں گئے۔!" لیزا نے متفکرانہ انداز میں کہا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"وہ یقیناً پکڑے گئے ہیں.... ورنہ لڑکیاں ان کالے جانوروں کے ساتھ کیوں ہوتیں تم نے بتایا تھا کہ انہوں نے بیہوش لڑکیوں کو اسٹریچر پر اٹھایا تھا اور وہاں سے چل پڑے تھے۔!"

"ہاں مادام.... میں نے تو یہی دیکھا تھا۔!"

"جیری بھی ناچ رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ نکولس نے اُسے بھی شیشے میں اتار لیا ہے۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا.... کہیں انہوں نے ہمارے چھ افراد کو مار نہ ڈالا ہو۔!"

"اگر ایسا ہوا تو میں تجربے کو جہنم میں جھونک کر ان سبھوں کو فنا کر دوں گی۔!"

روبن کچھ نہ بولا۔ وہ پر تشویش نظروں سے اسکرین کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ آخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "سب بے حد خوش نظر آ رہے ہیں۔ گویا جنگل میں منگل منایا جا رہا ہے۔!"

"ذرا شمار تو کرو کہ یہ کالے کتنے ہیں۔!"

"سات عدد مادام....!"

"کیمرے کو گردش دے کر دیکھو شائد کچھ اور بھی ہوں۔!"

روبن دوسری مشین کے قریب جا کھڑا ہوا.... اسکا ایک بٹن دباتے ہی اسکرین کے منظر بدلنے لگے تھے۔ کبھی تاریکی کبھی دھندلی سی روشنی میں درختوں اور جھاڑیوں کی پرچھائیاں دکھائی دیتیں۔

"نہیں مادام.... آس پاس اور کوئی نہیں دکھائی دیتا۔!"

"پھر اُسی جگہ فوکس کرو....!"

"اور پھر وہی رقص کا منظر اسکرین پر قائم ہو گیا.... رقص میں تیزی آ گئی تھی وہ چاروں دیوانہ وار رقص کر رہے تھے۔ کالے جانور جھوم جھوم کر تالیاں بجا رہے تھے۔

"یہ کون سا اسپاٹ ہے....؟" لیزا نے پوچھا۔

"اسپاٹ نمبر چھ مادام....!"

"ریشے ہیں اس اسپاٹ پر....؟"

"ہیں تو مادام.... لیکن آگ.......!"

"ہاں ٹھیک ہے اگر انہیں حرکت میں لایا گیا تو جنگل میں آگ لگنے کا خدشہ ہو سکتا ہے۔ اچھی بات ہے۔ ختم کرو۔!"

روبن مشین کے پاس سے ہٹ کر کنٹرول بورڈ کے قریب آیا اور ایک بٹن دبا کر پوائنٹ نمبر چھ کی اسکرین کا رابطہ کیمرے سے منقطع کر دیا۔

"تمہارا کام ختم.... اب آرام کرو....!" لیزا نے روبن سے کہا۔

پھر وہ آپریشن روم سے باہر آئی اور ایک طویل راہ داری میں چلنے لگی جس کے دونوں اطراف میں کمرے ہی کمرے نظر آ رہے تھے۔

ایک جگہ رک کر اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی یہاں چار آدمی بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ اُسے دیکھتے ہی ہڑبڑا کر کھڑے ہو گئے۔

"جوا ہو رہا ہے....؟" لیزا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نن.... نہیں مادام....! جب سے آپ نے منع کیا ہے.... ہم پیسوں سے نہیں کھیلتے۔!" ان میں سے ایک بولا۔

"ایمر جنسی اسکواڈ تیار کرو۔!"

"کیا بات ہے مادام....؟"

"وہ پارٹی جو دونوں لڑکیوں کو لینے گئی تھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔!"

"لیکن مادام.... اندھیرا پھیل چکا ہے.... اور وہ کالے جانور جھلائے ہوئے ہیں۔!"

"بزدلی کی باتیں مت کرو....!" لیزا پیر پٹخ کر بولی۔ "ادھر آؤ۔!"

وہ اس بڑے نقشے کے قریب جا کھڑی ہوئی جو دیوار پر لٹکا ہوا تھا۔ مخاطب بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔

یہاں.... اس جگہ انہوں نے آگ روشن کر رکھی ہے اور گا بجا رہے ہیں۔ سات عدد کالے جانور ہیں.... وہ دونوں لڑکیاں جیری اور نکولس!" لیزا نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھ کر بولی تھی۔

"اور پارٹی کے چھ افراد....!" اس آدمی نے سوال کیا۔

"ان کا کہیں پتا نہیں ہے۔!"

"وہ لڑکیوں ہی کو تو لینے گئے تھے۔!"

"میرا خیال ہے کہ کالے جانوروں نے انہیں پکڑ لیا ہے۔!"

"ہو سکتا ہے.... وہ خود ہی لڑکیوں کی تاک میں ہوں اور اُن پر ہاتھ ڈالنے کا موقع ابھی تک نہ مل سکا ہو۔!"

"کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو....؟"

"نن.... نہیں.... مادام.... میں نے سوچا اس کا بھی تو امکان ہے۔!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ غیر یقینی باتیں میری زبان سے نہیں نکلتیں۔!"

"ہاں مادام....! معافی چاہتا ہوں۔!"

"کچھ دیر قبل دیکھا گیا تھا کہ انہوں نے بیہوش لڑکیوں کو پوائنٹ نمبر چار سے اٹھایا تھا اور اسٹریچر پر ڈال کر وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔ روانگی سے قبل نکولس اور جیری سے مڈ بھیڑ ہوئی تھی۔ ان دونوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی لیکن دھکا کر راستے سے ہٹا دیئے گئے تھے۔ لیکن ابھی چند منٹ پیشتر وہ پوائنٹ نمبر چھ پر لڑکیوں کے ساتھ ناچتے دیکھے گئے ہیں۔!"

"تب تو یقیناً.... مادام....!"

"جلدی کرو.... اور ہاں آج سے یہ پابندی بھی ختم.... اب کسی فیلڈ ورکر کی آنکھوں پر چمڑے کے تسمے نہیں چڑھائے جائیں گے۔ میں تمہیں راستے سے آگاہ کر دوں گی۔!"

"یہ آپ بہت اچھا کریں گی.... کم از کم فیلڈ ورکرز کو تو راستے کا علم ہونا ہی چاہئے۔!"

"تم چاروں پوری طرح مسلح ہو کر جاؤ گے.... گیس ماسکس اور سلنڈر سمیت۔!"

"بہت بہتر مادام....!"

✧

دونوں مادائیں بے حد خوش تھیں۔ انہیں آج اتنے دنوں بعد ان کے ہم رنگ اور ہم زبان افراد ملے تھے۔ نکولس اور جیری....! وہ آنکھیں بند کئے دیوانہ وار ناچے جا رہی تھیں۔ رباب کی موسیقی غیر مانوس ضرور تھی لیکن اتار چڑھاؤ میں ویسے جھٹکے پائے جاتے تھے جیسے ان کی جدید ترین موسیقی میں ملتے ہیں۔ لہٰذا وہ تھر کے جا رہی تھیں۔ لیکن اس مدہوشی کے عالم میں بھی اس کا خیال رکھا تھا کہ وہ مقابل رقاصوں سے اپنا فاصلہ کم نہ ہونے دیں۔ عمران نے انہیں پہلے ہی سمجھایا تھا اگر رقص کرتے وقت انہوں نے اپنے ہم رقصوں کے ہاتھ بھی تھام لئے تو کالے جانور

ان چاروں کو زندہ دفن کر دیں گے۔ سفید مادہ گا رہی تھی۔

"ہماری پیاس بڑھ رہی ہے لیکن ہم بے بس ہیں۔

ہم پہاڑی ندیاں پتھروں کی پیاس بجھا سکتی ہیں۔

پانی پانی.... پیاس پیاس

پانی کی پیاس کون بجھائے

پتھر سے پتھر ٹکرائے

پھلجھڑیاں چھوٹیں

پانی لہریں.... قطرے.... پھواریں....

کاش پھواریں سنگریزے بن جائیں

کوئی نئی بات تو ہو

پیاسا پانی اٹل حقیقت.... امر حقیقت"

"اب بس کرو ورنہ میں رونا شروع کر دوں گا۔!" کسی تاریک گوشے سے عمران کی آواز آئی۔

"تم سامنے تو آؤ کالے درندے.... ساری آگ تمہاری لگائی ہوئی ہے۔!" سفید مادہ نے چیخ کر کہا۔ رقص تھم چکا تھا.... رباب کی آواز سناٹے میں مدغم ہو گئی تھی۔

پھر عمران نے شکرالی میں کچھ کہا تھا اور رباب دوبارہ بجنے لگا تھا۔ اس بار کالوں نے اُن چاروں کو الاؤ کے پاس سے ہٹا کر خود اچھلنا کودنا اور زور زور سے گانا شروع کر دیا تھا۔

سفید مادہ جیری سے بولی۔ "تم سخت متوحش نظر آرہے ہو۔!"

"متوحش ہونے کی بات ہی ہے۔!" جیری نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی بہت ہی بھیانک خواب دیکھ رہا ہوں اور کسی وقت بھی چیخ مار کر جاگ پڑوں گا۔ خدا انہیں غارت کرے جنہوں نے ایسے حالات پیدا کئے۔!"

"تم کہاں سے آئے ہو....؟"

"وہیں سے جہاں سے اس درندگی کی جڑیں پھوٹی ہیں۔!"

"لیکن تم تو آدمی ہی ہو.... اور ان کالوں نے تمہیں گرفتار بھی نہیں کیا ہے۔!"

"وہ جانتے ہیں کہ ذاتی طور پر میں ان کے لئے بے ضرر ہوں۔!"

"ہمیں بیہوش کر کے کہاں لے جایا جاتا....؟"

"خدا ہی جانے.... میں ان میں سے ضرور ہوں لیکن میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے.... آدمی جانور کیوں بنائے جا رہے ہیں۔!"

"تم آئے کیوں تھے....؟"

"بظاہر یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو دوا سازی کے لئے جڑی بوٹیاں تلاش کرتا ہے.... زلمیر کے جنگل میں جن کی بہتات بتائی جاتی ہے۔!"

"اوہ.... تو دھوکے سے لائے گئے ہو۔!"

"یہی سمجھ لو....!"

"ان میں ایک کالا جانور بہت چالاک ہے۔!"

"مجھے معلوم ہے.... وہ انگلش روانی سے بول سکتا ہے۔!"

"اس نے ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دی.... لیکن جب اس کے جسم میں کھجلی اٹھتی ہے اور وہ زمین پر لوٹنے لگتا ہے تو مجھے اُس پر بہت ترس آتا ہے۔!"

"جوئیں پڑ گئی ہوں گی۔!"

شکرالیوں کا غل غپاڑا اور اچھل کود جاری رہی۔ شور اس قدر بڑھ گیا کہ ان دونوں کی آوازیں اسی میں ڈوب کر رہ گئیں.... وہ ایک دوسرے کی بات سمجھ نہ سکنے کی بنا پر خاموش ہو گئے.... رفتہ رفتہ وہ ڈھیلے پڑنے لگے.... اور اب مضمحل انداز میں آہستہ آہستہ گا رہے تھے اور رقص میں بھی سست رفتاری آ گئی تھی۔

سنہری مادہ نے نکولس سے پوچھا۔ "تم نے کپڑے کیوں پہن لئے ہیں۔!"

"سر چھوڑ کر بقیہ جسم پر شیو کر ڈالا تھا.... لیکن اب بال پھر بڑھ رہے ہیں.... کچھ دنوں کے بعد کپڑے پھر اتارنے پڑیں گے....!" نکولس نے جواب دیا۔

"کیا ہمیں کبھی اس عذاب سے نجات ملے گی۔!"

"اگر بالوں کی نشوونما کا کوئی توڑ بھی ان کے پاس ہوا تو.... ورنہ اب ہمیں اس پر قناعت کرلینی چاہئے۔!"

"تم بھی وہیں سے آئے ہو۔!"

"ہاں.... مجھے سزا دی گئی ہے۔ تم دونوں کے جانور بنائے جانے پر میں نے احتجاج کیا تھا۔!"

"کیا تم ہمیں پہلے سے جانتے ہو....؟"

"نہیں....! میں نے تمہیں اسی جنگل میں دیکھا ہے.... تم دونوں کہاں سے آئی ہو....؟"

اس نے اُسے اپنے اور سفید مادہ کے بارے میں مختصراً بتاتے ہوئے کہا۔ "جب ہم یہاں ہوش میں آئے تھے تو ہمارے ذہنوں پر خوف مسلط تھا۔ پھر وہ کالے جانور مل گئے جن میں سے ایک ہماری زبان بھی جانتا تھا۔!"

"ان کالوں کو اس کی کوئی فکر نہیں معلوم ہوتی۔!" نکولس نے کہا۔

"قطعی نہیں.... ہر وقت قہقہے لگاتے رہتے ہیں.... اور خصوصیت سے وہ جو ہماری بھی زبان بول سکتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آسکا۔"

"ہاں وہ عجیب ہے.... لفظ مایوسی سے تو واقف ہی نہیں ہے۔!"

"تم دونوں کی وجہ سے میں اس حال کو پہنچا ہوں۔!"

"لیکن وہ دوسرا آدمی جیری....! جو تمہارے ساتھ ہے۔!"

"میں نہیں جانتا کہ اُسے جانور کیوں نہیں بنایا گیا۔!"

"کہیں وہ کالی بھیڑ نہ ہو۔!"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔!"

ٹھیک اسی وقت کسی پرندے کی آواز سنائی دی تھی اور شکرالی ناچتے ناچتے رک گئے تھے۔ پھر انہوں نے آس پاس کی جھاڑیوں میں چھلانگیں لگائی تھیں اور یہاں صرف یہی چاروں کھڑے رہ گئے تھے۔

"یہ.... یہ.... کیا ہوا....؟" سفید مادہ خوف زدہ سی آواز میں بولی۔

"خدا جانے....!" نکولس چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

پھر ایسا معلوم ہوا تھا جیسے الاؤ کی روشنی کے گرد پھیلے ہوئے تاریک حصوں میں زلزلہ سا آگیا ہو.... بھانت بھانت کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں ایک فائر بھی ہوا تھا۔

"لیٹ جاؤ.... جلدی سے لیٹ جاؤ....!" نکولس زمین پر سینے کے بل گرتا ہوا بولا۔ ان تینوں نے بھی اس کی تقلید کی تھی.... اور پھر سنہری مادہ نے رونا شروع کر دیا تھا۔

"نہیں.... نہیں.... میرا خیال ہے کہ صف شکن کا پھیلایا ہوا جال شکار سے بھر گیا ہوگا۔"

"میں نہیں سمجھی....! تم کیا کہہ رہے ہو....!" سفید مادہ بولی۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔!"

ذرا ہی سی دیر میں ایسا سناٹا چھا گیا جیسے کچھ دیر قبل کوئی خاص واقعہ ہی نہ ہوا ہو۔ الاؤ جل رہے تھے اور ان کی زرد روشنی آس پاس کی جھاڑیوں اور درختوں پر کپکپا رہی تھی.... جھینگروں کی جھائیں جھائیں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔

"کب تک یونہی پڑے رہیں گے....!" سفید مادہ منمنائی۔

"جب تک اشارہ نہیں ملے گا۔!"

"کس کا اشارہ....؟ کیسا اشارہ....!"

"چپ چاپ پڑی رہو....!"

"تو کیا اب تم بھی دھمکاؤ گے۔!"

"تم غلط سمجھیں.... میں نے درخواست کی تھی۔!"

کئی منٹ گذر گئے اور وہ اسی طرح پڑے رہے.... پھر اچانک عمران کی آواز آئی تھی۔

"نکولس....! ٹھکانے کی طرف.... کھیل ختم ہو گیا۔!"

"یہ کک.... کہاں سے.... بب.... بول رہا ہے....!" سفید مادہ ہکلائی۔

"پتا نہیں....!" نکولس نے کہا۔ "اب اٹھ جاؤ۔!"

پھر الاؤ جلتے رہے تھے اور وہ جگہ ویران ہو گئی تھی۔ نکولس انہیں اندھیرے میں ایک جانب لئے جا رہا تھا۔

"اب ہم کہاں جا رہے ہیں....؟" سنہری مادہ نے پوچھا۔

"ایک بہت بڑے غار کی طرف.... جہاں ہم رات گذاریں گے۔!"

"ابھی تک کیا ہوتا رہا تھا....؟"

"میں نہیں جانتا....!" نکولس نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد انہیں ٹارچ کی روشنی دکھائی دی تھی اور غالباً اس کا مقصد انہیں راستہ ہی دکھانا تھا.... روشنی کا دائرہ ان کے آگے آگے رینگ رہا تھا پھر غار کا دہانہ دکھائی دیا۔

"چلو.....!" نکولس نے جیری کو آگے بڑھایا۔ وہ اسکے پیچھے چل رہا تھا۔ مادائیں آگے تھیں۔

"غار میں کیا ہوگا.....!" جیری کی آواز کانپ رہی تھی۔

"تم تو ان لڑکیوں سے بھی بدتر ثابت ہو رہے ہو۔!"

خاصا کشادہ غار تھا جس کے وسط میں خشک لکڑیوں کا بہت بڑا ڈھیر جل رہا تھا..... روشنی پورے غار میں پھیلی ہوئی تھی اور اب وہاں چھ کی بجائے دس قیدی نظر آئے..... ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور انہیں دوزانوں بٹھا کر اُن کے ٹخنے بھی جکڑ دیئے گئے تھے۔

کسی گوشے سے عمران کی آواز ابھری۔

"نکولس.....! کیا تم سبھوں کے نام سے واقف ہو۔!"

"ہاں..... میں جانتا ہوں..... یہ فیلڈ ورکرز ہیں..... اب لیزا گوردو کے پاس ایک بھی فیلڈ ورکر نہیں رہا۔ ٹونی اور گیسپر پہلے ہی مارے جا چکے ہیں۔!"

"کیوں بکواس کر رہا ہے۔!" قیدیوں میں سے ایک دہاڑا..... ٹھیک اسی وقت دو شکرالی آگے بڑھے اور اسے اٹھا کر الٹ دیا تھا۔ اس طرح وہ اوندھا ہو گیا۔ تیسرے نے کسی درخت کی ہری شاخ سے اس کے کولھوں پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ وہ پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا۔

"بس کرو.....!" تھوڑی دیر بعد عمران کی آواز آئی اور شکرالی کا ہاتھ رک گیا۔

"یہ کون ہے.....؟" ایک قیدی نے نکولس سے خوف زدہ سی آواز میں پوچھا۔ "ہماری زبان بول سکتا ہے۔!"

"لیزا نے تم سب کو جہنم میں جھونکا ہے..... یہ اس کی خام خیالی ہے کہ شکرالی زبان کے علاوہ یہ لوگ اور کوئی زبان نہیں بول سکتے..... اور نہ اس کے خیال کے مطابق اتنے توہم پرست ہیں کہ اسے کوئی آسمانی بلا سمجھتے۔!"

"تو تم نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔!"

"صرف پچاس فیصد.....! پچاس فیصد سے یہ پہلے ہی واقف تھے۔!"

"اب کیا ہوگا.....؟"

"یہ رحم کرنا نہیں جانتے..... لہٰذا جو کچھ کہیں کرتے رہو۔!" نکولس نے کہا اور نئے پھنسنے والوں میں سے ایک کی طرف دیکھ کر بولا۔ "تم کیسے آ پھنسے؟"

"انہی لوگوں کی تلاش میں نکلے تھے..... مادام نے جگہ کی نشان دہی کی تھی۔ جیسے ہی ہم اس جگہ کے قریب پہنچے جہاں رقص ہو رہا تھا یہ لوگ ہم پر ٹوٹ پڑے۔!"

"یہ محض اتفاق نہیں تھا۔" نکولس بولا۔ "وہ جو انگلش بول سکتا ہے بہت چالاک ہے..... اسی نے یہ جال بچھایا تھا..... بہرحال لیزا نے مجھ پر ظلم کر کے اچھا نہیں کیا۔ میں نے صرف اس پر احتجاج کیا تھا کہ دو سفید فام لڑکیاں بھی جانور بنا دی گئی ہیں۔!"

"اسے ہم میں سے کسی نے بھی پسند نہیں کیا تھا۔!" قیدی نے کہا۔

"لیکن تم لیزا کے سامنے زبان کھولنے کی ہمت نہیں رکھتے۔!"

قیدی کچھ نہ بولا۔ نکولس کہتا رہا..... "اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو تمہیں اب ان شکرالیوں کے اشاروں پر ناچنا ہوگا۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ نکولس نے شکرالیوں کی طرف دیکھا جو سامنے ہی قطار بنائے کھڑے تھے۔ بالکل خاموش اور یہ خاموشی بڑی بھیانک لگ رہی تھی۔ سرد سی لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی تھی۔

عمران اور شارق اُن سے دور کھڑے آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ عمران اس سے کہہ رہا تھا۔ "دس عدد اور وہ تین عدد جو پہلے ہی حاصل کر چکے تھے تمہیں یاد ہے نا انہیں کہاں چھپایا تھا۔!"

"مجھے یاد ہے.....!" شارق نے کہا۔ "لیکن ان کا کیا ہوگا چچا.....!"

"یہ بدستور قیدی رہیں گے۔!"

"جس طرح نکولس اور اس کا دوسرا ساتھی ساتھ دے رہے ہیں اسی طرح انہیں بھی کارآمد بنایا جا سکتا ہے۔!"

"ضروری نہیں ہے کہ یہ بھی ساتھ دینے پر آمادہ ہو جائیں..... کیا تم نے سنا نہیں کہ نکولس کو صرف اس پر اعتراض تھا کہ دو سفید فام لڑکیاں بھی جانور بنا دی گئی تھیں۔ اُسے ہم سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ پھر خود بھی جانور بنا دیا گیا اور انتقاماً ہم سے ساز باز کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔"

"ٹھیک کہتے ہو چچا..... فرنگی کسی کا بھی نہیں۔!"

دفعتاً عمران آگے بڑھا اور دسوں قیدیوں کے قریب جا کھڑا ہوا اور بولا۔

"صبح تک ہم تمہارے اس نظام کو ناکارہ کر دیں گے جس کے ذریعے عمارت سے ہماری نگرانی کی جاتی ہے۔!"

قیدی کچھ نہ بولے.... عمران نے پھر کہا۔ "ہم الگ تھلگ رہ کر اپنی انفرادیت برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ جاہل نہیں ہیں.... اس عمارت کو دھماکوں سے اڑادیں گے۔

"اور پھر تمہیں دوبارہ آدمی بننا نصیب نہ ہوگا۔!" قیدیوں میں سے ایک بولا۔

"تمہارے پاس اینٹی ڈوٹ نہیں ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ورنہ نکولس کے جسم پر اُسترہ نہ پھیرا جاتا۔!"

"تم ان مصلحتوں کو کیا جانو....!" قیدی بولا۔

"کیا تمہارے پاس کوئی معقول حل ہے۔!"

"ہے کیوں نہیں....!" قیدی نے کہا۔ "ہمارے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو.... تمہیں دوبارہ آدمی بنوادیں گے۔!"

"ہم دوبارہ آدمی بننا نہیں چاہتے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔!"

"بالکل عجیب نہیں ہے.... جانور بننے کے بعد ہم ضمیر کھو بیٹھے ہیں۔ جائز اور ناجائز کا کوئی تصور ہمارے ساتھ نہیں رہا۔ لہٰذا تم میں سے تین آدمی اسی وقت بھون کر کھالئے جائیں گے۔ ابھی ہم نے رات کا کھانا نہیں کھایا۔!"

"نہیں.... نہیں....!" کئی خوف زدہ سی آوازیں بلند ہوئیں۔

"آدمی کا گوشت کتنا لذیز ہے....!" عمران چٹخارہ لے کر بولا۔ "یہ ہمیں اس وقت معلوم ہوا جب تمہاری مادام گوردوا اپنے ایک آدمی گیسپر کی لاش یہاں چھوڑ گئی تھی۔!"

"تت.... تو کیا سچ مچ....!" جیری عمران کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔

"تم ابھی دیکھ ہی لوگے۔!"

"نہیں.... نہیں.... یہ ناممکن ہے۔!" مادائیں بول پڑیں۔

"مت بکواس کرو....!" عمران دہاڑا۔

"کیا واقعی....؟" نکولس بھی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"خاموش رہو....؟" عمران نے اُسے بھی جھڑک دیا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔!" سفید مادہ عمران کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "ہم نے تمہیں کوئی انسانی کھاتے نہیں دیکھا۔!"

"تم دونوں اس وقت وہاں سے بہت دور درخت پر چڑھی بیٹھی تھیں.... اور تمہیں بھی ہم اسی لئے پال رکھا ہے کہ جب کھانے کو کچھ نہ ہوگا تو بھون کر کھا جائیں گے۔ تم دونوں کا گوشت تو بے حد لذیذ ہوگا۔!"

"فضول باتیں نہ کرو....!" نکولس بھی بگڑ گیا۔

"انہیں بھی اسی طرح باندھ کر ان کے قریب بٹھادو۔!" عمران نے مڑ کر شکرالی میں کہا اور سب اُن پر ٹوٹ پڑے۔

طرب دار دور کھڑا احتجاج کر رہا تھا کیونکہ سنہری مادہ بھی زد پر آگئی تھی۔

"کیوں بکواس کر رہا ہے.... چپکا کھڑا رہ....!" شہباز پلٹ کر دہاڑا۔

ذرا ہی سی دیر میں یہ چاروں بھی قیدیوں کے پاس بٹھادیئے گئے۔ انہی کی طرح ان کے ہاتھ بھی باندھ دیئے گئے تھے۔

"اب بتاؤ....!" ایک قیدی نے خوف زدہ سی ہنسی کے ساتھ نکولس کو مخاطب کیا۔

"میں نہیں جانتا.... میں نہیں جانتا۔!" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

"اب تم میں سے تین....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"یہ ظلم ہے....!" نکولس بول پڑا۔

"کیا ہم پر ظلم نہیں ہوا ہے....!" عمران نے کہا۔

"پھر بھی تم زندہ تو ہو....!"

"زندہ ہیں.... اور آدمیت سے کوسوں دور....!"

"تم نے اس دن انسانیت کے موضوع پر ایسی گفتگو کی تھی کہ میں عش عش کر تارہ گیا تھا۔!"

"اُس دن تک کسی سفید فام آدمی کا گوشت نہیں چکھا تھا۔!" عمران نے کہا۔ "اب تم اپنی زبان بند کرو۔!"

قیدیوں میں سے اُن تین آدمیوں کو کھینچ کر الگ کر دیا گیا جن کی طرف عمران نے اشارہ کیا

تھا اور پھر انہیں باہر لے جایا جانے لگا۔

"کیا ہماری گلو خلاصی کی کوئی صورت نہیں۔!" نئے قیدیوں میں سے ایک نے پوچھا۔

"ٹھہر جاؤ....!" عمران نے اُن سے کہا جو تین قیدیوں کو غار سے باہر لے جا رہے تھے۔

وہ رک گئے اور عمران نے سوال کرنے والے قیدی سے کہا۔ "صورت تو ہے لیکن تم لوگ اُس پر آمادہ نہیں ہو گے۔!"

"تم کہو بھی تو....!"

"میں کہوں گا اور تم یہی جواب دو گے کہ یہ ہمارے بس سے باہر ہے کیونکہ مادام گورو ہماری آنکھوں پر چمڑے کا تسمہ چڑھا دیتی ہے۔!"

"کم از کم.... ہم چار افراد یہ نہیں کہہ سکتے۔!"

"کیا اس نے تمہیں راستہ دکھایا ہے۔!"

"ہاں آج.... اس نے فیلڈ ورکرز پر سے یہ پابندی ہٹا دی ہے۔!"

"اگر ہم کشت وخون کے بغیر عمارت پر قبضہ کر سکیں تو یہی تم سبھوں کے لئے بہتر ہو گا۔!"

"یہ ناممکن نہیں ہے۔!"

"کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اپنے اس ساتھی سے اتفاق نہ رکھتا ہو۔!" عمران نے دوسرے قیدیوں سے سوال کیا۔ لیکن کوئی کچھ نہ بولا وہ سب سر جھکائے بیٹھے تھے اور ان تینوں کے چہرے کھل اٹھے تھے جنہیں ان کے اپنے خیال کے مطابق ذبح کر دینے کے لئے باہر لے جایا جا رہا تھا۔

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم اپنے ساتھی سے متفق ہو.... اور ہمارے کام میں رخنہ نہیں ڈالو گے۔!" عمران نے کہا اس پر پہلی پارٹی کا لیڈر بھرائی ہوئی آواز میں بولا تھا۔ "ہم نہیں جانتے تھے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے.... لیکن جب پہنچ ہی گئے تھے تو پھر حالات سے سمجھوتا کرنا پڑا تھا۔ میں اپنے بارے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ قتل کر دینا بہتر سمجھوں گا اس کے مقابلے میں کہ کسی کو مسلسل اذیت کا شکار بنایا جائے۔!"

"سمجھداری کی بات ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"لیکن، اسکے باوجود یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ تم سب دوبارہ آدمی بن سکو گے۔!"

"اس کی فکر نہ ہونی چاہئے تمہیں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

پھر کوئی کچھ نہیں بولا تھا.... عمران کے اشارے پر تینوں قیدی دوبارہ وہیں بٹھا دیئے گئے جو باہر لے جانے کے لئے اٹھائے گئے تھے۔

سفید مادہ نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا "مجھے یقین نہیں تھا کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔!"

عمران اس کی بات کا جواب دیئے بغیر شہباز کی طرف بڑھ گیا اور اُسے بتانے لگا کہ قیدیوں سے کس قسم کی گفتگو ہوئی تھی۔!

"راستہ تم پہلے ہی سے جانتے ہو....!" شہباز نے کہا۔

"کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُس چوکور خلاء کے پیچھے کیا ہو گا۔ لیزا سے متعلق میں نے جو اندازہ لگایا ہے اس کے مطابق وہ کلی طور پر کسی پر بھی اعتماد نہ کرنے والی عورت معلوم ہوتی ہے۔ اگر اس نے اپنے کچھ آدمیوں کو راستے سے آگاہ بھی کر دیا ہو گا تو اس میں بھی کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہو گا۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"لیزا پر میں یہیں.... اس جنگل میں قابو پانا چاہتا ہوں۔!"

"اس کی کیا صورت ہو گی....!"

"ایک تدبیر ہے۔!"

"جو چاہو کرو.... ابھی تک تمہاری کوئی تدبیر ناکام نہیں ہوئی۔!"

رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی۔ لیکن ابھی تک وہ لوگ واپس نہیں آئے تھے۔ لیزا نے بے قرار ہو کر پھر آپریشن روم کا رخ کیا۔ لیکن آپریٹر ساتھ نہیں تھا۔ کنٹرول بورڈ کے قریب پہنچ کر اس نے خود ہی مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے تھے۔

پوائنٹ نمبر چھ کی اسکرین پر پھر کالے جانور دکھائی دیئے.... الاؤ بدستور روشن تھے اور اب ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا جس کی بنا پر اسکرین کچھ زیادہ ہی واضح نظر آ رہی تھی۔

اس کے دسوں فیلڈ ورکر بندھے بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے آس پاس کالے جانور اسی طرح ناچ رہے تھے جیسے اظہارِ مسرت کر رہے ہوں۔

لیزا کے پورے جسم سے پسینہ چھوٹ پڑا.... نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہ خوف زدہ
نظروں سے اسکرین کی طرف دیکھتی رہی۔ دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ تو یہ چاروں بھی پ
لئے گئے.... وہ سوچ رہی تھی بہت بُرا ہوا.... بارہ فیلڈ ورکرز تھے بہترین لڑاکے.... جن میں
سے دو پہلے ہی ختم ہو گئے تھے.... اب کیا ہو گا۔ بقیہ عملے کو مسلح جدوجہد کا کوئی تجربہ نہیں....
پھر کیا کیا جائے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ قبل اس کے کہ وہ فیلڈ ورکرز کو کوئی گزند
پہنچائیں خود انہیں ہی ختم کر دیا جائے اب تو ہیڈ کوارٹر سے ہدایات لینے کا بھی وقت نہیں رہا تھا۔ نہ
پیغام جاسکتا اور نہ جواب ملتا۔

وہ کنٹرول بورڈ کے قریب سے ہٹ کر اس مشین کے پاس پہنچی جس کے ذریعے کیمرے کو
حرکت دی جاتی تھی۔ اس کے مختلف بٹنوں کو دبانے سے اسکرین پر تاریکی پھیل گئی۔ غالباً وہ
کیمرے کو گھما کر اس جگہ کے گردو پیش کا جائزہ لینا چاہتی تھی لیکن اس کی خواہش پوری نہ
ہو سکی.... کیونکہ الاؤ کی روشنی کا پھیلاؤ محدود دائرے میں تھا۔

اسکرین بدستور تاریک رہا۔ ہار کر اس نے پھر الاؤ ہی والے اسپاٹ پر فوکس کیا تھا۔
قیدیوں کے گرد کالے جانور پہلے ہی کی طرح اچھل کود رہے تھے لیکن اب ان کے ہاتھوں
میں بڑے بڑے اور چمکیلے خنجر بھی نظر آرہے تھے۔

لیزا کانپ کر رہ گئی۔

پھر اس نے خطرے کا الارم بجا کر بقیہ عملے کو آپریشن روم ہی میں اکٹھا کر لیا تھا۔ وہ سب
سوتے سے اٹھ کر آئے تھے لہٰذا ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار تھے۔ لیکن لیزا نے جیسے ہی
انہیں اسکرین کی طرف متوجہ کیا اُن کے چہروں کی رنگت بدل گئی.... اونگھتے ہوئے ذہن بیدار
ہو گئے اور نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھیں پھیل گئیں۔

"یہ ایک بے ضرر تجربہ تھا....!" لیزا بولی۔ "وہ ہمیشہ کے لئے جانور نہیں بنائے گئے تھے
جو کچھ بھی کیا جا رہا تھا بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کیا جا رہا تھا۔ مگر اب خون بہانا ہی پڑے گا۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ لیزا جو سانس لینے کے لئے رکی تھی پھر بولی۔ "تم دیکھ رہے ہو کہ ہمارے
فیلڈ ورکر کس حال میں ہیں۔!"

"شکرالیوں کو تو معلوم نہیں تھا کہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے جانور بنائے گئے تھے

نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ کون تھا....!" لیزا غرائی۔ لیکن بدستور خاموشی رہی.... بولنے والا سامنے نہ آیا۔ لیزا
نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "میں دیکھ رہی ہوں کہ تم میں سے کئی ٹونی کے جھوٹے پروپیگنڈے سے
متاثر ہوئے ہیں۔ بہر حال کچھ بھی ہو.... کیا تم اسے برداشت کرو گے کہ وہ ان دس فیلڈ ورکرز
کو مار ڈالیں۔!"

"ہمیں تو ٹونی اور گیسپر کا مرنا بھی پسند نہیں آیا۔!" سامنے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے کہا۔

"گیسپر کو جنگل میں ایک حادثہ پیش آیا تھا اور ٹونی نے ڈسپلن کے خلاف رویہ اختیار کرنے کی
سزا پائی۔!"

"سزائے موت دینے کا اختیار تمہیں کس نے دیا ہے مادام....!" اسی آدمی نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر نے....!" لیزا جھنجھلا کر بولی۔ "تم نے یہ بحث کیوں چھیڑی ہے اس وقت؟"

"اس لئے کہ ہم میں سے زیادہ تر لوگ یہاں جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آئے تھے۔!"

"جو لوگ جڑی بوٹیوں کی تلاش میں آئے تھے وہ قطعی محفوظ ہیں.... انہیں کسی مخصوص
مہم پر نہیں بھیجا گیا۔!"

"نکولس ہیڈ کوارٹر واپس گیا....!" ایک آواز ابھری.... "لیکن جیری کہاں ہے۔!"

"جہنم میں....!" لیزا پیر پٹخ کر دہاڑی۔

"ہم میں سے زیادہ تر لوگ نہ تمہیں پسند کرتے ہیں اور نہ تمہارے فیلڈ ورکرز کو۔!" سامنے
والے آدمی نے اس کے لہجے کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

"تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو....!"

"ہم میں سے کوئی بھی جنگل میں قدم نہیں رکھے گا۔!"

"اچھی بات ہے تو تم سب چلے جاؤ یہاں سے....!" وہ پیر پٹخ کر دہاڑی تھی۔

ایک ایک کر کے وہ آپریشن روم سے نکلنے لگے.... صرف سرینا وہیں کھڑی رہ گئی۔

"دروازہ بند کر دو....!" لیزا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

سرینا دروازہ بولٹ کر کے پلٹ آئی اور خاموش کھڑی رہی۔

"تم نے دیکھا....؟" لیزا اسکرین پر نظر جمائے ہوئی بولی۔

"ہاں مادام....!"

"کیا خیال ہے....؟"

"اب ان پر ذرہ برابر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔!"

لیزا نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور پر تشویش نظروں سے اسکرین کی طرف دیکھتی رہی۔

"پھر اب کیا ہو گا مادام....!" سرینا نے اسکرین پر نظر جمائے ہوئے کہا۔"ان کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔!"

"میں تنہا جاؤں گی۔!"

"یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں.... میں نے ان لوگوں سے بحث میں الجھنا محض اسی لئے پسند نہیں کیا تھا کہ یہ ناکارہ لوگ ہیں.... تجربہ گاہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ریوالور کا دستہ ہاتھ میں آتے ہی ان کے مسامات پسینہ اگلنے لگیں گے۔!"

"لیکن تنہا آپ....؟"

"ہزاروں پر بھاری ہوں.... تم کیا سمجھتی ہو مجھے۔!"

"آپ حیرت انگیز ہیں مادام....!"

"اور میں تمہارے علاوہ اور کسی پر اعتماد نہیں کر سکتی.... یہاں اس عمارت کے رازوں سے میرے علاوہ اور کوئی بھی واقف نہیں ہے۔!"

"اس میں کیا شک ہے مادام....!"

"اب میں جو کچھ کرنے جا رہی ہوں.... اُس میں تمہاری مدد کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن صرف عمارت ہی کی حد تک میں تمہیں بھی ساتھ نہیں لے جاؤں گی۔!"

دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"کون ہے....؟" لیزا نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"روبن مادام....!" باہر سے آواز آئی۔

"دروازہ کھول دو....!" لیزا نے سرینا سے کہا۔

روبن اندر داخل ہو کر بولا تھا۔"مجھے یہاں سے نہ جانا چاہئے تھا مادام.... لیکن مجھے دیکھنا تھا کہ اُن کے ارادے کیا ہیں.... کہیں وہ آپ کے دشمن تو نہیں ہو گئے۔!"

"تو پھر تم نے کیا معلوم کیا۔!"

"صرف یہی کہ وہ جنگل میں نہ جائیں گے.... اپنے فرائض معمول کے مطابق ادا کرتے رہیں گے۔!"

"تمہارا کیا خیال ہے۔!"

"میں آپ کے ساتھ ہوں مادام.... جنگل میں بھی تنہا جا سکتا ہوں۔!"

"شکریہ روبن.... تم یہیں رہو گے.... آپریشن روم میں.... میں تنہا جاؤں گی۔!"

"یہ مناسب نہ ہو گا مادام....!"

"میں بھی یہی کہہ رہی تھی....!" سرینا بولی۔

"نہیں....! تمہیں اس قسم کے کاموں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اسی لئے میں نے بارہ فیلڈ ورکرز مہیا کئے تھے.... مجھے یقین ہے کہ ان کالے جانوروں میں ایک بے حد چالاک شکرالی بھی موجود ہے جس کی عقل کو میرے فیلڈ ورکرز بھی نہ پہنچ سکے۔!"

"میں نہیں سمجھا مادام....!"

"نکولس نے ان مقامات کی نشان دہی کر دی ہے جہاں کیمرے نصب ہیں۔ لہٰذا اُن لوگوں نے پوائنٹ نمبر چھ پر الاؤ روشن کئے ہیں۔ چھ فیلڈ ورکرز کو وہ پہلے ہی پکڑ چکے تھے اور اُن کی تلاش میں آنے والوں کے لئے پوائنٹ نمبر چھ پر جال بچھایا تھا۔ اس وقت وہاں ایک بھی قیدی نہیں تھا لیکن اب تم دسوں کو وہیں بیٹھے دیکھ رہے ہو۔ صرف پانچ کالے جانور فوکس میں ہیں.... انہوں نے خنجر ضرور سنبھال رکھے ہیں۔ لیکن ابھی تک کسی قیدی پر حملہ نہیں کیا ہے۔!"

"یہ.... تو ہے مادام....!" روبن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اور بقیہ جانور آس پاس تاریکی میں چھپے ہوئے مزید لوگوں کی آمد کے منتظر ہوں گے۔!"

"عین ممکن ہے....!"

"میں انہیں ایسی سزا دوں گی کہ زندگی بھر یاد رکھیں گے۔!"

روبن کچھ نہ بولا۔

لیزا نے کچھ دیر بعد کہا۔ ”تم یہیں ٹھہر کر اسکرین پر نظر رکھو۔ میں اور سرینا جارہے ہیں۔!“

”جیسی آپ کی مرضی مادام....!“ روبن نے کہا۔

لیزا نے سرینا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا.... اور آپریشن روم سے نکل آئی تھی۔ سرینا اس کے پیچھے چلتی رہی۔

لفٹ کے قریب پہنچ کر لیزا رکی اور سرینا کی طرف مڑ کر بولی۔ ”یہ لفٹ یہاں سے اوپر بھی جاسکتی ہے۔!“

”میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا.... بلکہ شائد کوئی بھی نہ جانتا ہو۔!“

”تمہارا خیال درست ہے.... میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں جانتا.... اور مجھے اسی لفٹ کے سلسلے میں تمہاری مدد درکار ہے.... اور یہ راز تم ہی تک محدود رہنا چاہئے کہ یہ لفٹ اوپر بھی جاسکتی ہے۔!“

”ایسا ہی ہوگا مادام....!“

”اور دوسری بات.... اوپر جانے کے لئے لفٹ اسی جگہ سے آپریٹ ہوگی اور خود بخود نیچے واپس نہ آسکے گی.... بلکہ تم یہیں رک کر اسے اس اسپاٹ پر واپس لاؤ گی۔!“

”مجھے آپریٹ کرنے کا طریقہ بتایئے۔!“

”میری واپسی تک تمہیں رکنا بھی پڑے گا۔!“

”بہت بہتر....!“

”بے خوابی کی دو ٹکیاں لے کر تم جاگتی بھی رہ سکو گی۔!“

”ایسا ہی کروں گی مادام....!“

”اب ادھر سوئچ بورڈ کی طرف دیکھو.... جیسے ہی میں لفٹ میں داخل ہوں اور دروازہ بند ہو جائے تم اس بٹن پر انگلی رکھ دینا اور اسے اس وقت تک دبائے رکھنا جب تک کہ سبز روشنی نظر نہ آئے.... سبز روشنی نظر آتے ہی انگلی ہٹا لینا پھر زرد روشنی نظر آئے گی.... اس کے بعد تم اس بٹن کو دبانا.... لفٹ واپس آجائے گی۔ ذرا ایک بار دہرانا تو میں نے کیا بتایا ہے۔!“

سرینا نے تعمیل کی تھی۔

”اچھا اب سنو....! میں جب واپس آؤں گی تو سرخ روشنی جلدی جلدی جلنے بجھنے لگے

گی.... تب تم پھر اس بٹن کو دبائے رکھنا جس سے لفٹ اوپر جائے گی سبز روشنی نظر آنے پر اس پر سے انگلی ہٹا لینا۔ جب زرد روشنی دکھائی دے تو لفٹ کو واپس لانے والے بٹن کو دبائے رکھنا۔!“

”بہت بہتر مادام....! پوری طرح سمجھ گئی۔!“

”اگر کوئی یہاں تمہاری موجودگی کی وجہ پوچھے تو کہہ دینا کہ میرے حکم سے کسی کا انتظار کر رہی ہو۔!“

”بہت بہتر مادام....!“

”لیزا لفٹ میں داخل ہوئی.... دروازہ بند ہوا اور لفٹ اوپر کی طرف جانے لگی.... اس کے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ رکی.... دروازہ کھلا وہ باہر نکلی دروازہ بند ہوگیا۔ لفٹ دوبارہ نیچے سرکتی چلی گئی۔ لیزا اب گہری تاریکی میں کھڑی ہوئی تھی۔ ٹٹولتی ہوئی آگے بڑھنے لگی.... اور ایک جگہ دیوار پر ہاتھ پھیرا ہی تھا کہ روشنی میں نہا گئی.... راہداری میں تیز روشنی پھیل گئی تھی وہ آگے بڑھتی رہی.... راہداری کا اختتام زینوں کے قریب ہوا تھا.... بائیس زینے طے کر کے اس جگہ پہنچی جہاں ایک راکٹ جس کی لمبائی دس فٹ سے زیادہ نہ رہی ہوگی لانچنگ پیڈ پر پچھتر ڈگری کے زاویئے سے کھڑا نظر آیا۔ اس کا درمیانی قطر پانچ فٹ سے زیادہ نہیں تھا۔

وہ اس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ دروازہ کھلتے ہی راکٹ کے اندر روشنی پھیل گئی تھی۔

پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ کر اُس نے کنٹرول بورڈ کے بٹن پر انگلی رکھی ہی تھی کہ راکٹ تیر کی طرح لانچنگ پیڈ سے نکل کر فضا میں بلند ہو گیا۔ پھر اس کی پرواز متوازی ہو گئی تھی.... اور اوپری سطح پر ہیلی کوپٹر سے پنکھے نمودار ہو کر گردش کرنے لگے تھے۔ لیکن قطعی بے آواز.... اب وہ متوازی پرواز برقرار رکھے ہوئے آہستہ آہستہ نیچے کی طرف آرہا تھا.... پرواز میں تیز رفتاری بھی برقرار نہیں رہی تھی.... بالکل کسی ہیلی کوپٹر کی طرح جنگل کی جانب پرواز کر رہا تھا۔

پانچ جانور قیدیوں کے گرد رقص کر رہے تھے.... اور قیدی برابر چیخے جارہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اسے بلاؤ جو ہماری زبان بول سکتا ہے.... اس نے وعدہ کیا تھا کہ ہمیں کوئی گزند نہ پہنچے گا۔

لیکن شکرالیوں کو اس کی قطعی پرواہ نہیں معلوم ہوتی تھی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ بدستور اُسی انداز میں رقص کئے جا رہے تھے اور بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے اگلے پھیرے میں اُن کے خنجر پانچ قیدیوں کے سینوں میں پیوست ہو جائیں گے۔ کبھی کبھی کسی قیدی کی خوف زدہ سی چیخ بھی فضا میں بلند ہوتی اور شکرالی قہقہے لگانے لگتے۔

الاؤ کے چاروں طرف سو سوا سو گز کے دائرے میں آٹھ ایسے جانور چھپے ہوئے تھے جنہوں نے اپنے چہروں پر گیس ماسک چڑھا رکھے تھے اور گیس سلنڈر اُن کی پشتوں پر بندھے ہوئے تھے۔ یہ لوگ مکمل تاریکی میں تھے اور ان کے دیکھ لئے جانے کا یوں بھی امکان نہیں تھا کہ یہ متعدد جھاڑیوں میں پوشیدہ تھے۔

شارق عمران کے قریب ہی تھا.... اُس نے آہستہ سے کہا۔ "چچا ہم انہیں غار ہی میں چھوڑ آئے ہیں.... کہیں وہ وہاں سے چلی نہ جائیں۔!"

"بھتیجے تم کیوں اپنا دماغ خراب کر رہے ہو۔!"

"اُن کی آوازیں بہت سریلی ہیں۔!"

"تمہارے لئے فضول ہیں کیونکہ تم سچ مچ جانور نہیں ہو۔!"

"طربدار کو چھیڑنے میں مزہ آتا ہے۔!"

"کسی دن شہباز تمہیں مار بیٹھے گا.... اپنی زبان بند رکھا کرو۔!"

"دیکھو بھتیجے ضروری نہیں کہ میرا ہر انداز درست ہی نکلے.... ہو سکتا ہے ہم صبح تک جاگتے رہیں اور کچھ بھی نہ ہو۔!"

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ جب تم نے خود ہی راستہ تلاش کر لیا تھا تو اس بکھیڑے میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"میں نے صرف دروازہ دریافت کیا تھا.... راستہ نہیں.... اور میں نہیں جانتا کہ اُس دروازے کے آگے کنواں ہو گا یا منارہ.... چلو.... تو بڑا چڑھالو منہ پر ہو سکتا ہے کہ بے خبری ہی میں ہم بیہوش ہو جائیں۔!"

شارق نے گیس ماسک پہن لیا۔

"ٹھیک اسی وقت اُن کے سروں پر عجب سا زناٹا ہوا تھا اور ایسا لگا تھا جیسے خاصی بلندی پر کسی

ئیکروفون کو چھیڑا گیا ہو.... اچانک کسی عورت کی آواز یہ کہتی سنائی دی۔ "شکرالی درندو.... میری بات غور سے سنو۔!"

الاؤ کے گرد رقص کرنے والے شکرالی رک گئے.... عمران اس جگہ سے انہیں صاف دیکھ سکتا تھا۔

آواز پھر آئی۔ "اگر تم نے ان قیدیوں کو فوری طور پر رہا نہ کر دیا تو پورے شکرال پر بم برسائے جائیں گے.... ایک متنفس بھی زندہ نہ بچے گا۔ انہیں رہا کر کے خود کو ان کے حوالے کر دو۔!"

عمران نے ایک پرندے کی سی آواز نکالی تھی اور الاؤ کے گرد ناچنے والے شکرالی اپنے قیدیوں کو وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے اور وہ شکرالی چاروں طرف سے سمٹ کر عمران کے قریب آپہنچے جو ادھر اُدھر چھپے ہوئے تھے۔

"یہ کہاں سے بول رہی ہے....؟" شہباز نے عمران سے پوچھا۔

"اُوپر سے....!"

"لیکن میں نے اڑنے والی ٹڈی نما مشین کی آواز نہیں سنی.... وہ تو بہت شور مچاتی ہے۔!"

"یہ مشین بے آواز معلوم ہوتی ہے۔!"

"لیزا کی آواز پھر آئی۔ "اچھی بات ہے بھاگ رہے ہو تو بھاگو... لیکن بچ نہیں سکو گے۔!"

"اس پر فائر کریں....؟" شہباز نے پوچھا۔

"اگر تم نے مشین گرالی تو لیزا زندہ نہیں بچے گی۔ وہ مر گئی تو تم دوبارہ آدمی نہیں بن سکو گے۔!"

"اُس نے پورے شکرال پر بمباری کی دھمکی دی ہے۔!" شہباز جھنجھلا کر بولا۔ "ہم آدمی بن سکیں یا نہ بن سکیں لیکن شکرال کی تباہی ہمیں گوارا نہ ہو گی۔!"

"ذرا صبر سے کام لو.... میں دیکھتا ہوں۔!"

"کیا دیکھو گے....!"

"یہی کہ وہ کہاں اور کتنی بلندی پر ہے۔!"

"کہاں سے دیکھو گے....؟ وہ درختوں کے اوپر ہے.... اور یہاں درختوں کی شاخیں اتنی گنجان ہیں کہ آسمان نہیں دکھائی دیتا۔!"

"کہیں نہ کہیں سے تو ضرور دیکھی جا سکے گی.... ورنہ اس نے ہمارے ساتھیوں کو بھاگتے کیسے دیکھ لیا۔!"

"تم نے ابھی تک میرے حکم کی تعمیل نہیں کی۔!" لیزا کی گرج دار آواز پھر سنائی دی۔ "میں نے کہا تھا کہ قیدیوں کے ہاتھ پیر کھول کر خود کو اُن کے حوالے کر دو۔!"

"میرا خیال ہے کہ وہ درخت والے کیمرے کے توسط سے ہیلی کوپٹر میں بھی انہیں دیکھ سکتی ہے۔!" عمران بولا۔ "اس کی آواز عین ہمارے سروں پر سے آرہی ہے۔ اچھی بات ہے میں کسی درخت پر چڑھ کر دیکھتا ہوں۔!"

دفعتاً قیدیوں میں سے ایک زور سے چیخا۔ "مادام کیا میری آواز آپ تک پہنچ رہی ہے۔!"

"ہاں.... پہنچ رہی ہے.... میں زیادہ بلندی پر نہیں ہوں۔!"

"وہ ڈر کر بھاگ گئے ہیں مادام.... آس پاس کوئی بھی موجود نہیں ہے۔!"

"کیا وہ کل پانچ ہی عدد ہیں....؟"

"نہیں مادام پورے.... کے پورے تیرہ عدد ہیں۔!"

"تب پھر آٹھ عدد آس پاس ہی چھپے ہوئے ہوں گے.... نکولس اور جیری کہاں ہیں۔!"

"یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک غار ہے.... وہ دونوں وہیں ہیں اور ان شکرالیوں سے پورا پورا تعاون کر رہے ہیں۔!"

دفعتاً عمران نے اس گیس سلنڈر سے بیہوش کر دینے والی گیس خارج کرنی شروع کر دی جو آکسیجن سلنڈر کے برابر ہی اس کی پشت پر بندھا ہوا تھا.... ساتھ ہی اُس نے آہستہ سے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ وہ گیس ماسک چڑھا لیں۔

"میں انہیں بھی دیکھوں گی تم فکر نہ کرو۔!"

"اور مادام....!" اسی قیدی نے چیخ کر کوئی اور اطلاع دینی چاہی تھی لیکن پھر اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا اور آنکھیں بند ہو گئیں تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب زمین پر لڑھک گئے۔

"کیا ہوا.... یہ کیا ہو رہا ہے.... تمہیں....؟" لیزا کی آواز آئی.... لیکن نیچے سے کوئی جواب نہ پہنچ سکا۔

"نکولس.... میں سب سمجھتی ہوں.... تم نے انہیں گیس کے استعمال سے آگاہ کر دیا

....اب تم دیکھنا اپنا حشر....!" لیزا اوپر سے دہاڑی۔

عمران ایک قریبی درخت پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شہباز نے اُسے روکنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔ اندھیرے میں درخت پر چڑھنا آسان کام نہیں تھا.... شائد اسی بنا پر شہباز نے اُسے روکنا چاہا تھا۔ تنے سے گذر کر اُس نے ایک موٹی سی شاخ پر پیر جمائے تھے اور اوپر کی دوسری شاخ بائیں ہاتھ سے تھام کر داہنے ہاتھ سے مزید اوپر جانے کے لئے کوئی مناسب سی شاخ تلاش کرنے لگا تھا۔

تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ ایسی جگہ پہنچ گیا.... جہاں سے وہ اس راکٹ نما ہیلی کوپٹر کو صاف دیکھ سکتا تھا۔ اس کا پنکھا گردش کر رہا تھا اور وہ فضا میں معلق تھا۔

لیکن اس تک عمران کی پہنچ ناممکن تھی.... وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ اپنے بیہوش ساتھیوں کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے جنگل میں فائرنگ ہی نہ شروع کر دے۔ لیزا جیسی عورتوں سے کچھ بعید نہیں۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ سب کچھ کر گذرتی ہیں۔ تو پھر اب کیا کیا جائے۔ فوری طور پر کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آ سکی! نکولس نے اُسے یہ نہیں بتایا تھا کہ عمارت میں کوئی ہیلی کوپٹر بھی موجود ہے.... اس نے صرف اس ہیلی کوپٹر کا ذکر کیا تھا جس کے ذریعے رسد عمارت تک پہنچتی تھی اور پھر وہ وہاں سے پرواز کر جاتا تھا۔ معمول کے مطابق ہی آتا تھا۔ معینہ دنوں کے علاوہ اور کبھی نہیں دکھائی دیتا تھا۔

اس فکر کے دوران میں اچانک اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی چل گئی اور اُس نے نکولس کی آواز کی نقل اتارتے ہوئے لیزا کو پکارا۔

"مجھے معاف کر دو لیزا....!"

"کون.... نکولس.... تم کہاں ہو....؟"

"ایک درخت پر مادام میں نے اس کے سر پر ضرب لگا کر بیہوش کر دیا ہے جس نے ابھی ابھی گیس استعمال کی تھی۔!"

"اور استعمال سے تم نے ہی آگاہ کیا ہوگا۔!"

"ہرگز نہیں.... وہ دن یاد کرو جب تم ٹونی اور گیسپر کے ساتھ آئی تھیں اور مجھے بیہوش کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہوں نے تمہیں ایسا کرتے دیکھا تھا۔!"

"یقین نہیں آتا....!"

"اچھا تو سنو....!" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کہ تمہارے ہاتھوں میرا کیا حشر ہوگا۔ میں تو ان دونوں لڑکیوں کو بچانا چاہتا ہوں جب سے یہ پورے تیرہ عدد اکٹھا ہوئے ہیں اُن دونوں کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ کہیں مر ہی نہ جائیں مجھ سے نہیں دیکھا جاتا...!"

لیزا کی آواز فوراً ہی نہیں آئی تھی۔

"جلد کوئی تدبیر کرو....!" عمران ہی نکولس کی آواز میں چیخا۔

"وہ سب کہاں ہیں....؟"

"ایک کے علاوہ اور سب بھاگ کھڑے ہوئے تھے تمہاری آواز سن کر وہ رکا رہ گیا تھا۔ شائد یہ سمجھتا تھا کہ گیس ماسک اور سنتھیلک گیس کا سلنڈر ہی اس کی حفاظت کو کافی ہوگا۔ اس نے زبردستی مجھے اپنے ساتھ لیا تھا اور مجھے بھی گیس ماسک کے استعمال پر مجبور کیا تھا...!"

"اگر تم سچ مچ میری مدد پر آمادہ ہو تو میں تمہیں معاف کر دوں گی...!"

"میں تم سے اپنے لئے رحم کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ لیکن خدا کے لئے ان لڑکیوں کو بچاؤ...!"

"اچھی بات ہے.... تو سنو....! یہاں سے آدھے فرلانگ پر مشرق کی طرف لینڈ کرنے کی جگہ ہے.... میں وہیں لینڈ کرنے جا رہی ہوں.... وہیں پہنچ جاؤ...!"

"بہت اچھا....!" عمران نے کہا اور اُس وقت تک درخت ہی پر رہا جب تک ہیلی کوپٹر مڑ کر بتائی ہوئی سمت میں پرواز نہیں کر گیا.... پھر وہ بڑی پھرتی سے نیچے اترا تھا۔

"کیا ہوا....؟" شہباز کی آواز آئی۔ "نکولس کہاں ہے.... ہم اُسے غار میں چھوڑ آئے تھے وہ درخت پر کیسے پہنچ گیا...!"

"وہ اب بھی غار ہی میں ہوگا...!"

"کمال کے آدمی ہو چچا....!" شارق بولا۔

عمران نے جلدی جلدی انہیں بتایا تھا کہ وہ کیا کر گذرا ہے۔

"تو پھر ہمیں اس طرف چل دینا چاہئے...!" شہباز نے کہا۔

"نہیں....! صرف میں جاؤں گا.... کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ وہ بہت چالاک

ہے۔ تم ان قیدیوں پر نظر رکھو.... یہ جلدی ہی ہوش میں آجائیں گے کیونکہ گیس کسی قدر فاصلے پر پھینکی گئی تھی.... اثر کمزور ہی ہوا ہوگا...!"

"میں بھی نہیں چچا....؟" شارق نے مایوسی سے پوچھا۔

"نہیں تم بھی نہیں بھتیجے....!" عمران نے کہا اور انہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ اس نے وہ چھوٹا سا میدان پہلے ہی دیکھ رکھا تھا۔ جس کے آس پاس اونچے اور گھنی شاخوں والے درخت نہیں تھے۔

وہ تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ اُسکے اندازے کے مطابق ہیلی کوپٹر بہت پہلے لینڈ کر چکا ہوگا۔! جھاڑیوں کی اوٹ میں چلتے چلتے وہ اچانک رک گیا۔ تھوڑے فاصلے پر روشنی کا جھماکا سا ہوا تھا۔

اس نے بڑی پھرتی سے خود کو زمین پر گرا لیا تھا.... اور اپنی پشت سے دونوں گیس سلنڈر کھول پھینکے تھے.... گیس ماسک بھی اُتار دیا تھا.... تھوڑی دیر بعد ہیلی کوپٹر کا دروازہ کھلا اور لیزا نیچے اتر کر دروازے سے ملی کھڑی رہی۔

عمران سوچ رہا تھا کہ ضروری نہیں نیچے اترنے والی لیزا ہی ہو۔ وہ اس مہم پر تنہا تو نہیں آسکتی۔ لہٰذا ابھی خود اُس کی تدبیر کامیاب نہیں کہی جاسکتی۔

ہیلی کوپٹر یہاں سے زیادہ سے زیادہ بیس بائیس گز کے فاصلے پر رہا ہوگا۔ لیکن اندھیرے میں اس کا اندازہ کر لینا محال تھا کہ اُس پر سے اترنے والا کوئی مرد ہے یا عورت صرف ایک ہیولیٰ سا نظر آرہا تھا۔

عمران جہاں تھا وہیں دبکا رہا.... وہ سوچنے لگا خطرہ تو مول لینا ہی پڑے گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے مزید دیر ہونے پر وہ ہاتھ سے نکل جائے۔ وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا آگے بڑھا چکر کاٹ کر ہیلی کوپٹر کے دوسرے پہلو پر پہنچنا چاہتا تھا۔

ابھی آدھا ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ لیزا پھر ہیلی کوپٹر میں جا بیٹھی لیکن دروازہ کھلا ہی رہنے دیا۔

عمران رک گیا.... دوسری دشواری۔

"اچھی بات ہے....!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "دیکھا جائے گا...!"

وہ اچانک کئی فٹ اچھلا اور دھم سے نیچے گر کر کراہا لیکن یہ کراہ بھی نکولس ہی کے سے انداز میں تھی۔

"کیا ہوا....؟" اُس نے لیزا کی آواز سنی۔

"میں جھاڑیوں میں الجھ کر گر پڑا ہوں مادام....! بُری طرح الجھا ہوا ہوں اب اٹھ نہیں سکتا۔!"

"روشنی نہ ہونے پائے.... وہ پتا نہیں کہاں ہیں....!" عمران نے کہا۔

"تم اسی طرح بولتے رہو.... میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی۔!"

"جلدی کیجئے....! وہ خبیث روحوں کی طرح میرے حواس پر چھائے ہوئے ہیں۔ ذرا سی بھی روشنی نہ ہونی چاہئے۔!"

"فکر مت کرو....!" پھر وہ اس کے سر ہی پر پہنچ گئی تھی۔ لیکن تاریکی میں سیاہ بالوں کا وہ گول مٹول سا ڈھیر اُسے نظر نہیں آیا تھا۔

دفعتاً عمران اچھلا اور اُسے دبوچ بیٹھا۔ بالوں کا احساس ہوتے ہی بے اختیار لیزا کی چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ عمران نے زور سے قہقہہ لگایا۔

"آخر ہو تو عورت ہی۔!" اس بار عمران اپنی اصل آواز اور شکرالی میں بولا تھا۔ "چیخنے کے علاوہ اور کیا کر سکتی ہو۔!"

وہ نکولس کو گالیاں دینے لگی تھی۔ اس پر عمران کچھ نہیں بولا تھا۔ البتہ لیزا کی کنپٹیوں پر اس کی انگلیوں کا دباؤ بڑھتا جارہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ بیہوش ہو کر اس کے بازوؤں میں جھول گئی۔ عمران نے اُسے کاندھے پر ڈالا تھا اور الاؤ کی سمت دوڑ لگادی تھی۔

لیزا کو ہوش آیا تو اُس پر بدحواسی طاری تھی۔ فوری طور پر احساس ہو گیا کہ ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں.... اس کے ارد گرد دس فیلڈ ورکرز بھی دوزانو بیٹھے ہوئے تھے۔

الاؤ روشن تھا اور کالے جانوروں کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔

"یہ بہت برا ہوا مادام....!" ایک فیلڈ ورکر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اب زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔!"

"وہم ہے تمہارا.... اگر انہوں نے مجھے مار ڈالا تو ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے۔ دوبارہ آدمی

نہ بن سکیں گے۔!"

"تو کیا وہ دوبارہ آدمی بن سکتے ہیں۔!"

"کیوں نہیں....!"

"بیہوش ہونے سے قبل میں آپ کو یہ اطلاع دینا چاہتا تھا کہ ان کالے جانوروں میں سے ایک ہماری زبان بخوبی بول اور سمجھ سکتا ہے۔!"

"ناممکن....!"

"یقین کیجئے.... مادام....! اُسی نے نکولس سے ہمارے متعلق ساری معلومات حاصل کی ہیں اور اُسے بُری طرح ورغلا رکھا ہے۔!"

"میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔!"

"پتا نہیں اب وہ سب کہاں غائب ہو گئے ہیں۔!"

لیزا کچھ نہ بولی.... اُس کے چہرے پر بدحواسی کے آثار بدستور قائم تھے۔

چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جارہی تھی۔ یہ ایک بہت بڑا غار تھا۔

دفعتاً کسی جانب سے نکولس برآمد ہو کر ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔ لیزا اس سے نظریں چرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مادام گوردو.... میری وہ جیکٹ کہاں ہے جو میں نے جانور بنائے جانے سے قبل پہن رکھی تھی....؟" نکولس نے سوال کیا۔

"کیوں....؟" لیزا نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔ "وہ جیکٹ اس وقت کیوں یاد آئی ہے۔!"

"میرے سوال کا جواب دو....!"

"تمہارے وہ کپڑے آتش دان میں جھونک دیئے گئے تھے۔"

"بس تو پھر!" نکولس نے قہقہہ لگایا۔ "دریائے نمیلی کے کنارے پائے جانے والے ہیرے بھی آتش دان میں گئے۔ وہ نوٹ بک اسی جیکٹ کے استر میں سلی ہوئی تھی۔!"

"تمہیں تو سب کچھ زبانی یاد ہو گیا تھا....!" لیزا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"احمقانہ خیال ہے.... وہ تو میں نے اس لئے کہا تھا کہ تم مجھے جیری سمیت دوبارہ جنگل میں بھجوا دو.... یہ دیکھنے کے لئے کہ ہم کدھر جاتے ہیں۔!"

"خدا تمہیں غارت کرے۔!" لیزا دانت پیس کر بولی۔ "تم نے ہی آواز دے کر مجھے پھنسوایا بھی ہے۔ اب تم دیکھنا اپنا حشر....!"

"میں نے تمہیں آواز دی تھی؟" نکولس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں.... تم نے....! ورنہ میں ہیلی کوپٹر کیوں اتارتی۔!"

"اوہ.... میں سمجھا....!" کہہ کر نکولس نے قہقہہ لگایا تھا اور پھر بولا تھا۔ "وہ شکرالی جانور حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک ہے.... میری تو کیا وہ تمہاری آواز کی بھی نقل اتار سکتا ہے۔!"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو نکولس ڈارلنگ....!" غار کے ایک تاریک گوشے سے لیزا کی آواز آئی اور لیزا چونک کر اندھیرے میں گھورنے لگی.... عمران آہستہ آہستہ روشنی میں آگیا۔ لیزا اسے گھورے جا رہی تھی۔

"تو یہ تم تھے۔!" وہ بالآخر بولی۔ "وہ جو نکولس کو کاندھے پر اٹھا کر پہاڑ کی طرف لے گئے تھے۔!"

"ہاں میں وہی ہوں.... تم لوگوں نے مجھے جانور بنا کر اچھا نہیں کیا.... میں شکرالی نہیں ہوں۔ یہاں ایک مشن پر آیا تھا۔ تمہاری ہی طرح سفید فام ہوں۔ بس ذرا بال کالے تھے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو میں معافی چاہتی ہوں.... تم دو دن کے اندر اندر ہی اصلی حالت پر آجاؤ گے۔ ہمیں رہا کر دو....!"

"اس پر مجھے غور کرنا پڑے گا۔!"

"آخر کیوں....؟ مجھے اپنی غلط فہمی کا اعتراف ہے.... اور اس کا ازالہ کرنے پر بھی تیار ہوں۔ پھر غور و فکر کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔!"

"بقیہ لوگ بھی جانور نہیں رہیں گے۔!"

"اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کر سکتی.... کیونکہ اس تجربے پر کثیر رقم صرف ہوئی ہے اور پھر میں خود مختار نہیں ہوں کسی کے لئے کام کر رہی ہوں۔!"

"تجربے کا مقصد کیا ہے....؟"

"یہ مجھے نہیں بتایا گیا....؟"

"تم ان سبھوں کو آدمی بناؤ گی۔!"

"یہ ناممکن ہے۔!"

"ناممکن کو ممکن بنانا میرا کام ہے۔!" عمران نے اپنا داہنا ہاتھ پشت پر سے سامنے لاتے ہوئے کہا۔ ہاتھ میں ہائپوڈرمک سرنج تھی.... جس میں کوئی سیال بھرا ہوا تھا۔

"کک.... کیا مطلب....؟" لیزا ہکلائی۔

"بارہ گھنٹے تک تم میرے احکامات کی تعمیل کرتی رہو گی.... تمہاری اپنی قوت ارادی ہو جائے گی.... گیارھویں گھنٹے پر دوسرا انجکشن مزید تیرہ گھنٹوں کے لئے تمہیں میری فرمانبردار بنائے رکھنے کے لئے کافی ہوگا۔!"

"تت.... تم آخر ہو کون....؟"

"ایک بے ضرر پادری....! جو شکرالیوں میں مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔!"

"میں معافی چاہتی ہوں.... فادر....!"

"ہنس کھیل کر اپنے اس خسارے کو برداشت کرو۔!" اُس نے کہا اور آگے بڑھ کر لیزا کے بازو پر سے آستین پھاڑ دی۔

"نہیں.... نہیں....!" وہ گھگھیائی لیکن سوئی اس کے بازو میں پیوست ہو چکی تھی اور عمران سرنج کا پسٹن دبا رہا تھا۔

لیزا کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی گئیں اور بالآخر سر سینے پر ڈھلک آیا۔

نکولس حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھے جا رہا تھا۔

"تھوڑی دیر بعد جاگے گی۔!" عمران بولا۔ "تم میرے ساتھ آؤ۔!"

وہ اُسے غار کے اس تاریک گوشے میں لے گیا جہاں سے خود برآمد ہوا تھا۔

"اب کیا خیال ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"کچھ دیر قبل اپنے فیلڈ ورکرز سے اُس نے جس قسم کی گفتگو کی تھی اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ہی ہمیں دوبارہ آدمی بنا سکے گی۔!"

"اس انجکشن کے اثر سے وہ سچی بات بتانے پر مجبور ہو گی۔!"

"لیکن میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا.... فادر....! میں تو تمہیں شکرالی ہی سمجھتا رہا تھا۔!"

"بڑی دشواری آپڑی ہے.... میں انہیں آدمی بنانے آیا تھا اور تمہارے سائنس داں آدمیوں کو جانور بنا دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ مذہب آدمی بنانا چاہتا ہے اور سائنس حیوانیت کی طرف لے جا رہی ہے۔!"

"خدا کرے اس کے پاس اینٹی ڈوٹ موجود ہو۔!"

"کہیں نہ کہیں تو موجود ہی ہوگا۔ تم فکر نہ کرو.... میں دوسری دنیا تک ان لوگوں کا تعاقب کروں گا۔!"

"اب کیا اسکیم ہے....؟"

"میں اسے پہاڑ کی طرف لے جاؤں گا اور تم بھی میرے ساتھ ہو گے۔!"

"وہاں بہر حال اور لوگ بھی موجود ہیں محض ہم دونوں سے کام نہیں چلے گا۔!"

"اس کی طرف سے بھی بے فکر رہو.... بیدار ہونے کے بعد لیزا وہی کرے گی جو اس سے کہا جائے گا۔!"

"یہ کس قسم کا انجکشن تھا....؟"

"فضول قسم کے سوالات کر کے وقت نہ ضائع کرو.... چلو وہ جاگ پڑی ہو گی۔!"

لیزا سچ مچ بیدار ہی ملی لیکن پلکیں جھپکائے بغیر خلا میں گھورے جا رہی تھی۔ جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

وہ ان کی طرف بھی متوجہ نہ ہوئی.... اس کے فیلڈ ورکرز اُسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہے تھے۔

عمران سیریز نمبر 86

تین سنکی

(چوتھا حصہ)

پیشرس

اس بار اگر آپ کہانی پڑھ لینے کے بعد پیشرس ملاحظہ فرمائیے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ عمران نے شہباز سے کہا تھا کہ ذہنی جنگ تنہا لڑی جاتی ہے۔ اس کے لئے کسی فوج کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس نے جو کچھ کہا تھا کر دکھایا۔ ذہنی جنگ کے لئے زیادہ خون خرابہ بھی غیر ضروری ہوتا ہے۔

دوسری اطلاع یہ ہے کہ عمران نے ایجنٹ ہفتم الف کو اس کے ملک میں پہنچا دیا ہے۔ خان شہباز اور خانزادی کو فی الحال اپنے ملک میں لے آیا ہے ان کے ملکی حالات بہتر ہونے پر انہیں واپس بھجوا دے گا۔ مطمئن رہئے۔

تیسری بات یہ ہے کہ طربدار اور اس کی مادہ کا معاملہ عمران کا مسئلہ نہیں تھا۔ اس لئے اس نے اسے شکرالیوں ہی پر چھوڑ دیا تھا۔ اب اگر سنہری مادہ کے بطن سے کوئی ایسا بچہ پیدا ہوتا ہے جو بڑا ہو کر ساری دنیا کے لئے خطرہ بن جاتا ہے تو میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ (اگر اتنے دنوں زندہ رہا تو)۔

چوتھی بات یہ ہے کہ یہ مہم عمران نے شکرالیوں کے لئے سر کی تھی۔ اس لئے اسے بین الاقوامی مسئلہ بنانے سے گریز کرتا رہا۔ (یا ہو سکتا ہے تین سنکیوں کی چند روزہ صحبت نے اسے بھی سنکی بنا دیا ہو)۔

پانچویں بات یہ ہے کہ رمضان شریف کی آمد کی خوشی میں بکرے کا گوشت چودہ روپے فی سیر کے حساب سے فروخت ہونے لگا ہے۔ اگر مجھے پہلے سے علم ہوتا تو عمران کو وہ ایمپلز ہرگز نہ ضائع کرنے دیتا جن میں جانور بنانے والا سیال تھا۔ محفوظ کر لیتا اپنی قوم کے لئے کہ کھاتی رہ چودہ روپے سیر بکرے کا گوشت، اور بے نیاز ہو جاؤ عید کے جوڑے سے۔ خود بھی لے انجکشن اور بچوں کو بھی دلوا دے تاکہ صرف ”روٹی“ ہی کا پرابلم رہ جائے.... ”کپڑے“ کا سوال ہی نہ پیدا ہو سکے۔

دل چاہتا ہے کہ میں قصابوں کی ضد میں چونی کے اضافے کا اعلان کر دوں۔ اسے اعلان ہی سمجھئے۔ لیکن فی الحال ”اضافے“ کے ”حق“ کو ”محفوظ“ ہی رکھوں گا۔ عید الاضحٰی کے انتظار میں.... اس وقت کا منتظر رہوں گا جب آپ خود بھی جانور خریدنے نکلیں گے... کیسی رہے گی اس وقت چونی کی چوٹ....؟

یا پھر ایسا کئے لیتے ہیں....! قیمت لکھواؤں دو روپے اور آپ مجھے سوا دو روپے دے جائیے.... جی! کیا فرمایا....؟ نہیں....! یہی توقع تھی آپ سے.... آپ قصابوں سے تعاون کر لیں گے.... مجھ سے نہیں کریں گے.... کتاب کھانے میں لذیذ نہیں ہوتی۔

آپ قصاب کی دکان پر لٹکے ہوئے نرخ نامے کو روزانہ دیکھتے ہیں اور اس سے ڈیوڑھی قیمت پر گوشت خرید کر چپ چاپ گھر چلے آتے ہیں۔ میں نے چونی کا اضافہ کیا تھا اور چھاپ بھی دیا تھا لیکن آپ نے احتجاجی خطوط کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ خیر دیکھا جائے گا۔ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ کیونکہ خود بھی قصابوں سے تعاون کا مرتکب ہوتا رہتا ہوں... قصابوں سے تعاون کرتا ہوں اور حکومت سے شکوہ....! ادھر بے چاری حکومت انگشت بدنداں ہے کہ اسے کیا کرنا چاہئے....!

قصاب زندہ باد

گوشت خور پائندہ باد

والسلام

ابن صفی

وہ خلا میں گھورتی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کھلی آنکھوں سے کوئی خواب دیکھ رہی ہو۔

ایک فیلڈ ورکر زور سے کھکارا تھا۔ لیکن لیزا اس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوئی۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ نکولس اور جیری کی نظریں بار بار ملتیں اور وہ کبھی عمران کی طرف دیکھنے لگتے اور کبھی لیزا کی طرف۔

لیزا کا ذہن خود اس کی گرفت سے اس حد تک نکل گیا تھا کہ وہ اپنے کسی خیال کا رخ بالارادہ کسی دوسری طرف نہیں موڑ سکتی تھی۔ اسے ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے بحالت بیداری خواب دیکھ رہی ہو اور یہ خواب اس کے ماضی سے متعلق تھا۔ اس نے دیکھا کہ جیسے وہ ایک ننھی سی بچی کے روپ میں کاندھے پر بستہ ٹکائے اسکول کی طرف چلی جا رہی ہے ساتھ ہی سوچتی بھی جا رہی ہے کہ آج تو لنچ میں ہمبرگر بھی ملیں گے اور وہ قیمے کی ٹکیہ پر لیمو نچوڑے بغیر اپنا ہمبرگر نہیں کھائے گی۔

پھر اس نے دیکھا کہ وہ مکان کے سامنے والے میدان میں دوڑ لگا رہی ہے اور اس کے ساتھ اس کی ہم عمر کئی لڑکیاں اور بھی ہیں۔

یکایک اس نے اپنے باپ کی لاش دیکھی.... مڑی تڑی اور ناقابلِ شناخت لاش.... ایک تیز رفتار ٹرک اسے کچلتا ہوا گذر گیا تھا۔ وہ اپنی ماں کی چیخیں سن رہی تھی۔ اس کی ماں کا وہ دوست نظر آیا جو خود لیزا پر بھی نظر رکھتا تھا۔ لیزا جوان ہو رہی تھی طب کی طالبہ تھی ہوسٹل کی زندگی نظروں میں پھر گئی۔

ماں کا دوست اس کی کفالت کر رہا تھا۔ لیکن لیزا پسند نہ کرنے کے باوجود بھی اس پر مجبور تھی۔ اپنا مستقبل بنانا چاہتی تھی۔

وہ اب ماں سے زیادہ خود اس کا دوست تھا۔ ماں اس سے لاعلم تھی وہ شادی شدہ اور بال بچے تھا۔ ایک لڑکی تو خود لیزا ہی کی ہم عمر تھی۔

زندگی کا وہ دور بھی نظروں کے سامنے سے گذر گیا۔

اور اب وہ خود کو ایک بہت بڑے ہسپتال میں دیکھ رہی تھی۔ "لیزا....!" دفعتاً کسی نے اونچی آواز میں اسے مخاطب کیا.... وہ چونک پڑی.... خوابوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ چاروں طرف کالے جانور کھڑے نظر آئے آلاؤ کی سرخی مائل روشنی میں بڑے ڈراؤنے لگ رہے تھے۔

"لیزا....!" سامنے والے جانور نے اسے پھر آواز دی۔

"میں سن رہی ہوں....!" وہ مردہ سی آواز میں بولی۔

"ہیڈ کوارٹر سے آنے والے پیغامات کو کس طرح ڈی کوڈ کرتی ہو؟" جانور نے سوال کیا۔

"الفا کی جگہ بیٹا.... بیٹا کی جگہ الفا.... گاما کی جگہ ڈیلٹا.... ڈیلٹا کی جگہ گاما....!"

"بس بس....!" جانور ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "سمجھ گیا.... سلیکیز....!"

وہ خالی خالی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

جانور نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ پیر کھول دیئے اور اس سے اٹھنے کو کہا اس نے چپ چاپ تعمیل کی تھی۔

"اس کی تو شخصیت ہی بدل کر رہ گئی۔!" نکولس نے آہستہ سے جیری کے کان میں کہا تھا۔

جیری سر ہلا کر پر تشویش نظروں سے لیزا کی طرف دیکھتا رہا۔

"میرے ساتھ آؤ!" جانور نے لیزا کا ہاتھ پکڑ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

وہ اس کے ساتھ اسی طرح چلی جا رہی تھی جیسے دونوں سالہا سال سے ایک دوسرے کے شناسا ہوں۔ وہ اسے باہر لایا اور ایک جگہ رک گیا۔ یہاں اتنا اندھیرا تھا کہ وہ ایک دوسرے کی شکل نہ دیکھ سکتے تھے۔

"کیا تم انہیں دوبارہ آدمی بنا سکو گی....؟" جانور نے پوچھا۔

"نہیں....! میں صرف جانور بنا سکتی ہوں۔!"

"کیا یہ دوبارہ آدمی نہیں بن سکیں گے۔!"

"میرا خیال ہے کہ بن سکیں گے۔!"

"کہاں بن سکیں گے.... کیسے بن سکیں گے۔!"

"یہ میں نہیں جانتی۔!"

"پھر کس بناء پر کہہ سکتی ہو کہ یہ دوبارہ آدمی بن سکیں گے۔!"

"اس نے میرے بیٹے کو جانور بنادیا تھا.... پھر آدمی بنایا.... اور پھر جانور بنا۔!"

لیزا نے کہا اور اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ارے.. ارے!" جانور نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا وہ جلدی ہی خاموش ہو گئی تھی۔

"تم تو ان کے لئے کام کرتی ہو پھر تمہارے بیٹے کو کیسے جانور بنادیا گیا۔!" عمران نے پوچھا۔

"یہی کر کے تو انہوں نے مجھے اپنے لئے کام کرنے پر مجبور کیا تھا۔ مرد بڑے ظالم ہوتے ہیں.... ذلیل کہیں کے۔!"

"تمہارا بیٹا بھی تو مرد ہے۔!"

"وہ میرا بیٹا ہے۔!"

ذرا دیر کو چپ ہوئی تھی.... پھر رو پڑی۔

عمران خاموش کھڑا اندھیرے میں گھورتا رہا۔ آہستہ آہستہ وہ پھر پرسکون ہوتی جارہی تھی۔

"اگر انہوں نے تمہارے بیٹے کو جانور بنادیا تھا تو تم نے قانون کی مدد کیوں نہیں حاصل کی اُن کے خلاف....!"

"میں تمہیں سب کچھ بتادوں گی.... لیکن مجھ سے کھڑا نہیں رہا جا سکتا.... لیٹ کر بات کرسکوں گی.... تم پادری تھے.... کسی قدر رحم دل تو ہونا ہی چاہئے تمہیں۔!"

"اچھی بات ہے.... چلو....!"

"اب کہاں چلوں.... مجھ میں ہلنے کی بھی سکت نہیں ہے۔!"

"میں تمہیں وہیں لے چلوں گا.... جہاں تم نے ہیلی کوپٹر لینڈ کیا تھا۔!" عمران نے کہا اور جھک کر اسے کاندھے پر اٹھالیا۔!

"بس تم اسی طرح خاموش میرے کاندھے پر پڑی رہو گی.... میرا گلا گھونٹنے کی کوشش نہیں کرو گی۔!" عمران نے کہا۔

"بہت اچھا....!" لیزا بولی تھی۔

راستے میں کئی جگہ اسے ٹارچ روشن کرنی پڑی تھی اور پھر وہ ہیلی کوپٹر کے قریب جا پہنچے تھے۔

"اندر ہی بیٹھ کر گفتگو کریں گے....!" عمران نے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی....!"

ہیلی کوپٹر کے اندر وہ اپنے پیروں ہی سے چل کر داخل ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے اس کے ذہن کو موضوع گفتگو کی طرف موڑنے کی کوشش کی۔

"کیا بتاؤں.... کہاں تک بتاؤں....؟"

"تم ان لوگوں کے ہاتھ کیسے لگی تھیں....؟"

"میرا شوہر ان کے لئے کام کرتا تھا.... میں یہی سمجھتی تھی کہ وہ ایک پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ ڈاکٹر برنارڈ اس کا انچارج تھا۔ میرا شوہر بھی ڈاکٹر تھا اور اس کی ماتحتی میں کام کرتا تھا۔ میں نے اسے مار ڈالا۔!"

"شوہر کو....؟" عمران چونک کر بولا۔

"ہاں اس نے مجھ سے بے وفائی کی تھی.... ایک نرس سے الجھ گیا تھا۔ میں اپنی ماں کی طرح بزدل نہیں تھی کہ خودکشی کر لیتی۔!"

"ہائیں....! تو کیا تمہاری ماں نے خودکشی کر لی تھی....؟"

"ہاں.... ہاں.... ہاں....!" وہ کسی ننھی بچی کے سے انداز میں جھنجھلا کر بولی۔ شاید یہ بھی عمران کے دیئے ہوئے انجکشن کا اثر تھا کہ وہ نہ صرف اس کے احکامات کی تعمیل کر رہی تھی بلکہ خود اس کی شخصیت پر چڑھے ہوئے سارے غلاف بھی اتر گئے تھے۔

"تمہاری ماں نے کیوں خودکشی کی تھی....؟" عمران نے سوال کیا۔

"کیونکہ اس کے محبوب نے مجھے محبوبہ بنالیا تھا۔!"

"ارے تو کیا باپ نہیں تھا....!"

"تھا.... میں بہت چھوٹی تھی.... جب ایک حادثے کا شکار ہو کر مر گیا تھا۔ میری ماں کے ایک دوست نے بڑا سہارا دیا.... بہت مال دار آدمی تھا۔ میری تعلیم کے اخراجات اٹھائے.... میری ماں بھی ایک میڈیکل اسٹور میں ملازمت کر کے تھوڑا بہت کما لیتی تھی۔ لیکن یہ اتنا نہیں ہوتا تھا کہ آسائش کی زندگی بسر ہو سکتی.... میں طب کی تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی۔ بہرحال

ماں کے اس دوست نے اپنی شفقتوں کے جال میں مجھے جکڑ لیا۔ ماں کو علم ہوا تو اُس نے خودکشی کرلی۔ اس کا دوست ڈر کے مارے مجھے چھوڑ بھاگا.... میں بڑی دشواری میں پڑ گئی تھی۔ نادانی اور ناتجربہ کاری کا ثمر ملنے والا تھا کہ ایک ڈاکٹر نے مشکل آسان کردی.... اور وہ مجھ سے اتنا متاثر ہوا تھا کہ بات شادی تک جا پہنچی تھی۔!"

لیزا خاموش ہوکر کچھ سوچنے لگی۔

"اور پھر تم نے اسے مار ڈالا....!" عمران نے کہا۔

"کیوں نہ مار ڈالتی....!" وہ چونک کر بولی۔ "میں اسے فرشتہ سمجھتی تھی.... اس پر ایمان لے آئی تھی اور پھر اس وقت اپنی عمر کی ان منزلوں سے نکل آئی تھی۔ جب ناکامی بھی بڑی رومینٹک لگتی ہے۔ دکھوں میں بھی لذت ملتی ہے.... وہ حقیقت پسندی کی عمر تھی۔!"

"میں سمجھ گیا.... تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"تمہیں سمجھنا ہی چاہئے پادری.... کیوں کہ تم بندوں تک خدا کا پیغام پہنچاتے ہو۔!"

"میں اس قسم کا پادری نہیں ہوں۔!"

"سبھی ایک جیسے ہوتے ہیں.... سبھی مرد ہیں.... باسٹرڈس....!"

"ہاں تو تم نے اسے مار ڈالا....!"

"اور ٹھیک اسی وقت وہاں ڈاکٹر برنارڈ بھی پہنچ گیا.... لیکن مجھے پولیس کے حوالے کردینے کی بجائے اس نے میرے شوہر کی موت کو ایک اتفاقی حادثہ بنا دیا۔ خدا غارت کرے اسے! کاش میں نے خود ہی قانون کے محافظوں تک پہنچ کر اپنے اس جرم کا اعتراف کرلیا ہوتا۔!"

"اوہ....! شاید بعد میں اس نے تمہیں بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہوگی۔!"

"تم ٹھیک سمجھے....! اسی کے حوالے سے اس نے مجھے اپنے غیر انسانی کاموں میں شریک کرنا چاہا۔ میں نے انکار کردیا.... میں نے کہا کہ وہ بخوشی پولیس کو آگاہ کردے میں اپنے جرم سے انکار نہ کروں گی۔ دراصل میں نے اپنے شوہر کو فوری اشتعال کے تحت قتل کیا تھا۔ بعد میں پچھتائی تھی۔ اس حد تک کہ اپنے لئے سزائے موت کو جائز سمجھنے لگی تھی۔ تب ایک دن اس نے میرے بچے کو جانور بنا دیا۔ تم بتاؤ پھر میں کیا کرتی۔ ایسی صورت میں جب کہ یہ یقین آگیا تھا کہ" ڈاکٹر برنارڈ ہی کا شکار ہوا ہے۔ کسی انوکھی بیماری نے اس پر حملہ نہیں کیا۔ یہ ثابت کرنے کے لئے ڈاکٹر اسے ایک بار پھر آدمی کی شکل میں لایا تھا اور دوبارہ جانور بنا دیا تھا.... اب وہ کہتا ہے کہ ایک معینہ مدت کے بعد وہ پھر آدمی بنا دے گا۔ یہ معینہ مدت اتنی ہی ہے جتنے دنوں مجھے ڈاکٹر برنارڈ کے لئے کام کرنا ہے۔!"

"یہاں شکرال میں اس حرکت کا کیا مقصد ہے۔!"

"میں نہیں جانتی....! مجھ سے جو کچھ کہا گیا ہے کر رہی ہوں۔!"

"شکرالی زبان تم نے کس سے سیکھی....؟"

"مجھے ایسی کئی زبانیں سکھائی گئی ہیں۔!"

"مثلاً....!"

"افریقہ کی کئی قبائلی زبانیں۔!"

"اس کے باوجود بھی تم نہیں جانتیں کہ ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔!"

"نہیں میں نہیں جانتی۔!"

"ڈاکٹر برنارڈ کا اسپتال کہاں ہے....؟"

"یونان کے شہر ایتھنز میں....!"

"کیا وہ یونانی ہے....؟"

"نہیں....! جرمن....!"

"ہیلی کوپٹر رسد کہاں سے لاتا ہے....؟"

"یہ بھی مجھے نہیں معلوم....!"

"تم براہِ راست یونان سے آئی ہو....!"

"نہیں.... دو سال ترکی میں رہی ہوں ادویات کے تحقیقاتی ادارے سے منسلک تھی۔!"

"اس کا دفتر کس شہر میں ہے....؟"

"استنبول میں....!"

"پہاڑ کی عمارت کا سارا عملہ وہیں کے توسط سے آیا ہوگا۔!"

"ہاں... وہ لوگ پہلے وہیں پہنچے تھے۔ کچھ دن وہاں کام کیا تھا پھر ادھر منتقل کردیئے تھے۔!"

"ان جانوروں کے بارے میں کیا احکامات ہیں....!"

"ان سبھوں کو ہیڈ کوارٹر پہنچایا جائے گا۔!"

"کس طرح....؟"

"یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔!"

"وہ ہیلی کاپٹر جو رسد لاتا ہے.... اس میں کتنی گنجائش موجود ہے۔!"

"پانچ آدمی سے زیادہ نہیں بیٹھ سکتے۔!"

"کیا وہ لمبی پروازوں میں استعمال ہو سکتا ہے....؟"

"نہیں....! اس قسم کا بھی نہیں ہے۔!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ جہاں سے رسد اٹھاتا ہے زیادہ دور کی جگہ نہیں معلوم ہوتی۔!"

"خدا جانے.... اب بس کرو.... مجھے نیند آرہی ہے۔!"

"ذرا دیر اور جاگتی رہو.... پھر میں تمہیں نہیں چھیڑوں گا.... اب مجھے اس ہیلی کوپٹر کے بارے میں بتاؤ.... کیوں کہ یہ معمولی ساخت کا نہیں ہے اور نکولس نے وہاں کسی ہیلی کوپٹر کی موجودگی کا ذکر نہیں کیا تھا۔!"

"میرے علاوہ اور کسی کو علم نہیں ہے۔!"

"مجھے اس کے استعمال کا طریقہ بتاؤ۔!"

لیزا نے اس حکم کی بھی تعمیل کی تھی اسے اس کے استعمال کا طریقہ سمجھانے لگی تھی۔

"حیرت انگیز....!" عمران سب کچھ سن لینے کے بعد بولا۔ "تو گویا.... اگر ہم یہاں سے پرواز کریں تو اسے عمارت کی چھت پر اتارنا پڑے گا۔!"

"ہاں.... وہیں اتارنا پڑے گا.... لیکن میں نہیں جانتی کہ اسے دوبارہ کس طرح لانچنگ پیڈ پر لے جایا جا سکے گا۔!"

"تم اس کی پرواہ مت کرو....!"

"مجھے سو جانے دو....!"

"اس سے پہلے نہیں کہ تم مجھے عمارت کے اندر پہنچنے کے راستوں سے بھی آگاہ کر دو....!"

وہ اسے بتانے لگی کہ کس طرح ہیلی کوپٹر لینڈ کر دینے کے بعد لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچ سکے گا۔! اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد عمران نے اس راستے سے متعلق استفسار کیا تھا جو

دراصل اس کی دریافت تھی۔

لیکن وہ پوری طرح بتانے سے پہلے ہی گہری نیند سو گئی.... ہو سکتا ہے غشی ہی کی سی کیفیت رہی ہو۔ کیونکہ جب عمران نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا تھا تو اس کی آنکھیں نہیں کھلی تھیں۔

کئی گھنٹے گذر گئے تھے.... لیکن لیزا کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ سرینا نے اس کی ہدایت کے مطابق بے خوابی کی دوا کھائی تھی اور لفٹ کے دروازے کے قریب آرام کرسی ڈال کر بیٹھ گئی تھی۔ جس نے بھی اسے اس طرح بیٹھے دیکھا تھا حیرت ظاہر کرنے کے ساتھ ہی اس سے متعلق استفسار کیا تھا۔

"مادام کا حکم....!" سرینا کا جواب ہوتا۔ "کسی کا انتظار کر رہی ہوں۔!"

رات گذری.... صبح ہو گئی.... وہ جوں کی توں بیٹھی رہی.... لیکن بے خوابی کی دوا نے ذہن کو اس قابل نہیں چھوڑا تھا کہ وہ اتنی دیر ہو جانے پر تشویش ہی ظاہر کر سکتی۔ بس بیٹھی ہوئی تھی۔ کسی ایسی مشین کی طرح جو بلا ارادہ حرکت کرتی ہو اور بس.... نہ احساسات میں سرعت رہی تھی اور نہ ذہن کسی الجھاوے ہی کو قبول کرنے پر تیار تھا۔

آٹھ بجے کے قریب ریڈیو آپریٹر روبن ادھر آنکلا تھا۔

"ارے تم ابھی یہیں بیٹھی ہو....؟" اس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں....!" اس نے لاتعلقی سے جواب دیا تھا اور دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

"کیا وہ ابھی تک نہیں آیا جس کا انتظار تھا۔!"

"نہیں....!" سرینا نے سوئچ بورڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک اسی وقت مطلوبہ روشنی نظر آئی تھی اور وہ اٹھ کر سوئچ بورڈ کی طرف جھپٹی تھی۔ پش سوئچ پر انگلی رکھے کھڑی رہی۔ حتیٰ کہ لفٹ کا دروازہ کھلا اور پھر دونوں ہی بوکھلا کر پیچھے ہٹ گئے تھے کیونکہ لیزا کے ساتھ ایک عجیب الخلقت اجنبی نظر آیا تھا۔ خوفناک آنکھوں کے نیچے پھولی ہوئی بدوضع سی ناک تھی اور مونچھیں نچلے ہونٹ کی تہہ تک سائبان کی طرح چھائی ہوئی تھیں۔

وہ لیزا کو سہارا دیئے ہوئے لفٹ سے باہر آیا تھا۔ روبن اور سرینا دم بخود کھڑے رہے۔

"یہ.... یہ.... مسٹر نوبل اوڈھمپ ہیں.... ہیڈ کوارٹر سے آئے ہیں۔!"

لیزا نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کمزور آواز میں کہا۔ "یہ سرینا ہے میری اسسٹنٹ اور یہ روبن ریڈیو آفیسر ....!"

"ہاؤڈویوڈو....!" ڈھمپ غرایا۔

"دونوں نے کچھ بڑبڑا کر سروں کو جنبش دی تھی اور لیزا اجنبی کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

دونوں آہستہ آہستہ ان کے پیچھے چلے۔

"خوف ناک....!" سرینا دھیرے سے بولی۔

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ مادام اپنی خواب گاہ میں ہیں۔!"

"مجھے وہاں ٹھہرنے کا حکم دے کر وہ اپنی خواب ہی میں گئی تھیں.... اتنی پر اسرار صورت آج تک میری نظر سے نہیں گذری۔!"

"پتا نہیں بے چارے فیلڈ ورکرز کا کیا ہوا۔!"

"خدا ہی جانے....!"

دوسری طرف لیزا اجنبی کو سیدھی اپنی خوب گاہ میں لیتی چلی گئی تھی۔!

"میں بڑی تھکن محسوس کر رہی ہوں.... مسٹر ڈھمپ....!" وہ بڑبڑائی۔

"صرف ڈھمپ....! تکلفات سے مجھے نفرت ہے.... تمہیں صرف گوردو کہوں گا۔!"

لیزا آگے بڑھ کر بستر پر ڈھیر ہوتی ہوئی بولی۔ "یہ تو بڑی اچھی بات ہے.... اس لئے میرا لیٹنا بھی تمہیں بُرا نہیں لگے گا۔!"

"ہرگز نہیں....! تم آرام کرو.... میں یہاں بیٹھ جاؤں گا۔!"

ڈھمپ نے سامنے والی کرسیوں کی طرف رخ کیا۔ لیزا اُسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ جب وہ بیٹھ جانے کے بعد اس کی طرف متوجہ ہوا تو بولی "میں کچھ عجیب سا محسوس کر رہی ہوں۔!"

"غیر معمولی حالات میں احساسات بھی معمولات سے مختلف ہوتے ہیں۔!"

"میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا....!"

"یہی میری طرف سے بھی سمجھ لو....!"

"ہیڈ کوارٹر کو میری ناکامی کا علم کیونکر ہوا۔!"

"ہیڈ کوارٹر کو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم کہ یہاں راکٹ پلین استعمال کیا گیا ہے۔!"

"میں نہیں جانتی تھی کہ اسے آپریٹ کرنے سے ہیڈ کوارٹر میں اطلاع ہو جائے گی۔!"

"سبھی ہر راز سے واقف نہیں ہیں.... میں تمہاری کہانی کا منتظر ہوں گوردو آخر راکٹ پلین کو استعمال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔!"

"پہلے تم بتاؤ کہ تم مجھ تک کیسے پہنچے....!" لیزا نے کہا۔

"سیدھی سی بات ہے.... میں ہیلی کوپٹر سے آیا تھا.... راکٹ اپنی جگہ پر نہ دکھائی دیا.... لہٰذا ہم نے جنگل پر پرواز شروع کی.... سرچ لائٹ کے ذریعے تلاش جاری رکھی۔ بالآخر راکٹ پلین دکھائی دیا۔ اپنے ہیلی کوپٹر کو اسی جگہ لینڈ کرانے کے بعد نیچے اترا تم راکٹ پلین میں پڑی بے خبر سو رہی تھیں۔

"کک.... کوئی جانور بھی تھا وہاں....؟" لیزا نے سوال کیا۔

"نہیں.... دور دور تک سناٹا تھا....!"

"لیکن بیدار ہونے پر تمہارا ہیلی کوپٹر وہاں میں نے نہیں دیکھا تھا۔!"

"میں نے اسے واپس بھجوا دیا تھا.... راکٹ پلین تو تھا ہی.... میں اسے آپریٹ کرنے کے طریقے سے واقف ہوں۔!"

لیزا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر اس نے اپنی کہانی شروع کر دی اور اتنا احساس تو بہر حال باقی ہی تھا کہ اگر اس نے نکولس اور جیری والا ٹکڑا بھی داستان میں شامل کر دیا تو اس سے متعلق سچی بات بھی اگل ہی دینی پڑے گی.... اور یہ کسی طرح بھی مناسب نہ ہوگا۔!

اس کے خاموش ہو جانے پر ڈھمپ نے فوراً ہی کچھ نہیں کہا تھا۔ البتہ اس کی آنکھوں سے حیرت ظاہر ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ لیزا کو بغور دیکھتا ہوا بولا.... "ہو سکتا ہے ان شکرالیوں میں کوئی انگلش بھی بول سکتا ہو۔ لیکن ان کے درمیان کسی عیسائی مبلغ کی موجودگی ناممکنات میں سے ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"وہ اپنے مذہبی اصولوں پر کاربند نہ ہوں لیکن مذہب کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتے.... لہٰذا دوسرے مذاہب کے مبلغین ان سے دور ہی دور رہتے ہیں۔!"

"لیکن وہ تو کہہ رہا تھا....!"

"کہہ رہا ہوگا.... لیکن میں اس کے قول پر یقین نہیں کر سکتا۔!"

"اسی نے مجھے اس حال پر پہنچایا ہے....!"

"تو پھر اب تم کیا کرو گی....؟"

"میں اس ذمہ داری سے دستبردار ہونا چاہتی ہوں۔!"

"میں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ تمہیں سبکدوش کر دوں....!"

"اب مجھ میں سکت نہیں رہی....!"

"اس مسئلے کے حل کے لئے ہیڈ کوارٹر سے رجوع کرنا پڑے گا....!" ڈھمپ نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ "اور وہ جانور جو انگلش بولتا ہے۔!"

"بے حد چالاک معلوم ہوتا ہے۔!"

"کچھ بھی ہو وہ کوئی مذہبی مبلغ نہیں ہو سکتا۔!"

"پھر کون ہو سکتا ہے....!"

"کسی ترقی یافتہ ملک کا جاسوس بھی ہو سکتا ہے۔!"

"تو پھر اب.... کیا کرنا چاہئے....؟"

"یہ تمہارے سوچنے کی بات نہیں ہے....!" ڈھمپ نے نرم لہجے میں کہا۔ "خیر تم کچھ دیر آرام کر لو.... میں ٹیلی پرنٹر پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کروں گا۔!"

"اچھی بات ہے....!" وہ مضمحل سی آواز میں بولی.... پھر اس نے انٹر کوم پر کسی لولیتا کو آواز دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی اندر داخل ہوئی۔

"لولیتا....!" لیزا ڈھمپ کی طرف دیکھ کر بولی۔ "یہ میری دوسری اسسٹنٹ ہے اور یہ مسٹر نوبل اوڈھمپ.... ہیڈ کوارٹر سے....!"

"ہاؤ ڈو یو ڈو....؟" لڑکی نے کہا اور ڈھمپ سر کو جنبش دے کر اٹھ گیا تھا۔

"لولیتا.... مسٹر ڈھمپ کو آپریشن روم میں لے جاؤ۔!"

"او کے مادام....!" کہہ کر اس نے سہمی ہوئی نظروں سے ڈھمپ کی طرف دیکھا تھا کمرے

سے نکل کر وہ ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

"بائیں جانب جناب....!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بڑے ادب سے بولی تھی۔

"تم مجھ سے اپنی مادری زبان میں گفتگو کر سکتی ہو....!" ڈھمپ نے فرانسیسی میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب....!"

وہ اسے آپریشن روم میں لائی.... یہاں روبن پہلے ہی سے موجود تھا۔ ڈھمپ کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو.... بیٹھو.... کیا تم مجھے جنگل کے مناظر نہیں دکھاؤ گے۔!"

"تین پوائنٹس.... بالکل تباہ ہو چکے ہیں جناب....!"

"کیا مطلب....؟"

"ان لوگوں نے کیمرے تلاش کر کے انہیں توڑ پھوڑ دیا ہے۔!"

"اوہو.... تو کیا وہ اتنے ہی ہوش مند ہیں....؟"

"میرا یہی خیال ہے جناب....! ان لوگوں کے بارے میں ہیڈ کوارٹر سے اندازے کی غلطی ہوئی ہے۔!"

"لیکن مجھے تو دو باغیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے جو اس عمارت ہی سے نکل کر ان سے جا ملے ہیں....!"

روبن کچھ نہ بولا.... لیکن اس کی آنکھوں سے ناگواری مترشح ہو رہی تھی.... ڈھمپ نے لولیتا کی طرف دیکھا وہ بھی کچھ کہنا چاہتی تھی۔

"کیا بات ہے....؟" ڈھمپ نے فرانسیسی میں سوال کیا۔

"کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنی مرضی سے نکل سکے اس عمارت سے....؟"

"اس کا مجھے علم نہیں....!" ڈھمپ بولا۔

"مادام کے علاوہ اور کوئی بھی باہر نکلنے کا راستہ نہیں جانتا.... اس لئے اس کا سوال کب پیدا ہوتا ہے کہ کوئی یہاں سے نکل کر ان لوگوں میں جا ملے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو سوچنا پڑے گا۔!"

"مادام سخت گیر ہیں....! اور یہاں کوئی ان سے خوش نہیں ہے.... جنہیں خوش رکھتی

تھیں صرف وہی ان جانوروں میں جا پھنسے ہیں۔!"

"سخت گیری ہی بغاوت کی طرف لے جاتی ہے۔!" ڈھمپ آہستہ سے بولا۔

"لیکن ہم صرف احتجاج کرتے رہے ہیں.... بغاوت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جناب....! ہم بہر حال ہیڈ کوارٹر کے پابند ہیں۔!"

"احتجاج کس بات پر کرتے رہے ہو۔!"

"دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا دیا گیا ہے۔!"

"اوہ....! حماقت کی باتیں....!" ڈھمپ ہاتھ ہلا کر بولا۔ "وہ دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آجائیں گی۔!"

لولیتا کچھ نہ بولی۔

"تو بقیہ پوائنٹس دکھانا شروع کروں جناب....!" روبن نے پوچھا۔

"ضرور.... ضرور....!"

اس نے یکے بعد دیگرے اسکرین پر مختلف جگہوں کے مناظر دکھائے لیکن یہ ساری جگہیں بالکل ویران ثابت ہوئیں۔

"بس ٹھیک ہے....!" ڈھمپ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "بند کر دو....!"

پھر وہ ٹیلی پرنٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

کاغذ پنسل اٹھا کر اسی کوڈ میں ایک پیغام ترتیب دینے لگا جو لیزا استعمال کرتی تھی۔

لولیتا اور روبن خاموش کھڑے رہے.... وہ اسے ٹیلی پرنٹر استعمال کرتے دیکھ رہے تھے.... ڈھمپ کوڈ ورڈز میں پرنٹ کرتا رہا۔

"تیرہ جانور جنگل میں موجود ہیں.... لیکن اب لڑکیاں خطرے میں ہیں.... ہدایات کا انتظار ہے۔ خدشہ ہے کہ دیر ہو جانے پر شاید ہمیں لڑکیوں کی لاشیں ملیں.... ایم ایل گوردو....!"

جواب کے انتظار میں اسے وہیں بیٹھنا تھا۔

"تم دونوں کھڑے کیوں ہو.... بیٹھ جاؤ....!" ڈھمپ نے ان سے کہا اور وہ اس کا شکریہ ادا کر کے بیٹھ گئے۔ ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی تھی۔

لولیتا نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا.... پانچ آدمی باہر کھڑے تھے.... ان میں سے ایک بولا۔ "ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں جو ہیڈ کوارٹر سے آیا ہے۔!"

لولیتا نے مڑ کر ڈھمپ کی طرف دیکھا۔

"آنے دو....!" اس نے کہا۔

وہ اندر آئے تھے اور گم سم کھڑے اسے دیکھتے رہے تھے.... انداز ایسا ہی تھا جیسے اسے دیکھ کر سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا ہو۔

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟" دفعتاً ڈھمپ غرایا۔

"ہم نے پہلے کبھی آپ کو نہیں دیکھا....!" ایک بولا۔

"یہی کہنے کے لئے آئے ہو....!"

"نن.... نہیں... بات دراصل یہ ہے کہ ہم یہاں جڑی بوٹیوں کی تلاش کیلئے بھیجے گئے تھے۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"لیکن ہم سے کچھ اور کام لیا جا رہا ہے....!"

"کیا تم صرف جڑی بوٹیوں کی تلاش کے لئے پیدا ہوئے ہو۔!"

"یہ مطلب نہیں تھا....!"

"پھر کیا مطلب تھا....؟"

"یہاں ایک غیر انسانی حرکت ہو رہی ہے۔!"

"کیا تمہارے ساتھ....؟"

"نن.... نہیں.... لیکن....!"

"جاؤ....!" وہ ہاتھ اٹھا کر غرایا۔ "اپنے کام سے کام رکھو....!"

لیکن وہ جوں کے توں کھڑے رہے.... البتہ کوئی بولا نہیں تھا۔

"جو کچھ سوچ رہے ہو وہ تمہارے سوچنے کی باتیں نہیں ہیں اور نہ تمہاری سمجھ میں آسکتی تھا.... عقل مند وہی ہیں جو صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔!"

"ہم کب تک یہاں قید رہیں گے۔!"

"جب تک اوپر والے چاہیں گے۔!"

"آپ کی کیا حیثیت ہے....؟"

"انسپکٹر سمجھ لو.... لیکن میں اپنے اختیار سے تمہاری حیثیتوں میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اس لئے واپس جاؤ.... یہاں کی انچارج مادام گوردو ہیں۔ وہی تمہاری باتوں کا جواب دے سکیں گی۔!"

"کسی اور کو انچارج بنایا جائے.... ہم اسے پسند نہیں کرتے۔!"

"تمہاری تجویز ہیڈ کوارٹر تک پہنچادی جائے گی.... بس اب جاؤ....!"

وہ طوعاً و کرہاً مڑے تھے اور باہر نکل گئے تھے۔

"بہت بددلی پھیلی ہوئی ہے موسیو....!" لولیتا آہستہ سے بولی۔

"کیا لیزا اتنی غیر مقبول ہے....!"

لولیتا کچھ نہ بولی.... روبن بھی خاموش رہا۔

"میں یہاں کی فضا میں خاصی کشیدگی محسوس کر رہا ہوں۔!"

"میں پہلے ہی عرض کر چکی ہوں کہ لوگ خوش نہیں ہیں۔!" لولیتا نے آہستہ سے کہا۔

ٹیلی پرنٹر پر جواب آنے لگا تھا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جواب آیا تھا.... "پہلے ہی تمہیں ہدایت دی جا چکی ہے کہ لڑکیوں کو وہاں سے بلوالو.... ان کی واپسی کا انتظام کر کے تمہیں مطلع کیا جائے گا۔!"

ڈھمپ نے سر کو جنبش دی۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ گیا.... لیکن اس سے قبل پیغام کو ضائع کر دینا نہیں بھولا تھا۔ لولیتا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ماموزئیل....! میں تم سے علیحدگی میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور.... موسیو....! میرے کمرے میں چلئے!"

"گوردو.... فرانسیسی بولتی ہے یا نہیں....!"

"نہیں موسیو....! لیکن میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی کہ جانتی بھی ہے یا نہیں۔!"

"خیر.... خیر.... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... مجھے بہر حال ہیڈ کوارٹر کو حالات سے مطلع کرنا ہے۔!"

"کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اس عمارت میں کسی قسم کی بھی گفتگو ہو.... گوردو کہیں نہ کہیں سے سن سکتی ہے۔!" لولیتا نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو.... میں ایک بااختیار آدمی ہوں۔!"

"مجھے یقین ہے جناب....!"

وہ اسے اپنے کمرے میں لائی تھی اور بڑے ادب سے کرسی پیش کرتی ہوئی بولی تھی۔

"آپ اہل زبان کی طرح فرانسیسی بول سکتے ہیں موسیو....!"

"حالانکہ میں نسلاً ریڈ انڈین ہوں....!"

"بڑی عجیب بات ہے موسیو....! آپ کو دیکھ کر ڈر معلوم ہوتا ہے.... لیکن جب آپ نرمی سے گفتگو کرتے ہیں تو طمانیت کا احساس ہوتا ہے۔!"

"میری یہی سب سے بڑی بدنصیبی ہے....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں.... کوئی مجھ سے محبت نہیں کرتا۔!"

"کسی کے اندر جھانکنے کا سلیقہ بہت کم لوگ رکھتے ہیں۔!"

"تم بہت ذہین معلوم ہوتی ہو.... آخر یہاں کا اسٹاف گوردو سے بددل کیوں ہے....؟"

"اس کی سخت گیری کی بناء پر.... خصوصاً وہ مردوں کا ذرہ برابر بھی احترام نہیں کرتی۔ اس حد تک چلی جاتی ہے کہ لوگوں کو سزائے موت تک دے بیٹھتی ہے۔"

"نہیں....!" ڈھمپ چونک کر بولا۔

"یقین کیجئے....! یہیں اسی عمارت میں اس نے ایک فیلڈ ورکر ٹونی کو سزائے موت دی تھی.... اسے اس کے حکم سے گولی ماردی گئی تھی۔!"

"ہیڈ کوارٹر سے ایسا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا.... ٹونی کا قصہ کیا تھا....؟"

"نکولس کے جانور بنائے جانے پر تشویش کا اظہار کر رہا تھا۔!"

"کون نکولس....؟"

"ریڈیو آپریٹر تھا.... اسے گوردو نے جانور بنادیا.... وہ بھی جنگل ہی میں پھکوا دیا گیا ہے۔ اسٹاف کا ایک آدمی جیری بھی غائب ہے.... گوردو کے بیان کے مطابق گیسپر نامی ایک فیلڈ ورکر جانوروں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ خدا ہی جانے اس میں کتنی صداقت ہے۔!"

"تب تو ہیڈ کوارٹر کو اس طرف توجہ دینی ہی پڑے گی۔ شکریہ لولیتا۔!"

"لیکن گوردو کی دستبرد سے مجھے آپ ہی بچائیں گے موسیو....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ ہماری گفتگو سن رہی ہو گی.... ٹونی کی موت کے بعد سے ہمارا شبہہ یقین میں تبدیل ہو گیا ہے۔ وہ ہر جگہ ہماری گفتگو سن سکتی ہے۔!"

"ہم فرانسیسی میں گفتگو کر رہے ہیں۔!"

"وہ ایک پُر اسرار عورت ہے.... ہو سکتا ہے فرانسیسی جانتی ہو۔!"

"خیر اس وقت تو وہ سو رہی ہے۔!"

"دوسری بات.... سرینا اس کی ہمراز ہے اور یہاں وہ بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھی جاتی!"

"اوہ.... وہ لڑکی.... جو لفٹ کے قریب میری منتظر تھی۔!"

"میں نے اسے لفٹ کے قریب دیکھا تھا....!"

"وہ میری ہی منتظر تھی۔"

"گوردو شائد آپ کے استقبال کو گئی تھی۔!"

"ہاں....! اس نے مجھے پہاڑ کی چوٹی پر خوش آمدید کہی تھی۔"

"کچھ بھی ہو موسیو....! ہمیں گوردو کی ماتحتی قبول نہیں۔!"

"تم فکر مت کرو.... اس کا بھی انتظام ہو جائے گا۔!"

"اور ہم قطعی غیر محفوظ ہیں.... دسوں فیلڈ ورکرز کو جانوروں نے پکڑ لیا ہے۔!"

"میں اس معاملے کو بھی دیکھوں گا۔!"

"لولیتا پھر کچھ نہیں بولی تھی۔"

ڈھمپ نے تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔ "رسد لانے والا ہیلی کوپٹر کہاں لینڈ کرتا ہے....؟"

"کیا آپ وہ جگہ دیکھنا چاہتے ہیں....!"

"ہاں....!" ڈھمپ اٹھتا ہوا بولا۔

وہ اب بھی اسی غار میں تھے اور دسوں فیلڈ ورکرز کے ہاتھ پیر اسی طرح بندھے ہوئے تھے لیکن انہیں بھوکا پیاسا نہیں رکھا گیا تھا۔ جانوروں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں ناشتہ کرایا تھا۔

جیری اور نکولس پہلے ہی کی طرح آزاد تھے۔ دونوں ماداؤں پر بھی کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن اب وہ ایک دوسرے کے مافی الضمیر سے آگاہ نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ ان کے درمیانی رابطہ صف شکن رات ہی سے غائب تھا۔ لیزا کو ساتھ لے کر غار سے باہر نکلا تھا اور پھر پلٹ کر نہیں آیا تھا اور نہ انہیں یہی معلوم ہو سکا تھا کہ لیزا پر کیا گذری۔

ایک فیلڈ ورکر نے جیری کو آواز دے کر پوچھا تھا۔ "اب کیا ہو گا..

"خدا ہی جانے....!" جیری نے جواب دیا۔

"کاش ہم ان جانوروں سے گفتگو کر سکتے۔!"

"کیوں....؟ ان سے گفتگو کر کے کیا کرو گے۔!"

"کم از کم شرمندگی ہی ظاہر کر سکتے۔!"

"فضول... لایعنی... کیا تمہیں پہلے سے علم نہیں تھا کہ تم ان لوگوں کیلئے کیا کر رہے ہو۔!"

"پہلے انہوں نے ہم پر کوئی احسان نہیں کیا تھا۔!"

"ہم مہذب لوگوں سے یہ غیر مہذب ہی اچھے ہیں۔!" جیری بولا۔

"ہاں....! اب ہمیں احساس ہو رہا ہے یہ حرکت قتل کر دینے سے زیادہ ہی بھیانک ہے۔!"

"اور مجھے یقین ہے کہ لیزا انہیں دوبارہ آدمی بنا دینے کے وسائل نہیں رکھتی۔!"

"اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے.... لیکن پچھلی رات وہ کہہ رہی تھی کہ اگر انہوں نے ہمیں مار ڈالا تو دوبارہ آدمی نہ بن سکیں گے۔!"

"وہ تو اس نے جانور کو سنانے کے لئے کہا تھا جو انگلش بول سکتا ہے۔!" نکولس نے خشک لہجے میں کہا۔

"تو کیا وہ جھوٹ بول رہی تھی....!" فیلڈ ورکر نے حیرت سے کہا۔

"تم مجھے دیکھ ہی رہے ہو.... اگر وہ اس پر قادر ہوتی تو میرے جسم پر اُسترہ کیوں چلواتی۔!"

فیلڈ ورکر کچھ نہ بولا۔

"کیا تم لوگ اب بھی لیزا ہی کے ساتھ ہو....؟" جیری نے فیلڈ ورکرز سے سوال کیا۔

"یہاں سے ہماری واپسی کا انحصار لیزا ہی پر ہے.... ہم نہیں جانتے کہ ہمیں کس طرح یہاں سے لے جایا جائے گا.... اپنے طور پر ہم کہاں جائیں گے۔!"

"اس بحث میں نہ پڑو....." نکولس نے جیری سے کہا۔"اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ یہ لیزا کے ساتھ ہیں یا نہیں....!"

دوسری طرف شارق طربدار کو مسلسل چھیڑے جا رہا تھا.... شہباز کے علاوہ اور سب ہنس رہے تھے۔ مادائیں دور بیٹھی آپس میں سرگوشیاں کر رہی تھیں۔

"سردار....!اس لڑکے سے میرا پیچھا چھڑاؤ....!" بالآخر طربدار تنگ آکر بولا۔

"شارق....!ادھر آؤ....!" شہباز نے سخت لہجے میں کہا۔

وہ چپ چاپ اٹھ کر اس کے قریب جا بیٹھا شہباز بولا۔"کام کی باتیں کرو.... صف شکن ابھی تک واپس نہیں آیا۔ مجھے تشویش ہے میں نہیں چاہتا کہ عمارت میں وہ تنہا جائے۔!"

"وہ کسی کی کب سنتے ہیں....!"

"یہ بات تو طے ہوگئی کہ ہمارا علاج یہاں اس عورت کے پاس نہیں ہے۔!"

"تو پھر....؟" شارق چونک پڑا۔

"عورت کے ساتھ عمارت کی طرف جانے سے قبل وہ مجھے سب کچھ بتا گیا ہے۔!"

"تو پھر علاج کہاں ہے سردار....!"

"عورت بھی یہ نہیں جانتی۔!"

"تو یہ بھی ضروری ہے کہ علاج ممکن ہی ہو۔!"

"وہ یقین کے ساتھ کہہ رہی تھی کہ ہم دوبارہ آدمی بن سکیں گے۔ لیکن یہ نہیں بتا سکی تھی کہ کہاں بن سکیں گے اور کس طرح....!"

"ہو سکتا ہے.....اپنی جان بچانے کیلئے ایسی کوئی بات کہہ بیٹھی ہو لیکن یہ حقیقت نہ ہو۔!"

"دیکھا جائے گا لیکن سوال تو یہ ہے کہ صف شکن کے بارے میں کیسے معلوم کیا جائے۔!"

"میں جاؤں گا پہاڑ کی طرف....!"

"نہیں....!کچھ دیر اور انتظار کرو پھر ہم سبھی چلیں گے۔!"

"اور ان کا کیا ہوگا....؟"

"صف شکن ہی جانے....اس نے روکا نہ ہوتا تو اب تک ان کی ہڈیوں کا بھی پتا نہ چلتا۔!"

"پتا نہیں....وہ ان کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کرنا چاہتا ہے۔!"

"اس کے معاملات وہی جانے....میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔!"

اتنے میں نکولس اور جیری ان کے قریب آکھڑے ہوئے اور نکولس نے اشاروں میں بتانا شروع کیا کہ وہ بقیہ کیمروں کو بھی تباہ کر دینے کے لئے جانا چاہتا ہے۔!

"پتا نہیں کیا کہہ رہا ہے....!" شارق بڑبڑایا۔

ماداؤں نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور پھر وہ بھی قریب ہی آکھڑی ہوئیں۔!

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں کس طرح اپنی بات سمجھاؤں۔!" نکولس نے ان کی طرف مڑ کر کہا۔

"کیا بات ہے....؟" سفید مادہ نے پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ بقیہ کیمروں کو بھی تباہ کر دوں۔!"

"کیا ہم اس غار سے بھی دیکھے جا رہے ہوں گے۔!"

"نہیں....!"

"تو پھر اس عقل مند کی واپسی کا انتظار کرو.... سوائے اس عورت لیزا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ ہم یہاں ہیں.... اور.... لیزا اس کے قابو میں تھی۔!"

"پتا نہیں....وہ اسے کہاں لے گیا ہے۔!"

"مجھے یقین ہے کہ وہ دھوکا نہیں کھائے گا۔!"

نکولس واپس چلا گیا....اور مادائیں وہیں کھڑی رہیں.... شارق نے شہباز سے کہا"سردار کیا یہ سفید مادہ آپ کو پہچان لیتی ہے۔!"

"میں نہیں جانتا....!" شہباز غرایا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو پہچان سکتی ہے.... کیونکہ سنہری مادہ طربدار کے علاوہ اور کسی کی طرف رخ نہیں کرتی۔!"

"ارے تجھے ان کی فکر کیوں پڑی رہتی ہے....!" شہباز جھنجلا کر بولا۔

ٹھیک اسی وقت اس حصے سے شور سنائی دیا تھا جہاں قیدی تھے۔ وہ تیزی سے اس طرف جھپٹے.... جیری اور نکولس قیدیوں کیطرف ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہے تھے اور قیدی بھی کچھ کہہ رہے تھے۔

"خاموش رہو....خاموش رہو....!" شہباز دونوں ہاتھ اٹھا کر دھاڑا۔

دفعتاً اس طرح سناٹا چھا گیا.... جیسے ان کی روحیں قبض کر لی گئی ہوں۔!

نکولس مڑ کر مادائوں سے کہنے لگا۔ "یہ لوگ نکل بھاگنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔!"

"مارے جائیں گے....!" سفید مادہ نے کہا۔

"یہ غلط ہے....!" ایک فیلڈ ورکر بولا۔

"میں ایک بار پھر تمہیں سمجھا دوں کہ اپنی موت کو دعوت نہ دو....!" نکولس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم ہو کون....؟ خود کو کیا سمجھتے ہو....!" فیلڈ ورکر کو بھی غصہ آ گیا۔

سفید مادہ نے شہباز کی طرف دیکھ کر کچھ اس قسم کے اشارے کئے جیسے کہہ رہی ہو کہ تم جاؤ اطمینان سے بیٹھو.... میں یہاں موجود ہوں.... سب کچھ سن اور سمجھ رہی ہوں۔ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو گی تو تمہیں آگاہ کر دوں گی۔!

"دیکھا سردار....!" شارق چہک کر بولا۔ "میں نہ کہتا تھا کہ آپ کو ضرور پہچانتی ہو گی۔!"

"بکواس نہ کرو....! آؤ....!" وہ مڑتا ہوا بولا.... "صف شکن کی عدم موجودگی نے مجھے الجھن میں مبتلا کر دیا ہے۔!"

وہ دونوں چلے گئے.... سفید مادہ فیلڈ ورکرز سے کہہ رہی تھی۔ "ہر چند تم لوگ مجرم ہو لیکن مجھے تم سے ہمدردی ہے۔!"

"لڑکی....! یقین کرو کہ تم ہم لوگوں کے توسط سے جانور نہیں بنائی گئی ہو۔!"

پارٹی کے لیڈر نے کہا۔ "ہم میں بددلی پھیلنے کی وجہ ہی تم دونوں ہو۔!"

"اس سے بحث نہیں کہ کون ذمہ دار ہے.... لیکن تم بہر حال آلہ کار ہو.... آخر ان لوگوں کا کیا قصور تھا کہ انہیں جانور بنا دیا گیا۔!"

"ہم تو اب اس پر بھی نادم ہیں.... قاعدے سے انہیں چاہئے تھا کہ ہمیں مار ڈالتے لیکن انہوں نے مہربانی کا سلوک کیا.... ہمیں اعتراف ہے کہ یہ بہر حال ہم سے بہتر ہیں۔!"

"تو پھر شور شرابے کی کیا ضرورت ہے۔!"

"نکولس ہمیں خواہ مخواہ چھیڑتا رہتا ہے حالانکہ یہ خود بھی ہمارا ساتھی رہ چکا ہے اور جب ان شکرالیوں کو جانور بنایا جا رہا تھا اسے اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔!"

نکولس نے پھر کچھ کہنا چاہا تھا.... لیکن سفید مادہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تم خاموش رہو....!"

"میں بھی تمہاری ہی ہمدردی میں اس حال کو پہنچا ہوں....!" نکولس نے کہا۔

"کئی بار کہہ چکے ہو.... کب تک دہراتے رہو گے۔!"

"یہ سنکی ہے....!" ایک فیلڈ ورکر بولا۔

"نہیں....! صرف چڑچڑا ہو گیا ہے۔!" دوسرے نے کہا۔

"ذرا شکل تو دیکھو....!" تیسرا بولا۔

"جہنم میں جاؤ....!" نکولس پیر پٹخ کر دہاڑا اور وہاں سے چلا گیا۔ سارے فیلڈ ورکرز ہنس پڑے تھے۔ جیری وہیں کھڑا طرح طرح کے منہ بناتا رہا تھا۔

سفید مادہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "دیکھو....! یہ شکرالی کتنے اچھے ہیں کیا تم اس حال میں بھی ہنس سکتے ہو۔!"

"ہمیں اس سے کب انکار ہے۔!"

"کیا خیال ہے پھر....؟"

"کس سلسلے میں....؟" پارٹی لیڈر نے پوچھا۔

"تمہیں ان کا ساتھ دینا چاہئے۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"یہ تو میں نہیں بتا سکتی....! خود سوچو....!"

"دیکھو مس....!" پارٹی کے لیڈر نے کہا۔ "ہم صرف اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ کسی ایسے حکم کی تعمیل نہ کریں جس سے انہیں گزند پہنچتا ہو.... اس کے علاوہ اور کچھ بھی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ کس کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔!"

"میرے لئے....!" دفعتاً غار کے دہانے کی جانب سے غراتی ہوئی سی آواز آئی اور وہ چونک کر اسی طرف متوجہ ہو گئے.... عمران جانور کے روپ میں سامنے کھڑا تھا۔

"اوہ.... فادر....!" پارٹی کے لیڈر نے خوش ہو کر کہا۔ "بہت اچھا ہوا تم آ گئے.... نکولس تمہارے آدمیوں میں ہمارے خلاف نفرت پھیلا رہا ہے۔!"

"میرے آدمیوں میں نہیں.... جانوروں میں کہو....!"

"ہم نہیں بتا سکتے کہ کتنے شرمندہ ہیں فادر....!"

"فادر کے بچو....! تم سب نہ جانے کس وقت بھک سے اڑ جاؤ۔!"

"کک.... کیا.... مطلب....!"

"وہ عورت یہاں کہیں ایک ٹائم بم چھپا گئی ہے۔!"

"خدا کی پناہ....! اب کیا ہوگا۔!"

"صرف تمہاری ٹانگیں کھلوائے دیتا ہوں.... نکل کر بھاگو....!"

"مگر جائیں کہاں....؟"

"پہاڑوں کی طرف....! کیا اس عورت کو سزا نہ دو گے۔!"

"مگر وہ ہے کہاں....؟"

"ہیڈ کوارٹر سے آیا ہوا ایک آدمی اسے مجھ سے چھین لے گیا.... لیزا نے اسی سے کہا تھا کہ وہ اس غار میں ایک ٹائم بم رکھ آئی ہے۔!"

"تب پھر خدا کے لئے جلدی کرو فادر....!"

نکولس بھی آ گیا تھا.... اور جیری تو پہلے ہی سے وہاں موجود تھا۔ عمران کے اشارے پر انہی دونوں نے جلدی جلدی ان کے پیر کھولے تھے۔

"تم دونوں بھی انہی کے ساتھ جاؤ....!" عمران نے ان سے کہا "اور یہ لڑکیاں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی۔!"

"اور تم لوگ....؟"

"ہماری فکر نہ کرو.... ہم بھی تمہارے پیچھے ہی پہنچیں گے.... زندہ رہنا ہے تو اس پر ہمارا قبضہ ہونا چاہئے۔!"

"اگر ہمارا ساتھ دینا مقصود ہے تو پھر ہمارے ہاتھ بھی کھلوادو !" پارٹی کے لیڈر نے کہا۔

"ممکن ہے.... لیکن اسی صورت میں جب تم آسمانی باپ کی قسم کھا کر کہو کہ نکولس اور جیری سے دشمنی نہیں کرو گے۔!"

ان سبھوں نے بیک آواز ہو کر قسم کھائی تھی۔

"اچھا پہلے باہر تو نکلو اور تیزی سے دوڑتے چلے جاؤ.... کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد

نکولس اور جیری تمہارے ہاتھ بھی کھول دیں گے۔!"

"ہم ایسا ہی کریں گے....!" نکولس نے کہا۔

اور پھر وہ سب دوڑتے ہوئے غار سے باہر نکل گئے.... شکرالی خاموش کھڑے سب کچھ دیکھتے رہے.... عمران نے ان کی طرف مڑ کر قہقہہ لگایا اور بولا۔ "بالکل گھامڑ ہیں۔!"

"تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟" شہباز نے غرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "انہیں آزاد کیوں کر دیا۔!"

"اب ہم ان کے پیچھے دوڑ لگائیں گے.... چلو نکلو.... یہاں سے....!"

وہ سب اپنے اپنے تھیلے اٹھا کر آہستہ آہستہ غار سے نکلے تھے۔

"میں نے انہیں پہاڑ کی جانب بھیجا ہے.... تم بھی ان کے پیچھے اسی طرف جاؤ۔!" عمران نے ان سے کہا۔

"اور تم....؟"

"میں بھی عمارت ہی میں ملوں گا.... لیکن دوسرے روپ میں۔!"

"او بھائی صف شکن....! رب عظیم کے لئے ہمیں الجھن میں نہ ڈالو....!" شہباز بولا۔

"تم نے دیکھا تھا کہ وہ لوگ کتنے بدحواس ہو کر غار سے نکلے تھے۔!"

"اسی پر تو حیرت ہے تم نے ان سے کیا کہا تھا۔!"

"یہی کہ لیزا غار میں کسی جگہ ایک ایسا بم چھپا گئی ہے جو مخصوص وقت پر خود بخود پھٹ جائیگا۔!"

"کیا یہ سچ ہے....؟"

"میں تو سچ کر کے دکھاؤں گا.... تم لوگ ذرا دور ہٹ جاؤ.... میں دھماکہ کرنے جارہا ہوں۔!" عمران نے کہا اور تھیلے سے ایک ہینڈ گرینیڈ نکال کر غار کے دہانے کی طرف اچھال دیا۔

زوردار دھماکہ ہوا تھا.... اور وہ شمال کی طرف دوڑتے چلے گئے تھے۔

کچھ دور دوڑنے کے بعد عمران نے رکنے کو کہا تھا اور شہباز کے قریب پہنچ کر بولا تھا۔

"پورے تیرہ عدد نہیں ہوں گے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا۔!"

"تم کہاں ہو گے....؟"

"پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں عمارت ہی میں ہوں گا لیکن تم مجھے پہچان نہیں سکو گے۔ مگر نہیں! شائد میرا بھتیجا پہچان لے کیونکہ ایک بار وہ مجھے اس روپ میں دیکھ چکا ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ تم ایسا کیوں کر رہے ہو۔!"

"میں تم سبھوں کو وہیں لے جانا چاہتا ہوں جہاں آدمی بن سکو گے.... عمارت میں ایسی کوئی دوا موجود نہیں ہے لیکن کہیں نہ کہیں ضرور ہوگی۔!"

"تو کیا ہم قیدی بنائے جائیں گے....؟"

"مصلحتاً.... لیکن تمہیں کوئی فکر نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ پوری عمارت پر میرا قبضہ ہوگا۔!"

"تم جادوگر ہو.... صف شکن....!"

"نہیں....! ایک معمولی سا آدمی جس کا دماغ رب عظیم کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جب جس طرح جو کام لینا چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ بس اب جاؤ.... تمہیں ان کے ساتھ ہی ساتھ رہنا ہے۔ اگر ان کی نیت میں فتور دیکھو تو پھر تمہیں اختیار ہوگا جس طرح چاہو نپٹ سکتے ہو۔!"

وہ سب لیزا کو گالیاں دیتے ہوئے پہاڑ کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ انہوں نے دھماکا بھی سن لیا تھا۔ آخر ایک جگہ نکولس نے رکنے کو کہا اور بولا۔

"اتنے بدحواس ہوئے تو ہم کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔!"

"کرنا کیا ہے....!" ایک فیلڈ ورکر ہانپتا ہوا بولا۔

"لیزا سے انتقام لینا ہے....!" جیری بولا۔

"عقل کے ناخن لو....!" پارٹی لیڈر نے کہا۔ "کیا ہمیشہ کے لئے اسی جنگل کے قیدی بن کر رہنا چاہتے ہو۔!"

"تو پھر ہم کیا کریں گے....؟"

"جیسا وقت کا تقاضا ہوگا۔!"

"وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔!" نکولس بولا۔

"اب تم ہماری ذمہ داری ہو.... پہلے ہم مریں گے پھر تم پر آنچ آئے گی۔!" پارٹی کے لیڈر نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

ٹھیک اسی وقت انہوں نے بہت سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنی تھیں۔

"شاید وہ بھی ادھر ہی آ رہے ہیں۔!" سنہری مادہ زور سے چیخی۔

"کیا ہم چھپ جائیں....؟" پارٹی کے لیڈر نے نکولس سے پوچھا۔

"نہیں....! میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں۔ اس نے انہیں سمجھا دیا ہوگا۔ اگر وہ ہماری زندگیوں کا خواہاں ہوتا تو ہمیں ٹائم بم کی اطلاع دے کر وہاں سے نکل جانے کو کیوں کہتا۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔!"

وہ وہیں رک کر انتظار کرتے رہے.... پھر گھوڑے دکھائی دیئے جو سیدھے انہی کی طرف آ رہے تھے۔

قریب پہنچ کر وہ گھوڑوں سے اترے تھے اور ان کے قریب ہی کھڑے ہو گئے تھے۔ نکولس انہیں اشاروں میں سمجھانے کی کوشش کرنے لگا کہ وہ پہاڑ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔! تیرھواں گھوڑا خالی تھا۔ شہباز نے ماداؤں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ دونوں اس پر بیٹھ جائیں اور پھر بقیہ گھوڑوں پر انہوں نے فیلڈ ورکرز نکولس اور جیری کو بیٹھنے کی دعوت دی تھی۔ اس طرح ہر گھوڑے پر دو دو آدمی تھے اور تیرہ گھوڑے پہاڑ کی طرف دوڑتے جا رہے تھے۔

نکولس شارق کے حصے میں آیا تھا.... اور اس کے کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے کیونکہ شارق نے زور زور سے گانا شروع کر دیا تھا۔

گھوڑے دوڑتے رہے.... وہ ان جانوروں سے گفتگو کرنا چاہتے تھے لیکن مجبور تھے.... تیرھواں نہ جانے کہاں رہ گیا تھا۔

دفعتاً شارق نے شہباز کی آواز سنی۔ "ارے تو کیوں حلق پھاڑ رہا ہے۔!"

"کیا رجز نہ پڑھوں سردار....!" شارق نے چیخ کر کہا۔ "کیا ہم ان پر حملہ آور ہونے نہیں جا رہے۔!"

شہباز اپنا گھوڑا اسی کے برابر لے آیا۔

"کیا وہ تمہیں کوئی خاص ہدایت دے گیا ہے....!" اس نے شارق سے سوال کیا۔

"نہیں تو سردار...! بھلا میری کیا حقیقت ہے کہ مجھے وہ معلوم ہو جو تمہیں نہ معلوم ہو۔!"

"ہم پہاڑ کے پاس پہنچ کر کریں گے کیا....!"

"چچا نے یہ بات تو تمہیں بھی بتائی تھی کہ دس قیدیوں میں سے وہ چار قیدی جو بعد میں آئے تھے عمارت تک پہنچنے کے راستے سے واقف ہیں....!"

"ہاں مجھے یاد ہے....!"

"تب پھر وہ باہر ہی تو ٹھہرے رہیں گے....!"

"سوال یہ ہے کہ ہم....!" شہباز کچھ کہتے کہتے رک گیا.... اس نے کچھ چیخیں سنی تھیں اور اگلے گھوڑے رکتے دیکھے تھے۔

"کیا ہوا....؟" شارق بولا۔

"پتا نہیں....!" کہتا ہوا شہباز اپنا گھوڑا آگے بڑھا لے گیا۔

دونوں مادائیں گھوڑے سے گر گئیں تھیں اور پڑی چیخ رہی تھیں۔

شارق اپنے گھوڑے سے کود کر انہیں اٹھانے لگا پھر شہباز سے بولا۔ "یہ بیچاریاں کیا جانیں گھوڑے پر کیسے بیٹھتے ہیں.... ہونا یہ چاہئے کہ اپنی کو آپ سنبھالیں اور طربدار اپنی والی کو۔!"

"مت بکواس کر....!"

"سردار... یہ سفید مادہ پوری قوم کی عزت بن گئی ہے۔ کسی اور کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتی۔!"

"سچ مچ اتنا ماروں گا کہ بے ہوش ہو جائے گا۔!"

"اچھا دوسری کو تو طربدار کے حوالے کیجئے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا....!"

"او طربدار بھائی....!" شارق نے ہانک لگائی۔ "کیا بے غیرت بھی ہو گئے.... آکر اٹھاؤ اپنے وبال کو.... میں مادر قوم کی خدمت میں ہوں۔!"

"چپ رہ بدبخت....!" شہباز دانت پیس کر بولا۔

دونوں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں.... اور سنہری مادہ سچ مچ طربدار کے گھوڑے کی طرف جھپٹی تھی اور طربدار کی ٹانگ پکڑ کر کھینچنے لگی تھی۔

"قیدی کو اتار کر اسے بٹھا لے....!" شہباز نے گرج کر کہا۔

اس طرح وہ طربدار کے گھوڑے پر پہنچ گئی تھی لیکن سفید مادہ وہیں کھڑی شہباز کو گھورتی رہی۔

"نکولس کو اتار.... اسے بٹھا لے اپنے گھوڑے پر....!" شہباز نے شارق سے کہا اور اپنا

گھوڑا آگے بڑھا لے گیا۔

شارق نے نکولس کو اپنے گھوڑے سے اتار کر خالی گھوڑے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ پھر وہ اور طربدار کے گھوڑے سے اترنے والا فیلڈ ورکر اس گھوڑے پر بیٹھ گئے تھے۔ شارق نے بڑے ادب سے سفید مادہ کو گھوڑے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ چند لمحے کچھ سوچتی رہی۔ پھر شارق کے گھوڑے پر بیٹھ گئی.... شارق گھوڑے کی لگام پکڑے پیدل ہی چلتا رہا.... ظاہر تھا کہ وہ اس طرح سواروں کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا وہ سب جلد ہی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

سفید مادہ شارق سے کہہ رہی تھی کہ وہ بھی بیٹھ جائے.... لیکن وہ انجان بنا چلتا رہا.... انداز سے سمجھ تو گیا تھا کہ کیا کہہ رہی ہے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے قریب آتے ہوئے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنی تھی.... لیکن وہ معمولی رفتار ہی سے چلتا رہا۔ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ واپس آنے والا شہباز کے علاوہ اور کوئی نہ ہو گا۔

"یہ تو پیدل کیوں چل رہا ہے....؟" شہباز نے قریب پہنچنے سے قبل ہی پوچھا۔

"اب تم مجھے گولی ہی مار دو سردار....!" شارق بولا۔

"چل بیٹھ!"

اس بار سفید مادہ شہباز کو دیکھ کر چیخنے لگی تھی۔ "!تم کیوں پلٹ آئے۔ جہنم میں جاؤ.... درندے کہیں کے.... تم سے مطلب تم کون ہوتے ہو.... جاؤ چلے جاؤ۔!"

شہباز خاموشی سے سنتا رہا.... کرتا بھی کیا.... کچھ پلے ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

آخر وہ شارق کو گھونسہ دکھا کر بولا۔ "یہ سب کچھ تیری وجہ سے ہو رہا ہے۔!"

"میری وجہ سے کیوں....؟ نہ سردارنی میری بات سمجھ سکتی ہیں اور نہ میں ان کی بات سمجھ سکتا ہوں۔!"

"اب بیٹھ بھی جا گھوڑے پر ورنہ سچ مچ جان سے مار دوں گا۔!" شہباز نے کہا اور گھوڑا موڑ کر نکلا چلا گیا۔ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا فیلڈ ورکر گم سم تھا۔

شارق کو بہر حال گھوڑے پر بیٹھنا پڑا اور سفید مادہ نے مضبوطی سے اس کی کمر تھام لی۔

ہیلی کوپٹر میں پہنچ کر عمران نے کھال اتار دی اور پھر ڈھمپ کے میک اپ میں آ گیا۔ لولیتا کو

ہدایات دے کر لفٹ کے پاس بٹھا آیا تھا.... اسی طرح جیسے لیزا نے سرینا کو بٹھایا تھا۔

لیزا کی قوت ارادی قطعی طور پر ختم ہو چکی تھی کیونکہ وہ معینہ مدت کے اختتام سے پہلے تک اسے شراب میں خواب آور دوا دے کر غافل کرتا تھا اور قوتِ ارادی پر اثر انداز ہونے والا انجکشن دے دیتا تھا۔ وہ پوری طرح اس کے قابو میں تھی۔ جو کہتا تھا وہی کرتی تھی فی الحال اس نے اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا اور یہ بات ذہن نشین کرادی تھی کہ وہ خود اس کی قائم مقامی کر رہا ہے اور ہیڈ کوارٹر کو بھی اس کی اطلاع دے چکا ہے۔

ہیلی کوپٹر روز روشن میں پہاڑ کی سمت پرواز کر رہا تھا اور عمران پوری طرح مطمئن تھا کہ وہ جب تک چاہے گا اسی طرح من مانی کرتا رہے گا کیونکہ "ہیڈ کوارٹر" سے رابطے کا واحد ذریعہ فی الحال وہ خود ہی ہے۔

ہیلی کوپٹر سے اُتر کر وہ لفٹ کے دروازے پر رکا تھا اور دیوار سے لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے ایک پش سوئچ پر انگلی رکھ دی تھی.... تھوڑی دیر بعد لفٹ اوپر آئی دروازہ کھلا اور وہ لفٹ میں داخل ہو گیا۔

لولیتا نے بڑے ادب سے اس کا استقبال کیا تھا۔

"تم یہاں بور تو نہیں ہوئیں....!"

"نہیں جناب....! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"لیزا کی علالت کی وجہ سے مجھے تشویش ہے....!"

"لیکن اس کے ماتحت تو بہت خوش ہیں....!"

"یہ اچھی علامت نہیں ہے.... خیر.... میں دیکھوں گا.... کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔!"

"کیا وہ حق بجانب نہیں ہیں جناب....؟"

"حالات کے تحت تو حق بجانب ہی معلوم ہوتے ہیں.... ویسے میں نے محسوس کیا ہے کہ لیزا زیادہ ذہین عورت نہیں ہے اس سے کہیں زیادہ تو تم ذہین ہو۔!"

"شکریہ جناب....!"

"کچھ دیر بعد وہ سب یہیں ہوں گے۔!"

"کون جناب....؟" لولیتا چونک کر بولی۔

"ہمارے سب آدمی.... اور وہ سارے جانور....!"

"وہ کس طرح جناب....! آپ تو تنہا گئے تھے۔!"

"تم ابھی دیکھ لوگی.... خیر.... اب سرینا کو یہاں میرے پاس بھیج دو.... اور آپریشن روم میں میرا انتظار کرو....!"

"بہت بہتر جناب....!"

"وہ چلی گئی.... اور عمران وہیں کھڑا رہا.... تھوڑی دیر بعد سرینا وہاں پہنچی تھی۔

"کاش....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"یس سر....!"

"پوائنٹ نمبر پانچ والی سرنگ میں جاؤ اور دوسری طرف سے سرنگ میں داخل ہونے کا راستہ بند کر دو....!"

"بہت بہتر جناب....!"

"آپریشن روم میں تمہارا منتظر رہوں گا۔!"

"او۔ کے۔ سر....!"

پھر عمران آپریشن روم کی طرف چل پڑا.... روبن اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا۔

لولیتا ڈھمپ کی منتظر تھی.... روبن اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو.... بیٹھو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر نرم لہجے میں بولا تھا۔

"کیا میں آپ کے لئے کافی لاؤں جناب....!" لولیتا نے جھک کر پوچھا۔

"شکریہ ماموزئیل! تم چہرے پڑھ سکتی ہو.... ہاں میں شدت سے ایک کپ کافی کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں.... ہاٹ اینڈ بلیک....!"

"ابھی پیش کرتی ہوں۔!"

وہ آپریشن روم سے چلی گئی.... عمران نے روبن سے کہا۔ "ذرا وہ اسکرین روشن کر دو جس کا تعلق عمارت میں داخلے کے راستے سے ہے۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

اسکرین روشن ہوئی.... جنگل نظر آیا.... لیکن فاصلے کے ساتھ.... پیش منظر میں پہاڑ

کے سامنے پھیلا ہوا میدان تھا۔

"اسے روشن رکھو....!"

"بہت بہتر....!"

"وہ عمارت پر دھاوا بولنے والے ہیں۔!"

"کون جناب....؟" روبن چونک پڑا۔

"تمہارے فیلڈ ورکرا اور سب جانور.... بعد میں جانے والے چاروں فیلڈ ورکرز کو مادام گوردو نے راستے سے آگاہ کر دیا تھا۔!"

"مجھے حیرت ہے....!" روبن بڑبڑایا۔

"کس بات پر....؟"

"کہ وہ ہم پر حملہ کرنے آرہے ہیں....!"

"قیادت سے بددلی ایسے ہی گل کھلاتی ہے....!" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

"لیکن فیلڈ ورکرز تو مادام کی آنکھوں کے تارے تھے۔!"

"عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ آنکھوں کے تارے ہی ایسے حالات میں پیش پیش رہتے ہیں۔!"

"تو کیا ان پر فائرنگ کی جائے گی۔!"

"نہیں جال میں پھانسے جائیں گے.... جانور ہیڈ کوارٹر کے لئے ہیں.... انہیں معمولی سا زخمی بھی نہیں ہونا چاہیئے۔!"

"کیسے کیسے حالات سے دوچارہ ہونا پڑ رہا ہے۔!" روبن نے ٹھنڈی سانس لی۔

"عورت کی قیادت ہمیشہ حالات کو بگاڑتی ہے۔ محض اس لئے کہ وہ اپنی جذباتیت کو بھی تعقل سمجھنے لگتی ہے۔ ہوائی قلعوں کو تفکر سمجھتی ہے۔ لہٰذا ضد اس کی منطق ٹھہرے گی۔!"

"آپ بڑی سچی باتیں کر رہے ہیں جناب....!"

"ذمہ دار افراد کو برف ہونا چاہیئے۔!"

دروازہ کھلا تھا اور لولیتا کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے سرینا دکھائی دی۔

"حکم کی تعمیل ہوگئی جناب....!" اس نے کہا۔

"شکریہ سرینا....! بیٹھ جاؤ....!"

وہ بھی اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

لولیتا نے عمران کے لئے کافی بنائی اور پیش کرتی ہوئی بولی۔ "مادام گوردو سو رہی ہیں۔!"

"وہ بیمار ہے اسے آرام کرنا چاہیئے۔!" عمران نے کہا۔

سرینا اسکرین سے توجہ ہٹا کر ان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ عمران نے اس سے کہا۔ "پچیس قیدیوں کی خوراک کا انتظام تمہارے ذمے کر رہا ہوں.... ماموزئیل سرینا۔!"

سرینا خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

"نکولس سمیت چودہ جانور ہیں اور دس تمہارے فیلڈ ورکرز... لڑکیاں تو مہمان رہیں گی.... انہیں میں خود دیکھوں گا۔!"

"میں بالکل نہیں سمجھی جناب....!"

"ہاں جیری کو تو بھول ہی گیا تھا.... وہ بھی قیدی ہے.... بات دراصل یہ ہے کہ وہ سب مل کر ہم پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔!"

"فیلڈ ورکرز بھی....؟" سرینا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... گوردو کے رویئے نے انہیں بغاوت پر آمادہ کر دیا ہے۔!"

"کمال ہے.... مادام تو بہت مہربان ہیں۔!"

"وفادار ماتحت ہو سرینا.... اس لئے تم بھی قابل قدر ہو۔!"

سرینا نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا.... لولیتا اس کی طرف دیکھ کر طنزیہ انداز میں مسکرائی تھی اور پھر اسکرین کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

عمران کافی پیتا رہا.... سب خاموش تھے۔ کافی کا پیالہ خالی کر کے عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "میرا خیال ہے کہ انہیں دیر لگے گی۔ جب تک میں گوردو کی مزاج پرسی کر لوں تم لوگ یہیں ٹھہرو۔!"

وہ باہر نکلا تھا.... اور لیزا کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا تھا۔ وہ بستر ہی پر نظر آئی۔ آنکھیں بند کئے پڑی تھی۔ آواز دینے پر پلکیں اوپر اٹھائی تھیں.... لیکن خود اٹھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"سب ٹھیک ہے گوردو.... تم مطمئن رہو....!"

"شکریہ ڈھمپ....!" وہ نحیف سی آواز میں بولی۔

"میرا خیال ہے کہ تمہیں باقاعدہ طور پر طبی امداد کی ضرورت ہے.... میں کوشش کر رہا ہوں کہ تمہیں کچھ دنوں کے لئے کسی پُر فضا مقام پر پہنچا دیا جائے۔!"

"میں یہی چاہتی ہوں.... اس ماحول میں میرا دم گھٹا جارہا ہے۔!"

"میں ہیڈ کوارٹر سے گفت و شنید کررہا ہوں۔ فی الحال میں ہی یہاں کا کام سنبھالوں گا.... سب کچھ سمجھ چکا ہوں.... بس ایک چیز باقی رہ گئی ہے۔!"

"وہ کیا ہے....؟"

"وہ سیرم جس سے جانور بنائے جاتے ہیں....!"

"مجھے محدود تعداد میں ایمپلز ملے تھے.... بیس عدد.... چودہ عدد استعمال ہوچکے ہیں۔ چھ عدد باقی بچے ہیں.... وہ ادھر تجوری میں رکھے ہوئے ہیں۔!"

"تجوری....!" وہ اُس کی اٹھی ہوئی انگلی کی سمت دیکھنے لگا۔

"اس فریم کے نیچے ہے.... فریم کو ہٹاؤ.... سرخ بٹن کو تین بار دباؤ.... زرد بٹن کو دوبارہ خانہ ظاہر ہو جائے گا۔ کتھئی رنگ کے چھ ایمپلز ڈبے میں رکھے ہوئے ہیں۔!"

"ٹھیک ہے۔!"

"مجھے پھر نیند آرہی ہے ڈھمپ....!"

"سو جاؤ.... سوتے رہنے سے زیادہ بہتر اور کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔!"

"تم بہت مہربان ہو....!"

"ایسی کوئی بات نہیں.... حالات سب کچھ بنا دیتے ہیں۔!"

لیزا نے مزید کچھ کہے بغیر آنکھیں بند کرلی تھیں.... اور گہری سانسیں لینے لگی تھی۔ عمران چپ چاپ بیٹھا گھڑی دیکھتا رہا۔ پانچ منٹ بعد اٹھا تھا اور لیزا کے بتائے ہوئے طریقے سے تجوری کھولنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ آپریشن روم میں واپس آیا تو ان تینوں کو کسی موضوع پر بڑے جوش و خروش سے گفتگو کرتے پایا۔

اُسے دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے۔ سرینا بہت زیادہ غصے میں معلوم ہوتی تھی۔ لولیتا نے شائد کچھ کہنا چاہا تھا لیکن عمران اُسے نظر انداز کرتا ہوا روبن سے بولا۔ "اتنی دیر تو نہ ہونی چاہئے....

وہ تیز رفتار گھوڑوں پر تھے۔!"

"حالات بدل بھی سکتے ہیں جناب....! شکرالی ویسے ہی جانور ہوتے ہیں۔!"

"حالات بدلنے سے کیا مراد ہے....؟"

"دوست بن کر چلے ہوں گے لیکن راستے میں جھگڑا بھی ہو سکتا.... ہمارے فیلڈ ورکرز کم بد دماغ نہیں ہیں۔!"

"یہ غلط ہے....!" سرینا جھنجھلا کر بولی۔

"کیا غلط ہے....!" عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"فیلڈ ورکرز کے بارے میں روبن کی رائے درست نہیں ہے۔!"

"ہم اس وقت یہاں اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے اکٹھا نہیں ہوئے ہیں۔!" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

ٹھیک اسی وقت لولیتا بولی۔ "پس منظر میں حرکت دکھائی دیتی ہے۔!"

وہ سب اسکرین کی طرف دیکھنے لگے.... بہت دور درختوں کی قطار کے قریب ننھے ننھے متحرک نقطے دکھائی دے رہے تھے۔

"ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

***

وہ اس بڑے کمرے میں پھنس چکے تھے.... واپسی کے لئے مڑے تو وہ دیوار بھی برابر نظر آئی جس کے دروازے سے وہ اس بڑے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ بس چاروں طرف دیواریں ہی دیواریں تھیں۔ دروازہ کوئی نہیں تھا۔

"کیا تم یہیں سے گذر کر باہر نکلے تھے....؟" پارٹی کے لیڈر نے ان چاروں میں سے ایک سے پوچھا.... جو بعد میں عمارت سے جنگل کی طرف گئے تھے۔

"ہاں.... ہم یہیں سے گذرے تھے۔!"

"تو پھر واپسی ہی کا دروازہ کھول کر دکھاؤ۔!"

"اب یہاں وہ نشان نظر نہیں آرہا جس کے نیچے دروازہ ظاہر کرنے والا میکنزم تھا۔!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم پھنس گئے ہیں۔!"

"ہاں تم پھنس گئے ہو غدارو.....!" ایک غراتی ہوئی سی آواز سنائی دی اور وہ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

آواز پھر آئی.... "تم ان جانوروں سے اشتراک کر کے مادام گوردو کے خلاف بغاوت کے مرتکب ہونے والے تھے۔!"

"کیا اس نے ہمارے ساتھ کوئی اچھا برتاؤ کیا تھا....!" پارٹی کا لیڈر دہاڑا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"وہ اس غار میں ٹائم بم چھپا آئی تھی جہاں ہم تھے.... ہمارے وہاں سے نکلنے کے دو منٹ بعد ہی وہ پھٹ گیا تھا۔!"

"کیا تمہیں بتا کر انہوں نے ٹائم بم رکھا تھا۔!"

"نہیں ہمیں بتا کر نہیں رکھا تھا....!"

"پھر تمہیں کیوں کر علم ہوا....!"

"بس ہمیں عین وقت پر معلوم ہو گیا تھا۔!"

"بکواس ہے.... کیا فرشتوں نے تمہیں اطلاع دی تھی۔!"

"جس نے بھی اطلاع دی تھی ہم اسے فرشتہ ہی سمجھتے ہیں۔!"

"تم سب قیدی ہو....!"

"کہاں ہے وہ گوردو کی بچی....!" لیڈر دہاڑا.... لیکن انہیں کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ تھوڑی دیر تک سناٹا رہا پھر سبھی بولنے لگے تھے۔ لیکن جانور ان میں شامل نہیں تھے۔ مگر وہ جانور جس نے کپڑے بھی پہن رکھے تھے یعنی نکولس حلق پھاڑ پھاڑ کر دیوانہ وار قہقہے لگا رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو.... چپ رہو.... خاموش رہو....!" جیری اسے جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

"اب ہم سب پاگل ہو جائیں گے۔!"

دوسری طرف شارق نے شہباز کے کان میں کہا۔ "سردار آپ یقین کریں یا نہ کریں میں نے چچا کو اس آواز میں بھی بولتے سنا ہے۔!"

"کس آواز میں....؟"

"یہی جو ابھی سنائی دی تھی۔!"

"وہ نہ ہو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا.... پہلے ہی مجھے اطمینان دلا چکا ہے کہ عمارت اس کے قبضے میں ہے۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔!"

ادھر سارے فیلڈ ورکرز پارٹی لیڈر کے سر ہو گئے تھے۔

"تم نے چھوٹتے ہی سچی بات کیوں کہہ دی تھی۔!" اس سے پوچھا جا رہا تھا۔

"میں سپاہی ہوں....!" اس نے جھلا کر کہا۔ "مجھے سیاست نہیں آتی۔!"

"بہر حال....! جس کام کے لئے آئے تھے وہ نہ ہو سکا۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"اب چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ سبھی کو یقین ہو گیا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ دفعتاً پارٹی لیڈر نے کہا۔ "ان جانوروں کے پاس ان کا اسلحہ موجود ہوگا۔ ہماری طرح نہتے تو نہیں ہیں۔!"

"لیکن انہیں کیا سمجھائیں اور کس طرح سمجھائیں۔!"

اچانک انہیں ناک اور حلق میں جلن محسوس ہوئی تھی اور وہ کھانسنے لگے تھے۔

"گیس....!" پارٹی کا لیڈر پھنسی پھنسی سی آواز میں چیخا۔

پھر انہیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے۔

پھر سب سے پہلے شارق بیدار ہوا تھا.... ذہن بھی جلد ہی صاف ہو گیا۔ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی.... صرف اسی کے ساتھی بکھرے پڑے تھے۔ نہ فیلڈ ورکر تھے اور نہ دونوں مادائیں.... نکولس اور جیری کا بھی پتا نہیں تھا۔ اس نے ایک ایک کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ لیکن کسی نے بھی آنکھ نہ کھولی.... آخر تھک ہار کر ایک کنارے بیٹھ رہا۔ اس پر دوبارہ غنودگی طاری ہو رہی تھی۔ دیوار سے ٹک کر لمبی لمبی سانسیں لیتا رہا تھا اور پھر سو گیا تھا۔

دوسری مرتبہ جاگا تو وہ سب بھی بیدار ہو چکے تھے اور اسی صورت حال سے متعلق الجھن میں پڑے ہوئے تھے۔

"شاید ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے....!" شارق بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا۔!" شہباز کی آواز آئی۔

"چچا سے غلطی بھی ہو سکتی ہے.... وہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق تو ہے نہیں۔!"

"اگر ایسا ہوا تو ساری محنت ضائع ہو گئی....!" شہباز بولا۔

"اپنے آدمیوں کو وہ نکال لے گئے....!" کسی نے کہا۔

"اور مادائیں بھی ہاتھ سے گئیں....!" شارق بولا۔

"تو چپکا نہیں بیٹھ سکتا....!" شہباز کی غراہٹ سنائی دی۔

"اب صرف مردانہ کائیں کائیں سننی پڑے گی....!" شارق نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"اب ہم کیا کریں سردار! ہمارے تھیلوں سے ہمارا اسلحہ بھی نکال لیا گیا ہے۔!" کسی نے کہا۔

"خاموش بیٹھو.... مجھے یقین ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکا نہیں ہوا۔!" شہباز بولا۔

دفعتاً کسی نے شکرالی میں کہا۔ "یہی ہمارے روحانی رشتے کا ثبوت ہے۔!" اور وہ سب چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

"اسی کی آواز تھی....!" شہباز نے دبے دبے سے جوش کے ساتھ کہا۔

"چچا.... زندہ باد....!" شارق نے نعرہ لگایا۔

❂

نوبل اوڈھمپ کی آمد سے لیزا کے علاوہ اور سب کے لئے اس عمارت میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی تھی.... طرح طرح کی تفریحات کا دور شروع ہوا تھا.... لطیفے، داستان گوئی، رقص و نغمہ، رندی و سرمستی کے مظاہرے۔!

صرف سرینا شروع شروع میں کسی قدر کشیدہ اور کبیدہ خاطر رہی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ وہ بھی اسی رو میں بہتی نظر آنے لگی اور لولیتا کو تو اس ڈراؤنی شکل والے آدمی میں خالص مرد دکھائی دیتا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ تو یہاں تک سمجھ بیٹھی تھی کہ خالص مرد اس پر خصوصی نگاہ رکھتا ہے۔

لیزا کے حصے میں خواب آور دوائی آئی تھی.... یا پھر وہ انجکشن جو قوت ارادی کا تیاپانچا کر کے رکھ دیتے تھے۔

ویسے عمران حقیقتاً وقت گذاری کر رہا تھا.... اسے ہیڈ کوارٹر سے جانوروں کے بارے میں واضح احکامات کا انتظار تھا.... لیزا کی طرف سے ہیڈ کوارٹر کو مطلع کر دیا گیا تھا کہ لڑکیوں کے ساتھ ہی سارے جانور بھی پکڑ لئے گئے ہیں کیونکہ انہوں نے سارے جنگل کو سر پر اٹھا رکھا تھا۔

نامی شراب پی کر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے تھے۔ خدشہ تھا کہ کہیں وہ سب ختم ہی نہ ہو جائیں۔ اس اطلاع پر ہیڈ کوارٹر سے جواب آیا تھا کہ بہت جلد ان سے متعلق کوئی فیصلہ کر کے آگاہ کر دیا جائے گا لیکن اٹھارہ گھنٹے گذر جانے کے بعد بھی "بہت جلد" کی ابتدا نہیں ہوئی تھی۔

اس وقت وہ سب ہال میں اکٹھے تھے۔ ایک شخص کلارنٹ بجا رہا تھا اور دوسرا بونگو.... جتنی بھی لڑکیاں تھیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے پارٹنر بدل بدل کر رقص کئے جا رہی تھیں۔ البتہ عمران کی حیثیت صرف ایک تماشائی کی سی تھی۔ نہ تو اس نے کسی سے رقص کی درخواست کی تھی ورنہ کسی لڑکی ہی کو اس کی طرف بڑھنے کی ہمت ہوئی تھی۔ بس ایک لولیتا تھی جو مسلسل سوچے جا رہی تھی کہ شاید وہ اس سے درخواست کرے۔

ویسے عمران خصوصیت سے کسی کی طرف بھی متوجہ نہیں تھا۔ تھوڑی دیر بعد لولیتا ہی اس کی طرف آئی تھی۔

"آپ رقص نہیں کریں گے....؟" اس نے بڑی دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"رقص....!" وہ چونک کر بولا۔ "صرف دیکھنے کی حد تک شائق ہوں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔!"

"لوگوں سے ذہنی طور پر دور رہنا میرا مقدر ہے اچھی لڑکی....!"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔!"

"یہی ذہنی دوری کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔!"

"لیکن میں آپ سے قریب رہنا چاہتی ہوں۔!"

"اس کے باوجود بھی دوری برقرار رہے گی.... میں کسی کی بھی ذہنی سطح کے برابر آنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔!"

"یہاں کی زندگی میں آج پہلی بار ہل چل نظر آئی ہے.... اور یہ ہل چل کتنی خوش گوار ہے۔ آپ کچھ بھی ہوں لیکن دوسروں کا خیال بہت رکھتے ہیں۔!"

"میں نے کبھی نہیں چاہا کہ سب لوگ میرے ہی جیسے ہو جائیں۔!"

"اور یہی آپ کی عظمت کا ثبوت ہے۔!"

"عظمت نہیں اسے ناکارہ پن کہو....!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"وہ جو دوسروں کو اپنے سانچے میں نہ ڈھال سکیں ناکارہ ہی کہلاتے ہیں۔ لوگ انہیں بے فیض سمجھتے ہیں۔!"

"میں تو نہیں سمجھتی۔!"

"فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لو.... جاؤ ابھی بہتیرے باقی ہیں۔ لڑکیاں کم ہیں۔!"

"میں تو اب تھک گئی ہوں.... اس سے زیادہ مجھے آپ کی باتوں میں لطف آرہا ہے۔!"

"یہ بھی کوئی اچھی علامت نہیں ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"اس طرب گاہ سے ویرانے کی طرف دوڑ نہ لگاؤ.... میرے پاس کچھ دیر اور ٹھہریں تو زندگی ہی سے بیزار ہو جاؤ گی۔!"

"میں لوگوں کے باطن میں بھی جھانک سکتی ہوں۔!"

"یہ صلاحیت تو ذہنی سکون کے لئے زہر ثابت ہوتی ہے لولیتا.... عام آدمیوں کی طرح عام زندگی گذارنا سیکھو۔ میں اسی لئے ویران ہو گیا ہوں کہ دوسروں کے باطن میں اتر جاتا ہوں۔!"

"میرے بارے میں کیا خیال ہے۔!"

"باطن میں اتر کر آئینہ دکھانا میری سرشت نہیں ہے.... دوسروں کے داغ اپنے چہرے پر سجا لیتا ہوں۔!"

"پھر بھی بتایئے تو....!"

"تم میری طرف رخ بھی نہیں کرو گی.... اگر آئینہ دکھا دیا۔!"

"آپ بتایئے تو سہی....!"

"بایاں ہاتھ ادھر بڑھاؤ۔!"

لولیتا نے بائیں ہتھیلی سامنے کر دی۔

عمران اسے بغور دیکھتا رہا.... پھر حیرت سے اس کا چہرہ تکنے لگا۔

"کک.... کیا بات ہے....؟" وہ گڑبڑا گئی۔

"مت پوچھو....!"

"بتایئے تو سہی....!"

"تم نے اپنی بہن کے شوہر سے رشتہ استوار کیا تھا....!"

"نن.... نہیں....!" اس کا چہرہ زرد پڑ گیا.... پھر اُس نے اپنا ہاتھ کھینچا تھا اور دوڑتی ہوئی رقاصوں میں جا ملی تھی۔

عمران کی مسکراہٹ گھنی مونچھوں سے برآمد ہونے کی کوشش کرتی رہ گئی۔

پھر سرینا سر پر مسلط ہوتی نظر آئی.... شائد وہ انہیں دیکھتی رہی تھی۔

"آپ نے اس کا ہاتھ دیکھ کر کیا بتایا تھا کہ اس طرح بھاگ گئی....؟" اس نے چہکتی ہوئی سی آواز میں سوال کیا۔

"بچوں کی تعداد....!"

وہ منہ دبا کر ہنسی تھی۔

عمران ناگواری کے ساتھ بولا۔ "میں لیزا کی علالت سے تشویش میں مبتلا ہوں اور وہ مجھ سے رقص کرنے کو کہہ رہی تھی۔ حیرت اس پر ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ کوئی طبیب بھی نہیں ہے۔ پتا نہیں ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع ہے بھی یا نہیں۔!"

"کیا آپ کو علم نہیں کہ مادام لیزا ڈاکٹر آف میڈی سن بھی ہیں۔!"

"ہوا کرے.... اپنا علاج تو خود نہیں کر سکتی.... آخر کون بتائے کہ اس پر بار بار غفلت کیوں طاری ہو جاتی ہے۔!"

"مجھے تو اب ایسا محسوس ہونے لگا ہے جیسے وہ ہم میں سے کسی کو پہچانتی ہی نہ ہوں۔!"

"قیدیوں کا کیا حال ہے....؟"

"فیلڈ ورکرز مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ جانور کہاں گئے۔!"

"پھر تم نے کیا کہا....؟"

"آپ کی ہدایت کے مطابق لاعلمی ہی ظاہر کی تھی۔!"

"کیا وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہیں....؟"

"نہیں جناب....! وہ اب بھی مادام گوردو کے خلاف اپنے غصے کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔!"

"حالانکہ گوردو انہی کی رہائی کے سلسلے میں اس حال کو پہنچی ہے۔!"

"مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے جناب....!"

"یہی بہتر ہوگا کہ تم لوگ اپنے کام سے کام رکھو....!"

"میں تو شروع ہی سے اسی اصول کی کاربند ہوں۔!"

"اسی لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا تھا.... پورے عملے میں تین بہترین افراد چن لئے ہیں۔ تم روبن اور لولیتا۔!"

"شکریہ جناب....!"

ٹھیک اسی وقت انہوں نے ہال کے باہر راہداری میں چیخیں سنی تھیں اور پھر لیزا لڑکھڑاتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس کی بڑی بڑی اور سرخ آنکھیں اپنے حلقوں سے اُبلی پڑتی تھیں۔

"یہاں شور کیوں ہو رہا ہے....!" وہ چیخ کر بولی۔ لیکن اس کی آنکھیں بھیڑ کی طرف نگراں نہیں تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی نابینا عورت اپنی بے نور آنکھوں سے خلا میں گھورے جا رہی ہو۔ صرف شور سن رہی ہو کچھ دیکھے بغیر۔

"بتاؤ.... شور کیوں ہو رہا ہے.... کیا تم سب بہرے ہو گئے ہو۔!"

عمران جھپٹ کر اس کے قریب پہنچا اور سہارا دیتا ہوا بولا۔ "یہ تم نے کیا کیا گوردو....! تم اس حالت میں نہیں ہو کہ اپنے اعصاب پر زور ڈالو....!"

"ہاٹ .... جاؤ....!" وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر چیخی۔ "میں سب کو فنا کر دوں گی۔ یہ جانور میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔!"

"ہاں.... ہاں.... میں نے سبھوں کو گرفتار کر لیا ہے.... تم اپنے کمروں میں چلو....!"

"سب کچھ تباہ کر دوں گی اگر میرا بچہ آدمی نہ بنا۔!"

"تمہارا بچہ.... یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔!"

"ہاں میرا بچہ.... میرا بچہ.... میرا بچہ....!" وہ زور سے چیختی رہی پھر بے ہوش ہو کر عمران کی داہنی کلائی پر جھول گئی۔

مجمعے پر پہلے ہی سناٹا چھا گیا تھا.... عمران بایاں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب بس....! یہ سب کچھ ختم کرو.... لیزا گوردو کی حالت نازک ہے۔!"

پھر اس نے بے ہوش لیزا کو ہاتھوں پر اٹھایا تھا اور اس کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا تھا۔

لولیتا اور سرینا اس کے پیچھے تھیں۔

اسے بستر پر لٹانے میں انہوں نے مدد دی تھی.... دونوں ہی پریشان نظر آ رہی تھیں۔

"آخر انہیں ہوا کیا ہے....؟" لولیتا گہری گہری سانسیں لے کر بولی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا....!"

سچ مچ عمران کو لیزا کی طرف سے تشویش ہو گئی تھی.... قوتِ ارادی پر اثر انداز ہونے والے انجکشنوں کا کورس طویل ہوتا جا رہا تھا.... لیکن اس کے علاوہ اور کوئی صورت بھی اسے قابو میں رکھنے کی نہیں تھی۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ انجکشنوں کی کثرت لیزا کو ذہنی اختلال کی طرف بھی لے جا سکتی ہے۔!

"میں اندر آ سکتا ہوں....!" باہر سے روبن کی آواز آئی۔

"آ جاؤ....!" عمران لیزا پر نظر جمائے ہوئے بولا۔

"روبن اندر داخل ہو کر خاموش کھڑا رہا۔ وہ بھی لیزا کی طرف پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ عمران نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کتنا اچھا ہو.... اگر تم میں سے کوئی یہیں ٹھہر کر لیزا کی نگہداشت کر سکے۔!"

"میں ٹھہر جاؤں گی جناب....!" سرینا بولی۔

"بہت بہت شکریہ....!" عمران نے کہا اور روبن سے بولا۔ "تم میرے ساتھ آپریشن روم تک چلو۔!"

وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا.... لولیتا بھی انہی کے ساتھ باہر نکلی تھی لیکن عمران کے ساتھ جانے کی بجائے دوسری طرف مڑ گئی تھی۔ وہ اب اس سے آنکھیں ملاتے ہوئے بھی ہچکچاتی معلوم ہوتی تھی۔

آپریشن روم میں پہنچ کر عمران روبن کی طرف مڑا اور تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا "مجھے سخت حیرت ہے۔!"

روبن کچھ نہ بولا۔

"میری عدم موجودگی میں تم لوگ کیا کرتے....؟"

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"اگر لیزا کبھی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم رکھنے سے معذور ہو جاتی تو تم کیا کرتے۔!"

"ہم ہیڈ کوارٹر کو مطلع کر دیتے۔!"

"کس طرح....؟ تم کوڈ سے تو واقف نہیں۔!"

"ایسے حالات میں ہم سیدھے سادھے الفاظ میں پیغام بھیج سکتے ہیں لیکن یہ ہدایت بھی ہر ایک کے لئے نہیں ہے.... صرف مجھے یہ اختیار مادام گوردو کی طرف سے ملا ہے۔!"

"اوہ....! یہی تو میں کہہ رہا تھا کہ ایسا ناممکن ہے.... کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور ہوگا۔!"

"آپ کو علم نہیں تھا جناب....!" روبن نے حیرت سے کہا۔

"آرگنائزیشن کا ہر فرد صرف اپنے فرائض کی ادائیگی تک ہی محدود رکھا جاتا ہے۔ اور انہی کی مناسبت سے اس کی معلومات بھی محدود ہوتی ہیں۔ بہر حال! جب تک میں یہاں موجود ہوں تم لوگ بے فکری سے اپنا کام کرو۔!"

"آخر مادام کو کیا ہو گیا ہے۔!"

"میں خود بھی اس سلسلے میں پریشان ہوں روبن.... میرا خیال ہے کہ اب اس کی جگہ کوئی اور لے گا۔ میں ہیڈ کوارٹر کو یہاں کے حالات سے آگاہ کر چکا ہوں۔!"

"آپ نہ ہوتے تو ہم سچ مچ بڑی دشواریوں میں پڑ جاتے۔!"

"بس جاؤ.... اب آرام کرو....!"

تھوڑی دیر بعد عمران تیسرے پوائنٹ کے اس کمرے کی طرف جا رہا تھا جہاں جیری اور نکولس کو رکھا گیا تھا۔ وہ دونوں خاصے پریشان نظر آرہے تھے۔

عمران کو دیکھ کر ان کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا تھا۔ وہ خاموش کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ پھر جیری کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم سے کیا غلطی سرزد ہوئی تھی....؟"

"مم.... میں.... مگر آپ کون ہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔!"

"میں ہی ہوں جس نے لیزا کو ان درندوں سے رہائی دلائی ہے.... اور میں تمہاری گرفتاری کا بھی باعث بنا ہوں۔!"

"میرا تو کوئی قصور بھی نہیں تھا۔!"

"اور تم....؟" عمران نے نکولس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میں نے دو سفید فام لڑکیوں کو جانور بنائے جانے پر احتجاج کیا تھا۔" نکولس نے سنبھالا لے کر کہا۔ "ویسے جیری کو میری ہی وجہ سے جنگل میں پھکوا دیا گیا تھا۔!"

پھر اس نے عمران کے مزید استفسار پر اپنی اور جیری کی پوری کہانی دہرائی تھی اور عمران بغور سنتے رہنے کی اداکاری کرتا رہا تھا۔

"کیا ہوتا رہا ہے یہاں....!" بالآخر وہ بہت زیادہ حیرت کا اظہار کرتا ہوا بولا۔

"وہ اذیت پسند، ظالم اور لالچی ہے....!" نکولس نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم نے ان جانوروں کو بھی سب کچھ بتا دیا ہے۔!"

"مجھے شکرالی نہیں آتی۔!"

"لیزا کہہ رہی تھی کہ ان جانوروں میں کوئی انگلش بھی بول سکتا ہے۔!"

نکولس نے استہزائیہ سا قہقہہ لگا کر کہا۔ "واقعی وہ بہت چالاک عورت ہے.... اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اچھی کہانی گڑھی ہے وہ اور اسکے فیلڈ ورکرز اول درجے کے جھوٹے ہیں۔!"

عمران نے جیری کی طرف دیکھا۔

"میرے لئے بھی یہ اطلاع مضحکہ خیز ہے۔!" جیری نے کہا۔

عمران نے طویل سانس لی.... ان دونوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا تھا کہ یہ کسی انگلش بولنے والے جانور کا ذکر تک زبان پر نہیں لائیں گے۔

"اچھی بات ہے....!" وہ آہستہ سے بولا۔ "میں تمہارا کیس ہیڈ کوارٹر تک پہنچاؤں گا۔!"

"مجھے کوئی دلچسپی نہیں....!" نکولس نے بیزاری سے کہا۔

"میں نہیں سمجھا....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ایک جانور کو ان باتوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔!"

"ہو سکتا ہے تم پھر آدمی بن سکو....!"

"یقین کے ساتھ تو نہیں کہا جا سکتا۔!"

"یقین دہانی میرے اختیارات سے باہر کی چیز ہے۔!"

وہاں سے نکل کر اس نے جانور کی کھال پہنی تھی.... اور اس کمرے میں جا پہنچا تھا۔ جہاں فیلڈ ورکرز قید تھے ان میں کچھ جاگ رہے تھے اور کچھ سو چکے تھے۔

"یہ میں ہوں دوستو! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اگر میں پیچھے نہ رہ گیا ہوتا تو تمہیں رہائی نہ دلا سکتا۔!" عمران نے کہا۔

"لیکن تم اندر کیسے پہنچے....؟" ایک نے سوال کیا۔

"اس کی فکر نہ کرو.... بس یہاں سے فرار کے لئے تیار ہو جاؤ.... ورنہ جیسی باتیں میرے علم میں آئی ہیں.... ان کے مطابق کل صبح ناشتے میں تم لوگوں کو زہر دے دیا جائے گا۔!"

پھر تو وہ بُری طرح بوکھلا گئے تھے اور سوئے ہوؤں کو جگانا شروع کر دیا تھا۔ عمران خاموش کھڑا رہا۔

کچھ دیر تک انہوں نے آپس میں مشورے کئے تھے۔ پھر پارٹی کے لیڈر نے عمران سے کہا۔

"ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے۔!"

"ہمارے پاس بھی نہیں ہے۔!" عمران بولا۔

"لیکن تم لوگ آزاد ہو....!"

"ہم لوگ نہیں....! بلکہ صرف میں.... وہ سب قیدی ہیں۔!"

"تو پھر بتاؤ....! ہم کیا کریں....!"

"نکل بھاگو جنگل کی طرف....!"

"وہاں کیا کریں گے....!"

"ہم لوگوں کی واپسی کا انتظار.... جنگل میں پھل دار درخت بھی بکثرت ہیں اور شکار بھی ہے۔ بھوکے نہیں مرو گے۔!"

"تمہیں یقین ہے کہ ہمیں زہر دیا جانے والا ہے۔!"

"ہاں... ظاہر ہے کہ اب وہ تمہارے دوست نہیں رہے ورنہ تم قیدی کیوں بنائے جاتے۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے....!" پارٹی کے لیڈر نے کہا اور اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر بولا۔

"میری دانست میں یہ تجویز مناسب ہے کہ ہم جنگل ہی میں واپس چلے جائیں۔!"

"اچھا تو پھر سنو....! میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ تم لوگ بالکل نہتے ہو.... جس آلاؤ کے گرد ہم نے موت کا رقص کیا تھا اس کے قریب ہی ایک کھوکھلے تنے والا خشک درخت ہے اس میں دو رائفلیں اور ڈیڑھ سو راؤنڈز موجود ہیں انہیں سنبھال لینا۔!"

"بہت بہت شکریہ فادر.... ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کبھی اس لعنت سے نجات مل سکی تو شریف آدمیوں کی سی زندگی بسر کریں گے۔!"

"ضرور.... ضرور.... اب اٹھو اور اسی وقت نکل چلو....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

دوسری صبح سرینا جب فیلڈ ورکرز کے لئے ناشتہ لے کر وہاں پہنچی تو کمرہ خالی نظر آیا۔ تھوڑی دیر کھڑی حیرت سے چاروں طرف دیکھتی رہی۔ پھر ناشتے کی ٹرالی وہیں چھوڑ کر دوڑتی ہوئی لفٹ تک پہنچی تھی۔

کچھ دیر بعد عمران کے سامنے کھڑی رہی تھی.... اور وہ اسے ایسی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا جیسے کچا چبا جائے گا۔

"میرا قصور نہیں ہے جناب....!" وہ بالآخر بولی۔

"پھر کس کا قصور ہے....!" عمران دہاڑا۔

"مجھ سے کبھی کسی نے اس لہجے میں گفتگو نہیں کی۔!" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"اور تم سے کبھی کوئی ایسی غلطی بھی سرزد نہ ہوئی ہو گی۔!"

"ہم اس عمارت کے رازوں سے ناواقف ہیں....! جتنا مادام نے بتا دیا تھا۔ اس سے زیادہ نہیں جانتے۔!"

"تم صرف اپنی بات کرو۔ اگر وہ فیلڈ ورکرز بھی تمہاری ہی طرح لاعلم ہوتے تو نکل کیسے جاتے۔!"

وہ خاموش کھڑی رہی اور عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "میں واپس چلا جاؤں گا.... یہاں کا چارج نہیں لے سکتا.... ابھی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔!"

وہ اسے وہیں چھوڑ کر آپریشن روم کی طرف چل پڑا تھا.... لیکن آپریشن روم خالی نظر آیا۔ ٹیلی پرنٹر کے ذریعے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنے کا وقت قریب تھا اور پھر کسی اور کی موجودگی بھی ضروری نہیں تھی.... اس لئے وہ وہیں بیٹھ گیا۔

نظر دیوار سے لگے ہوئے کلاک پر تھی.... جانوروں کے بارے میں فیصلہ کرنے میں آخر اتنی دیر کیوں....؟ وہ سوچ رہا تھا کہیں ہیڈ کوارٹر سے سچ مچ کوئی آدمی نہ آ پہنچے.... اس صورت میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا.... یہ بھی ممکن ہے کہ ساری محنت برباد ہو جائے۔

دفعتاً وہ چونک پڑا.... ٹیلی پرنٹر پر پیغام کی آمد شروع ہو گئی تھی وہ اٹھ کر اس کی طرف جھپٹا۔ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا تھا.... پیغام طویل تھا.... ساتھ ہی ساتھ وہ اسے ڈی کوڈ بھی کرتا رہا۔

"گورڈو....! لڑکیوں سمیت سارے جانوروں کو وہاں سے روانہ کر دو.... ایسا ہیلی کوپٹر بھیجا جائے گا جس میں دس افراد کی گنجائش ہو گی.... دو پھیروں میں تم یہ کام نپٹا سکو گی.... انہیں بے ہوش کر کے روانہ کرنا.... کم از کم ایک گھنٹے کی بے ہوشی ہونی چاہئے.... ورنہ ہو سکتا ہے وہ ہنگامہ برپا کر دیں۔!"

اس کے علاوہ عمارت کے انتظامی اُمور سے متعلق بھی کچھ ہدایات تھیں.... عمران نے اصل پیغام اور ڈی کوڈ کئے ہوئے مضمون کو نذر آتش کر دیا... اور اب وہ پھر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا.... سرینا خلافِ توقع وہیں بیٹھی ہوئی ملی۔

"اوہ.... تم یہیں ہو....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"اپنی صفائی میں مزید کچھ کہنا چاہتی ہوں۔!"

"اوہ.... بھول جاؤ....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "جو کچھ ہو چکا.... فی الحال اس کا ازالہ ممکن نہیں.... لہٰذا اس کے بارے میں بات بڑھانے سے کیا فائدہ....!"

"میں صرف یہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ ان راستوں سے بھی واقف تھے جس کا علم مجھے نہیں۔!"

"یہ تم پہلے بھی کہہ چکی ہو.... آخر مجھے ناشتہ کب ملے گا۔!"

"اوہ...! مجھے بے حد افسوس ہے جناب! اس واقعے نے میرے اعصاب پر برا اثر چھوڑا ہے۔!"

"ختم بھی کرو.... دیکھا جائے گا....!"

وہ اس کا شکریہ ادا کر کے کمرے سے چلی گئی.... عمران سوچ رہا تھا کہ جو کچھ بھی کرنا ہے جلدی کرنا چاہئے.... پتہ نہیں ہیلی کوپٹر کب پہنچ جائے۔

سرینا نے واپسی میں دیر نہیں لگائی تھی۔

عمران کا رویہ اس کے ساتھ ایسا ہی رہا جیسے کچھ دیر پہلے کی ساری باتیں قطعی طور پر فراموش کر چکا ہو۔ لیکن سرینا شائد اسی سے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بے چین تھی۔

"زنانہ اور مردانہ قیادت کا فرق آج ہی معلوم ہوا ہے....!" وہ بالآخر بولی۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"مادام کم از کم ایک ہفتے تک مجھے سخت سست کہتی رہتیں۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جو ہوا سو ہوا.... اب اس کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس سے نپٹنے کی تیاری کرنی چاہئے.... باتوں میں کیا رکھا ہے۔!"

"کاش آپ شروع ہی سے ہمارے سربراہ ہوتے۔!"

"میں کسی وقت بھی واپس جا سکتا ہوں۔!"

وہ کچھ نہ بولی.... ناشتہ کر چکنے کے بعد عمران نے کہا۔ "جاتے جاتے روبن کو میرے پاس بھیجتی جانا۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

وہ چلی گئی اور عمران اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ کچھ دیر بعد روبن پہنچا تھا۔

"میں اپنے بعد یہاں کا چارج تمہیں دیتا ہوں....!" عمران نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"مم.... مگر جناب....!"

"تمہارے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا.... تمہارا رویہ لیزا کے ساتھ ہمدردانہ ہو گا۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے جناب....! لیکن مجھ میں انتظامی صلاحیت نہیں ہے۔!"

"میری جگہ جلد ہی کوئی آدمی یہاں پہنچ جائے گا....!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تمہیں سب سے اہم کام یہ انجام دینا ہے کہ جانوروں کو ہیلی کوپٹر پر پہنچوا دو....!"

"جج.... جانوروں کو....!" وہ بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ڈرو نہیں.... وہ تمہیں بے ہوش ملیں گے.... اسٹریچر پر اٹھوا کر ہیلی کوپٹر تک پہنچوا دینا.... دس افراد کی گنجائش والا ہیلی کوپٹر آئے گا.... تیرہ جانور ایک نکولس اور دو لڑکیاں.... آٹھ آٹھ کے دو پھیرے ہوں گے۔ لڑکیاں بھی بے ہوش ہوں گی.... اور اب دوسری بہت اہم بات سنو.... جس کی وجہ سے مجھے فوری طور پر رخصت ہونا پڑ رہا ہے۔!"

عمران خاموش ہو گیا.... اور روبن مضطربانہ انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران بولا۔ "فیلڈ ورکرز فرار ہو گئے ہیں۔!"

"نہیں....!" روبن اچھل پڑا۔

"ہاں.... لیزا نے انہیں شائد سارے راستوں سے پوری طرح آگاہ کر دیا تھا۔ میں سمجھا تھا کہ وہ صرف آمد و رفت کے راستے سے آگاہی رکھتے ہوں گے۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا جناب....!"

"تم فکر نہ کرو.... میں تنہا اس قابل ہوں کہ انہیں پہاڑ کے نزدیک بھی نہ آنے دوں اور زیادہ سرکشی دکھائیں گے تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔!"

روبن تھوک نگل کر رہ گیا۔

"اور ہاں.... جیری قطعی بے قصور ثابت ہوا ہے.... اس نے ان دسوں کا ساتھ نہیں دیا وہ موجود ہے۔!"

"میں آج تک نہیں سمجھ سکا کہ آخر جیری کس قصور کی بناء پر جنگل میں پھکوایا گیا تھا۔!"

"لیزا ہی بتا سکے گی.... میں نہیں جانتا.... بہر حال وہ یہیں رہے گا.... اور اس کی حیثیت بھی بحال رہے گی۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"نکولس اور لڑکیوں کو ایک ہی کمرے میں اکٹھا کر دوں گا.... اور جیری تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"بس اب جاؤ.... بہت بڑی ذمہ داری سونپ رہا ہوں.... اور یقین کرو کہ مستقبل قریب میں تمہیں اس کا فائدہ معلوم ہوگا۔!"

"شکریہ جناب....!"

"روبن کے چلے جانے کے بعد وہ پھر کمرے سے نکلا تھا اور لفٹ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

وہ سب خاموش بیٹھے تھے.... حتیٰ کہ شارق کی بھی زبان بند تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ سچ مچ جانور ہی ہوں۔

اچانک ایک جانب دیوار میں شگاف نمودار ہوا اس تبدیلی سے قبل ہلکی سی آواز بھی ہوئی تھی اور وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

شگاف سے نکولس برآمد ہوا تھا.... اس کے پیچھے دونوں مادائیں تھیں اور پھر انہوں نے صف شکن کی آواز سنی۔

"بھڑکنے کی ضرورت نہیں ساتھیو....!"

وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے.... دیوار کا شگاف غائب ہو چکا تھا۔

"تم جادو کرتے پھر رہے ہو میرے بھائی صف شکن....!" شہباز کی کپکپاتی ہوئی آواز آئی۔

"ہم منزل سے قریب ہیں....!" عمران بولا۔

"مگر چچا....!" شارق نے کچھ کہنا چاہا۔

"خاموش رہو بھتیجے....! میں بہت تھک گیا ہوں۔!"

"میں پیر دبا دوں۔!"

"نہیں....! اس کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو.... ہم یہاں کل سولہ عدد ہیں.... آٹھ آٹھ کی تعداد میں کہیں اور پہنچائے جائیں گے.... ادھر اس دیوار کی طرف دیکھو جیسے ہی اس جگہ سرخ روشنی نظر آئے ہمیں فوری طور پر بیہوش بن جانا پڑے گا۔!"

"پتا نہیں تم کیا کر رہے ہو.... میری سمجھ میں تو نہیں آیا....!" شہباز نے کہا۔

"ہم بے ہوش بنے پڑے رہیں گے.... اور وہ ہم میں سے کسی آٹھ کو اٹھا لے جائیں گے.... لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں.... چپ چاپ چلے جانا.... ایک اڑنے والی مشین تمہیں کہیں پہنچا کر واپس آجائے گی.... اور پھر بقیہ آٹھ کو اٹھا لے جائے گی۔"

"آخر وہ بقیہ آٹھ کب تک بے ہوش پڑے رہیں گے....؟" طربدار نے سوال کیا۔

"جیسے ہی وہ آٹھوں کو لے جائیں اور راستہ بند ہونے کی آواز سنو ہوش میں آجانا.... لیکن تمہیں دیوار پر ہونے والی سرخ روشنی پر نظر رکھنی پڑے گی۔!"

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو.... پہلے وہ روشنی دکھائی تو دے....!" شہباز بولا۔

"وہ روشنی پل بھر کیلئے نظر آئے گی اور پھر غائب ہو جائے گی.... جیسے ہی نظر آئے بے ہوش ہو جانا.... ان کے جانے کے بعد ہوش میں آجانا.... اور دیوار کے اس حصے کی برابر نگرانی کرتے رہنا جہاں روشنی نظر آئے کیونکہ جیسے ہی وہ دوبارہ ادھر آئیں گے روشنی پھر ہوگی۔!"

"میں سمجھ گیا چچا....!" شارق جلدی سے بول پڑا۔

ان سے گفتگو کر کے وہ دونوں ماداؤں اور نکولس کو ایک گوشے میں لے گیا تھا۔

"اب کیا ہوگا.... فادر....!" نکولس مردہ سی آواز میں بولا۔

"پرواہ مت کرو.... تم نے دیکھا کہ جو کچھ میں چاہ رہا ہوں وہی ہو رہا ہے۔!"

"جیری کا کیا ہوگا۔!"

"کچھ بھی نہیں.... یہاں اس کی پہلی والی حیثیت برقرار رہے گی۔!"

"یہ سب کیوں کر ممکن ہوا....!"

"نکولس....! کیا تم سچ مچ خود کو جانور ہی سمجھنے لگے ہو.... ہم ناممکنات ہی کو ممکن بنانے کے لئے اس دنیا میں آئے ہیں۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے فادر! لیکن نہ جانے کیوں اب مایوسی میرے ذہن میں جڑ پکڑنے لگی ہے۔!"

"اس احساس کو ذہن سے جھٹک دو.... کیا تم نئے تجربات کے شائق نہیں ہو۔!"

وہ کچھ نہ بولا۔ سفید مادہ عمران کو گھورے جا رہی تھی۔

"کیوں....؟ تم کیا دیکھ رہی ہو۔!"

"میں دیکھ رہی ہوں.... میں کیا دیکھ رہی ہوں.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا دیکھ رہی ہوں۔!"

"کیا اب میرے سر پر سینگ نکل آئے ہیں....!" عمران نے کہا۔

"نہیں....! پتا نہیں کیا دیکھ رہی ہوں۔!"

"فی الحال کچھ بھی نہ دیکھو....! صرف میری ہدایات یاد رکھنے کی کوشش کرتی رہو۔!"

"یہ سرخ روشنی....!" نکولس کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ کہاں ہو....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں.... میں ادھر کبھی نہیں آیا۔!"

"پوائنٹ تھری کی طویل راہداری ہے.... جس میں ایسے ہی متعدد کمرے ہیں جیسے ہی لفٹ پوائنٹ تھری پر رکتی ہے سارے کمروں میں پل بھر کے لئے سرخ بلب روشن ہو جاتے ہیں۔!"

"فادر....! مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم بھی ہم ہی میں سے کوئی اہم شخصیت اور کسی بناء پر انتقامی کارروائی کا شکار ہو گئے ہو.... جیسے میں ہوا ہوں۔!"

"ہم جہاں بھی جائیں گے شکرالی ہی رہیں گے.... اور تم میرے سلسلے میں اپنی زبان قطعی بند رکھنا ورنہ پھر کبھی آدمی نہ بن سکو گے۔!"

"زبان کاٹ دینا اگر اس کے خلاف ہو۔!"

"اور تم دونوں....!" عمران نے ماداؤں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہم دونوں....؟" وہ سوالیہ انداز میں بولیں۔

"تم طربدار کے ساتھ رہو گی....!" اس نے سنہری مادہ کی طرف انگلی اٹھائی اور سفید مادہ کی طرف دیکھ کر رہ گیا۔

"میں تمہارے ساتھ رہوں گی....!" وہ بول پڑی۔

"بہت ذہین ہو.... میں یہی چاہتا تھا.... اس پر خاک ڈالو جسے تمہاری پرواہ نہیں ہے۔!"

"اب میں ان لوگوں کی بھیڑ میں صاف پہچان سکتی ہوں۔!"

"بس اتنا ہی کافی ہے....!" عمران نے سر ہلا کر کہا اور شکرالیوں کے قریب جا کھڑا ہوا۔

"سنہری مادہ طربدار کے ساتھ رہے گی.... اگر اس کا موقع دیا گیا۔!" اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ "اور سفید مادہ کی ذمہ داری خود میں لیتا ہوں۔ خدا کرے اسکا موقع مجھے نصیب نہ ہو۔!"

شارق زور سے ہنس پڑا تھا۔

"بس....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "دانت توڑ دوں گا۔!"

شارق بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"بس ڈر گیا....!" عمران نے قہقہہ لگایا۔

"سردار شہباز.... اور تمہارے علاوہ اور کسی سے نہیں ڈرتا۔!"

"اب تم خود کو قابو میں رکھو گے بھتیجے.... شاید اب ہم اس مرحلے سے گذریں جہاں صرف تجربہ کاری ہی کام آسکے گی۔!"

"آخر ہم جائیں گے کہاں.... صف شکن....!" شہباز نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا بلکہ دوسرے لفظوں میں خود لیزا بھی نہیں جانتی کہ ہم کہاں جائیں گے۔!"

"یہ تو عقلمندی کی بات نہ ہوئی۔!" طربدار بولا۔

"ٹھیک ہے تو پھر جانور بنے رہو۔!"

"تو بکواس نہ کر طربدار....!" شہباز غرایا...."اس زندگی سے تو موت ہی بہتر ہوگی۔ تم لوگ چپ چاپ وہی کرو جو کہا گیا ہے۔!"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا سردار۔!" طربدار بولا۔ پھر وہی چیخا تھا۔ "ارے سرخ روشنی۔!"

وہ بڑی پھرتی سے زمین پر گرے تھے اور بے ہوش بن گئے تھے۔

آٹھ اٹھا لیے گئے جن میں نکولس بھی شامل تھا.... دونوں مادائیں رہ گئیں۔

ان کے چلے جانے کے بعد راستہ خود بخود بند ہو گیا تھا انہوں نے کسی وزنی چیز کے سرکنے کی آواز سن کر اندازہ لگایا تھا کہ وہ لوگ چلے گئے۔

عمران نے آنکھیں کھول دیں اور آہستہ سے بولا۔ "اب ہوش میں آجاؤ اور دیکھو کہ وہ کس کس کو لے گئے ہیں۔!"

"کون....؟" شہباز اٹھتا ہوا بولا۔ "تم رہ گئے ہو صف شکن.... ارے یہ دونوں بھی نہیں گئیں.... پھر کون کون گیا ہے۔!"

"طربدار اور شارق بھی نہیں گئے تھے۔

"فکر نہ کرو.... نکولس ہے ان کے ساتھ....!" عمران بولا۔

"او.... صف شکن....! میں تنگ آگیا ہوں.... کیوں نہ دس پانچ کو مار کر مر جاؤں۔!"

"دماغ ٹھنڈا رکھو سردار.... یہاں دس پانچ کو مار کر مرنے سے کیا فائدہ.... یہ بیچارے تو ہم سے بدتر طور پر زندگی بسر کر رہے ہیں.... ہم تو کھلی ہوا میں سانس لیتے رہے ہیں۔ یہ بے چارے نہ جانے کب سے اس پنجرے میں بند ہیں.... مرنا ہی ہے تو اسے مار کر مرنا جس کے اشارے پر تم جانور بنا دیئے گئے ہو.... یہ بے چارے تو کرائے کے مزدور ہیں۔ ہمیشہ اصل مجرم کی تاک میں رہا کرو۔!"

"تو مجسم عقل ہے میرے بھائی میں غلطی پر تھا....!"

دونوں مادائیں بھی ان کے قریب آبیٹھیں اور شہباز پرے سرک گیا۔

"وہ.... وہ.... طربدار چلا گیا....!" سنہری مادہ چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"فکر نہ کرو.... اس پھیرے میں ہم سب جائیں گے۔ عمران نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

"ارے ہٹاؤ.... اس کے شانے پر سے ہاتھ....!" سفید مادہ غرائی.... "تم میرے ہو۔!"

"شاباش!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "بہت اچھی جا رہی ہو۔!"

"میں سنجیدہ ہوں....!"

"نیچرل ٹچ.... ہیئر ہیئر....!"

"باتوں میں اڑاؤ گے تو منہ نوچ لوں گی۔!"

"بس یہی نہ کرنا.... بے حد مایوسی ہوگی تمہیں۔!"

"مجھے تو سچ مچ نیند آنے لگی ہے....!" سنہری مادہ نے جماہی لے کر کہا۔

"اچھی علامت ہے....!" عمران بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"میں نے محسوس کیا ہے کہ تم زیادہ تر سوتی رہتی ہو۔!"

"بکواس مت کرو....!" وہ بھنا کر بولی اور وہاں سے ہٹ گئی۔

"کیا تمہاری زبان قابو میں رہنا نہیں جانتی....!" سفید مادہ نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیوں غصہ آرہا ہے مجھ پر....!"

"مجھے تم پر کیوں غصہ آنے لگا۔!"

"نہیں آتا....؟"

"ہرگز نہیں....!"

"تب تو ٹھیک ہے....!"

"اب دیکھو ہمیں کتنی دیر اور یہاں رہنا پڑتا ہے۔!"

"ہو رہے گا.... کچھ نہ کچھ.... گھبرائیں کیا۔!"

"تمہیں بالکل خوف نہیں معلوم ہوتا۔!"

"خوف....؟ کس سے....!"

"مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی ہو اور مجھ سے چلنے کو کہا جا رہا ہو.... اب خدا ہی جانے اگلا قدم کسی اندھے کنوئیں میں لے جائے گا یا سمندر میں۔!"

"تمہیں تیرنا آتا ہے۔!"

"کیوں نہیں آتا۔!"

"تب پھر تیرنا شروع کر دینا.... اندھے کنوئیں میں گریں تو میں تمہاری ہڈیاں باہر نکال لاؤں گا۔!"

"سچ بتاؤ تم کون ہو.... مجھے تو نکولس ہی کی بات سچ معلوم ہوتی ہے تم انہی میں سے ہو اور کسی وجہ سے جانور بنا دیئے گئے ہو.... نکولس نے اس ظلم کے خلاف احتجاج ہی تو کیا تھا۔!"

"میں خود نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔"

"باتوں میں اڑانے کے ماہر ہو۔!"

"چلو تو میرے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔!"

پھر وہ خاموش ہو گئی تھی.... اور خود بھی اٹھ کر سنہری مادہ کے پاس جا بیٹھی تھی۔

"کیا بکواس کر رہی تھی....؟" شہباز نے عمران سے پوچھا۔

"تمہاری طرف سے مایوس ہو کر اب میری جوئیں نکالنا چاہتی ہے۔!"

"اُسے باتوں میں اڑاتے رہو.... ورنہ طربدار کی طرح کہیں کے نہ رہو گے۔!"

"اسی حال میں کہاں کا ہوں....!"

"تم جانو.... آگاہ کر دینا میرا فرض تھا....!"

"دیکھو کیا ہوتا ہے۔!"

چاروں شکرالی خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ دفعتاً شہباز بولا۔

"وہ عورت لیزا کس حال میں ہے۔!"

"ہفتوں اس کا ذہن کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہ ہو سکے گا۔!"

"آخر وہ دوا کیسی تھی جو تم نے اس کے جسم میں داخل کی تھی۔!"

"بس ایسی ہی تھی کہ ہم اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔!"

"تم نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے اس سے۔!"

"جتنا وہ جانتی تھی اسی دوا کے اثر کے تحت مجھے بتا چکی ہے اور یقین کرو.... کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اس سے زیادہ نہیں جانتی جتنا اس سے کرنے کو کہا گیا ہے۔!"

نکولس کے علاوہ اور سبھوں کی گھگھی بندھی ہوئی تھی.... انہیں فضائی سفر کا کوئی تجربہ نہیں تھا اور ہیلی کوپٹر کی گھن گرج کانوں کے پردے الگ پھاڑے دے رہی تھی

آنکھیں بند کر کے اور کانوں میں انگلیاں دے کر جو گردنیں ڈالی ہیں تو پھر سر نہیں اٹھا سکے۔

شارق کے دانت بھنچے ہوئے تھے.... اور معدہ حلق کی طرف آتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ ساری چوکڑی بھول گیا تھا۔

نکولس انہیں ڈھارس دینا چاہتا تھا لیکن دشواری یہ تھی کہ وہ اس کی بات ہی نہ سمجھ سکتے۔

ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد ہیلی کوپٹر نے نیچے اترنا شروع کیا تھا.... شکرالیوں کو ابکائیاں آنے لگیں اور وہ دہاڑتی ہوئی آوازوں میں اپنے نادیدہ دشمن کو گندی گندی گالیاں دے رہے تھے۔

ہیلی کوپٹر لینڈ کرنے کے بعد دو مسلح آدمی اگلے حصے سے نیچے اترے تھے وہ حصہ جس میں ساتوں شکرالی اور نکولس تھے مقفل تھا۔

نکولس نے اٹھ کر کھڑکی سے باہر دیکھا.... باقاعدہ طور پر بنایا ہوا.... ہیلی پیڈ نظر آیا۔ سامنے ہی ایک عمارت بھی دکھائی دی جس کے دونوں اطراف میں درختوں کی قطاریں دور دور تک چلی گئی تھیں۔ خاصی پُر فضا جگہ معلوم ہوتی تھی۔

دونوں مسلح آدمی عمارت کی طرف جاتے دکھائی دیئے کسی سفید فام نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ شکرالیوں نے چیخنا بند کر دیا تھا اور کھڑکیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

شارق طربدار سے کہہ رہا تھا۔ "اس مشین کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی اور وقت بھی زیادہ نہیں لگا.... ہم اس منحوس پہاڑ سے زیادہ دور تو نہیں آئے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے طربدار بولا۔!"

"لیکن حالت تباہ ہو گئی ہے۔!"

"اب دیکھو کیا ہوتا ہے۔!"

نکولس انہیں اشارے کر رہا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے....!" طربدار بڑبڑایا۔

"شائد ہمیں تسلیاں دے رہا ہے۔!"

"اس پر یہی ظاہر کرنا چاہئے کہ ہمیں ذرا سی بھی تشویش نہیں ہے۔!"

"کس طرح ظاہر کروں....؟"

"زور.... زور سے قہقہے لگائیں ہم لوگ....!"

"ہاں یہ ٹھیک ہے....!"

بس پھر کیا تھا ساتوں شکرالیوں نے آسمان سر پر اٹھالیا اور نکولس کی آنکھوں سے سراسیمگی مترشح ہونے لگی۔ وہ سہم کر ایک گوشے میں سمٹ گیا شائد سمجھا تھا کہ ساتوں کے دماغ الٹ گئے ہیں۔

"نہیں.... نہیں.... ڈرو نہیں....!" شارق ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ہم پاگل نہیں ہوئے صرف خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔!"

نکولس کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔

تھوڑی دیر بعد چھ آدمی عمارت کی طرف آتے دکھائی دیئے تھے ان کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں۔

"صف شکن کی ہدایات یاد رکھنا....!" شارق نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "قطعی یہ نہ ظاہر ہونے دینا کہ تم اپنے اس حال پر غضب ناک ہو۔!"

کوئی کچھ نہ بولا.... عمارت سے برآمد ہونے والے قریب آگئے.... یہ لوگ فوجی قسم کی خاکی وردیوں میں ملبوس تھے۔

دروازے کے قریب نصف دائرے کی شکل میں کھڑے ہو گئے.... رائفلیں اس انداز میں ہیلی کوپٹر کی طرف اٹھی ہوئی تھیں جیسے گڑبڑ کی صورت میں فوراً فائرنگ شروع کر دیں گے۔!

"وہ سمجھتے ہیں کہ ہم باہر نکلتے ہی ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔!"

نکولس اشاروں میں انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ پُرسکون رہیں۔

وہ نیچے اترے تھے اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے تھے۔

"میں انگریز ہوں!" نکولس نے مسلح آدمیوں سے کہا۔ "تم مجھ سے گفتگو کر سکو گے۔!"

"ادھر چلو....!" ان میں سے ایک آدمی نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر خشک لہجے میں کہا

نکولس شائد سمجھا تھا کہ یہاں بھی اپنے لئے ہمدرد پیدا کر لے گا۔ لیکن اسے مایوسی ہوئی اسے

انگلش بولتے سن کر کسی نے بھی حیرت ظاہر نہیں کی تھی۔ بے چارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

وہ سب بتائی ہوئی سمت چل پڑے۔

دفعتاً شارق نے ہنسنا شروع کر دیا.... طربدار بھی ہنسا تھا.... اور پھر سب ہی ہنسنے لگے تھے۔

مسلح آدمی چلتے چلتے رک گئے.... وہ انہیں حیرت سے دیکھے جا رہے تھے۔

"یہ خائف نہیں ہیں....!" نکولس نے ان سے کہا۔

"کیا تم ان کی زبان سمجھ سکتے ہو۔!" ایک آدمی نے پوچھا۔

"زبان نہیں سمجھ سکتا لیکن ہفتوں ان کے ساتھ رہا ہوں.... زندہ دل لوگ ہیں....!"

"ہم نے سنا تھا کہ شکرالی بے حد خون خوار ہوتے ہیں۔!"

"جانور بننے کے بعد سے ان میں بے حد انسانیت پیدا ہو گئی ہے۔!"

"اچھا.... چلو چلتے رہو۔!"

نکولس نے اپنے ساتھیوں کو چلنے کا اشارہ کیا.... اب انہوں نے گانا بھی شروع کر دیا تھا۔

"تم لوگ کچھ اور نہ سمجھنا.... یہ گیت گا رہے ہیں....!" نکولس نے مسلح آدمیوں سے کہا۔

"آخر اتنے خوش کیوں ہیں....!" سوال کیا گیا۔

"جانور بننے کے بعد سے خوش ہی رہتے ہیں پتا نہیں کیوں کاش میں ان سے گفتگو کر سکتا۔!"

درختوں کی قطار کے درمیان سے گذرنے کے بعد وہ ایک پتلی سی پگڈنڈی پر چلے تھے جن کی دونوں طرف پھولوں کی کیاریاں بنی ہوئی تھیں۔

"ہم نے یہ جگہ پہلے کیوں نہیں دیکھی....!" طربدار بولا۔ "زرد ریگستان ہی کا کوئی حصہ معلوم ہوتا ہے۔!"

"ہمارا اپنا راستہ ہے....!" دوسرے نے کہا۔ "پتا نہیں یہ لوگ کدھر لائے ہیں ہو سکتا ہے ادھر نخلستان بھی ہوں۔!"

وہ چلتے رہے.... پھر انہیں ایک چھوٹے سے کچے مکان میں ہانک دیا گیا تھا.... ٹھیک اسی وقت انہوں نے ہیلی کوپٹر کو دوبارہ پرواز کرتے دیکھا تھا۔

"تم ذرا ان لوگوں کو قابو میں رکھنا....!" ایک مسلح آدمی نے نکولس سے کہا۔

"اشاروں میں جتنا سمجھا سکتا ہوں کرتا رہوں گا۔ ان کی زبان تو جانتا نہیں کہ کوئی بات پوری

طرح ذہن نشین کرا سکوں گا۔!"

"مگر.... ٹھہرو....!" وہ نکولس کو گھورتا ہوا بولا۔ "کیا تم قیدی ہو....؟"

"میں جانور بنا دیا گیا ہوں.... کیا تم دیکھ نہیں رہے۔!"

"لیکن....! تم نے تو کپڑے پہن رکھے ہیں۔!"

"جانور بنا دینے کے بعد کسی مقصد کے تحت نیچے سے اوپر تک میرے بال کتر دیئے گئے تھے سر اور چہرہ چھوڑ دیا تھا.... ظاہر ہے اس کے بعد تو کپڑے پہننے ہی پڑتے۔!"

"کمال ہے....! میں تو سمجھا تھا کہ تم نے جدید فیشن کے مطابق سر اور ڈاڑھی کے بال بڑھا رکھے ہیں۔!"

"ہمارا باس جو کوئی بھی ہو ہماری زندگیوں سے کھیل رہا ہے۔!"

"بس خاموش رہو.... ورنہ گولی مار دی جائے گی.... یہاں حکومت کی پالیسی پر نکتہ چینی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔!"

"حکومت....!" نکولس چونک پڑا۔

"کیوں تمہیں حیرت کیوں ہے۔!"

"ہم تو ایک دوا ساز کمپنی کے ملازم ہیں۔!"

"وزارتِ صحت سے تعلق ہوگا تمہارا۔!"

"شائد میں پاگل ہو جاؤں گا....!" نکولس بڑبڑایا۔

"اچھا.... اچھا.... پاگل پن ہی کے اثرات تم میں پائے گئے ہوں گے.... تبھی جانور بنا دیئے گئے ہو۔!"

"میں نے دو سفید فام عورتوں کے جانور بنائے جانے پر احتجاج کیا تھا۔!"

"تب پھر تمہیں گولی کیوں نہیں ماری گئی.... تم زندہ کیوں ہو.... اچھا میں سمجھا کسی قسم کی جواب دہی کے لئے تمہیں زندہ رکھا گیا ہے.... اچھا تو تم اپنے اس جانور پن کو حوالات ہی سمجھو! جواب دہی کے اسٹیج پر اگر تم حکومت کو مطمئن نہ کر سکے تو تمہیں گولی مار دی جائے گی۔ شائد تم تیسرے درجے کے شہری ہو اسی لئے تمہیں قوانین کا علم نہیں۔!"

نکولس سچ مچ چکرا کر رہ گیا تھا.... آخر قصہ کیا ہے....؟ دروازہ باہر سے مقفل کر کے مسلح

آدمی چلے گئے۔

شکرالی مکان کا جائزہ لیتے پھر رہے تھے.... یہاں کھانے پینے کی چیزیں وافر مقدار میں موجود تھیں.... ایک جگہ شراب کی چند بوتلیں بھی نظر آئی تھیں۔

نکولس نے ایک بوتل اٹھائی اور اسے للچائی نظروں سے دیکھتا رہا پتا نہیں کب سے شراب نصیب نہیں ہوئی تھی.... پھر اس نے کاگ نکالی تھی اور بوتل ہی کو منہ لگا دیا تھا۔

شکرالی اسے بغور دیکھتے رہے.... آپس میں کچھ سرگوشیاں بھی کی تھیں۔

"فرنگی تیمال ہی معلوم ہوتی ہے....!" شارق چہک کر بولا۔

"بہت عمدہ ہوتی ہے....!" طربدار نے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"ابھی معلوم ہوا جاتا ہے.... ذرا نکولس کی آنکھیں دیکھو.... نشے میں ڈوبنے لگی ہیں۔!" دوسرا بولا۔

"ہم نے کب سے تیمال نہیں پی....!"

"اٹھاؤں ایک بوتل....!" شارق نے چہک کر پوچھا۔

"بس دو دو گھونٹ.... زیادہ نہیں....!" ایک گھگھیایا۔

"ٹھہرو.... پہلے نکولس کا حشر دیکھ لیں....!" طربدار نے کہا۔

"کیا حشر دیکھو گے.... وہ تو بوتل سے منہ ہی نہیں ہٹا رہا.... پوری بوتل صاف کر دینے کے بعد ویسے ہی مردہ بٹیر نظر آنے لگے گا۔!" شارق بولا۔

سچ مچ نکولس پوری بوتل خالی کر کے لمبا لمبا لیٹ گیا تھا اور پھر ہچکیاں شروع ہو گئیں تھیں۔

"بٹیر مر رہا ہے....!" شارق ہنس کر بولا۔ "آخر تم دیکھنا کیا چاہتے ہو بھائی طربدار....؟"

"شراب میں زہر بھی ہو سکتا ہے۔!"

"زہر دینے کے لئے اتنی دور لانے کی زحمت کیوں کریں گے.... چاہتے تو جنگل ہی میں ہمیں گولی مار دیتے.... اٹھاؤ بھی.... دو دو گھونٹ میں کیا ہرج ہے۔!"

"اچھی بات ہے.... تو اٹھاؤ....!" طربدار نے کہا۔

ایک نے بوتل اٹھائی اور اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہم فرنگی سے نفرت کرتے ہیں.... اس کی زبان سے نفرت کرتے ہیں.... اس کی عورت

ہمیں نہیں بھاتی.... پھر ہم اس کی شراب کیوں پئیں۔!"

"اوہ چپ رہ.... کیوں خواہ مخواہ بکواس کر رہا ہے....!" طربدار بھنا گیا۔

"صف شکن ٹھیک کہتا ہے کہ ہم لوگ احمق ہیں.... روایات کے جال میں پھنسے ہوئے بے بس پرندے....!"

"اچھی بات ہے تم مت پینا....!"

"میں نہیں پیئوں گا.... جب سے صف شکن کی باتیں سنی ہیں.... بہت بدل گیا ہوں۔ یہ جو تمہارے گرد کھڑے ہوئے ہیں میرے سائے سے بھی بھڑکتے تھے۔ ان کا دم نکل جاتا تھا میری آواز سن کر.... لیکن اب دیکھو قریب کھڑے ہوئے ہیں۔!"

طربدار نے کاگ نکالی اور دو گھونٹ لے کر بوتل دوسرے کی طرف بڑھا دی۔

شام ہونے والی تھی.... ایک نے باورچی خانہ سنبھال لیا.... اور نکولس اس کا ہاتھ بٹانے لگا۔ تازہ ترکاریاں بھی وہاں موجود تھیں.... خشک مچھلیوں کی وافر مقدار بھی نظر آئی تھی۔

نکولس مسلسل یہی سوچے جا رہا تھا کہ پتا نہیں بقیہ لوگ کب پہنچیں گے.... بولنے کے لئے بے چین تھا لیکن اس وقت کس سے بولتا.... نہ دونوں مادائیں موجود تھیں اور نہ عمران۔ اس نے سوچا کیا ضروری ہے کہ وہ لوگ بھی یہیں لائے جائیں۔

لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب سورج غروب ہو رہا تھا۔ انہوں نے دوبارہ ہیلی کوپٹر کی آواز سنی.... دوڑ کر کھڑکیوں کے قریب پہنچے تھے لیکن یہاں سے ہیلی پیڈ تک نظریں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ البتہ ہیلی کوپٹر ضرور دکھائی دے گیا تھا.... اور ان کے اندازے کے مطابق وہیں اتر رہا تھا جہاں وہ لوگ اترے تھے۔

"دیکھو....! وہ بھی یہیں لائے جاتے ہیں یا کہیں اور جاتے ہیں۔!" شارق بڑبڑایا۔

"یہاں جگہ تو بہت ہے....!" طربدار نے کہا۔

"لیکن ضروری نہیں کہ وہ دونوں بھی یہیں لائی جائیں....!"

"چپ رہو....!" طربدار بھنا کر بولا۔

"شنکشت بھی ہوں.... اور خیرہ سر بھی.... اسے ہر وقت یاد رکھا کرو.... اور یہ پانچوں میرے آدمی ہیں۔ تمہارے نہیں۔!"

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔!"

"دھمکی نہیں....! یاد دہانی.... میں نے کہا شائد تم بھول گئے ہو۔!"

طربدار خاموش ہو گیا اور وہ پانچوں ہنسنے لگے.... طربدار کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر اس ریک کے قریب جا ٹھہرا جس میں شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے پھر ایک بوتل سے کاک نکالی اور پینے لگا۔

شارق کچھ نہ بولا.... طربدار نے شائد اسی لئے یہ حرکت کی تھی کہ شارق کچھ بولے اور بات بڑھ جائے۔

"تم لوگ اب ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے۔!" شارق نے سرخسانیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی چھوٹے سردار....!" ایک بولا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی.... اتنی دیر میں طربدار پوری بوتل صاف کر چکا تھا۔ دروازہ کھلا تھا.... اور چھ جانور داخل ہوئے تھے.... دروازہ پھر بند ہو گیا تھا۔

"میرا خیال غلط نہیں تھا.... وہ دونوں نہیں ہیں...!" شارق بولا۔

"خخ.... خاموش! شنکشت.... خخ.... خیر سر....!" طربدار ہکلایا.... وہ کسی مست ہاتھی کی طرح جھوم رہا تھا۔ خالی بوتل اس کے ہاتھ میں تھی۔

"خوب....!" عمران بولا "تو یہاں شراب بھی موجود ہے.... کیا سب نے پی رکھی ہے۔!"

"میرے علاوہ....!" شارق بولا۔

"آپ نے کیوں کرم فرمایا۔!"

"مجھے صرف تیمال پسند ہے.... فرنگی کی شراب نہیں پی سکتا....!"

"یہ ہوئی نا بات....!"

شہباز خاموش کھڑا طربدار کو گھورے جا رہا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور طربدار کے ہاتھ سے خالی بوتل چھین کر دور پھینک دی۔

اس کے بعد اس کی نظر ریک پر پڑی تھی۔ بھری ہوئی بوتلیں دکھائی دی تھیں۔

"نہیں....! انہیں جوں کی توں رہنے دو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا اور شہباز اس کی طرف گھوم گیا.... نکولس بھی قریب آ گیا تھا.... وہ ابھی تک تھوڑے بہت نشے میں تھا۔

"تم نے اندازہ لگایا کہ ہم کہاں ہیں....؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"لگا لیں گے اندازہ بھی.... جلدی کیا ہے....!" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

طربدار دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا اور انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہا تھا۔ پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھ سے میری زندگی چھین لی گئی۔!"

"چپکا بیٹھا رہ ورنہ کھال اتار دوں گا....!" شہباز دھاڑا۔

"اور کیا....!" طربدار ہاتھ نچا کر بولا۔ "اب کس کے سہارے جیوں گا۔!"

"تم سن رہے ہو اس کی باتیں....!" وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔

"نشے میں ہے.... جانے بھی دو....!"

"میں اس شراب کو ضائع ہی کیوں نہ کر دوں۔!"

"قطعی ضرورت نہیں.... اب کوئی ہاتھ بھی نہ لگائے گا۔!"

"میں نے اپنے آدمیوں کو صرف دو دو گھونٹ کی اجازت دی تھی۔!" شارق بولا۔

"اب ایک قطرہ بھی نہیں....!" شہباز دہاڑا.... "میں جس دن سے اس حال کو پہنچا ہوں تیمال کو ہاتھ تک نہیں لگایا.... کم از کم ذہنی طور پر تو آدمی بنا رہوں۔!"

"اب ایسا ہی ہوگا سردار....!" شارق جلدی سے بولا۔

"کیا خیال ہے تمہارا....؟ ہم کس طرف آئے ہیں....!" عمران نے شہباز سے پوچھا۔

"پہاڑ سے زیادہ دور نہیں آئے.... لیکن یہ نخلستان کہاں سے پیدا ہو گیا۔ میں نہیں جانتا.... زرد ریگستان تو موت اور ویرانی کی آماجگاہ ہے۔!"

"ہو سکتا ہے.... یہ نخلستان اس راستے سے الگ ہو جس سے تم لوگ گذرے ہو۔!"

"یہی بات ہوگی....!" شہباز نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

"ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے فادر....!" دفعتاً نکولس بول پڑا۔

"ہاں.... کہو.... کیا ہے....!" عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"میں اسے بڑے مجرموں کا کوئی گروہ سمجھا تھا لیکن یہ تو کسی قسم کی حکومت ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"نکولس نے اپنی اور مسلح آدمی کی گفتگو دہرائی تھی۔ عمران کچھ نہ بولا تھوڑی دیر خاموش رہ کر پُرتشویش لہجے میں کہا۔ "پتا نہیں کیا چکر ہے۔ خیر چھوڑو.. میں ذرا اس مکان ہی کا جائزہ لے لوں۔"

پھر وہ تینوں مکان کے مختلف حصوں کو دیکھتے پھرے تھے۔

"ضرورت کی ساری چیزیں موجود ہیں۔!" عمران بولا۔

"وہ دونوں کہاں گئیں....؟" نکولس نے پوچھا۔

"ہیلی کوپٹر پر تو ساتھ ہی تھیں.... یہاں پہنچ کر کہیں اور لے جائی گئی ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ ہمارے ساتھ نہ رکھی جائیں گی۔!"

"پتا نہیں ان کا حشر کیا ہو۔!"

"اپنی فکر کرو بیٹے....!"

"اپنی فکر تو یہاں بھی نہیں ہے... جس نے مرنے کی ٹھان لی ہو اسے کیا فکر ہو سکتی ہے۔!"

ٹھیک اسی وقت صدر دروازہ کھلا تھا اور تین مسلح آدمی اندر آئے تھے ایک نے نکولس سے کہا۔ "کسی ایسی چیز کی ضرورت ہو جو یہاں موجود نہ ہو تو مجھے بتا دو....!"

"جنہیں مرنا ہو....! انہیں کس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے۔!"

"کسے مرنا ہے....؟" مسلح آدمی نے حیرت سے کہا۔

"ہمیں اور کسے....!"

"موت ان کے لئے نہیں ہے جو جانور بنا دیئے جاتے ہیں.... تم ہم سے بہتر ہو۔ حالانکہ باتیں تیسرے درجے کے شہریوں کی سی کرتے ہو۔!"

"کیا بات ہوئی....؟"

"اول درجے کے شہری وہ ہیں جو جانور ہیں.... ہم بے چارے دوسرے اور تیسرے درجے کے شہری اس تمنا میں مر رہے ہیں کہ جانور بنا دیئے جائیں۔!"

عمران نے دوسری طرف منہ پھیر کر دیدے نچائے تھے۔

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم کسی قسم کے احتجاج کرنے کے باوجود بھی جانور بنا دیئے گئے ہو۔ حکومت کی آنکھوں کا تارا معلوم ہوتے ہو۔ خیر دارالحکومت میں پہنچو گے تو تمہیں اپنے مرتبے کا علم ہوگا۔!"

"ہم کب پہنچیں گے دارالحکومت میں....!" نکولس نے پوچھا۔

"کل ہی روانہ کر دیئے جاؤ گے۔!"

"ہم سب....؟"

"اور کیا.... ورنہ ہم دوسرے اور تیسرے درجے کے شہریوں میں تمہارا کیا کام....!"

"اگر مجھے کوئی ذمہ داری کی پوسٹ مل گئی تو تمہیں بھی جانور بنوا دوں گا۔"

"شکریہ! میرے بچے تمہیں دعائیں دیں گے.... دیکھو! وعدہ کر رہے ہو بھول نہ جانا۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

وہ تینوں چلے گئے تھے اور نکولس طویل سانس لے کر عمران کی طرف مڑا تھا۔

"سنا....! تم نے....!"

"بالکل سن لیا....!" عمران ہنس کر بولا۔ "میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جانور بن جانے میں فائدہ ہی ہے.... اے اول درجے کے شہری.... ویسے تم نے اچھا کیا کہ دارالحکومت کا پتہ پوچھنے نہیں بیٹھ گئے تھے۔!"

"اتنا احمق نہیں ہوں۔ پہلے ہی اسے بتا چکا ہوں کہ میں بھی اسی تنظیم سے متعلق ہوں۔!"

"وزارت صحت کے کوئی عہدہ دار....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

نکولس نے اس کے لہجے سے محظوظ ہو کر قہقہہ لگایا تھا۔

رات انہوں نے سکون سے گذاری تھی.... اور دوسری صبح انہیں اطلاع ملی تھی کہ دونوں ماداؤں نے خاصہ ہنگامہ برپا کر رکھا ہے.... اسی آدمی نے نکولس کو اس سے آگاہ کیا تھا جس سے پچھلے دن اس کی گفتگو ہوئی تھی۔

"وہ دونوں تم ہی لوگوں کے ساتھ رہنے پر مصر ہیں.... تنہا نہیں رہنا چاہتیں۔!" اس نے کہا۔ "لیکن ہمیں حکم ملا ہے کہ انہیں الگ رکھا جائے۔!"

"تو پھر ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں....؟" نکولس نے سوال کیا۔

"انہوں نے اس مکان کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے.... جہاں ٹھہرائی گئی ہیں فرنیچر توڑ ڈالا، کراکری ریزہ ریزہ کر دی.... پردے پھاڑ ڈالے۔!"

"تب تو انہیں یہیں لے آؤ۔!"

"لیکن اوپر کا حکم....!"

"یہاں اول درجے کے شہری مقیم ہیں.... اوپر کے معاملات کو سنبھال لیں گے۔ تم انہیں یہیں لے آؤ....!" نکولس بولا۔

"میں اس لئے آیا تھا کہ تم میرے ساتھ چل کر انہیں سمجھا دو....!"

نکولس نے عمران کی طرف دیکھا اور اس نے سر ہلا کر منظوری دے دی تھی۔ اس طرح کہ

مسلح آدمی کو اس اشارے بازی کی خبر تک نہ ہو سکی۔

نکولس اس کے ساتھ باہر نکلا تھا اور وہ اسی پگڈنڈی سے گذرے تھے جس سے گذر کر پچھلے دن کچی عمارت تک پہنچے تھے۔

اب وہ اس عمارت کی طرف جا رہے تھے جو ہیلی کوپٹر سے اترتے وقت نظر آئی تھی۔ ہیلی پیڈ سے عمارت تک کا راستہ بہت سلیقے سے بنایا گیا تھا۔

نکولس نے سوچا شائد یہیں سے پہاڑ والی عمارت میں رسد پہنچائی جاتی ہے لیکن لیزا کا رابطہ ہیڈ کوارٹر سے تھا۔ ہو سکتا ہے ہیڈ کوارٹر وہی ہو جسے مسلح آدمی دارالحکومت کہتا ہے۔!

عمارت میں قدم رکھتے ہی نکولس کو ایسا محسوس ہوا جیسے خوشبوؤں کے دیس میں آ گیا ہو۔

ہر راہداری کے موڑ پر نئی خوشبو سے سابقہ پڑتا تھا۔

بالآخر وہ کمرے میں پہنچے جہاں مادائیں اداس بیٹھی تھیں.... نکولس کو دیکھ کر بڑی پھرتی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔!

"تم کہاں ہو....؟" سفید مادہ نے پوچھا۔

"بڑی واہیات جگہ ہے.... ہمیں ننگے فرش پر سونا پڑا تھا۔!"

"سب ایک ہی جگہ ہیں۔!"

"ہاں....!"

"لیکن ہمیں الگ کیوں کر دیا گیا ہے۔!"

"تمہارے آرام کے خیال سے.... وہاں تمہیں تکلیف ہوتی.... مناسب یہی ہے کہ تم یہیں رہو۔!"

مسلح آدمی اسے کمرے میں پہنچا کر خود واپس چلا گیا اور کہہ گیا تھا کہ واپسی کے لئے وہ ایک پش سوئچ کو دبا کر اسے طلب کر سکے گا۔!

"یہاں تنہائی میں ہمارا دم گھٹتا ہے۔!"

"سنو....! یہاں ہمارا قیام عارضی ہے.... ہو سکتا ہے آج ہی کسی وقت یہاں سے بھی روانگی ہو جائے.... اس لئے ہنگامہ مت برپا کرو۔!"

"ویسے ہمارے ساتھ برتاؤ اچھا ہو رہا ہے۔!" سنہری مادہ بولی۔

"اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ الجھو مت....!"

"وہ لوگ کس حال میں ہیں....؟" سنہری مادہ بولی۔

"اور تو سب ٹھیک ہیں لیکن کل طربدار تمہاری یاد میں دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔!"

"تم جھوٹ بول رہے ہو.....!"

"یقین کرو.....!وہسکی کی پوری بوتل صاف کر گیا تھا۔!"

"اوہ تو نشے میں تھا.....!"

"اس عمارت میں شراب کی بوتلیں بھی ہاتھ لگی ہیں۔!"

"اور.....وہ.....افلاطون.....!" سفید مادہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"صف شکن.....!وہ بالکل ٹھیک ہے اسی کی ہدایت پر میں یہاں آیا ہوں.....وہی چاہتا ہے کہ تم لوگ پُر سکون رہو.....!"

"یہ کون سی جگہ ہے اور یہاں کیا ہو رہا ہے....؟"

"کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ یہی معلوم ہے کہ اب کہاں جائیں گے.....ویسے یقین رکھو ہم لوگ زندہ رہیں گے۔!"

"یہ بھی کوئی زندگی ہے۔!"

"میں نے تو اس کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا ہے.....تم بھی یہی عادت ڈالو۔ زندگی بسر کرنے کی چیز ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ کیسی گذر رہی ہے ہمیں جانوروں ہی کی طرح زندہ رہنا چاہئے۔!"

"تم ٹھیک کہتے ہو.....آدمیوں کی سوسائٹی میں بھی کبھی کبھی جانوروں کی سی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔!" سفید مادہ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔

"بس تو پھر اب سکون سے رہو۔ ورنہ ہو سکتا ہے ہم سے یہ آسانیاں بھی چھن جائیں۔!"

"ہم تو صرف ساتھ رہنا چاہتے ہیں.....!" سنہری مادہ بولی۔

"دیکھا جائے گا.....اس کے بارے میں اگلی منزل پر سوچیں گے۔!"

"ہمیں باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔!"

"ہم کب آزاد ہیں.....!دروازہ باہر سے مقفل کر دیا جاتا ہے.....اس وقت تو مجھے صرف اس لئے لایا گیا ہے کہ میں تمہیں سمجھاؤں۔!"

"اچھی بات ہے اب ہم محتاط رہیں گے۔!"

نکولس زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہتا تھا دفعتاً اسے ایک بات اور یاد آ گئی اور اس نے آہستہ سے

کہا۔ "مجھے یاد پڑتا ہے اس نے ایک بات کہی تھی میرا مطلب ہے صف شکن نے.....اس کے بیان کے مطابق لیزا نے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی تھی کہ جنگل میں جانوروں کی بھیڑ ہو جانے کی وجہ سے لڑکیوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ گئی ہیں۔ اس لئے انہیں فوراً بلوا لینا چاہئے اور شائد اسی لئے ہم وہاں سے ہٹا لئے گئے ہیں۔ لہٰذا تمہیں بقیہ جانوروں کے لئے نفرت کا اظہار کرنا چاہئے۔!"

"مجھے علم نہیں تھا کہ ایسا ہوا ہے.....ورنہ میں محتاط رہتی.....!"

"اب محتاط رہنا.....اگر کوئی یہاں تم سے اب اس مسئلے پر گفتگو کرے تو تم یہی کہنا کہ ہم صرف نکولس کی ہم نشینی چاہتے ہیں.....شکرالی درندوں سے ہمیں کیا سروکار۔!"

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔!" سفید مادہ سر ہلا کر بولی۔

پھر نکولس نے بتائے ہوئے پش سوئچ پر انگلی کا دباؤ ڈالا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہی آدمی پہنچ گیا تھا جس نے یہاں تک راہنمائی کی تھی۔

راستے میں نکولس نے اس سے کہا۔ "وہ دراصل صرف یہ چاہتی تھیں کہ میں ان کے پاس پہنچ جاؤں.....دوسرے جانوروں سے تو وہ خائف ہیں۔!"

"یہی بات ہو گی!" وہ آدمی بولا۔ "لیکن ہمیں تو یہی حکم ملا ہے کہ انہیں سب سے الگ رکھیں۔!"

"ٹھیک ہے! اب وہ شور نہیں مچائیں گے میں نے انہیں سمجھا دیا ہے۔!"

قیام گاہ پر پہنچ کر نکولس نے عمران کو رپورٹ دی تھی اور وہ خوش ہو کر بولا تھا۔ "واقعی تم بہت ذہین ہو۔!"

میں اس وقت تم سے یہی کہنا چاہتا تھا کہ یاد دہانی کرا دینا.....لیکن اس کی موجودگی میں نہیں کہہ سکا تھا۔

"وہ دونوں خیریت سے ہیں نا....؟" شارق نے قریب آ کر عمران سے پوچھا۔

"کچھ زیادہ ہی خیریت سے ہیں.....!" عمران نے جواب دیا اور نکولس سے بولا۔ "کب تک روانگی کی توقع ہے۔!"

"اس سے متعلق مزید گفتگو نہیں ہوئی۔!"

شارق نے طربدار کے قریب جا کر کچھ کہا تھا اور وہ اسے مارنے دوڑا تھا۔

"اسے سمجھاؤ ورنہ پٹے گا میرے ہاتھ سے.....!" شہباز نے عمران کی طرف ہاتھ ہلا کر کہا۔

"شارق.....!" عمران نے اسے آواز دی۔

"میں نے تو صرف خیریت بتائی تھی چچا....!"

"چچا کے بچے! میں تیری خیریت کا خواہاں ہوں.... اگر شہباز کا ایک ہاتھ پڑ گیا تو ہفتوں اٹھ بھی نہیں سکے گا۔!"

"میں معافی چاہتا ہوں سردار....!" شارق بولا۔

شہباز نے دوسری طرف منہ پھیر لیا تھا۔

ٹھیک اسی وقت پھر دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور ایک عجیب الخلقت آدمی اندر داخل ہوا۔ دبلا پتلا اور چھوٹے سے قد والا تھا۔ سر کے بال بے داغ سفید تھے آنکھوں میں وحشت تھی اور اس کے پیچھے دو قوی ہیکل اور باوردی باڈی گارڈ تھے جنہوں نے ہاتھوں میں مشین پستول سنبھال رکھے تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے نہیں معلوم ہوتے تھے جن سے اب تک سابقہ رہا تھا۔

دفعتاً بوڑھا آدمی شکرالی میں بولا۔ "تم سب خوش تو ہو نا....!"

"بہت زیادہ....!" عمران نے جواب دیا۔

"نہیں....! ناخوش معلوم ہوتے ہیں۔!"

"بھلا کس طرح....؟"

"مجھے دیکھ کر تم نے قہقہے نہیں لگائے۔!" بوڑھے نے بچگانہ انداز میں کہا۔ "میں جنرل ایڈوین ٹرنڈاون لیکز ہاسٹ ہوں۔!"

"تم سے ملکر بڑی خوشی ہوئی.... لیکن اتنے لمبے نام کے باوجود بھی اتنے ذرا سے کیوں ہو۔!"

"خاموش بد تمیز....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخا تھا اور اسے کھانسی آنے لگی تھی۔ پھر اس نے اپنے باڈی گارڈ کی طرف مڑ کر انگلش میں کہا۔ "ان لوگوں پر میرا ذرا سا بھی رعب نہیں پڑا۔!"

"پڑا ہے.... یور آنر....!" ایک باڈی گارڈ بولا۔

"آپ کو کھانسی آنے لگی ہے یور آنر....!" دوسرے نے کہا۔

"ان پر رعب پڑنے کی وجہ سے۔!"

"ہاں یور آنر....!"

"تم کہتے ہو تو مانے لیتا ہوں۔!"

وہ پھر شکرالیوں کی طرف مڑا اور ان کی زبان میں بولا۔ میں دنیا کی ستر ایسی زبانوں کا ماہر ہوں جو تحریر میں نہیں آتیں!

"پھر وہی عرض کروں گا جنرل صاحب کہ آپ اتنے ذرا سے تو ہیں۔!" عمران نے کہا۔ "اور را باپ بھی اتنا ہی ذرا ہی سا ہے.... اس کا نام ہے سنجیدہ خان محتاط.... دیکھا کتنا بڑا نام ہے بس بت ہوا کہ اگر قد سے بڑے نام اختیار نہ کئے جائیں تو....!"

اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی بوڑھا چہکا تھا۔ "تم نے دیکھا.... وہ بھی میری ہی طرح لیم ہو گا۔!"

"کیا کہنے ہیں عظمت کے....!"

"کیا مطلب....؟"

"کچھ بھی نہیں جنرل ایڈوِن ٹرنڈاون لیکز ہاسٹ....!"

"تم بہت ذہین معلوم ہوتے ہو.... ایک ہی بار میں تمہیں میرا پورا نام یاد ہو گیا۔!" بوڑھا شی ظاہر کرتا ہوا بولا۔

"اپنی آمد کا مقصد بیان کرو جنرل....؟"

"دیکھنا چاہتا تھا مستقبل کے بڑے آدمیوں کو....!"

"آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں....!" عمران چاروں طرف ہاتھ گھما کر بولا۔

"میں نے مستقبل کے آدمی کہا تھا جس رفتار سے آدمی ترقی کر رہا ہے وہ اسی طرف لے ہائے گی۔"

"میں سمجھ گیا.... تم کیا کہنا چاہتے ہو جنرل.... میں تو تم سے متفق ہوں.... مجھے خوشی ہے ہ ہم سب مستقبل کے آدمی ہیں حال سے تو تنگ آگئے تھے۔!"

"اگر تم اسی طرح مجھ سے متفق ہوتے رہے تو حکومت کی باگ دوڑ تمہارے ہاتھ میں ہو گی۔!"

"لیکن میں حکومت نہیں.... ایک خوب صورت سی عورت چاہتا ہوں۔ جو میرے بالوں یں کنگھا کر کے جوئیں نکال سکے۔!"

"ملے گی.... ضرور ملے گی.... اگر تم مجھ سے اسی طرح متفق ہوتے رہے۔ یہ لوگ کچھ نہیں بول رہے....!" بوڑھے نے دوسروں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میرے سامنے زبانیں کھولنے کی جرأت نہیں کر سکتے کیوں کہ میں ان کا سردار ہوں۔!"

"یعنی یہ تمہارے قابو میں ہیں۔!"

"بالکل میرے قابو میں ہیں۔!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں بھی متفق ہونا پڑے گا۔!"

"نہ ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اچھا تو پھر میں تمہیں پہلے اپنا مصاحب بناؤں گا۔ اس کے بعد تم اور زیادہ ترقی کرو گے۔!"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں....!" عمران نے شاہانہ انداز میں کہا۔

شارق بھی خاموش کھڑا تھا.... عمران کے انداز سے اس نے سمجھ لیا تھا کہ وہ دوسروں کی خاموشی ہی مناسب سمجھتا ہے.... ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس بوڑھے کو گود میں اٹھا کر سارے گھر میں ناچتا پھرے۔

"اچھا تو پھر تیار ہو جاؤ.... میں تمہیں دارالحکومت میں لے چلوں گا۔!" بوڑھے نے عمران سے کہا۔

"جیسا حکم ہو جنرل....!"

"بہت اچھے.... بہت اچھے.... تم تو میری توقعات سے بڑھ کر ثابت ہو رہے ہو.... اچھا اب میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد تمہیں روانگی کی اطلاع مل جائے گی.... میرا نام یاد رکھنا۔!"

"ہمیشہ یاد رکھوں گا جنرل....!"

وہ چلا گیا.... اور شکرالی عمران کو گھیر کر کھڑے ہو گئے۔

"آخر یہ کیا شے تھی؟" شہباز نے پوچھا.... "بڑی مشکلوں سے اپنے قہقہے روک سکا تھا۔!"

"خدا ہی جانے کیا چکر ہے....!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"کیوں کیا تم کوئی اور بڑا خطرہ محسوس کر رہے ہو۔!"

"ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔!" عمران نے کہا اور نکولس کی طرف مڑ کر انگلش میں کہا۔ "کیا خیال ہے تمہارا....؟ کیا یہ انہی تین بڑوں میں سے ایک ہو سکتا ہے جس کا ذکر لیزا نے کیا تھا۔!"

"یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا.... کیا تم نے اس کی باتیں نہیں سنی تھیں.... اس کے باڈی گارڈ نے بھی اس کا مضحکہ اڑایا تھا۔ لیکن تم اتنے سنجیدہ کیوں ہو رہے ہو۔!"

"میں سوچ رہا ہوں کہ وہی لوگ زیادہ تر انسانیت کی سطح سے گر جاتے ہیں جنہیں دوسرے مضحکہ خیز سمجھتے ہیں.... اور مسلسل احساس کمتری میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔!"

"یہ بات تو سوچنے کی ہے۔!"

"یہی اندازہ کرنے کے لئے میں نے اس کا مضحکہ اڑایا تھا....!" عمران بولا۔

"ہو سکتا ہے.... تمہارا خیال درست ہو۔!"

"اور وہ اسی لئے بار بار میرے متفق ہونے کا ذکر کر رہا تھا کہ یہ خود اسی کا کارنامہ ہے۔!"

"تمہارے اندازے ابھی تک تو غلط نہیں ہوئے۔!"

"خیر دیکھا جائے گا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اب تم لوگ سفر کی تیاری شروع کر دو۔!"

پھر شہباز سے گفتگو کرنے لگا تھا۔

ویسی ہی لمبی سی گاڑی تھی جیسی سرکس والوں کے پاس ہوتی ہیں اور وہ اس میں اپنے جانور ادھر سے اُدھر لئے پھرتے ہیں۔

پچھلے حصے میں جانوروں کو بند کر دیا گیا تھا اور اگلے حصے میں ڈرائیور کے ساتھ دو مسلح آدمی بیٹھے تھے۔

ماداؤں کے لئے علیحدہ کوئی انتظام نہیں ہوا تھا.... وہ بھی شکرالیوں کے ساتھ ہی اس گاڑی میں لے جائی جا رہی تھیں۔ البتہ مسلح محافظوں نے نکولس کو آگاہ کر دیا تھا کہ اگر کسی جانور نے بھی ان سے چھیڑ چھاڑ کی تو اسے فوراً گولی مار دی جائے گی۔!"

نکولس نے عمران کو اس سے مطلع کر دیا تھا اور اس نے ماداؤں سے بات کرنے پر بھی پابندی لگا دی تھی۔

"واقعی اب تو ہمارے ساتھ جانوروں ہی کا سا برتاؤ ہو رہا ہے۔!" شارق بولا۔

یہ سفر رات کو شروع ہوا تھا ورنہ شائد ان میں سے ایک بھی منزل تک زندہ نہ پہنچ سکتا.... دن میں زرد ریگستان کا سفر ناممکنات میں سے تھا۔

اس وقت بھی گرمی سے دم گھٹا جا رہا تھا.... دوسروں پر جو بھی گذر رہی ہو لیکن عمران اور شارق کی حالت بہت ابتر تھی۔ وہ اپنی کھال میں تو تھے نہیں کہ گرمی بہ آسانی سہار جاتے۔

گاڑی معمولی رفتار سے کسی نامعلوم منزل کی طرف چلی جا رہی تھی۔

"میں مر رہا ہوں چچا....!" شارق کراہا۔

"دیکھو بیٹے....! ریگستان کی چاندنی کتنی بھلی ہے۔!" عمران نے کہا۔

"پانی.... اگر تھوڑا سا پانی مل جاتا۔!"

عمران نے نکولس سے کہا۔ "پانی کے لئے کہو..... سبھی پیاسے ہوں گے۔!"

نکولس نے عمران کا پیغام مسلح محافظوں تک پہنچایا تھا اور ان سے جواب پا کر عمران سے بولا تھا۔ "پانی بہت ہے.... ٹھنڈا پانی گاڑی کی چھت پر ٹنکی ہے جس سے کولر لگا ہوا ہے۔!"

"خوب....!" عمران کسی سوچ میں پڑ گیا.... ڈرائیور کی پشت والی کھڑکی سے انہیں ایک بڑا سا جگ دے گیا تھا اور نکولس کو پانی حاصل کرنے کی تدبیر بتائی گئی تھی۔

گاڑی کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی.... نکولس نے ایک جگہ جگ اونچا کر کے چھت سے لگا ہوا بٹن دبایا تھا اور جگ میں ٹھنڈے پانی کی دھار گرنے لگی تھی۔

سبھوں نے سیر ہو کر پانی پیا تھا.... اور عمران شہباز سے بولا تھا۔ "یہ گاڑی اور اس کا انتظام صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ کوئی نئی کہانی نہیں ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"یہاں سے جانور سفر کرتے ہی رہتے ہوں گے۔!"

"شکرال کے لئے پہلا واقعہ ہے....!" شہباز نے کہا۔

"یہاں صرف شکرال ہی تو نہیں ہے.... کراغال اور مقلاق بھی ہیں۔!"

"ٹھہرو.... مجھے سوچنے دو....!" شہباز کہہ کر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔ "شائد میں نے سنا تھا مجھے یاد پڑتا ہے کس نے بتایا تھا۔ یہ یاد نہیں مقلاق اور دوسرے بعض علاقوں سے کچھ لوگ غائب ہو گئے ہیں۔"

"اندازاً کتنے عرصے پہلے کی بات ہے۔!"

"یہی کوئی سات آٹھ ماہ سمجھ لو....!"

"یہ بڑا مناسب علاقہ ہے ایسے کاموں کے لئے.... ادھر خانہ بدوشوں کے قبیلے بھی تو ہیں.... ان پر بھی ہاتھ صاف کیا جا سکتا ہے۔!"

"مگر آخر کیوں....؟"

"یہی معلوم کرنے کے لئے میں نے یہ خطرہ مول لیا ہے۔!"

"اگر یہ اتنا ہی بڑا معاملہ ہے تو تم تنہا کیا کرو گے.... پچھلی بار جب تم شکرال آئے تھے تو تمہارے ساتھ بہترین لڑاکے تھے۔ کلہاڑیوں کی جنگ میں آج تک نہیں بھولا۔!"

"اس بار شکرالیوں سے لڑائی نہیں ہو گی.... یہ ذہنی جنگ کا معاملہ ہے اور ذہنی جنگ میں

تنہا لڑتا ہوں.... خواہ سامنے کتنی ہی بڑی فوج کیوں نہ صف آراء ہو۔!"

"تم ہی جانو....!" شہباز اکتا کر بولا۔

پھر گرمی اور حبس کے باوجود بھی ان کی آنکھیں نیند کے دباؤ سے بوجھل ہونے لگی تھیں۔

عجیب ریگستان تھا جس کی راتیں بھی بے حد تکلیف دہ ہوتی تھیں۔

وہ سوتے رہے تھے اور خود سے نہیں جاگے تھے بلکہ گاڑی کے کریہہ اور کان پھاڑ دینے والے ہارن کی مسلسل آوازوں نے انہیں اٹھایا تھا۔

آنکھیں مل مل کر چاروں طرف دیکھنے لگے.... گاڑی رکی ہوئی تھی اور کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑا بار بردار طیارہ کھڑا نظر آیا۔

"خوب....! سبھی کچھ غیر قانونی طور پر ہو رہا ہے....!" عمران نے نکولس سے کہا۔

"ظاہر ہے....؟" نکولس بولا۔

"اس رن وے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔!"

"میں کیا بتاؤں.... کچھ بھی تو نہیں جانتا۔!"

"پہاڑ والی عمارت کی طرح یہ رن وے بھی پچھلی جنگِ عظیم کی یادگار معلوم ہوتا ہے۔!"

"لیکن یہ طیارہ.... یہ تو ایک مشہور فضائی کمپنی سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... پالتو گوریلے اور سرکس کے جانور فضائی سفر کرتے ہی رہتے ہیں ہم آدمیوں کے ساتھ تو ہوں گے نہیں کہ کسی کو اپنی دکھ بھری داستان سنا سکیں۔!"

"صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں....!" نکولس نے مردہ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

وہ گاڑی سے اتار کر طیارے میں پہنچائے گئے تھے اور وہاں بھی انہیں کٹہرا ہی نصیب ہوا تھا۔ کٹہرے کے دروازے پر ایک تختی آویزاں تھی جس پر تحریر تھا۔ "سرکس کا یہ گوریلا کپڑے پہننے کا بھی شائق ہے....!" عمران نے نکولس کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

نکولس کچھ نہ بولا.... اس کی آنکھوں سے فکرمندی ظاہر ہو رہی تھی۔

وہ دونوں مسلح محافظ پھر نہ دکھائی دیئے۔

"اب ہمارے کھانے پینے کی کیا رہے گی....؟" شارق نے عمران سے پوچھا۔

"بھوک لگے تو مجھے کھا لینا....!"

"ناراض ہو گئے چچا....!"

دفعتاً سفید مادہ نے عمران کو مخاطب کیا...."یہاں تو آس پاس کوئی بھی نہیں ہے کیا تم اب بھی مجھ سے گفتگو نہیں کرو گے۔!"

"کیوں نہیں.... اب تو میرے اور تمہارے علاوہ اس دنیا میں کچھ بھی باقی نہیں رہا.... کیا میں تمہیں کیٹس کی کوئی پر درد نظم سناؤں۔!"

"پیٹ کی بات کرو.... یہاں کھانے پینے کی کیا صورت ہو گی۔!" سفید مادہ نے کہا۔

"پیٹ .... ہائے پیٹ .... ابھی مشرق نے بھی یہی سوال کیا تھا جواب مغرب کر رہا ہے.... دونوں جانور ہیں.... اونچی اونچی باتیں کرو.... پیٹ اور کموڈ.... چھی چھی.... اونچی اونچی باتیں کرو خوب صورت باتیں۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!"

"تم پیٹ سے سوچ رہی ہو.... دماغ سے سوچو.... روح کو بلندیوں کی طرف لے جاؤ.... پیٹ میں غلاظتوں کے علاوہ اور کیا ہے۔!"

"میں چیخنا شروع کر دوں گی ورنہ یہ بکواس بند کر دو....!"

"بند کر دی.... لیکن اب مجھ سے کچھ نہ پوچھنا....!"

"تم اس کا دل کیوں دکھا رہے ہو....!" نکولس نے آہستہ سے پوچھا۔

"تم بھی خاموشی سے ایک طرف بیٹھو....!"

نکولس نے محسوس کر لیا تھا کہ اس کا موڈ ٹھیک نہیں.... لہٰذا وہاں سے ہٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد طیارے نے ٹیک آف کیا تھا اور وہ لڑکھڑا کر ایک دوسرے پر گرے تھے اور جانوروں ہی کی طرح چیخنے لگے تھے۔

"بس بس....! اب کچھ نہ ہو گا....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "چین سے بیٹھو....!"

"تم ہمیں کچھ کرنے ہی نہیں دیتے۔!" طربدار بھنا کر بولا۔

"رونا چاہتے ہو تو رو بھی سکتے ہو.... مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔!"

طربدار آہستہ سے کچھ بڑبڑایا تھا اور اس کی طرف منہ موڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

"تم آخر اتنے ناراض کیوں ہو چچا....!" شارق بولا۔

"مجھ سے ایسی باتیں پوچھی جا رہی ہیں جن کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔!"

"ہم صرف تشویش ظاہر کر رہے تھے ہمیں جواب نہیں چاہئے۔!"

"اب تم نے عقل مندی کی بات کی ہے آؤ....! خوب صورت لڑکیوں جھیلوں اور آبشاروں کی باتیں کریں۔!"

"مقلاق میں تو ہوتی ہوں گی لڑکیاں....!" شارق شرارت آمیز لہجے میں بولا۔

"نہیں ہوتیں.... ورنہ میں کیوں دربدر ہوتا۔!"

"بھاگنے لگے چچا....!"

"او بھتیجے....! جھیلوں اور آبشاروں کی بات....!"

"جھیلیں غرق کر دیتی ہیں.... اور.... آبشار چیتھڑے اڑا دیتے ہیں۔!"

جہاز کی تیز آواز کی وجہ سے وہ چیخ چیخ کر گفتگو کر رہے تھے۔

دفعتاً دو آدمی کٹہرے کے پاس آ کھڑے ہوئے جنہوں نے بڑے بڑے جھابے اٹھا رکھے تھے۔ عمران اور شارق خاموش ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے.... انہوں نے جھابوں سے کیلے نکال کر کٹہرے کے اندر پھینکنے شروع کر دیئے تھے۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا اور ایک کیلا جھپٹ کر چھلکے سمیت کھانے لگا.... دوسروں نے بھی اس کی تقلید کی.... پھر ان دونوں آدمیوں کے چلے جانے کے بعد بقیہ چھیل چھیل کر کھائے گئے تھے۔

"واہ چچا.... بات بن گئی....!" شارق بولا۔

"اب ایسی ہی غذا ملے گی جس سے تمہارا خون ٹھنڈا ہو جائے فکر مت کرو۔!"

قریباً چار گھنٹے بعد جہاز نے اترنے کے لئے چکر لگانے شروع کر دیئے اور عمران نے ساتھیوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ کٹہرے کی سلاخیں مضبوطی سے تھام کر بیٹھ جائیں ورنہ پھر ایک دوسرے پر گریں گے.... بہر حال جہاز نے لینڈ کیا تھا لیکن کہاں؟ وہ نہ دیکھ سکے کیونکہ کھڑکیوں سے دور ایک کٹہرے میں محدود تھے۔!

تھوڑی دیر بعد وہی دونوں مسلح آدمی دکھائی دیئے.... جنہوں نے طیارے پر سوار کرایا تھا۔

"اب تم لوگ نیچے اترو گے....!" اس نے کٹہرے کے قریب آ کر نکولس کو مخاطب کیا۔

"یہ کون سی جگہ ہے....؟"

"ایک ویران جزیرہ.... یہاں سے ایک اسٹیمر تمہیں دارالحکومت تک پہنچائے گا۔ خبر دار!

اسٹیمر پر کسی سے گفتگو کرنے کی کوشش نہ کرنا۔!"

"میں سمجھتا ہوں....!" نکولس بولا۔ "لیکن بھوک پیاس کی شکایت کس سے کریں گے۔!"

"اس کی طرف سے بے فکر رہو.... انتظام ہے۔"

"شکریہ....!"

وہ واپس چلا گیا.... اور اس کی ہدایت نکولس نے عمران کے گوش گذار کر دی۔

"اب بحری سفر ہوگا....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "کم از کم یہ تو معلوم کر لیا ہوتا کہ یہ سفر کتنا طویل ہوگا۔!"

"میرا ذہن اڑا اڑا سا ہے صف شکن.... سامنے کی بات کے علاوہ اور کچھ نہیں سجھائی دیتا۔!"

"فطری بات ہے....!"

"دیکھو.... اس جہنم میں میں کیسی گذرتی ہے جسے دارالحکومت کہا جا رہا ہے۔!"

"دیکھا جائے گا.... ہم اس اندھی چال پر مجبور تھے۔!"

"کٹہرا کھول کر وہ جہاز سے اتارے گئے تھے.... سورج غروب ہونے والا تھا.... ٹھنڈی اور تیز ہوا نے انہیں مسرور کر دیا۔

جزیرہ سرسبز مگر ویران تھا.... یہاں بھی ویسا ہی رن وے نظر آیا جیسا وہ فضائی سفر کے آغاز میں دیکھ چکے تھے۔ دور ساحل پر کسی اسٹیمر کا دھواں فضا میں مرغولے بناتا دکھائی دے رہا تھا۔

محافظوں نے انہیں خوش گوار فضا سے محظوظ ہونے کی مہلت نہیں دی تھی اور وہ بہت زیادہ محتاط بھی نظر آنے لگے تھے۔

ایک نے ساحل کی طرف ہاتھ اٹھا کر نکولس سے کہا۔ "بس چل پڑو۔!"

نکولس نے ساتھیوں کو روانگی کا اشارہ کیا.... عمران شہباز کی طرف مڑ کر بولا۔ "اپنے ساتھیوں کو سمجھا دو کہ اب بالکل خاموش رہیں گے.... جب تک میں نہ کہوں ہلکی سی آواز بھی حلق سے نہ نکالیں۔!"

عمران کے اندازے کے مطابق اسٹیمر پر عملے کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ دونوں محافظوں نے نکولس کو جانوروں کی بھیڑ سے الگ کیا اور اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ڈال دیں۔

"اس کا کیا مطلب....؟" نکولس انہیں گھورتا ہوا بولا۔

"جانوروں کے ساتھ آدمی سفر نہیں کر سکے گا۔!"

"میں بھی انہی میں سے ہوں.... میرے لباس پر نہ جاؤ.... چہرے اور سر کے علاوہ تمام استرہ پھیر دیا گیا تھا۔!"

"بات نہ بڑھاؤ.... چپ چاپ الگ ہو جاؤ۔!"

"میں اگر ان کے ساتھ نہ ہوا تو مادائیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔!"

"تم فکر نہ کرو....!"

نکولس کو ایک چھوٹے سے کمرے میں تنہا بند کر دیا گیا۔ دوسری طرف شکرالیوں کو ایک بڑے کیبن میں رکھا گیا تھا۔ لڑکیاں بھی انہی کے ساتھ تھیں۔!

"نکولس کو قیدی کیوں بنا لیا گیا....؟" سفید مادہ نے عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا لیکن اس نے سنی ان سنی کر دی.... پھر شائد سفید مادہ کو اس کی ہدایت یاد آ گئی تھی اور اس نے بات آگے نہیں بڑھائی تھی۔

اسٹیمر نے بالآخر لنگر اٹھا دیا.... بحری سفر میں شکرالیوں کے لئے نیا تجربہ تھا۔

جیسے ہی اسٹیمر بڑی لہروں کے درمیان پہنچا انہوں نے پیٹ دبا دبا کر ڈکرانا شروع کر دیا.... اور پھر گردنیں ڈال کر ادھر ادھر جا پڑے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی مادائوں کی حالت بھی کسی قدر گڑبڑائی تھی لیکن پھر انہوں نے خود کو سنبھال لیا۔

عمران ان کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "ایک بار پھر یہ بات ذہن نشین کر لو کہ مجھے اپنی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں آتی اگر کسی طرح یہ بات کھل گئی کہ میں انگلش بھی بول سکتا ہوں تو پھر زندگی بھر ہم میں سے کوئی بھی دوبارہ اپنی اصلی حالت پر نہیں آ سکے گا۔!"

"ہم سمجھتے ہیں.... تم مطمئن رہو.... ایسا ہی ہوگا.... لیکن اس عورت کا کیا ہوگا.... کیا وہ ادھر کے لوگوں کو مطلع نہ کر دے گی۔!" سفید مادہ نے کہا۔

"اس کا انتظام کر چکا ہوں.... بس تم اپنی زبان قابو میں رکھنا۔!"

"ایسا ہی ہوگا۔!"

یہ سفر دو گھنٹے تک جاری رہا تھا.... اسٹیمر کسی ساحل پر لنگر انداز ہوا لیکن ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے جانوروں کو اتارنے کی جلدی نہ ہو۔ یا پھر وہاں جانوروں کو اترنا ہی نہ رہا ہو.... اسٹیمر کسی اور مقصد کے تحت وہاں ساحل سے لگایا گیا ہو۔

عمران کے علاوہ اور سب فرش پر پڑے خراٹے لے رہے تھے.... کیبن کا دروازہ کھلنے کی

آواز سن کر عمران بھی لیٹ کر سوتا بن گیا۔

"اوہ.... یہ تو سو رہے ہیں....!" کسی کی آواز آئی۔

"تو پھر انہیں کیسے اتارا جائے۔!"

"یہ پوچھو کہ کیسے جگایا جائے۔!"

"جھنجھوڑنے کا خطرہ تو نہیں مول لیا جاسکتا۔!"

"کیبن کا دروازہ بند کرو.... اور تیز قسم کی موسیقی کا ریکارڈ لگا کر اس کیبن کے لاؤڈ اسپیکر کا سوئچ آن کر دو....!"

"خیال بُرا نہیں لیکن یہ جانور حیرت انگیز ہیں۔ اس سے پہلے جو بھی آئے ہیں دردِ سر بن گئے.... کوئی چیخ رہا ہے تو کوئی دہاڑیں مار مار کر رو رہا ہے.... کوئی مارنے مرنے پر آمادہ ہے۔!"

"چلو.... واپس چلیں.... دروازہ مقفل کر دو....!"

تھوڑی ہی دیر بعد کیبن رقص کی موسیقی سے گونجنے لگا تھا.... کان پھاڑ دینے والی آواز تھی۔ وہ سب بوکھلا کر اٹھ بیٹھے اور انہوں نے عمران کو رقص کرتے دیکھا۔ اس نے انہیں اشارہ کیا تھا۔ سب سے پہلے شارق نے اس کی تقلید شروع کر دی۔ پھر رفتہ رفتہ وہ سبھی ناچنے لگے تھے۔

دونوں مسلح محافظ حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھتے رہے۔ کیبن کا دروازہ دوبارہ کھول دیا گیا تھا.... اسٹیمر کے عملے کے لوگ بھی راہداری میں موجود تھے۔

"حیرت انگیز.... حیرت انگیز....!" عملے کا ایک آدمی بولا۔!" پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔!"

"یہ آنریبل جنرل کے خاص جانور ہیں.... مجھے یہی اطلاع ملی ہے۔!" دوسرا بولا۔

عمران ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں بھی رقص کی دعوت دے رہا تھا.... اور وہ ہنس رہے تھے۔

ذرا ہی سی دیر میں عملے کے آدمی جانوروں کی طرف سے مطمئن ہوگئے کہ ان سے حقیقتاً کوئی جانور پن سرزد نہیں ہوگا.... ریکارڈ کے اختتام پر سناٹا چھا گیا اور عمران کے اشارے پر وہ سب فرش پر بیٹھ گئے۔

"میں نے کہا تھا کہ یہ جنرل کے خاص جانور ہیں....!" ایک محافظ بولا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد جنرل کے وہ خاص جانور ساحل پر اتار دیئے گئے تھے۔ خاص الخاص جانور ساحل پر قدم رکھتے ہی بُری طرح چونکا تھا۔ پہلے تو بصارت ہی پر یقین نہیں آیا۔ لیکن پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود بھی اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ تو یہاں ایک بار پہلے بھی آچکا

ہے.... ہاربر کا احاطہ کئے ہوئے وہی اونچی اونچی چٹانیں تھیں جن پر جگہ جگہ سرخ اور سبز روشنیوں کے سگنل لگے ہوئے تھے اور وہ حیرت انگیز ہاربر تھا جس پر چھوٹی کشتیوں سے لے کر بہت بڑے بڑے اسٹیمر تک لنگر انداز ہو سکتے ہیں.... یہ النگھم[1] آئیل کا ہاربر تھا۔ وہی النگھم آئیل جہاں ایش ٹرے کی شکل کی ایک عمارت تھی اور عمران اسے اندر سے نہیں دیکھ سکا تھا۔

ہاربر سے نکل کر وہ ایک بڑی گاڑی میں بٹھا دیئے گئے تھے نکولس بھی ان کے ساتھ تھا۔

اس نے سفید مادہ سے پوچھا۔ "کیا گذری تم لوگوں پر....؟"

"کچھ بھی نہیں....! ہم زیادہ تر سوتے رہے ہیں.... اور ان لوگوں کو بحری علالت نے آدبوچا تھا۔!"

"بڑی تکلیف اٹھائی ہوگی۔ ان بے چاروں نے پہلے کبھی شائد ہی سمندر کی شکل دیکھی ہو۔!'

"ہم ہیں کہاں نکولس....!"

"خدا ہی جانے....!"

"تم نے ان لوگوں سے پوچھا نہیں....!"

"ضرورت بھی کیا ہے.... جانوروں کو اس سے کیا سروکار وہ کہاں ہیں۔!"

"تمہیں ہم سے الگ کیوں کر دیا گیا تھا....!"

"میں نہیں جانتا.... انہوں نے وجہ نہیں بتائی تھی۔!"

گاڑی حرکت میں آگئی تھی۔ عمران اور شکرالی بالکل خاموش تھے۔

پہلے وہاں سگار کی شکل کی ایک ہی عمارت تھی.... لیکن اب کئی نظر آرہی تھیں۔ شفاف چاندنی میں ان کئی منزلہ عمارات کو دور سے بھی دیکھا جاسکتا تھا۔

ایش ٹرے ہاؤز بھی نظر آیا۔

ان کی گاڑی ایش ٹرے ہاؤز کے قریب ہی رکی تھی۔ قریب سے یہ عمارت بہت بڑی نظر آئی۔ عمران نے پچھلے سفر کے دوران میں اسے دور ہی سے دیکھا تھا اور تب تو اس کے گرد آہنی سلاخوں والا احاطہ بھی نہیں تھا۔ احاطے کے پھاٹک سے گاڑی گذری تھی اور عمران نے اندازہ کر لیا تھا کہ اس آہنی احاطے میں برقی رو بھی دوڑائی جاسکتی ہوگی۔ احاطے سے عمارت کا فاصلہ دو

[1] اس کہانی کے لئے "ایش ٹرے ہاؤز" کا سلسلہ ملاحظہ فرمائیے۔

ڈھائی فرلانگ ضرور رہا ہوگا۔

گاڑی تھوڑی دیر تک وہاں کھڑی رہی تھی.... پھر ایک محافظ نے دروازے کے قریب آکر نکولس سے کہا تھا۔ "تم لڑکیوں سمیت باہر آجاؤ.... اور اس جانور سے بھی اترنے کو کہا جس سے جنرل نے شکرالی میں گفتگو کی تھی۔!"

عمران نے سنا تھا اور نکولس کے اشارے کا منتظر رہا تھا۔

"شائد! میں جارہا ہوں....!" اس نے آہستہ سے شہباز کے کان میں کہا۔ "تم لوگ جہاں بھی رہو.... میرے منتظر رہنا.... میرے مشورے کے بغیر ایک قدم بھی نہ اٹھانا....!"

"تم مطمئن رہو.... ایسا ہی ہوگا....!" شہباز بولا۔

پھر وہ چاروں نیچے اترے تھے اور گاڑی دوسرے جانوروں سمیت وہاں سے چلی گئی تھی۔

دونوں مادائیں کسی اور طرف لے جائی گئی تھیں اور یہ دونوں محافظ کے ساتھ ایش ٹرے ہاؤز میں داخل ہوئے۔

وہ جدھر سے بھی گذرتے تیز قسم کی روشنی میں نہا جاتے.... شائد روشنیاں عمارت کے کسی حصے میں ان کی تصویریں پہنچا رہی تھیں۔

بالآخر ایک بہت بڑے ہال میں انہیں پہنچایا گیا تھا.... یہ ہال بھی دائرہ نما تھا.... بالکل کسی اسٹیڈیم کا منظر پیش کر رہا تھا.... لیکن اسٹالز خالی تھیں.... البتہ ایرینا میں جنرل چار باڈی گارڈز کے ساتھ موجود تھا.... وہی مختصر سا جنرل جس سے عمران کی گفتگو ہوئی تھی۔

"اوہو....!" اس نے نکولس کو گھورتے ہوئے کہا۔ "اس چوکی پر میں نے تمہیں نظر انداز کر دیا تھا.... تم شائد انگلش بول سکتے ہو۔!"

"میں انگریز ہوں جناب....!"

"جناب نہیں.... جنرل....!"

"جنرل....!" نکولس بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہاں.... اب بتاؤ.... کیا تم لیزا گوردو کے اسٹاف سے تعلق رکھتے ہو۔! تم نے سفید فام.... لڑکیوں کے جانور بنائے جانے پر اعتراض کیا تھا....!"

"ہاں مجھ سے یہ غلطی ضرور سرزد ہوئی تھی لیکن میں اس غلطی پر جانور نہیں بنایا گیا۔!"

"تو پھر کس غلطی پر بنائے گئے تھے۔!"

نکولس نے جیری اور اس کی ڈائری کی کہانی شروع کر دی.... اور اس کے ایک حصے کو بدلتا ہوا بولا۔ "لیزا کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا تھا.... اس نے ہم دونوں کو طلب کر کے ڈائری طلب کی میں نے کہا میں ترکی ہی میں ڈائری کو چھوڑ آیا ہوں.... لیکن شائد وہ اصل بات جیری سے علیحدگی میں پہلے ہی معلوم کر چکی تھی.... لہٰذا میرے کپڑے اتروا کر مجھے چمڑے کے چابک سے پٹوایا.... کئی آدمیوں کے سامنے برہنہ کیا گیا تھا۔ آپ خود سوچئے.... میری کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ پھر یہی نہیں اس نے میرے کپڑے آتش دان میں پھکوا دیئے اور وہ ڈائری میری آنکھوں کے سامنے جل کر راکھ ہوگئی۔!"

"وہ کس طرح....؟" جنرل اچھل کر بولا۔

"ڈائری اسی جیکٹ کے استر میں چھپی ہوئی تھی جو میرے جسم سے اتاری گئی تھی۔!"

"افسوس.... افسوس....!" جنرل اپنی رانیں پیٹتا ہوا چیخا۔

"اور پھر جب میں نے دیکھا کہ میری زندگی ہی خطرے میں ہے تو میں نے جیکٹ جل جانے کے بعد لیزا کو حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ سب کچھ میرے ذہن میں محفوظ ہے اگر وہ مجھے مار ڈالے تب بھی نہیں بتاؤں گا۔!"

"کیا سچ مچ.... وہ سب تمہارے ذہن میں محفوظ ہے....؟"

"ہرگز نہیں جنرل.... وہ تو میں نے اس لئے جھوٹ بولا کہ لیزا مجھ سے اگلوا لینے کے لئے زندہ رہنے دے۔!"

"میں پوچھ رہا تھا کہ اس نے تمہیں جانور کیوں بنایا۔!"

"مجھے جانور بنا کر اس توقع پر جیری سمیت جنگل میں پھکوا دیا کہ ہیروں کی وادی تک جانے کا راستہ تلاش کروں گا.... اور وہ میری لاعلمی میں ہم دونوں کی نگرانی کرتی رہے گی۔!"

"ہوں.... ہو سکتا ہے.... لیکن یہ کپڑے.... دوسرے جانور تو ویسے ہی ہیں۔!"

"جنگل سے دوبارہ اٹھوا دیا گیا.... آنریبل جنرل.... اور بے ہوشی کے عالم میں میرے جسم پر اُسترا پھیرا گیا تھا.... یہ کپڑے پہنائے گئے تھے اور ہوش میں آنے کے بعد مجھ سے کہا گیا تھا کہ گوردو آدمی کو بھی بنا سکتی ہے جہاں جہاں سے بال غائب ہوئے ہیں وہاں اب نہیں اگیں گے.... اگر میں گوردو کے لئے نقشہ تیار کر دوں تو پورا آدمی بنا دیا جاؤں گا۔ لیکن میں نے جلد ہی محسوس کر لیا کہ وہ محض فریب تھا گوردو مجھے پھر سے آدمی بنا دینے پر قادر نہیں ہے۔!"

"یہ درست ہے! میرے علاوہ اور کوئی تمہیں آدمی نہیں بنا سکتا۔!" جنرل چہک کر بولا۔

"بہر حال لیزا نے مجھے اسی لئے زندہ رہنے دیا کہ اس کی دانست میں نقشہ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔!"

"اور اب اطلاع ملی ہے کہ وہ پاگل ہو گئی ہے۔!" جنرل میز پر گھونسہ مار کر چیخا۔

"ضرور پاگل ہو گئی ہوگی.... جنہیں اپنے جرائم کی جواب دہی کا خوف ہوتا ہے وہ اسی طرح پاگل ہو جایا کرتے ہیں۔!"

"میں دیکھوں گا.... اب تم جاؤ....!" جنرل نے کہہ کر ایک باڈی گارڈ کو اشارہ کیا تھا اور وہ نکولس کو وہاں سے کہیں اور لے گیا تھا۔

جنرل عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم ہی تھے جس سے اس چوکی پر میری گفتگو ہوئی تھی....؟" اس نے شکرالی میں پوچھا۔

"ہاں جنرل....! میں ہی تھا....!"

"اور تم نے مجھے حیرت میں ڈال رکھا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا جنرل....!"

"تم سے پہلے جتنے بھی آئے ابھی تک ہمارے قابو میں نہیں آسکے.... لیکن تم لوگ....!"

"ہم لوگ پہلے بھی آدمی نہیں تھے.... یعنی ہم تیرہ شکرالی۔!"

"کیا مطلب....!"

"آدمی وہ ہے جو صرف اپنے کام سے کام رکھے.... لیکن ہم تیرہ آسمانوں کی سیر کرتے ہیں۔ ہمیں بہت پہلے علم ہو گیا تھا کہ ہماری ہیت بدلنے والی ہے۔!"

"کیسے معلوم ہو گیا تھا....؟"

"ہم آسمانوں کی سیر کرتے ہیں.... ہم جانتے ہیں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔!"

"یعنی تم کاہن ہو....!"

"ہاں جنرل....! اور وہ بارہ میرے شاگرد ہیں.... میں نہیں جانتا کہ یہ کون سی جگہ ہے لیکن یہ جانتا ہوں کہ یہاں پہلے آٹھ بادشاہ تھے.... اب صرف تین رہ گئے ہیں۔!"

"حیرت انگیز....!" جنرل ایک بار پھر اچھل پڑا اور باڈی گارڈ کی طرف دیکھ کر انگلش میں بولا۔ "اس معزز ہستی کو کرسی پیش کرو۔!"

"شکریہ جنرل....!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہیں اپنا مصاحب بناؤں گا۔!"

"مزید شکریہ....! لیکن....!"

"لیکن کیا....؟"

"ستاروں کی چال کہہ رہی ہے کہ وہ دونوں بادشاہ اسے پسند نہیں کریں گے۔!"

"انہیں پسند کرنا پڑے گا....!" جنرل میز پر گھونسہ مار کر چیخا۔

عمران کچھ نہ بولا۔

"کچھ اور بتاؤ.... مستقبل کے بارے میں....!" جنرل اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"تمہارا یہ تجربہ ناکام رہے گا۔!"

"کون سا تجربہ....؟"

"بچے بال دار نہیں ہوں گے.... آدمیوں ہی جیسے ہوں گے۔!"

"تب تو سب فضول ہے....!"

"اور ان دونوں میں سے صرف ایک ہی....!"

"دوسری....! دوسری کیوں نہیں....؟"

"وہ تمہارے مقدر میں ہے.... سفید مادہ....!"

"م.... میرے.... ناممکن.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!" جنرل نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔

"ستارے یہی کہہ رہے ہیں.... تم اسے دوبارہ عورت بنا کر تو دیکھو.... وہ بالکل دوسروں سے دور رہی ہے.... میں نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کر دی تھی کہ کوئی اس کے قریب بھی نہ جائے۔!"

"تم نے ایسا کیوں کیا تھا....؟"

"اس لئے کہ وہ صرف تمہارے لئے پیدا ہوئی ہے جنرل.... میں جانتا تھا کہ یہ دنیا کے سب سے بڑے آدمی کی عورت بننے والی ہے۔!"

"اوہ.... اوہ....!" جنرل کچھ کہہ بھی نہ سکا.... اس وقت اس کی حالت کسی بچے کی سی ہو رہی تھی۔ عمران بغور اسے دیکھتا رہا.... پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا کہ اسے کبھی کسی عورت نے منہ

نہ لگایا ہوگا۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "میں اسے عورت بنادوں گا اور تمہیں بھی آدمی بنادوں گا۔!"

"میں تو نہیں بننا چاہتا آدمی....!"

"کیوں....؟ کیوں نہیں بننا چاہتے....!"

"اس حلیئے میں خود کو زیادہ معزز محسوس کرتا ہوں۔!"

"عجیب بات ہے....!"

"روزانہ نئے نئے ملبوسات کی بچت.... اپنی کھال میں مست....!"

"یہ بھی حیرت انگیز ہے.... کہ تم ہمارے نکتہ نظر سے بھی واقف ہو....!" جنرل خوش ہو کر بولا۔ "ہم یہی چاہتے ہیں کہ ساری دنیا کے عوام کو جانور بنادیں۔ فی الحال چھوٹے پیمانے پر تجربات شروع کیے ہیں۔!"

"اچھا....!"

"ہاں.... ہم تمہیں مقابلے کی دوڑ سے بچانا چاہتے ہیں۔!"

"بہت خوب....!"

"اس پر تفصیل سے باتیں پھر ہوں گی.... یہ بتاؤ! کیا تم ان جانوروں کو بھی قابو میں کرسکو گے جو تمہارے شاگرد نہیں ہیں۔!"

"کرسکوں گا لیکن اس کا انحصار اس پر ہوگا کہ وہ کن خطہ ہائے زمین سے تعلق رکھتے ہیں۔!"

"سب تمہارے آس پاس ہی کے علاقوں کے ہیں۔!"

"مثال کے طور پر....!"

"مقلاقی ہیں.... کراغالی ہیں....!"

عمران نے پُر تشویش انداز میں سر کو جنبش دی تھی اس سلسلے میں بھی اس کا اندازہ درست نکلا تھا۔

"لیکن جنرل....!" وہ کچھ دیر بعد بولا۔ "آخر یہ عنایت ہمی پر کیوں....؟ اسی خطہ زمین کو کیوں منتخب کیا گیا.... پہل کرنے کے لئے۔!"

"وہاں ہمارے پاس ایک محفوظ ٹھکانا پہلے سے موجود تھا.... وہی عمارت جہاں سے لیزا

گوردو نے تم لوگوں پر تجربہ کیا تھا.... اب ہم دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی ایسی محفوظ جگہیں تلاش کر رہے ہیں۔!"

"اچھی بات ہے میں کوشش کروں گا کہ دوسرے جانوروں کو بھی تمہارا مطیع بنادوں.... ویسے تمہارے وہ دونوں ساتھی کہاں ہیں۔!"

"فی الحال یہاں موجود نہیں ہیں.... تم ان کی فکر نہ کرو.... وہ مجھ سے اختلاف نہیں کرسکتے۔!"

"خدا کرے ایسا ہی ہو.... لیکن ستارے کچھ اور کہہ رہے ہیں....!"

"کیا کہہ رہے ہیں....؟"

"یہ ابھی نہیں بتا سکتا۔ اختلاف تو سمجھ میں آرہا ہے لیکن انجام کی چال ابھی واضح نہیں ہے۔!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ تم تینوں کا کیا ہوگا.... یا یوں کہو کہ اختلاف کا انجام کیا ہوگا۔!"

"بری خبریں مت سناؤ....!" جنرل نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "مجھے اس عورت کے بارے میں سوچنے دو.... جو میرے مقدر میں ہے۔!"

"میں کل اسے ایک بار پھر دیکھوں گا....!" عمران نے کہا۔ "کبھی کبھی مقام بدلنے سے بھی فرق پڑ جاتا ہے۔!"

اس کے بعد عمران کو وہیں بھجوا دیا گیا تھا جہاں اس کے ساتھی لے جائے گئے تھے۔

ایک بہت بڑا شیڈ تھا.... جس کی چاروں اطراف میں سلاخوں دار جنگلے لگے ہوئے تھے اور تیز قسم کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی.... لیکن وہاں تو درجنوں جانور تھے.... اور ان میں ساتھیوں کی شناخت مشکل تھی۔ اگر شارق خود ہی جھپٹ کر عمران کی طرف نہ آتا تو اسے کسی نہ کسی ساتھی کو آواز دینی پڑتی۔

شہباز کو اس نے اتنے ہی احوال سے آگاہ کیا تھا جتنا مناسب سمجھا تھا۔

"یہاں.... مقلاقی اور کراغالی بھی ہیں صف شکن....!" شہباز بولا۔ "تمہارا یہ خیال بھی درست نکلا....!"

"تم نے ان سے گفتگو کی ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"کیوں نہیں....! کراغالیوں میں تین میرے شناسا نکلے ہیں.... تم دیکھو....! مقلاقیوں میں شائد تمہارے شناسا بھی نکل آئیں۔"

"میں تو صرف نام کا مقلاقی ہوں.... وہاں میرا کوئی شناسا نہیں نکلے گا۔ تم نے ان سے میرا ذکر تو نہیں کیا....!"

"نہیں....!"

"ایسا کبھی نہ کرنا....!"

"ضرورت ہی کیا ہے!" شہباز نے کہا۔ "لیکن یہ لوگ آپے سے باہر معلوم ہوتے ہیں۔!"

"خیر.... دیکھا جائے گا.... پتا نہیں کھانے پینے کا انتظام یہاں کس قسم کا ہے۔ پھل تو اب کھائے نہیں جاتے.... کیا ہم سچ مچ گوریلے ہیں شہباز....!"

"تم ہی جانو! تم نے منع نہ کر رکھا ہوتا تو اب تک کئی جانیں میرے ہاتھوں جاچکی ہوتیں۔!"

"شائد وہ وقت قریب ہے.... ابھی اپنے اس جذبے کو دبائے رکھو.... ان مقلاقیوں اور کراغالیوں کو بھی ٹھنڈا کرنا ہے.... میں نے جنرل سے وعدہ کیا ہے۔!"

"مجھے تو وہ چھوٹا سا آدمی پاگل معلوم ہوتا ہے۔!"

"کچھ پاگل ایسے بھی ہوتے ہیں.... جنہیں پاگل کہنے کی جرأت نہیں کی جاسکتی۔!"

کچھ دیر بعد ان کے لئے کھانا آیا تھا جو بھنے ہوئے غلے اور اُبلے ہوئے گوشت پر مشتمل تھا۔

دوسری صبح شارق نے عمران کو جگایا تھا.... ایسی ٹوٹ کر نیند آئی تھی کہ بیدار ہو جانے کے بعد بھی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔

"کیا ہے.... سونے دو....!" عمران نے جھنجھلا کر کہا۔

"وہی پاگل بالشتیا.... تمہیں پوچھ رہا ہے....!"

"کون....؟"

"جسے جنرل کہتے ہو....!"

عمران بوکھلا کر اٹھ بیٹھا.... جنرل ایڈون جنگلے کے باہر کھڑا تھا اور اس کے پیچھے دو مسلح گارڈ تھے جن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

"تم ابھی تک سو رہے ہو....!" اس نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا تھا۔

پھر کچھ مقلاقی اور کراغانی بھی جاگے.... اور انہوں نے چیخ چیخ کر اسے گالیاں دینا شروع کر دیں تھیں۔

"تم سن رہے ہو....!" اس نے عمران سے کہا جو اب جنگلے کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔

"میں سن رہا ہوں جنرل....! لیکن ابھی ان سے گفتگو کرنے کا موقع نہیں ملا۔!"

"خیر.... خیر.... تم باہر آؤ....!"

"جیسا حکم جنرل.... اپنے آدمیوں سے کہئے کہ دروازہ کھولیں۔!"

ایک نے اسٹین گن سیدھی کی تھی اور دوسرے محافظ نے قفل کھولا تھا عمران کو باہر نکال کر دروازہ دوبارہ مقفل کر دیا گیا.... عمران کے ساتھیوں کے علاوہ سبھی چیخ رہے تھے۔

"میں نے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہا تھا جیسا تمہارے ساتھ کر رہا ہوں۔!" جنرل نے کہا۔

"مجھے یقین ہے.... تم بہت رحم دل ہو.... جنرل....!"

"اور تم بہت عقل مند ہو....!" جنرل بولا۔

اس پر عمران نے کچھ نہیں کہا تھا.... وہ ایک طرف چل پڑے کچھ دیر بعد جنرل نے کہا۔ "میں تمہیں اسی لڑکی کے پاس لئے چل رہا ہوں۔!"

"کسی چھت کے نیچے....؟" عمران نے سوال کیا۔

"ہاں.... ایک بہت آرام دہ کمرہ اسے دیا گیا ہے۔!"

"یہ تو ہونا ہی چاہئے.... لیکن کسی چھت کے نیچے میرا اور اس کا قرب قطعی لاحاصل ہوگا۔!" عمران نے چلتے چلتے رک کر کہا اور چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "ٹھہرو مجھے اس کے ستارے کا مقام تلاش کرنے دو۔!"

کچھ دیر بعد اس نے ایک چھوٹے سے ٹیلے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "آج اس کا ستارہ ٹھیک اس ٹیلے کے اوپر ہوگا۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....!" جنرل الجھ کر بولا۔

"اسے اس ٹیلے پر بلواؤ.... وہیں اندازہ لگاؤں گا کہ اس پر تبدیلی مقام کا اثر تو نہیں پڑا.... چھت کے نیچے کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔!"

"ابھی بلواتا ہوں.... ہم یہیں ٹھہریں گے....!" جنرل نے کہا اور ایک محافظ کو لڑکی سے

متعلق ہدایات دیں.... وہ چلا گیا۔

"تمہارے ساتھی تو خوش ہیں....؟" جنرل نے پوچھا۔

"ان کی خوشی اور ناخوشی کا انحصار مجھ پر ہے۔!"

"تب پھر مجھے تم سے پوچھنا چاہئے کہ تم تو خوش ہونا....!"

"میں ہر حال میں خوش رہنے کا عادی ہوں جنرل....!"

"میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں آدمی بنا کر دیکھوں....!"

"نہیں جنرل....! میں جانور ہی رہ کر تمہارے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہوں۔!"

"میں سمجھ گیا....!" دفعتاً جنرل نے قہقہہ لگایا۔

"کیا سمجھ گئے....!"

"تم جانوروں کے بادشاہ بننا چاہتے ہو۔!"

"میرے علاوہ انہیں اور کوئی کنٹرول نہ کر سکے گا۔!"

"مجھے یقین ہے.... اور خوشی ہے کہ ہماری سکیم سے تم متفق ہو.... آدمی کے دکھ درد کا واحد علاج یہ ہے کہ اسے دوبارہ جانور بنا دیا جائے.... ارتقاء اور تہذیب نے اسے کہیں کا نہ رکھا.... سسک رہا ہے.... ایڑیاں رگڑ رہا ہے لیکن مقابلے کی دوڑ جاری ہے.... ایسی کی تیسی ایسے ارتقاء کی.... جہنم میں جائے ایسی تہذیب....!"

عمران کچھ نہ بولا.... جنرل اپنی تقریر جاری رکھنا چاہتا تھا.... لیکن یک بیک موضوع بدل گیا.... کیونکہ سفید مادہ آتی دکھائی دی تھی۔

"ہائے.... ہائے.... آ رہی ہے....!" جنرل نے تہذیب اور ارتقاء کی مزید ایسی کی تیسی کر کے سسکاری لی۔

"بس اسے ٹیلے پر جانے دو.... اب اپنے محافظوں سمیت دور چلے جاؤ....!" عمران نے کہا۔

"اچھا.... اچھا....!" جنرل مضطربانہ انداز میں بولا۔

"تم نے کچھ بھی نہ کیا جنرل....!" عمران نے کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"قد بڑھانے کی کوئی تدبیر سوچی ہوتی تو جانور سازی کی نوبت نہ آتی۔!"

"بکواس مت کرو....!" جنرل ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"اپنی آواز بلند نہ ہونے دو.... وہ سن لے گی۔!"

"اچھا.... اچھا....!" وہ دھیما پڑ گیا.... "لیکن تم اس سے کہو گے کیا....؟"

"وہ میری زبان نہیں سمجھ سکتی.... میں اس سے کیا کہوں گا۔!"

"اوہ.... ہاں.... یہ تو بھول ہی گیا تھا....!" جنرل نے کہا اور چیخ کر محافظ سے بولا۔ "اسے اس ٹیلے پر پہنچا کر واپس آ جاؤ۔!"

محافظ سفید مادہ سمیت ٹیلے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم نے میرے قد کا مضحکہ اڑایا تھا.... میں تم سے اس کا بدلہ ضرور لوں گا....!" جنرل عمران کو گھورتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"میں نے مضحکہ نہیں اڑایا تھا.... سنجیدگی سے وہ بات کہی تھی.... تم لوگ اتنے ترقی یافتہ ہو کہ آدمی کو جانور تو بنا سکتے ہو لیکن بے چارے کا قد نہیں بڑھا سکتے.... مشترکہ خلائی سرکس دکھا سکتے ہو لیکن زمین کے مسائل آج تک حل نہ کر سکے.... ہر مسئلے کا حل کشت و خون.... جو آج سے ہزاروں برس سے پہلے تھا وہی آج بھی ہے صرف طریق کار بدل گیا ہے۔!"

"کیا تم واقعی شکرال کی پیداوار ہو۔!"

"صدفی صد....!"

"یقین نہیں آتا.... شکرالی تو میں بھی بول سکتا ہوں۔!"

"شکرالیوں میں کوئی غیر ملکی زندہ نہیں رہ سکتا۔!"

"یہ بھی درست ہے.... اچھا وہ ٹیلے پر پہنچ گئی ہے.... اب تم بھی جاؤ.... ہاں ہم کتنی دور چلے جائیں....؟"

"اتنی دور کہ تمہیں دکھائی نہ دے سکیں.... اس سے بھی فرق پڑے گا۔!"

"اچھا.... اچھا....!"

وہ لوگ تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے تھے اور عمران ٹیلے کی طرف بڑھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سفید مادہ اس کی کہانی سن سن کر ہنستی رہی تھی.... اختتام پر بولی۔ "جیسا تم کہو.... **میں اس شدت سے اظہارِ عشق کروں گی کہ وہ پاگل ہو کر مر جائے گا۔!"**

"مقصد دراصل یہ نہیں ہے.... تمہیں صرف اس پر نظر رکھنی ہے کہ وہ تمہیں آدمی بنانے کے سلسلے میں کیا کرتا ہے۔!"

"اگر میرے ہوش میں سب کچھ ہوا تو تم تفصیل سن لو گے۔!"

"بہر حال! تمہارے سلسلے میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں.... اور ہاں ایک بار پھر سن لو.... اسے قطعی نہ معلوم ہونے پائے کہ میں انگلش جانتا ہوں۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... کاش تم بھی جلدی سے آدمی بن جاؤ.... میں ہر وقت تمہارے ہی متعلق سوچتی رہتی ہوں کہ تم کیسے ہو گے۔!"

"جانور بن جانے کے بعد بھی مفر نہیں ہے....!" وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

"کیا کہہ رہے ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں.... بس محتاط رہنا....!"

"فکر نہ کرو....!"

"آؤ واپس چلیں....!"

جنرل اور محافظوں کے قریب پہنچ کر ان کی راہیں پھر الگ ہو گئیں عمران کو تو رکنا پڑا تھا اور ایک محافظ اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

"تم واقعی خوش قسمت ہو جنرل....!" عمران بولا۔

"کک.... کیا ہوا....؟"

"مقام کی تبدیلی کا کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا.... دو گھنٹے بعد سورج وہاں ہو گا....!" اس نے ٹیلے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "وہی ساعت مناسب ہو گی.... اسے آدمی بنانے کا عمل دو گھنٹے بعد شروع کرا دو.... خواہ تکمیل میں ایک ہفتہ لگ جائے۔!"

"تنہا میں کچھ بھی نہیں کر سکتا.... ان دونوں کی موجودگی بھی ضروری ہے۔!"

"تنہا تم اسے آدمی نہیں بنا سکتے....؟"

"نہیں میرے دوست....! جانور بنانے کا عمل بے حد آسان ہے تمہیں تدبیر بتا دی جائے تو تم بھی کر سکتے ہو.... لیکن آدمی بنانے کے لئے کئی آدمی درکار ہوتے ہیں۔!"

"یہاں سے کوئی آدمی لے لو....!"

"ہرگز نہیں.... یہ راز ہم تینوں ہی تک محدود ہے.... کوئی چوتھا اس میں شامل نہیں۔!"

"تو پھر انہیں.... بلوا لو....!"

"دو دن سے پہلے وہ یہاں نہیں پہنچ سکتے۔!"

"اگر دو دن بعد ستاروں کی چال بدل گئی تو....!"

"میں بے بس ہوں میرے دوست....! کچھ نہیں کر سکتا۔!"

"تمہارا مقدر....!" عمران نے پُر تاسف لہجے میں کہا۔ "اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ تمہارے بلانے پر چلے ہی آئیں اور پھر تم سے متفق بھی ہو جائیں۔!"

"متفق تو ہونا ہی پڑے گا۔!"

"ستارے کچھ اور کہہ رہے ہیں....!"

"ستارے، ستارے، ستارے....!" جنرل بھنا کر بولا۔ "اب چپ بھی ہو جاؤ۔!"

عمران خاموش ہو گیا۔

"ہاں....! کیا کہہ رہے ہیں ستارے....!" جنرل اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"آپ کی خفگی نہیں مول لینا چاہتا.... بہتر یہی ہے کہ آدمی اندھیرے میں رہ کر مار کھا جائے۔ ورنہ پیش از وقت علم پہلے ہی سے ادھ مرا کر دیتا ہے۔!"

"ٹھیک کہتے ہو.... اچھی بات ہے.... میں دیکھوں گا....!"

"تم بذاتِ خود دل کے بُرے نہیں ہو جنرل! لیکن ان دونوں میں سے کوئی نہ کوئی یہ چاہتا ہے کہ صرف ایک رہ جائے۔!"

"میں نے تو یہ کبھی نہیں چاہا....!"

"مجھے یقین ہے.... کاش میں ان دونوں کی تصویریں بھی دیکھ سکتا۔!"

"یہ دنیا بہت بُری جگہ ہے....!" جنرل ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ہم آٹھ تھے اب صرف تین رہ گئے ہیں.... میں تمہیں ابھی ان کی تصویریں دکھاؤں گا۔!"

"وہ پانچوں کس طرح مرے....؟"

"یہی تو کہہ رہا ہوں کہ ہم دنیا کی بھلائی کے لئے کام کر رہے تھے لیکن دنیا ہماری دشمن ہو گئی.... وہ پانچوں مختلف ممالک کے جاسوسوں کے ہاتھوں مارے گئے۔!"

"ہو سکتا ہے.... خیر میں دیکھوں گا کہ ستارے کیا کہتے ہیں....!"

"چلو میں تمہیں ان کی تصویریں دکھاؤں۔!"

"وہ اسے ایش ٹرے ہاؤز میں لایا تھا.... بڑی عجیب عمارت تھی۔!"

"یہ تو جادو گھر معلوم ہوتا ہے جنرل....!" عمران نے کہا۔

"ہاں....! تمہیں تو جادو ہی معلوم ہوگا.... میں تمہیں جادو دکھاؤں.... ان دونوں لڑکیوں کو ان کے کمرے میں دیکھو....!"

جنرل اسے ایک ایسے کمرے میں لایا جو خواب گاہ معلوم ہوتی تھی.... ہوسکتا ہے اسی کی خواب گاہ رہی ہو!

عمران نے پہلے ہی محسوس کر لیا تھا کہ یہاں شارٹ سرکٹ ٹیلی ویژن کا انتظام موجود ہے.... ایک جانب دیوار پر اسکرین بھی نظر آیا تھا.... کنٹرول بورڈ کے ایک سوئچ کو ہاتھ لگاتے ہی اسکرین روشن ہوگیا.... دوسرا بٹن دباتے ہی دونوں مادائیں دکھائی دیں.... سفید مادہ ریکارڈڈ موسیقی پر رقص کر رہی تھی اور سنہری مادہ چیخ چیخ کر اس خوشی کی وجہ پوچھ رہی تھی لیکن وہ صرف رقص کر رہی تھی اور قہقہے لگا رہی تھی۔

عمران بہ آواز بلند حیرت کا اظہار کر رہا تھا۔

پھر ریکارڈ ختم ہوا تھا.... رقص تھما اور سنہری مادہ اس کا شانہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر پوچھنے لگی

"اس خوشی کی وجہ....!"

"مجھے محبت ہوگئی ہے....!" سفید مادہ جھومتی ہوئی بولی۔

"کیوں بکواس کر رہی ہو.... تمہیں کسی سے محبت نہیں ہوسکتی۔!"

"یقین کرو.... لیکن میں تمہیں بتاؤں گی نہیں.... ہوسکتا ہے تم میرا مضحکہ اڑاؤ۔!"

"نہیں میں مضحکہ نہیں اڑاؤں گی....!"

"مجھے اس جنرل سے محبت ہوگئی ہے جو یہاں کا حاکم ہے۔!"

"اس پدی سے....!" سنہری مادہ ہنستے ہنستے پیٹ دبا کر دوہری ہوگئی اور جنرل نے جھلا کر سوئچ آف کر دیا.... اور سنہری مادہ کو گالیاں دینے لگا۔

"لیکن سفید مادہ.... سو فیصد مخلص ہے....!" عمران بولا۔

جنرل کچھ نہ بولا.... اسکرین کی طرف پیٹھ موڑ کر کھڑا ہوگیا.... انداز کسی روٹھے ہوئے بچے کا سا تھا.... عمران خوش تھا کہ سفید مادہ بہت اچھی جا رہی ہے چلتے چلتے اس نے اسے آگاہ کر دیا تھا کہ ایلش ٹرے ہاؤز میں شائد شارٹ سرکٹ ٹی وی کا نظام موجود ہے۔

"میرا موڈ خراب ہوگیا ہے.... اب تم جاؤ....!" جنرل نے عمران سے کہا۔

"وہ...وہ.... تصویریں....!"

"پھر کبھی....!" جنرل آہستہ سے بولا۔ پھر اس کی طرف مڑ کر چیخا.... "چلے جاؤ۔! اگر وہ کتیا کی بچی حاملہ نہ ہوتی تو اسے ابھی مار ڈالتا۔!"

شکرالیوں میں سے جو کراغانی اور مقلاقی بول سکتے تھے چپکے چپکے عمران کا پیغام غیر شکرالیوں تک پہنچا رہے تھے.... انہیں سمجھا رہے تھے کہ جوش و خروش سے کام نہیں چلے گا۔ حکمت عملی کو بروئے کار لایا جائے.... انہیں اپنے لیڈر کے بارے میں بتا رہے تھے جو یہاں کے حاکم کو رام کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا وہ کسی قدر قابو میں آتے جا رہے تھے۔

دوسری طرف شارق عمران کا دماغ چاٹ رہا تھا.... وہ چاہتا تھا کہ عمران کٹہرے کے باہر بھی اسے اپنے ساتھ رکھے۔

"زیادہ ہاتھ پھیلانے سے کھیل بگڑ جاتا ہے.... بھتیجے....!"

"پھر میں ان اونگھنے والوں میں بیٹھ کر کیا کروں۔ یہ سب جنت کے خواب دیکھا کرتے ہیں۔!"

"میں دیکھوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

"یہ لوگ تو اب ٹھیک ہوتے جا رہے ہیں۔!"

"ٹھیک ہو جانا ہی ان کے حق میں بہتر ہوگا۔!"

"پتا نہیں ان بیچاروں کا کیا حال ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... وہ اسے ان بے چاریوں کے حال سے لاعلم ہی رکھنا چاہتا تھا۔ ورنہ وہ اور زیادہ پاگل ہو جاتا.... جنرل کے دونوں ساتھی بھی آج کسی وقت پہنچنے والے تھے۔ عمران نے ایک اندھی چال چلی تھی.... نہیں جانتا تھا کہ وہ دونوں کس قسم کے ہوں گے۔ اس دن جنرل نے جھنجھلاہٹ میں ان کی تصویریں بھی نہیں دکھائی تھیں۔

اس دوران میں عمران نے سلاخوں سے ہاتھ نکال کر دروازے کے قفل تک پہنچانے کی مشق بہم پہنچائی تھی.... صرف شارق ہی اس کی اس مصروفیت سے واقف تھا۔

"ایسا کیوں کرتے ہو چچا....؟" اس نے پوچھا۔

"ضرورت پڑنے پر اسے کھول بھی سکوں گا۔!"

"تمہارے پاس کنجی ہے....!"

"نہیں....! تار کا کوئی ٹکڑا بھی کافی ہوگا۔!"

"کیا چوریاں بھی کرتے رہے ہو۔!"

اس کا کیا جواب دیتا.... صرف غرا کر رہ گیا تھا اور شارق ہنسنے لگا تھا۔

"یہاں ابھی تک ان سفید فاموں کی کوئی عورت نہیں دکھائی دی۔!" اس نے کچھ دیر بعد کہا

"دکھائی بھی دی تو تم کیا کرلو گے....؟" عمران نے پوچھا۔

"کچھ نہیں.... بہت سفید ہوتی ہوں گی۔!"

"لیزا گوردو کو تم دیکھ ہی چکے ہو۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہنا چاہتا ہوں....!" شارق جھنجھلا کر بولا۔

"بس اب خاموش ہو جاؤ.... ورنہ سر کٹہرے سے لڑا دوں گا۔!"

شارق کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ دوسری طرف مڑ گیا.... عمران ان دونوں محافظوں کا منتظر تھا جو اسے روزانہ جنرل کے پاس لے جایا کرتے تھے۔ عمران کٹہرے کے قریب کھڑا تھا کہ ایک مقلاقی اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا جو شکرالی بول سکتا تھا۔

"کیا تم ان سور کے بچوں سے مل گئے ہو....؟" اس نے عمران سے سوال کیا۔

"نہیں بھائی....! میں انہیں دھوکے میں رکھ کر اپنا کام نکالنا چاہتا ہوں۔!"

"ہم کس طرح یقین کرلیں۔!"

"یقین نہ کرنے کی صورت میں میرا کوئی نقصان نہیں ہے۔!"

"آخر انہوں نے ہمیں اس حال کو کیوں پہنچایا ہے یہ بھی تو معلوم ہو۔!"

"دیکھو دوست! یہ پاگلوں کی سرزمین ہے میں نہیں جانتا کہ پاگل کیا سوچتے ہیں۔ صرف یہ دیکھ سکتا ہوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں.... ہو سکتا ہے کبھی مقصد بھی معلوم ہو جائے۔!"

"تم پر وہ مردود اتنا مہربان کیوں ہے۔!"

"میں نے اس سے جھگڑا کرنے کی کوشش نہیں کی....!"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو....!"

"جب بھی میرا داؤ چل گیا.... تم سبھوں کے ہاتھوں میں رائفلیں ہوں گی۔ لیکن اس سے پہلے مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ دوبارہ آدمی بن سکو گے.... یا نہیں۔!"

"تم پر اعتماد کرلینے کو جی چاہتا ہے۔!"

"بس تو پھر وہی کرو جو میں کہتا ہوں.... جوش و خروش کا مظاہرہ بند کر دو.... آہا.... وہ

لوگ ادھر ہی آ رہے ہیں.... جنرل بھی ان میں ہے تم سب قطار باندھ کر کھڑے ہو جاؤ.... جیسے ہی میں "تعظیم دو" کا نعرہ لگاؤں.... فوجی انداز میں سلامی دینا.... جلدی کرو....!"

شارق جو قریب ہی کھڑا سب کچھ سن رہا تھا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا.... پھر وہ سب بڑی پھرتی سے قطاروں میں کھڑے ہو گئے تھے۔ عمران آنے والوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ تعداد میں پانچ تھے.... دونوں وہی مسلح محافظ تھے جو روزانہ آتے تھے اور تیسرا جنرل خود بقیہ دو اجنبی تھے۔ ایک دبلا پتلا اور بہت لمبا تھا.... دوسرا پستہ قد اور بہت موٹا.... شاید یہی دو بڑے تھے۔!

جیسے ہی وہ قریب پہنچے.... عمران زور سے چیخا....! "تعظیم دو....!"

جانوروں نے فوجی انداز میں سلامی دی تھی آنے والے جہاں تھے وہیں رک گئے اور جنرل اچھل کر اپنے ساتھیوں سے بولا۔ "تم نے دیکھا....! میں غلط نہیں کہہ رہا تھا.... اس نے انہیں بھی رام کرلیا جو سرکش تھے۔!"

دونوں اجنبی مضحکہ خیز انداز میں عمران کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔

"کہیں یہ فریب نہ ہو....!" موٹے نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے....!" لمبا آدمی بولا۔

"سب بکواس ہے.... مجھے اس پر اعتماد ہے....!"

"اعتماد کی وجہ....؟" موٹے نے سوال کیا۔

"تمہاری پیدائش کی کیا وجہ ہے....!" جنرل بھنا کر بولا۔

"میرے والدین کی بے ہودگی ہے.... میں کیا جانوں....!" موٹا بھی بگڑ گیا۔

"اگر میں تمہارا والدین ہوتا تو فوراً تم سے معافی مانگ لیتا....!" لمبے آدمی نے مغموم لہجے میں کہا۔

اُدھر عمران سوچ رہا تھا کہ تینوں سنکی نہیں ہو سکتے.... کوئی نہ کوئی بے حد چالاک ہے.... مگر کون....؟

وہ ان تینوں کو غور سے دیکھتا رہا.... آخر جنرل کو مخاطب کر کے بولا۔ "جنرل! محافظوں سے کہو کہ اپنی بندوقیں نیچی کرلیں.... دروازہ کھلنے پر بھی میرے حکم کے بغیر ان لوگوں میں سے کوئی باہر قدم نہیں نکالے گا۔!"

"ضروری نہیں کہ میں تمہارا ہر مشورہ قبول کرلوں....!" جنرل نے جھلائے ہوئے انداز

میں جواب دیا۔

"تمہاری مرضی....!" عمران نے بھی لاپرواہی سے کہا۔

"صرف تم باہر آؤ گے۔!"

"صرف میں باہر جاؤں گا۔!" عمران نے مڑ کر جانوروں کو اطلاع دی اور وہ خاموش رہے۔

معمول کے مطابق احتیاطی تدابیر کے ساتھ دروازہ کھولا گیا تھا اور عمران باہر نکل گیا تھا۔

"اس کا نام کیا ہے....؟" موٹے نے پوچھا۔

"صف شکن....!"

"ہوگا.... مجھے کیا....!" لمبے آدمی نے لاپرواہی سے کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

عمران ان تینوں کے پیچھے تھا اور محافظ اس کے پیچھے تھے رخ ایش ٹرے ہاؤز کی طرف تھا۔

عمران سے کسی قسم کی بھی گفتگو نہیں ہو رہی تھی وہ صرف ان کی باتیں سنا چلا جا رہا تھا۔

دفعتاً موٹے نے کہا۔"اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ عورت بننے کے بعد بھی تمہیں ہی چاہے جائے گی.... اور ہم دونوں کی طرف متوجہ نہیں ہوگی۔!"

"تم دونوں گدھے ہو....!" جنرل نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں....! یہ ہو سکتا ہے....!" موٹا آدمی ڈھیلے ڈھالے انداز میں بولا۔

"اس جانور کو کیوں ساتھ لے چل رہے ہو....!" لمبے آدمی نے جنرل سے سوال کیا۔

"میری مرضی....!"

"ٹھیک ہے....!"

ایش ٹرے ہاؤز کے ایک بڑے کمرے میں پہنچ کر رکے تھے اور جنرل نے عمران سے کہا تھا۔

"یہ دونوں شکرالی نہیں جانتے تم انکے بارے میں اپنی رائے کا اظہار بے تکلفی سے کر سکتے ہو۔!"

"ان کے نام معلوم ہوئے بغیر ان کے ستاروں سے متعلق کچھ بھی نہ معلوم ہو سکے گا یا پھر پیدائش کے اوقات اور سال معلوم ہونے چاہئیں۔!"

"یہ ڈاکٹر برنارڈ ہے....!" جنرل نے موٹے آدمی کی طرف دیکھ کر کہا۔"اور یہ پروفیسر ریٹ اُوماؤنٹ....!"

لمبا آدمی اپنا نام سن کر جنرل کو گھورنے لگا تھا لیکن ڈاکٹر برنارڈ کے چہرے سے کسی جذبے کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔

عمران تھوڑی دیر خاموش کھڑا رہا تھا.... پھر بولا تھا "آثار اچھے نہیں ہیں لیکن میں فوری طور پر وضاحت سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"سوچتے رہو....! غور کرتے رہو.... یہ بے حد ضروری ہے لیکن میں تمہیں اس تجربہ گاہ میں نہیں لے جاؤں گا جہاں وہ عورت بنائی جائے گی۔!"

"بھلا میں وہاں جا کر کیا کروں گا جنرل.... میں ایسی کوئی احمقانہ خواہش ظاہر نہیں کر سکتا۔!"

پھر عمران وہاں سے واپس کر دیا گیا تھا.... مزید وقت گذرنے کے ساتھ ہی ساتھ اس کی تشویش بھی بڑھتی جا رہی تھی.... خدشہ تھا کہ کہیں نوبل اوڈھمپ کی کہانی بھی نہ پہنچ جائے۔

لیزا کے پاگل ہو جانے کی اطلاع تو پہنچ ہی چکی تھی۔ غالباً ایجنسی کے تحت روبن نے سیدھے سادھے الفاظ میں "ہیڈ کوارٹر" کو اس کی ذہنی حالت سے متعلق اطلاع دے دی تھی۔ لیکن شائد کسی اور کے بھیجے جانے کی درخواست نہیں کی تھی.... ورنہ ڈھمپ کا حوالہ ضرور ہوتا اور جنرل کسی نہ کسی موقع پر اس کا ذکر عمران سے بھی کر دیتا.... بہرحال غیر یقینی حالات کی ابتداء ہو چکی تھی۔ اندھی چالوں میں خدشات کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ کیا لیزا یہاں واپس بلوائی جائے گی اس قسم کا کوئی سوال جنرل سے نہیں کیا جا سکتا تھا۔

وہ کٹہرے سے لگا کھڑا خیالات میں گم تھا کہ اچانک اسے ڈاکٹر برنارڈ دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ مسلح محافظوں میں سے کوئی بھی ہمراہ نہیں تھا۔ وہ کٹہرے ہی کی طرف آ رہے تھے۔ ڈاکٹر برنارڈ کے ساتھی بھی اجنبی ہی ثابت ہوئے.... عمران نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"تم سب پھر قطاروں میں کھڑے ہو کر انہیں سلامی دو گے....؟" اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا".... ان کے قریب پہنچتے ہی عمران نے کاشن دیا تھا اور اس مظاہرے پر دونوں اجنبی متحیر نظر آنے لگے تھے۔

"کمال ہے....!" ان میں سے ایک بولا۔"یہ کھیپ تو تربیت یافتہ معلوم ہوتی ہے۔!"

"نہیں! کوئی خاص نہیں....!" دوسرے نے خشک لہجے میں کہا اور ڈاکٹر برنارڈ بھڑک اٹھا۔

"نہیں کوئی خاص نہیں کا کیا مطلب....؟" اس نے غرا کر پوچھا۔

"بس یونہی سے ہیں....!"

"تم چپ رہو....!" پہلے نے دوسرے کو گھورتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر برنارڈ سے بولا۔

"نہیں ڈاکٹر! یہ کھیپ اچھی ہے۔!"

"اچھا تو پھر کیا قیمت لگاتے ہو....!"

"چالیس ہزار ڈالر فی کس....!"

"ہرگز نہیں.... یہ بہت کم ہے۔!"

عمران کے کان کھڑے ہوئے تھے اس گفتگو پر.... لیکن اس نے اپنی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہونے دی تھی۔

"اس سے زیادہ نہیں دے سکتا۔!"

"تو جہنم میں جاؤ....!" ڈاکٹر برنارڈ پیر پٹخ کر بولا۔ "مجھے علم ہے کہ ان دونوں جانوروں پر تم نے کتنا نفع کمایا ہے.... تیس تیس ہزار ڈالر کے لے گئے تھے اور امریکہ کی ایک دولت مند خاتون نے انہیں ڈیڑھ سو ہزار ڈالر میں تم سے خرید لیا تھا۔ اس طرح دونوں پر تم نے نوے ہزار ڈالر منافع کمایا تھا....!"

دونوں کچھ نہ بولے۔

"ہم بے خبر تو نہیں رہتے....!" ڈاکٹر برنارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چالیس ہزار مناسب ہیں ڈاکٹر.... ضروری تو نہیں کہ ہر بار ایک ہی طرح کا بزنس ہو اور پھر ہم اسی ریٹ پر پوری کھیپ کا سودا کر رہے ہیں۔!"

"ساٹھ ہزار ڈالر فی کس سے ایک سینٹ کم نہ لوں گا۔!"

"اچھی بات ہے.... ہمیں سوچنے اور مشورہ کرنے دو.... ہم ایک ہفتے بعد تمہیں جواب دے سکیں گے۔!"

"چار دن سے زیادہ کا وقت نہیں دے سکتا.... ایک پارٹی اور بھی دلچسپی لے رہی ہے۔!"

"کون ہے....؟"

"یہ میں نہیں بتا سکتا....!" ڈاکٹر برنارڈ نے خشک لہجے میں کہا۔ "تجارتی راز....!"

"اچھی بات ہے.... چار ہی دن سہی۔!"

وہ وہاں سے چلے گئے تھے اور عمران دونوں ہاتھوں سے سر تھامے کھڑا رہا تھا۔

بھلا امریکہ میں شکرالی، کراغانی، یا مقلاقی کون سمجھ سکتا.... یہ کچھ کہنا چاہیں گے تو اسے

کسی گوریلے کی "چیاؤں میاؤں" سے زیادہ اہمیت نہ دی جائے گی۔ وہ سوچتا اور عش عش کرتا رہا.... چشم تصور نے امریکہ کے کسی بڑے سرمایہ کار کا ڈائننگ روم دیکھا.... جہاں ایک شکرالی گوریلا بڑی شائستگی سے میز پر کھانا کھا رہا تھا اور مہمان اسے دیکھ کر حیرت کا اظہار کر رہے تھے اور سرمایہ دار فخریہ لہجے میں کہہ رہا تھا کہ وہ گوریلا ایک صد ہزار ڈالر میں خریدا گیا ہے.... ایسا گوریلا **جو کسی آدمی کی طرح سیدھا کھڑا ہو کر چل سکتا ہے اور آدمیوں ہی جیسی سوجھ بوجھ بھی رکھتا** ہے.... سنا گیا ہے اس کی قیمت تو کم از کم ایک ملین ڈالر ہونی چاہئے۔

عمران نے جھرجھری سی لی اور اردو میں بڑبڑایا۔ "اچھا بیٹو....! میں دیکھوں گا تمہیں۔!"

شارق پیچھے کھڑا پوچھ رہا تھا۔ "کیا کہہ رہے تھے چچا....؟"

"اب ہمیں ناچنا اور گانا بھی سکھایا جائے گا۔!" عمران نے کہہ کر ٹھنڈی سانس لی۔

"آخر وہ چاہتے کیا ہیں....؟"

"زیادہ سے زیادہ تفریح.... اور میں انہیں خوش کر دینے کا تہیہ کر چکا ہوں۔!"

کٹہرے کے قریب پہرہ نہیں رہتا تھا.... شائد اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی تھی اسی بڑے سے قفل پر اعتماد کر لیا گیا تھا جو کٹہرے کے دروازے میں پڑا رہتا تھا اور سب سے زیادہ اچھی بات یہ تھی کہ وہاں کتے نہیں تھے۔ جنرل کتوں سے الرجک تھا۔ ہو سکتا ہے یہ واقعی کوئی کومپلکس ہی رہا ہو۔ پہلے عمران نے اس کے بارے میں اندازہ لگایا تھا کہ وہ ذہنی امراض کا مجموعہ ہے لیکن ڈاکٹر برنارڈ کی گفتگو سننے کے بعد سے بیشتر اندازوں کا تیاپانچہ ہو گیا تھا۔

اب وہ تینوں اسے اعلیٰ درجے کے اداکار معلوم ہونے لگے تھے۔ پچھلے دن سے جنرل کی شکل نہیں دکھائی تھی۔ برنارڈ اور پروفیسر ریٹ اوماؤنٹ بھی جزیرے ہی میں مقیم تھے کبھی کبھی دونوں ایش ٹرے ہاؤز کے باہر چلتے پھرتے دکھائی دے جاتے تھے۔

اسے اس کا بھی علم نہیں تھا کہ سفید مادہ کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے اور آج اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ دروازے کا قفل کھول کر رات کے کسی حصے میں باہر نکل جائے گا لیکن اس کی نوبت نہ آ سکی تقریباً گیارہ کا عمل رہا ہو گا جب اس نے دو محافظوں کو کٹہرے کے قریب کھڑا پایا.... وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جانوروں کی اس بھیڑ میں شاید عمران ہی کو تلاش کر رہے تھے۔ عمران آگے بڑھ کر

دروازے کے قریب جا کھڑا ہوا۔ محافظ اسے اشارے کرتے رہے۔ آخر عمران نے لفظ "جنرل" ادا کیا تھا اور دونوں زور زور سے سر ہلانے لگے تھے۔ عمران نے اشاروں میں رضامندی ظاہر کر دی۔ دروازہ کھولا گیا اور وہ باہر نکل گیا۔

وہ اسے ایش ٹرے ہاؤز میں لائے تھے۔ جنرل اپنی خواب گاہ میں تنہا تھا شراب پی رہا تھا لیکن نشے میں نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"آؤ کاہن اعظم آؤ۔!" جنرل دونوں ہاتھ پھیلا کر بولا۔ پھر اس نے میز کی دوسری جانب والی کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ عمران نے بیٹھتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا۔ جنرل چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم بھی پیو گے۔!"

"جانور کو جانور ہی رہنے دو جنرل.... آدمی بنانے کی کوشش نہ کرو۔!"

"وہ عورت بن گئی ہے.... لیکن ابھی اس پر گہری نیند طاری ہے۔ دیکھو گے۔!"

"دیکھنے کی کیا ضرورت ہے مبارک ہو تمہیں۔!"

"بے حد خوب صورت ہے۔!"

"عورت بن جانے کے بعد ایک بار پھر اسے اس ٹیلے پر جانا پڑے گا جنرل.... اور میں اس کا جائزہ لوں گا۔!"

"ان دونوں کے چلے جانے کے بعد....!"

"تمہاری مراد اپنے دونوں ساتھیوں سے ہے۔!"

"ہاں وہی دونوں.... تمہارے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں۔ انہیں یقین نہیں آتا کہ تم وہی ہو جو خود کو ظاہر کر رہے ہو۔!"

"افسوس کہ یہی حال ان دونوں کا بھی ہے....!" عمران نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ ہرگز نہیں ہیں جو خود کو ظاہر کرتے ہیں.... تم محض اس لئے ان کے ساتھ ہو کہ تمہیں متعدد ایسی زبانوں پر عبور حاصل ہے جو تحریر میں نہیں آتیں۔!"

"تمہارا خیال درست ہے.... مجھ میں اس کے علاوہ اور کوئی خوبی نہیں ہے۔ وہ دونوں بڑے سائنٹسٹ ہیں.... لیکن تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتے۔!"

"اسی مجبوری کی بناء پر تم ان کے ساتھ ہو.... لیکن اب ان میں سے صرف ایک ہی باقی رہنا

چاہتا ہے بقیہ دو ختم کر دیئے جائیں گے۔!"

"وہ کون ہے....؟ اس کی نشان دہی کر دو....!"

"ستارے اتنی وضاحت سے نہیں بتایا کرتے۔!"

"پھر میں کیا کروں اس عورت کی وجہ سے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔!"

"وہ دونوں کب جائیں گے....!"

"کل صبح....! میں چاہتا بھی نہیں ہوں کہ اب وہ یہاں رکیں....!"

"کوئی خاص وجہ....!"

"اس عورت کی وجہ سے میرا مضحکہ اڑاتے ہیں۔!"

"کیا عورت بن جانے کے بعد اس نے تم سے گفتگو کی تھی۔!"

"نہیں....! اس کے بعد سے وہ سو رہی ہے.... خود بخود جاگے گی.... ورنہ ذہنی توازن بگڑ جائے گا۔!"

"کیا ایسا بھی ہوتا ہے....!"

"ہاں....! اس لئے خود بخود ہی جاگنا چاہئے.... ٹھہرو میں دکھاتا ہوں.... وہ کسی شہزادی کی طرح سو رہی ہے۔!"

وہ جھومتا ہوا اٹھا اور کنٹرول بورڈ کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔

عمران کی نظر اسکرین پر تھی۔ اس کے روشن ہوتے ہی ایک پُر تکلف بستر نظر آیا.... جس پر وہ محو خواب تھی.... واقعی خوب صورت تھی.... اور چہرے پر ایسی معصومیت طاری تھی جیسے عالم بالا سے سیدھی وہیں چلی آئی ہو.... کاروبارِ دنیا میں ملوث ہوئے بغیر....!

"مبارک ہو جنرل....! واقعی چاند کا ٹکڑا ہے.... پتا نہیں دوسری کی شکل کیسی ہو۔!"

"دوسری سے مجھے کوئی سروکار نہیں.... وہ زیرِ تجربہ ہے۔!"

ٹھیک اسی وقت تیز قسم کی گھنٹی کی آواز گونجی تھی.... اور جنرل اچھل پڑا تھا.... اس نے مضطربانہ انداز میں ہاتھ بڑھا کر سوئچ آف کر دیا.... اسکرین تاریک ہوتے ہی بولا "ان ہی دونوں میں سے کوئی ہو سکتا ہے۔!"

"یعنی....! وہ یہاں آ رہا ہے....!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں یہی بات ہے....!"

"کیا تم میری موجودگی کی بناء پر کسی قدر خائف نظر آنے لگے ہو۔!"

"خائف نظر آنے لگا ہوں۔!" اس نے جھلا کر پوچھا۔

"معافی چاہتا ہوں جنرل.... لیکن تم اسی طرح اچھل پڑے تھے۔!"

"بکواس ہے....! تم یہیں ٹھہرو گے.... کہیں نہیں جا سکتے۔!" اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔ "آ جاؤ....!"

کچھ دیر بعد خواب گاہ کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی اور خود جنرل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا.... لمبا آدمی ریٹ اوماؤنٹ اندر داخل ہوا۔ اس نے میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتلوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا۔

"اپنی مدد آپ کرو....!" جنرل نے کہا اور اوماؤنٹ آگے بڑھ کر خالی گلاس میں اپنے لئے انڈیلنے لگا۔

"رات مجھے تھکا دیتی ہے....!" وہ ایک گھونٹ لے کر بولا تھا۔

"اتنی رات گئے آنے کا مقصد....؟" جنرل اسے گھورتا ہوا بولا۔

"نیند نہیں آ رہی تھی.... میں نے سوچا کہ تم اس کے جاگنے کے انتظار میں خود بھی جاگ رہے ہو گے۔!"

"فرض کرو میں جاگ رہا ہوں پھر....؟"

"تم کچھ بھی کرتے رہو.... لیکن خدا کے لئے اس گندے جانور کو یہاں سے نکال دو.... اگر اس نے قالین پر مینگنیاں کر دیں تو دشواری میں پڑو گے۔!"

"دشواری میں تو اس طرح بھی پڑ سکتا ہوں کہ تم تین چار پگ پینے کے بعد خود ہی قے کرنے بیٹھ جاؤ۔۔!"

"اب میں اتنا کمزور بھی نہیں ہوں۔!"

"میں نے کئی بار تمہیں ایسا کرتے دیکھا ہے۔!"

"اس سے قبل میں نے تلے ہوئے چوہے کھائے ہوں گے۔!"

عمران کی آنکھوں سے قطعی نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ان دونوں کی گفتگو سمجھ رہا ہے۔

"ایسی گھناؤنی باتیں نہ کرو.... کہ میں ہی قالین تباہ کر بیٹھوں....!" جنرل نے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل اس کو ایک بار پھر دیکھنا چاہتا ہوں۔!" اوماؤنٹ نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری شامت تو نہیں آئی.... آخر تم میری عورت میں دلچسپی کیوں لے رہے ہو۔!"

"مجھے بھی اچھی لگتی ہے....!" اوماؤنٹ نے اپنے گلاس میں دوبارہ انڈیلتے ہوئے کہا۔ اس کی توجہ گلاس اور بوتل کی طرف تھی.... اچانک جنرل نے اچھل کر اس کی کمر پر لات رسید کی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا فرش پر جا پڑا۔ دوبارہ اٹھنے میں اس نے خاصی دیر لگائی تھی اور بسورتا ہوا جنرل کو گھورے جا رہا تھا۔

"اچھی بات ہے.... میں تمہیں دیکھ لوں گا....!" اس نے کہا اور پھرتی سے کھڑا ہو گیا۔

اس کے بعد اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا اور چپ چاپ باہر نکل گیا تھا۔

"بام مچھلی کا بچہ....!" جنرل دانت پیس کر بولا تھا اور اپنے لئے شراب انڈیلنے لگا تھا۔

عمران خاموش کھڑا رہا۔

"جاؤ تم بھی دفع ہو جاؤ....!" جنرل اس کی طرف دیکھے بغیر چیخا تھا۔

واپسی انہی محافظوں کے ہمراہ ہوئی تھی اور وہ کٹہرے کا دروازہ دوبارہ مقفل کر کے چلے گئے تھے.... شارق جاگتا ہوا ملا.... اٹھ کر تیزی سے عمران کی طرف آیا تھا۔

"آج اتنی رات گئے....؟" اس نے حیرت سے کہا۔ "کیا بات ہے چچا کچھ چھپا رہے ہو۔!"

"کیوں بکواس کرتا ہے کوئی سسرال سے آ رہا ہوں کہ کچھ چھپاؤں گا۔!"

"بڈھے نے اس وقت کیوں بلوایا تھا....!"

"ستاروں کی باتیں کرنے کے لئے....!"

"کیا تم واقعی کاہن ہو....؟"

"کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔!"

"تو اُسے بے وقوف بنا رہے ہو نا!"

"اپنے کام سے کام رکھو فرزند....!"

"کوئی کام ہی نہیں ہے....!"

"اچھا بس جاؤ.... سونے کی کوشش کرو....!"

"نیند نہیں آتی چچا....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ شارق اس کے پاس سے ہٹ گیا تھا لیکن عمران نے صاف محسوس کیا تھا کہ وہ اس کا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

عمران تھوڑی دیر تک وہیں کھڑا رہا تھا پھر اس رات قفل کھولنے کا ارادہ ملتوی کر کے خود بھی اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں اُسے سونا تھا۔

دوسری صبح جلد ہی آنکھ کھل گئی تھی حالانکہ دیر سے سویا تھا.... وہ سبھی جاگ رہے تھے اور اسطرح کٹہرے سے لگے کھڑے تھے جیسے کوئی دلچسپ تماشا دیکھ رہے ہوں۔ عمران بھی آگے بڑھا۔

الیش ٹرے ہاؤز کے احاطے سے ایک ہیلی کوپٹر فضا میں بلند ہو رہا تھا.... اس نے سوچا شائد وہ دونوں جا رہے ہیں.... جنرل نے یہی تو کہا تھا کہ وہ دونوں چلے جائیں گے۔

فضا میں بلند ہو کر ہیلی کوپٹر شمال کی طرف پرواز کر گیا تھا۔

"کب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا.... صف شکن....!" شہباز اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"شاید جلد ہی ختم ہو جائے۔!"

"ہم تنگ آگئے ہیں۔!"

"صبر کرو....! میں تمہیں خودکشی کا مشورہ نہیں دوں گا.... اُوہ ہٹ جاؤ....! پیچھے ہٹ جاؤ.... وہ دونوں محافظ آ رہے۔ شائد مجھے پھر جانا پڑے گا۔!"

شہباز نے دوسروں کو بھی کٹہرے کے پاس سے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔

محافظ بہت جلدی میں معلوم ہوتے تھے۔ تیز رفتاری یہی ظاہر کر رہی تھی اور انہوں نے دور ہی سے عمران کو اشارے کرنا شروع کر دیئے تھے۔

واپسی بھی تیز رفتاری ہی سے ہوئی تھی.... انہوں نے عمران کو جنرل کی خواب گاہ تک پہنچایا تھا۔ جنرل بہت زیادہ مضطرب سا معلوم ہوتا تھا.... عمران کو دیکھتے ہی بولا۔

"وہ بیدار ہو گئی ہے....! اور دوسری اس سے جھگڑا کر رہی ہے۔!"

"اسے وہاں سے ہٹا دو جنرل.... الگ رکھو.... بلکہ یہیں اپنے پاس بلوا لو....!"

"تم نے کہا تھا کہ اس سے پہلے تم اسے ٹیلے پر لے جاؤ گے۔!"

"او.... ہاں.... یقیناً.... یہ سب سے زیادہ ضروری ہے۔!"

"تو پھر جلدی کرو.... چلو....!"

"کیا وہ دونوں چلے گئے....!"

"گئے....! اور پتا نہیں کب واپس آ جائیں.... لیزا گوروو کے پوائنٹ پر کچھ گڑبڑ ہے۔!"

"کیا وہیں گئے ہیں....؟"

"کچھ پتا نہیں.... مجھے ہر بات کا علم نہیں ہوتا۔!"

"اچھا.... تو پھر جلدی کرو....!"

وہ دونوں باہر نکلے تھے اور جنرل نے لڑکی سے متعلق ایک باڈی گارڈ کو کچھ ہدایات دی تھیں۔

"تم پہلے ہی پہنچ جاؤ ٹیلے پر....!" جنرل بولا۔

"نہیں....! پہلے اسے پہنچنا چاہئے.... میں بعد میں جاؤں گا.... ہاں جنرل وہ ایک تمہاری ہی نسل کا جانور ہمارے ساتھ تھا.... وہ کہاں گیا....؟"

"وہ دونوں اسے بھی ساتھ لے گئے ہیں۔!"

"کیا آدمی بنا کر....؟"

"ہاں....! انہوں نے اسے بھی آدمی بنا دیا تھا۔!"

عمران سناٹے میں آ گیا.... حالات غیر یقینی ہو گئے تھے.... لیکن شائد نکولس ابھی تک اپنے عہد پر قائم ہے.... اس نے سوچا.... اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ دونوں جانے سے پہلے خود اس کا انتظام کرتے۔ جنرل پر چھوڑ کر نہ چلے جاتے۔!

تھوڑی دیر بعد لڑکی آتی دکھائی دی تھی.... محافظ اسے ساتھ لئے ہوئے ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی واپسی پر عمران کی روانگی ہوئی تھی.... لڑکی مضطربانہ انداز میں اس کی منتظر نظر آئی۔

"مبارک ہو سلویا....!" عمران نے قریب پہنچ کر کہا۔

"تم نے جو کچھ کہا تھا کر دکھایا.... اب تم جو کچھ کہو گے کروں گی.... خواہ زندگی ہی سے کیوں نہ ہاتھ دھونے پڑیں۔!"

"اس کی نوبت نہیں آئے گی.... بہر حال تمہیں بہت کام کرنا ہے.... جنرل سے اس عمارت کے بارے میں سب کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرو....! اور یہ بھی کہ! لیکن نہیں یہ تمہارا کام نہیں ہے.... آج شراب میں اسے کسی طرح یہ کیپسول دے دو....!"

عمران نے زرد رنگ کا ایک کیپسول اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

"اس سے کیا ہو گا....؟"

"بے ہوش ہو جائے گا....!" عمران نے کہا۔ "اس کے محافظ کو طلب کر کے اس سے کہنا کہ جنرل اس جانور کو طلب کر رہا ہے لیکن دھیان رہے کہ محافظ سے راہداری ہی میں ملو گی... اسے خواب گاہ میں نہیں داخل ہونے دو گی۔!"

"کیا یہ سب آج ہی کرنا ہے....!"

"جتنی جلدی ممکن ہو.... وقت ضائع کرنے کا موقع نہیں ہے.... ان دونوں نے نکولس کو آدمی بنا دیا ہے اور اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا.... کہیں وہ احسان مندی کے جوش میں سب کچھ اگل ہی نہ دے۔!"

"اسی لئے جلدی کرنے کو کہہ رہا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے.... لیکن میں تمہیں کب دیکھ سکوں گی۔!"

"دیکھ ہی رہی ہو! ان بالوں کے اتر جانے کے بعد بھی تمہیں درندہ ہی لگوں گا مطمئن رہو۔!"

"مجھے یقین نہیں آتا.... مجھے تو تمہارا تصور بھی تحفظ کا احساس دلاتا ہے۔!"

"اچھا.... بس اب جاؤ....!" عمران نے کہا تھا اور واپسی کے لئے مڑ گیا تھا۔ نیچے جنرل بڑی بے چینی سے اس کا منتظر تھا۔

"سب ٹھیک ہے جنرل....!" عمران نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "تم واقعی خوش قسمت ہو۔ لیکن اب ایک پل کے لئے بھی اسے علیحدہ مت رکھنا....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

عمران وہیں سے ایک محافظ کے ساتھ کٹہرے کی طرف روانہ کر دیا گیا تھا۔ نکولس کی کہانی اس نے شہباز کو بھی سنا دی۔

"تب تو ہم خطرے میں ہیں....!" شہباز بولا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے....!"

"تو پھر اب کیا کیا جائے؟"

"تھوڑی دیر بعد بتا سکوں گا.... ویسے تم میں سے کسی کو خطرہ نہیں ہے۔ صرف میں خطرے میں ہوں.... اگر نکولس نے کسی انگلش بولنے والے جانور کا ذکر کر دیا۔!"

"تم سے پہلے ہم مریں گے میرے بھائی۔!" شہباز اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"پھر وہی مرنے کی بات....!" عمران غرایا۔ "کیا ہم سچ مچ چوہے ہیں۔!"

"دیکھا جائے گا....!" شہباز لاپرواہی سے بولا۔

قریباً دو گھنٹے بعد ایک محافظ آتا دکھائی دیا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے عمران کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ حسبِ معمول قفل کھول کر اس نے اسے.... باہر نکالا تھا۔ عمران کے ساتھی بدستور پرسکون رہے۔ البتہ شہباز کی آنکھیں خوفناک لگ رہی تھیں۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ محافظ پر حملہ کر بیٹھنے کی خواہش کو دبائے رکھنا چاہتا ہے۔

عمران ایش ٹرے ہاؤز پہنچا خود اسی نے ہینڈل گھما کر جنرل کی خواب گاہ کا دروازہ کھولا تھا۔ لیکن اب واپس مڑنے کی گنجائش نہیں تھی.... پیچھے مسلح محافظ تھا اور سامنے ڈاکٹر برنارڈ اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور سنبھالے کھڑا تھا۔

جنرل ایک کرسی سے بندھا ہوا نظر آیا۔ پروفیسر بھی موجود تھا اور تیسرا تھا ایک سفید فام اجنبی.... سلویا ایک طرف سر جھکائے بیٹھی تھی۔

جنرل کے ہاتھ پیر کرسی کے ہتھوں اور پایوں سے باندھے گئے تھے۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ شکرالی میں چیخا تھا۔ "ان حرام زادوں نے یہاں سے روانگی کا ڈرامہ کیا تھا۔ ہاربر تک جا کر پلٹ آئے۔ نکولس کہتا ہے کہ تم ایک پادری ہو۔ شکرالیوں میں تبلیغ کرتے تھے۔ انگلش بول سکتے ہو۔!"

"اور تمہاری محبوبہ کیا کہتی ہے....؟"

"وہ کہتی ہے نکولس جھوٹا ہے.... اس نے تمہیں کبھی انگلش بولتے نہیں سنا۔!"

"اور یہ دونوں کیا کہتے ہیں....؟"

"ان کا خیال ہے کہ میں نے غداری کی ہے.... میں انہیں ختم کر کے خود حاکم بننا چاہتا ہوں.... اور میں نے اپنا کوئی خاص آدمی لیزا گوردو کے ٹھکانے پر بھیجا تھا۔ نوبل اوڈھمپ.... اس کا نام بتاتے ہیں.... خدا کی قسم میں بالکل بے قصور ہوں۔ میں نے یہ نام آج پہلی بار سنا ہے لیکن نکولس کہتا ہے اُس نے اس آدمی کو پہاڑ والی عمارت میں دیکھا تھا۔ اس سے گفتگو بھی کی تھی اور اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ لیزا کی مدد کے لئے ہیڈ کوارٹر سے آیا ہے۔!"

"ان دونوں کا میرے بارے میں کیا خیال ہے۔!"

"بس تم سے حقیقت اگلوانا چاہتے ہیں.... اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم نے ہم سے کیوں یہ بات چھپائی تھی کہ تم انگلش بھی جانتے ہو۔!"

عمران نے سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھا.... مسلح محافظ موجود نہیں تھا۔ وہ حسب

معمول راہداری میں رہ گیا تھا.... اور دروازہ بھی بند ہو چکا تھا۔

ریوالور برنارڈ کے ہاتھ میں تھا بظاہر اس کا ساتھی مسلح نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ عمران کی طرف متوجہ بھی نہیں تھا۔ بس سلویا کو گھورے جا رہا تھا۔

نکولس خاموش تھا اور اس کے چہرے پر خجالت کے آثار تھے۔ عمران نے ریوالور پر نظر جمائے ہوئے شکرالی ہی میں کہا۔ "اس سے کہہ دو جنرل کہ میں پادری ہوں.... اور نہ صرف انگلش بلکہ جرمن، فرنچ اور اطالوی بھی روانی سے بول سکتا ہوں.... ان کے علاوہ بہتیری زبانیں میری پہنچ سے نہیں بچ سکیں۔!"

"اب بند کرو بکواس....!" ڈاکٹر برنارڈ دہاڑا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم انگریزی بول سکتے ہو۔!"

"اور جرمن بھی....!" عمران نے جرمن ہی میں کہا۔

"اوہ.... تو.... تو.... جاسوس ہے کسی ملک کا....!"

"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو ڈاکٹر برنارڈ.... ایک مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بہتیری زبانیں جانتا ہو۔!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"تو بل اوڈھمپ کون تھا....!"

"میں نہیں جانتا.... اور یہ بھی سن لو کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو محض اس خیال سے دبائے رکھا تھا کہ تم تینوں کو انسانیت کا سبق پڑھانے کی کوشش کروں گا۔ شاید راہ راست پر آجاؤ۔!"

"لیکن میں تمہیں گولی مار دوں گا۔!" برنارڈ پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"اجازت ہے یہ بھی کر کے دیکھ لو۔!"

"میری بھی تو سنو....!" دفعتاً جنرل زور سے چیخا۔

"سناؤ....!" برنارڈ اس کی طرف مڑے بغیر غرایا.... اور ریوالور کی نال عمران ہی کی طرف سیدھی کئے رکھی۔

"تم میری طرف سے خواہ مخواہ شبہے میں مبتلا ہو گئے ہو....!" جنرل بولا۔

"تم اول درجے کے گدھے ہو....!" ڈاکٹر برنارڈ بولا۔ "یہ اسی عورت کے ذریعے ہم تینوں کو ختم کرا دیتا۔ کیا اب بھی عقل نہیں آئی.... یہ انگریزی بول سکتا ہے۔ اور یہ عورت اس کی تردید کرتی رہی ہے.... کیا سمجھتے ہو کہ وہ سچ مچ تم سے عشق کرنے لگی تھی.... تم سے عشق

ہونہہ.... جھینگر کی اولاد۔!"

"چپ رہو سور کے بچے....!" جنرل حلق پھاڑ کر چیخا۔

ڈاکٹر برنارڈ اور اس کے ساتھی نے قہقہہ لگایا۔

پھر ڈاکٹر برنارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "لیکن میں تمہیں اس سے جدا نہیں کروں گا.... وہ پھر جانور بنائی جائے گی.... اور تم بھی اس کے لئے تیار رہو۔!"

"کس کے لئے تیار رہوں....؟"

"جانور بننے کے لئے.... تم دونوں کو ایک کٹہرے میں بند کر دوں گا.... اور گاہکوں کو تم دونوں کا سرکس دکھایا کروں گا۔!"

ایک بار پھر جنرل کے منہ سے مغلظات کا طوفان امنڈ پڑا اور سلویا خوف زدہ نظروں سے برنارڈ کی طرف دیکھنے لگی۔

"تم خوش فہمی میں مبتلا ہو ڈاکٹر برنارڈ....!" عمران نے پُرسکون لہجے میں کہا اور مقابلے کے لئے پوری طرح تیار ہو گیا.... کمرہ ساؤنڈ پروف تھا.... اس لئے اطمینان تھا کہ فائروں کی آوازیں اندر ہی گونج کر رہ جائیں گی.... اور راہداری والے دونوں محافظوں کو خبر تک نہ ہو سکے گی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔!

"میں خوش فہمی میں کیوں مبتلا ہوں احمق پادری۔!"

"تم ان دونوں کو جانور نہ بنا سکو گے.... ستارے یہی کہہ رہے ہیں۔!"

"ستاروں کی بکواس مجھ سے نہیں چلے گی۔!"

"اچھی بات ہے.... فائر کرو مجھ پر.... میری زندگی میں تو تم انہیں جانور نہیں بنا سکو گے۔!"

"اوہ.... جناب عالی....!" دفعتاً نکولس بول پڑا.... کیونکہ اب گفتگو پھر انگلش ہی میں ہو رہی تھی۔

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"میں نے انہیں آپ کا دشمن سمجھ کر حقیقت حال سے آگاہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ آپ کی اس اسکیم کی زد پر ایک مقدس آدمی بھی آ گیا ہے۔ لیزا نے اس کی پرواہ بھی نہ کی۔!"

"بکواس مت کرو میں عیسائی نہیں ہوں کہ اس کے تقدس کا رعب مجھ پر پڑے گا۔ میں یہودی ہوں۔!"

"اور یہودی بھی کیسا....؟ جرمن یہودی....!" عمران بولا۔

"خاموش رہو....!" برنارڈ دہاڑا۔

"آریائی نسل کے جرمنوں کا انتقام بے چارے شکرالیوں سے کیوں لے رہے ہو۔!"

"بکواس بند کرو....!"

"تمہارا ریوالور خالی ہو جانے سے پہلے میری زبان بند نہیں ہو گی۔!"

"اچھا تو یہ لے....!" برنارڈ نے فائر کر دیا.... سلویا بہت زور سے چیخی تھی۔

عمران اپنی جگہ تبدیل کر چکا تھا اور اس کا داہنا ہاتھ اس طرح اٹھا ہوا تھا جیسے کوئی شعبدہ دکھا کر تماشائیوں سے داد طلب کر رہا ہو۔ اس بار برنارڈ نے جھلا کر یکے بعد دیگرے دو فائر کئے تھے لیکن نتیجہ صفر! ستارہ شناس جانور کا بال بھی بیکا نہیں ہوا تھا۔

"جادوگر.... جادوگر....!" جنرل قہقہہ مار کر چیخا۔

"تم چپ رہو کتیا کے بچے....!" برنارڈ دہاڑا تھا اور پھر دو فائر جھونک مارے تھے۔

"ایک ہی راؤنڈ باقی بچا ہے ڈاکٹر برنارڈ....!" عمران بولا۔ "اب اسے خودکشی کے لئے باقی رہنے دو۔!"

"شٹ اپ....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخا.... اور آخری راؤنڈ بھی داغ دیا۔ سلویا نے عمران کو لڑکھڑاتے دیکھا اور پھر وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ دبائے بیٹھا چلا گیا تھا۔ سلویا چیخ مار کر اس کی طرف جھپٹی تھی لیکن برنارڈ نے اسے دھکا دے کر ایک طرف گرا دیا۔

"تم نے یہ کیا کیا ڈاکٹر برنارڈ....!" عمران دوبارہ سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"تت.... تت.... تم.... کک.... کیا....!" برنارڈ ہکلاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا.... لمبے آدمی کا ہاتھ جیب کی طرف گیا ہی تھا کہ دوسری طرف الٹ گیا۔

"نکولس اس کے پستول پر قبضہ کر لو....!" عمران بولا.... اور پھر اس نے برنارڈ پر چھلانگ لگائی تھی جو دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ادھر نہ صرف نکولس بلکہ سلویا بھی پروفیسر پر ٹوٹ پڑی تھی.... نکولس نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور سلویا نے اس کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

عمران برنارڈ کو گرا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا تھا.... جنرل کے قہقہے کمرے میں گونج رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا ہو۔

برنارڈ بری طرح چیخ رہا تھا کیونکہ عمران نے اس کی کنپٹیاں دبا رکھی تھیں اور پھر وہ یک لخت خاموش اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

سلویا نے پروفیسر کو اسی کے پستول سے کور کر رکھا تھا.... عمران برنارڈ کو چھوڑ کر ہٹ گیا۔

"کک.... کیا مار ڈالا....؟" پروفیسر ہکلایا۔

"جنرل کو کھول کر پروفیسر کو جکڑ دو....!" عمران بولا۔ اس نے پروفیسر کے سوال کا جواب نہیں دیا تھا.... سلویا نے جنرل کی رسیاں کھولنی شروع کر دی تھیں اور نکولس پروفیسر کو دبوچے بیٹھا تھا۔

"میں نے پوچھا تھا کیا تم نے اسے مار ڈالا....؟" پروفیسر نے پھر عمران سے سوال کیا۔

"نہیں....! جانور بنانے کے لئے زندہ رکھا ہے۔!"

"تمہاری یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی.... اس جھینگر کی اولاد کو نہیں معلوم کہ ہم ادویہ کہاں رکھتے ہیں۔!"

"تب پھر تم بتاؤ گے....!"

"کوشش کر کے دیکھ لو.... ہم دونوں مر سکتے ہیں لیکن بتا نہیں سکتے۔!"

"اس کے باوجود بھی تم دونوں کو جانور بننا پڑے گا۔!"

اس پر پروفیسر نے قہقہہ لگایا تھا.... بلکہ اسی طرح جیسے کسی بچے کی زبانی کوئی بات سن کر محظوظ ہوا ہو۔!

جنرل اب بالکل خاموش تھا.... چپ چاپ اٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا سامنے والی دیوار سے جا لگا.... سلویا اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھی۔ نکولس نے پروفیسر کو اٹھا کر اسی کرسی پر بٹھا دیا اور عمران اس کے ہاتھ پیر باندھنے لگا۔ ڈاکٹر برنارڈ اب بھی دروازے کے قریب بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

"کیا یہ سچ ہے سلویا....!" جنرل آہستہ سے بولا۔ "تم اس کے کہنے سے میری طرف راغب ہوئی تھیں۔!"

"یہ قطعی جھوٹ ہے.... اس نے مجھ سے کچھ بھی نہیں کہا تھا.... میں تمہیں چاہتی ہوں!" وہ اسے بازوؤں میں لیتی ہوئی بولی.... اور جنرل کسی ننھے سے بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ عمران کھڑا پروفیسر کو گھورتا رہا.... لیکن نکولس بار بار مضطربانہ انداز میں بے دش

ڈاکٹر کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔

بالآخر بولا۔ "فادر.... کہیں یہ ہوش میں نہ آجائے۔!"

"آنے دو.....! کھیل ختم ہو چکا ہے....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"وہ ٹھیک کہہ رہا ہے....!" دفعتاً سلویا بولی.... "ہوش میں آنے سے پہلے اس کے ہاتھ پیر باندھ دو....!"

"تم سب پچھتاؤ گے....!" پروفیسر بولا۔

"ہو سکتا ہے....!" عمران نے کہا اور برنارڈ کی طرف مڑ گیا.... اب اس کی پشت ان سبھوں کی طرف تھی اس نے اپنے بائیں پہلو سے گھنے بال ہٹائے تھے اور کھال کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک ڈبہ نکالا تھا اور پھر پروفیسر کی طرف مڑا تھا۔ ڈبہ اس نے میز پر رکھ دیا اور پروفیسر سے بولا۔ "جانتے ہو اس ڈبے میں کیا ہے....؟"

"میں نہیں جانتا....!" پروفیسر غرایا۔

"ابھی جان جاؤ گے....!" اس نے ڈبہ کھولتے ہوئے کہا پھر اس نے کتھئی رنگ کا ایک ایمپل اس میں سے نکالا اور بولا۔ "اسے دیکھو.....! اسے پہچانتے ہو۔!"

پروفیسر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور جنرل بھی رونا دھونا چھوڑ کر آگے بڑھ آیا۔

"وہی.... بالکل وہی....!" وہ اچھل کر بولا۔ "تمہیں کہاں سے ملا....؟"

"غیر ضروری سوال ہے.... کچھ دیر پہلے تم نے مجھے جادوگر کہا تھا۔!"

"نہیں....! تم اسے استعمال نہیں کر سکتے....!" پروفیسر خوف زدہ لہجے میں چیخا۔

"مجھے کون روک سکے گا۔!"

"ایڈون.... ایڈون....! تم غلطی کر رہے ہو.... خدا کے لئے اسے روکو....!" پروفیسر گھگھیایا۔

"جھینگر کی اولاد بے بس ہے.... پروفیسر....!" جنرل نے خشک لہجے میں کہا اور مڑ کر پھر سلویا کے پاس جا کھڑا ہوا۔

"ایڈون....! یہ تمہیں بھی نہیں بخشے گا....!" پروفیسر پھر چیخا۔

"نہ بخشے.... اب مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں ہے.... تم دونوں سالہا سال سے مجھے بے وقوف بناتے رہے ہو.... میرے لاکھوں ڈالر ضائع کر دیئے۔ میری بعض صلاحیتوں سے فائدہ

اٹھاتے رہے۔ سارے یہودی پوری دنیا کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔!"

"کیا تم یہودی نہیں ہو....؟" نکولس نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں....!"

"بس اب قصے کو ختم کرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اور ڈبے سے ایک ہائپوڈرمک سرنج بھی نکال لی۔

"نہیں.... نہیں....!" پروفیسر خوف زدہ آواز میں چیخا۔

"فضول ہے.... جو بات میری زبان سے نکل جاتی ہے ہو کر رہتی ہے.... میں نے کہا تھا کہ جنرل اور سلویا کی بجائے تمہی دونوں کٹہرے میں نظر آؤ گے۔!"

پھر پروفیسر چیختا ہی رہ گیا تھا اور عمران نے وہ سیال اس کے بازو میں انجکٹ کر دیا تھا۔ نکولس کی مدد سے برنارڈ کو اٹھا کر بستر پر ڈالا اور بے ہوشی ہی کی حالت میں اسکے ساتھ بھی یہی کارروائی کر ڈالی تھی۔ پروفیسر چیخ چیخ کر گالیاں بکتا رہا تھا لیکن آہستہ آہستہ اس کی آواز مضمحل ہوتی گئی اور پھر وہ بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔

جنرل اس فکر میں پڑا ہوا تھا کہ آخر وہ ایمپلز اس کے ہاتھ کہاں سے لگے۔

"ہم اس مرحلے کو سر کر کے یہاں تک پہنچے ہیں جنرل....!" عمران نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"ہم نے لیزا گوردو کو شکست دی تھی.... اور اپنی مرضی سے یہاں آئے تھے۔ لیزا کے قبضے میں چھ ایمپلز تھے وہ میں نے تھیا لئے۔!"

"تو وہ آدمی نوبل او ڈھمپ....!"

"اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا.... اب اس قصے کو ختم کرو.... کیا یہاں کے سارے آدمی تمہارا ہی حکم مانتے ہیں۔!"

"بظاہر اب....! میں کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ میری یہاں کیا حیثیت تھی۔ اب محسوس ہوا ہے۔ لیکن یقین کرو کہ یہ جزیرہ میری ملکیت ہے.... میں نے ڈاکٹر اناہم کے ورثاء سے خریدا تھا۔"

"اور آٹھ بڑوں میں بھی شامل تھے۔!"

"یقیناً.... تھا.... لیکن صرف تجوریوں کے منہ کھولے رکھنے والا تھا۔ نظم و نسق دوسروں

کے ہاتھوں میں تھا۔!"

"اب کیا ارادے ہیں....؟"

"میں کچھ نہیں جانتا.... صرف اتنی سی خواہش ہے کہ جانور بن جانے کے بعد انہیں کٹہرے میں بند دیکھ لوں.... ان پر ہنس لوں.... اس کے بعد تم مجھے گولی بھی مار دو گے تو شکوہ نہ کروں گا۔!"

"کیا یہ حقیقت ہے کہ تمہیں اس جگہ کا علم نہیں ہے جہاں یہ دونوں ادویہ رکھتے ہیں۔!"

"میں نہیں جانتا.... لیکن اتنا بتا سکتا ہوں کہ آدمی بنانے والے سیال کے ایمپلز نیلے رنگ کے ہیں۔!"

"میں اس کی تصدیق کروں گی....!" سلویا بولی.... "میں اس وقت ہوش ہی میں تھی.... جب انہوں نے نیلے رنگ کے ایمپل سے سیال سرنج میں بھرا تھا اور میرے سر کے بالوں میں نہایت بدبودار تیل لگایا گیا تھا۔!"

"ہاں اس تیل کی مالش ان جگہوں کے بالوں پر کی جاتی ہے جنہیں باقی رکھنا مقصود ہوتا ہے۔!" جنرل بولا۔ "ورنہ انجکشن کا اثر پورے جسم کے بالوں پر ہوتا ہے۔! وہ سولہ گھنٹے کے اندر اندر حیرت انگیز طور پر جسم سے الگ ہو جاتے ہیں۔!"

"انجکشن لگتے ہی نیند آجاتی ہے....!" سلویا بولی۔

عمران اپنے ساتھیوں میں واپس نہیں گیا تھا.... اس کی وجہ جنرل کی طرف سے بے اطمینانی تھی۔ لیکن اس نے یہ بات اس پر ظاہر نہیں کی تھی۔ اس کے برعکس اُسے باور کرانے کی کوشش کرتا رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر اور پروفیسر کے قریب رہ کر اس انجکشن کی تدریجی اثر اندازی کا جائزہ لینا چاہتا ہے۔ نکولس اور سلویا بھی وہیں تھے۔ اور جنرل کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا.... اس وقت ایک گوشے میں خاموش بیٹھا کچھ سوچے جا رہا تھا۔ عمران کی ہدایت کے مطابق سلویا بھی اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ نکولس اور عمران ان سے دور تھے اور دونوں کی نظریں بار بار ڈاکٹر اور پروفیسر کی طرف اٹھ جاتیں۔

پروفیسر کو بھی کرسی سے اٹھا کر برنارڈ کے قریب ہی بستر پر لٹا دیا گیا تھا اور ان کی نیند ابھی تک نہیں ٹوٹی تھی۔ انجکشن کو دو گھنٹے گذر چکے تھے۔

"فادر....! ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔!" نکولس نے آہستہ سے کہا۔ "اگر یہ یہودی نہیں ہے تو پھر ان لوگوں کی غیر انسانی اسکیموں پر اپنا سرمایا کیوں صرف کر رہا ہے۔!"

"بسا اوقات آدمیوں کے ستائے ہوئے لوگ شیطان سے بھی ساز باز کر لیتے ہیں۔ اپنے قد اور جثے کی بناء پر وہ احساس کمتری کا شکار رہا ہوگا۔ اس حد تک اس کا مذاق اڑایا گیا ہوگا کہ آدمیوں کے لئے وہ درندہ بن گیا۔ ان یہودیوں نے اس کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔ میں اب بھی اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔ کسی لمحے بھی اس کا دماغ الٹ سکتا ہے۔!"

"وہ نہیں الٹنے دے گی....!" نکولس بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

ٹھیک اسی وقت جنرل اٹھ کر ان کی طرف آیا تھا.... دونوں کھڑے ہو گئے۔

"ان دونوں کا یہاں پڑا رہنا ٹھیک نہیں ہے۔!" اس نے کہا۔

"پھر کیا رائے ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"کیوں نہ تجربہ گاہ کے ایک کٹہرے ہی میں انہیں ڈال دیا جائے۔!"

"یہاں سے نکال لینے میں دیکھ لئے جانے کا خدشہ ہے۔!"

"کون دیکھ لے گا....؟ وہاں تک کسی کی بھی پہنچ نہیں ہو سکتی اور پھر تم کیا یہ سمجھتے ہو کہ انہیں تجربہ گاہ تک پہنچانے کے لئے راہداریوں سے گذرنا پڑے گا۔!"

عمران نے سر کو اثبات میں جنبش دی تھی۔

"ہرگز نہیں....!"

پھر تھوڑی ہی دیر بعد عمارت کا ایک اور راز عمران پر منکشف ہوا تھا۔ عمارت کے فرش کے نیچے سرنگوں اور تہہ خانوں کا جال بچھا ہوا تھا اور ان کی تجربہ گاہ بھی زیر زمین ہی تھی۔ جنرل کی خواب گاہ سے بھی اس تجربہ گاہ تک پہنچنے کے ذرائع موجود تھے۔ ایک ایک کر کے پروفیسر اور ڈاکٹر تجربہ گاہ میں پہنچائے گئے اور انہیں ایک کٹہرے میں ڈال کر دروازہ مقفل کر دیا گیا۔

اس کام کو نپٹا کر جنرل نے عمران سے کہا۔ "تم مجھے اچھی طرح سمجھتے ہو اور میں تمہیں سمجھتا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"میں یہیں ٹھہروں گا.... تمہارے ساتھ....!" جنرل نے کہا۔

"بہت اچھا خیال ہے لیکن اس میں ایک دوسرے کو سمجھنے کی کیا بات ہے۔!"

"تم میری طرف سے مطمئن نہیں ہو۔!"

"میرا خیال ہے کہ سلویا کو تو یہاں سے چلا ہی جانا چاہئے۔!" عمران بات اڑا کر بولا۔

"ہاں اسے آرام کرنا چاہئے.... راستہ تو دیکھ ہی چکی ہے.... اکیلی بھی جاسکتی ہے۔!"

سلویا نے بے چون و چرا عمران کے مشورے پر عمل کیا تھا۔ اس زیر زمین تجربہ گاہ میں گھٹن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ ایئر کنڈیشنڈ تھی اور روشنی کا بھی معقول انتظام تھا.... دوپہر کا کھانا جنرل کی خواب گاہ میں کھایا گیا.... اس کے بعد وہ تینوں پھر تجربہ گاہ میں چلے گئے تھے۔

قریباً دس بجے شب کو پروفیسر اور ڈاکٹر کے جسموں میں اینٹھن شروع ہوئی اور وہ جانوروں کی طرح چیخنے لگے تھے یہ کیفیت تین گھنٹے تک رہی تھی اور وہ پوری طرح ہوش میں نہیں معلوم ہوتے تھے۔

صبح ہوتے ہوتے انہوں نے اپنے کپڑے اتار پھینکے۔ بڑے بالوں والے بن مانسوں میں تبدیل ہو چکے تھے.... جنرل کی تجویز کے مطابق وہ ان دونوں کے سامنے نہیں آئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ جب وہ ہوش کی باتیں کرنے لگیں تو اچانک ان کے سامنے آیا جائے۔ عمران اس سے متفق ہو گیا تھا۔ یہ تینوں ایک بڑے ریک کی اوٹ سے ان کا جائزہ لیتے رہے تھے۔

"یہ کیوں کر ہوا....؟" دفعتاً انہوں نے ڈاکٹر برنارڈ کی دہاڑ سنی۔

"اسی جانور نے ہمیں اس حال کو پہنچایا ہے....!" پروفیسر کی آواز آئی۔

"بکواس مت کرو.... یہ ناممکن ہے.... اسے سیرم کہاں سے ملا۔ ایڈون بھی نہیں جانتا کہ ایمپلز کہاں رکھے ہوئے ہیں۔!"

"اس بحث کو چھوڑو برنارڈ.... تصور کرو کہ اب کیا ہوگا۔!"

"میں سب کو فنا کردوں گا....!" وہ زور سے چیخا۔

"دماغ ٹھنڈا رکھو....! ہمیں کوئی مات نہیں دے سکتا۔!"

"یاد کرو.... کتنی بار میں نے کہا تھا کہ ایڈون پر اعتماد نہ کرو.... ذہنی طور غیر متوازن ہے لیکن تم اپنی نفسیات آزمانے بیٹھ گئے تھے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کیا تمہی نے نہیں کہا تھا کہ اگر ہم بھی اس کی طرح سنکی ہو جائیں تو اسے قابو میں رکھ سکیں گے.... وہ ہمیں الگ کر کے کچھ نہ سوچے گا۔!"

"جہنم میں جائے اب اُسے مرنا پڑے گا۔!"

"زمین پر آجاؤ پیارے برنارڈ....!" پروفیسر بولا۔ "اگر اس نے ہمیں بھی شکرالیوں کے کٹہرے میں پہنچادیا تو ہم کہاں ہوں گے۔!"

برنارڈ اچانک خاموش ہو گیا اور پھر یہ تینوں بھی کٹہرے کے قریب آکھڑے ہوئے تھے۔

"میں نے جنرل سے اپنا وعدہ پورا کردیا....!" عمران نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "اور اب مجھے وہ وعدہ پورا کرنا ہے جو میں لیزا گوردو سے کر آیا ہوں۔!"

"اس بکواس کا مطلب....؟" برنارڈ غرایا۔

"لیزا کا بیٹا کہاں ہے برنارڈ....؟"

"میں نہیں جانتا.... میں کیا جانوں....!"

"تم نے اسے بھی جانور بنادیا تھا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میرے حوالے کردو.... ورنہ صرف تمہیں اپنے ساتھیوں کے حوالے کردوں گا۔ پروفیسر تم سے زیادہ سمجھدار آدمی ہے۔!"

"میں بتاتا ہوں.... وہ کہاں ہے....!" پروفیسر جلدی سے بولا اور برنارڈ نے اچھل کر اس کا منہ دبادیا۔

"خیر.... خیر....! تم خوش فعلیاں کرتے رہو.... جلد ہی ہوش آجائے گا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں بھی جانتا ہوں وہ لڑکا کہاں ہے....!" جنرل بولا۔

"کتے.... ذلیل....!" برنارڈ دہاڑا۔

"اب تم بکواس کئے جاؤ.... مجھ پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوگا۔!" جنرل خشک لہجے میں بولا۔

"جو حشر ہمارا ہوگا تو بھی اس سے نہیں بچ سکے گا۔!" برنارڈ نے اسے گھونسہ دکھا کر کہا۔

"وہم ہے تمہارا پیارے برنارڈ....!" عمران نے کہا۔ "جنرل ایڈون ٹرنڈاوان لیلز ہاسٹ بدستور اس جزیرے کا مالک رہے گا.... تاکہ میں کبھی کبھی پکنک پر یہاں آسکوں۔!"

"ہمارا کیا ہوگا....؟" پروفیسر نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اگر تم نے ان جانوروں کو اصلی حالت پر لانے والا سیرم میرے حوالے نہ کیا تو تمہاری گردنوں میں رسی ہوگی اور ایتھنز کے بچے تمہارے پیچھے تالیاں بجاتے پھریں گے۔!"

"جانور بنانے والا سیرم تمہیں کہاں سے ملا....؟" برنارڈ نے پوچھا۔

"لیزا گور دو سے.... اس کی تحویل میں چھ ایمپلز تھے.... دو تم پر آزمائے گئے اور چار ضائع کر دیئے میں نے.... کیونکہ اس کے بعد ان کا کوئی مصرف نہیں تھا۔!"

"اوہ.... تو اس سور کی بچی نے غداری کی۔!"

"نہیں.... میری سائینس نے اسے سچ بولنے پر مجبور کر دیا تھا اور تم بھی مجبور ہو جاؤ گے.... میں دراصل اپنا ایک انجکشن ضائع نہیں کرنا چاہتا.... ورنہ تم بھی سب کچھ اگل دو گے.... آؤ جنرل چلیں اطمینان کا کام ہے۔!"

وہ دونوں چیختے ہی رہ گئے تھے لیکن کسی نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔ جنرل کی خواب گاہ میں پہنچ کر نکولس نے اس سے لیزا کے بیٹے کے بارے میں استفسار کیا تھا اسے یہ کہانی نہیں معلوم تھی۔ اور شائد جنرل بھی ناواقف ہی تھا۔

"میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ لیزا ہی کا بیٹا ہے.... مغربی ساحل کے ویرانے میں اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔!" جنرل نے کہا۔ "برنارڈ اسے جانور کے ساتھ ساتھ درندہ بھی بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہتا تھا اسے قتل کرنے کی مشق کرائی جائے گی۔!" پھر وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔ "کسی نوبل اوڈھمپ کے بارے میں روبن نامی ریڈیو آپریٹر نے اطلاع دی تھی اور اس کا پیغام ان دونوں کی موجودگی میں آیا تھا۔ لیکن لیزا کا وہ پیغام جو کل صبح کوڈورڈز میں آیا تھا وہ میں نے ان دونوں سے چھپا لیا تھا کہ اس میں تمہاری کہانی تھی اور ڈھمپ کا تذکرہ بھی تھا۔!"

جنرل کے بیان کے مطابق کہانی من و عن وہی تھی جو انگلش بولنے والے جانور کے ہاتھوں اس پر گذری تھی۔

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پوری طرح ہوش میں آگئی ہے۔!" عمران نے کہا۔

"ہاں.... پوری طرح.... اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہے جو ان دونوں کو سچ بولنے پر مجبور کر سکے تو پھر اب دیر نہ کرو....!" جنرل نے کہا۔

"میں ان سے اگلوالوں گا کہ انہوں نے سیرم کا ذخیرہ کہاں رکھا ہے لیکن اب تم مجھے اس حرکت کا اصل مقصد بتا دو....!"

"وہی پرانی کہانی ہے.... آریائی نسل کے جرمنوں سے یہودیوں کے انتقام کی کہانی.... یورپ اور دونوں امریکی براعظموں کے لئے مانوس زبانیں بولنے والے لوگ اس لئے جانور بنائے جا رہے تھے کہ انہیں فروخت کر کے بہت بڑا فنڈ قائم کیا جائے اور پھر اس فنڈ کو جرمنوں کے

جانور بنانے پر صرف کیا جائے اور پھر وہ جانور جرمنی ہی کو واپس کر دیئے جائیں۔ یا جرمنی ہی میں ہمارے ایجنٹ اعلیٰ پیمانے پر کام کریں لوگوں کو پکڑیں اور انجکشن دے کر چھوڑ دیں اور جرمن سائینس دان بے بسی سے ہاتھ پاؤں مار کر رہ جائیں.... ان کی زندگی اجیرن ہو جائے۔ بہتیرے تو اسی خوف سے مر جائیں کہ کہیں یہی بپتا ان پر بھی نہ پڑ جائے خوف و ہراس پھیل جائے پورے جرمنی میں۔!"

"قطعی احمقانہ اسکیم تھی.... وہ لوگ جو ان جانوروں کو یہاں سے خرید کر لے جاتے کیا وہ جرمنی میں اس وبا کے پھیلنے پر تم لوگوں کی نشان دہی نہ کر دیتے۔!" عمران نے کہا۔

"قطعی نہیں....! یہاں سے انہیں خرید کر لے جانے والے بھی یہودی ہی ہیں۔ برنارڈ انہیں قابو میں کر لیتا.... اس نے یقین دہانی کی تھی۔!"

"خیر.... اب یہ کہانی اس سے آگے نہیں بڑھے گی.... اور میں نے تم سے متعلق جو کچھ بھی کہا ہے اس میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔" عمران نے کہا۔

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ جب وہ پہاڑ والی عمارت میں قیدیوں کی حیثیت سے داخل ہوں گے تو ان کے تھیلے ان کے پاس نہ رہنے دیئے جائیں گے۔ اس لئے اس نے اپنی کھال اتار کر اس کی اندرونی تہہ میں کچھ تبدیلیاں کی تھیں تاکہ ضرورت کی چیزیں اپنے پاس ہی رکھ سکے.... اور وہ محفوظ بھی رہیں.... اس طرح وہ برنارڈ کو نہ صرف جانور بنانے بلکہ اس سے سب کچھ اگلوا لینے میں کامیاب ہو سکا تھا۔ برنارڈ اور پروفیسر نے قوت ارادی سلب کر لینے والے انجکشن کے زیر اثر اس جگہ کی نشان دہی کر دی تھی جہاں وہ ادویات کا ذخیرہ کرتے تھے۔

پھر جانوروں کو دوبارہ آدمی بنانے کا کام شروع کر دیا گیا تھا.... لیزا کا بیٹا بھی تلاش کر لیا گیا تھا.... جس کی عمر بارہ تیرہ سال سے زیادہ نہیں تھی۔

شارق اور عمران بدستور بکروں کی کھالوں میں نظر آتے رہے۔ سلویا نے انہیں ایک جگہ گھیر لیا۔

"آخر تم دونوں اس تجربے سے کب گذرو گے....؟" وہ سوال کر بیٹھی۔

"ہم ایسے ہی ٹھیک ہیں....!" عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب....؟"

"ہم دونوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جانور ہی رہیں گے.... تم مارتھا سے ملیں یا نہیں۔!"

"ملی تھی.... وہ بھی خاصی خوب صورت ہے لیکن بہت اداس نظر آتی ہے۔ لیکن میں تم لوگوں کی اس پالیسی سے متفق نہیں ہوں۔!"

"کس پالیسی سے....؟"

"آخر اسے بتاتے کیوں نہیں کہ اس کا محبوب کون تھا....؟ وہ خود آدمی بن جانے کے بعد اس سے کیوں نہیں ملا....!"

"ہم بڑی دشواریوں میں پڑ گئے ہیں....!" عمران دردناک لہجے میں بولا۔ "شکرالی کسی غیر شکرالی عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ بہر حال طربدار کے بچے کی ماں بنے گی.... لہٰذا یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی شکرالی اپنے بچے سے دست بردار ہو جائے۔!"

"میں بتاتی ہوں ایک تجویز....!" وہ غصیلے لہجے میں بولی۔

"اوہو.... ضرور بتاؤ....!"

"طربدار اور مارتھا کو ایک ساتھ کھڑا کر کے گولی مار دو....!"

"تمہاری اس تجویز پر غور کیا جائے گا.... لیکن تم نے اپنے بارے میں کیا سوچا ہے۔!"

"میں جنزل کو نہیں چھوڑ سکتی۔!"

"ارے....! کیا سنجیدگی سے کہہ رہی ہو....؟"

"ہاں....!" وہ خلا میں گھورتی ہوئی بولی۔ "میں تمہارے کہنے سے اسے بیوقوف بنانا چاہتی تھی لیکن جب سے وہ میرے بازوؤں میں پھوٹ پھوٹ کر رویا ہے میں خود پر لعنت بھیج رہی ہوں۔ تم اسے صرف ہمدردی ہی سمجھ لو.... بہر حال.... میں خود میں اس کا دل توڑنے کی جرأت نہیں کر پاتی۔!"

"میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "اس لئے فیصلہ کر لیا ہے کہ بقیہ زندگی جانور ہی بنے رہ کر گذار دوں گا۔!"

"میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں صف شکن....! جلدی سے آدمی بن جاؤ۔!"

"تمہاری یہ خواہش کبھی نہ پوری ہو سکے گی۔!"

شارق سر جھکائے کھڑا تھا.... سلویا کی طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ آگے بڑھ گئی تو عمران نے کہا۔ "اب آنکھیں کھول دو ورنہ آشوب چشم میں مبتلا ہو جاؤ گے۔!"

"میں پاگل ہو جاؤں گا چچا.... یہ عورت مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ اگر دو عورتیں اچھی لگنے لگیں تو تم مر ہی جاؤ گے۔!"

"مگر طربدار والی کا کیا ہو گا۔!" وہ اس کی بات اڑا کر بولا۔

"یہ تمہارے اپنے مسائل ہیں تم لوگ جانو.... میں دخل اندازی نہیں کروں گا۔!"

"طربدار اس سے ملنا چاہتا ہے لیکن سردار شہباز کا حکم نہیں ہے۔!"

"میں نے کہا تھا کہ مجھے اس معاملے سے کوئی سروکار نہیں... لہٰذا خاموش رہو۔!"

بات ختم ہو گئی تھی.... اور وہ تجربہ گاہ کے اس حصے میں پہنچے تھے جہاں ڈاکٹر برنارڈ اور پروفیسر کا کٹہرا تھا.... دونوں اب بھی عمران کے دیئے ہوئے انجکشنوں کے زیر اثر تھے۔

ان دونوں کو دیکھ کر وہ ڈری ڈری سے آوازیں نکالنے لگے۔

"ڈاکٹر برنارڈ اور پروفیسر....!" عمران نے کہا۔ "تمہیں ہمارے ساتھ سفر کرنا ہے۔!"

"ضرور.... ضرور....!" دونوں بیک وقت بولے۔

"تم دونوں میرے احکامات کے پابند ہو....!"

"ہاں ہم ہیں....!" جواب ملا۔

تین دن کے اندر اندر سارے شکرالی، مقلاقی اور کراغالی آدمی بنائے جا چکے تھے اور وہ سبھی چاہتے تھے کہ ان کا محسن بھی آدمی بن جائے۔

"ابھی اس کا وقت نہیں آیا....!" عمران نے انہیں مطلع کیا۔

"ہم دونوں آدمی بننا ہی نہیں چاہتے....!" شارق بولا۔

"ایش ٹرے ہاؤس میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کا علم محافظوں یا یہاں کے دوسرے عملے کو نہیں تھا۔ نکولس، سلویا اور جنزل نے مل کر اس کام کو نپٹایا تھا۔ اسی دوران میں وہ دونوں آدمی بھی جزیرے میں پہنچ گئے تھے جنہوں نے جانوروں کے سودے کے لئے برنارڈ سے چار دن کی مہلت مانگی تھی۔ عمران کے مشورے پر جنزل نے ان سے کہہ دیا کہ فی الحال بعض دشواریوں کی بناء پر ان جانوروں کو فروخت نہیں کیا جا سکتا.... اور انہی دشواریوں پر قابو پانے کے لئے جانوروں کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے.... انہوں نے برنارڈ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

"وہ دونوں ہی تو جانوروں کو کہیں لے گئے ہیں.... جزیرے میں نہیں ہیں۔!" جنزل کا جواب تھا۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عمران انہیں بھی گھیرتا کیوں کہ وہ اس سے پہلے کچھ جانوروں کا بزنس کر چکے تھے لیکن پھر وقتی مصلحتوں کے پیش نظر محض اس پر اکتفاء کی تھی کہ جنرل سے ان کے نام اور پتے معلوم کر لیتا.... ویسے بھی اب ان جانوروں کی واگذاری بین الاقوامی مسئلہ بن چکی تھی۔

ادھر جانور بنانے والے سیال کی باقی ماندہ مقدار عمران نے ضائع کر دی تھی اور وہ سیرم محفوظ کر لیا تھا جس کے انجکٹ کرنے سے جانور اپنی اصلی حالت میں لوٹ آتے تھے۔

اس جزیرے سے واپسی کا مسئلہ ابھی باقی تھا۔

"تم لوگ جس طرح لائے گئے تھے اسی طرح واپس بھی جا سکو گے....!" جنرل بولا۔

"زرد ریگستان والی چوکی پر کوئی دشواری تو پیش نہیں آئے گی....؟" عمران نے سوال کیا۔

"نہیں.... اس انقلاب کی اطلاع تنظیم کے دوسرے کارکنوں کو نہیں ہے حتیٰ کہ اس جزیرے میں بھی کوئی نہیں جانتا کہ زیر زمین تجربہ گاہ میں کیا ہوا ہے۔ اور پھر اس تنظیم کا ہر فرد صرف اپنے کام سے کام رکھتا ہے اگر سارے جانور دوبارہ آدمی بن کر جزیرے سے رخصت ہو رہے ہیں تو اس کی ذمہ داری صرف تین پر ہو گی۔ کوئی بھی اس کا جواز طلب کرنے کا مجاز نہیں....!"

"تب تو یہ بے حد آسان کام ہو گا....!"

"ریگستانی چوکی کے انچارج کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ تم سبھوں کو پہاڑ والی عمارت تک پہنچا دے اور پھر وہاں سے تو تم اپنا راستہ جانتے ہی ہو....!"

پھر عمران نے اسے بتایا تھا کہ وہ کس طرح پہاڑ والی عمارت تک پہنچنا چاہتا ہے۔

لیزا گورودو کی ذہنی حالت اعتدال پر آ گئی تھی۔ لیکن جسمانی نقاہت کی بناء پر زیادہ تر اپنی خواب گاہ ہی میں پڑی رہتی تھی۔ اس وقت بھی وہ آرام کر رہی تھی۔ دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی اور لیزا نے اٹھے بغیر اونچی آواز میں اندر آنے کو کہا۔

سرینا اندر آئی تھی اور جلدی جلدی کہنے لگی تھی۔ "ہیلی کوپٹر سے چار جانور واپس آئے ہیں اور ان کے ساتھ نکولس اور ایک بچہ بھی ہے۔ نکولس پھر نکولس بن گیا ہے مادام....!"

"بچہ بھی ہے....!" کہتی ہوئی لیزا اٹھ بیٹھی۔

"ہاں مادام....! سفید فام ہے.... زیادہ سے زیادہ بارہ سال کا ہو گا۔!"

"چلو کہاں ہیں....!" وہ دروازے کی طرف جھپٹی۔

راہ داری ہی میں ان کا سامنا ہوا تھا اور وہ یک لخت رک گئی تھی۔ بچے پر نظر جم کر رہ گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

دفعتاً عمران نے کہا۔ "میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا گورودو.... یہ تمہارا جونی ہے۔!"

اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا تھا اور پھر جھپٹ کر بچے کو چمٹا لیا تھا۔ پھر اس کے حلق سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں تھیں جیسے ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا ہو۔

"مادام.... مادام....!" نکولس نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔ اتنے میں وہاں خاصی بھیڑ اکٹھا ہو گئی۔

شارق پوری طرح ہوشیار تھا اور اس کی تمام تر توجہ ان دونوں جانوروں کی طرف تھی جو ان کے ساتھ تھے۔ لیزا جلدی ہی سنبھل گئی۔

"فادر....! میں مشکور ہوں.... شائد ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا ہے.... اب جو سزا چاہو دے لو....!" اس نے عمران سے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کو میں تمہارے پاس لے آیا ہوں۔!" عمران دونوں جانوروں کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"یہ.... یہ.... کون ہیں....؟"

"تم دونوں بتاؤ کہ تم کون ہو....!"

"میں ڈاکٹر برنارڈ ہوں۔!"

"نہیں....!" لیزا اچھل پڑی۔ وہ اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہی تھی۔

"یہ کیسے ہوا فادر....؟"

"لمبی کہانی ہے.... جو جانور بنائے گئے تھے آدمی بن گئے ہیں.... ادھر ہی سے گذر کر شکرال جائیں گے۔!"

"میں ان کا استقبال کروں گی.... ان سے معافی مانگوں گی.... لیکن فادر تم ابھی تک....!"

"میں جانور ہی رہنا چاہتا ہوں.... اور یہ دونوں.... انہیں میں ان آدمیوں اور تم پر چھوڑتا ہوں جو جانور بنا دیئے گئے تھے۔!"

"میں ان کے جسموں سے ریشہ ریشہ الگ کر دوں گی.... لیکن تیسرا کہاں ہے....؟"

"تیسرے کا علاج بھی میں نے اپنے ذمے لیا تھا.... سب ٹھیک ہے۔!"

تھوڑی دیر بعد شارق اور نکولس ان دونوں جانوروں کی تلاش میں روانہ ہوئے تھے جو گلٹرنگ کے غاروں میں رہ گئے تھے۔

انہیں پہاڑ والی عمارت کی تجربہ گاہ ہی میں آدمی بنانے کی ٹھہری تھی۔

تیسرے پہر تک وہ گیارہ شکرالی بھی پہنچ گئے تھے جنہیں عمران پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

اس دوران میں لیزا اس کی زبانی پوری داستان بھی سن چکی تھی لیکن خود اسے پادری ہی سمجھتی رہی۔ اس سلسلے میں وہ اسے تاریکی ہی میں رکھنا چاہتا تھا۔

عمران نے شارق اور نکولس کو ہدایت کردی تھی کہ وہ ان دس فیلڈ ورکرز کو بھی تلاش کر کے ساتھ ہی لیتے آئیں جو جنگل میں چھپے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر برنارڈ اور پروفیسر کے لئے لیزا اور شہباز نے یہی فیصلہ دیا تھا کہ انہیں دوبارہ آدمی بنا کر گولی ماردی جائے۔

شام تک شارق اور نکولس دس فیلڈ ورکرز اور گلٹرنگ کے غار والے دونوں جانوروں سمیت عمارت میں پہنچ گئے تھے۔

دوسرے دن لیزا کی نگرانی میں چاروں جانوروں کو آدمی بنائے جانے کا عمل جاری تھا.... اور دوسری طرف عمران عمارت کے سارے عملے کو ہال میں اکٹھا کئے کہہ رہا تھا۔

"ہم شکرالی تم سبھوں کی جان بخشی کرتے ہیں.... دو دن بعد تمہیں استنبول والے تحقیقی ادارے تک پہنچانے کا کام شروع ہو جائے گا اس کے بعد تمہیں اختیار ہوگا جدھر سینگ سمائیں نکل جاؤ۔!"

"ہم تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں فادر.....!" کئی آوازیں آئیں۔

"میں آدمی نہیں بن سکتا.... کیونکہ مجھے جانوروں کو ایک خوش خبری سنانی ہے.... میں انہیں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ وہ آدمی سے افضل ہیں کیونکہ وہ صرف پیٹ بھرنے کی حد تک جانور ہیں۔ لیکن آدمی ہر جذبے کی تسکین کے لئے جانور بن جاتا ہے۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران کہتا رہا...."لیزا اور سردار شہباز کے فیصلے کے مطابق ڈاکٹر برنارڈ اور پروفیسر کو گولی ماردی جائے گی۔!"

حاضرین نے تالیاں بجائی تھیں اور نعرے لگائے تھے۔

برنارڈ اور پروفیسر نے آدمی بننے کے بعد بہت ہاتھ پیر مارے تھے کہ ان کی گلو خلاصی ہو جائے۔ لیزا کی خوشامدیں کیں.... عمران کے آگے گھگھیائے تھے لیکن شکرالیوں نے انہیں ایک ستون سے باندھ کر رائفلوں کی باڑ ماری تھی۔ اور ان کے جسم چھلنی ہوگئے تھے۔

اس کے بعد اس عمارت کا مسئلہ چھڑ گیا تھا۔

شہباز نے کہا۔"اس عمارت پر ہمارا قبضہ ہوگا۔!"

"تم اسے قبضے میں نہیں رکھ سکو گے....!" عمران بولا۔

"کیوں نہ رکھ سکیں گے۔!"

"تم لوگ اتنے باصلاحیت نہیں ہو.... اگر کسی ترقی یافتہ ملک کو اس کا سراغ مل گیا تو یہ پھر تم لوگوں کے لئے مصیبت بنے گی.... لہٰذا اسے تباہ کردینا ہی بہتر ہوگا۔!"

"بھلا اسے کس طرح تباہ کیا جاسکے گا....؟"

"یہاں کے عملے کے انخلاء کے بعد تباہ ہو جائے گی۔!"

"خود بخود....!" شہباز کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں....! جنرل تباہ کرادے گا.... میں اس سے طے کر چکا ہوں۔ اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ عمارت شکرال کے لئے تباہ کن ثابت ہوگی.... اگر تباہ نہ کرادی گئی۔!"

"تم ہم سب سے زیادہ عقل مند ہو.... خیر اب یہ کھال اتار دو اور ہمارے ساتھ چلو۔!"

"چلوں گا.... لیکن تمہارے ساتھ قیام نہ کر سکوں گا۔!"

"ہاں.... ہاں چچا میرے ساتھ سرخسان جائیں گے....!" شارق بول پڑا۔

"نہیں بھتیجے....! میں یہاں سے سیدھا اس سرحدی بستی میں جاؤں گا جہاں میرے تین ساتھی مقیم ہیں.... انہیں ان کے ٹھکانوں پر پہنچانا ہے۔!"

"صرف تین دن.... پیارے بھائی....!" شہباز بولا۔"میں تمہیں جی بھر کر دیکھ تو لوں۔!"

"اتنے دنوں سے دیکھ تو رہے ہو....!"

"بکرے کی کھال سے جی نہیں بھرا....!" شہباز مسکرا کر بولا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم اور شارق اپنی کھالیں شکرالیوں کے مجمعے میں اتار دو....!"

"دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا.... صرف شارق ایسا کر سکے گا.... کیونکہ اس نے کھال کے نیچے کپڑے پہن رکھے ہیں.... میری کھال میں اس کی گنجائش نہیں تھی۔!"

شہباز ہنس پڑا۔

"چچا.... !یہ سوچ کر دل پر گھونسہ سا لگتا ہے کہ تم مجھ سے جدا ہو جاؤ گے۔!" شارق بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"مجبوری ہے بھتیجے.... !میرے پاؤں میں چکر ہے.... کسی ایک جگہ قیام نہیں کر سکتا۔!"

"تو پھر مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلو.... !"

"یہ ناممکن ہے.... !کیونکہ تمہیں ایک دن اپنی بستی کا سردار بننا ہے.... میرے ساتھ رہے تو بھیک مانگتے پھرو گے۔!"

شارق ان سے دور جا بیٹھا.... ان کی طرف پشت کر لی تھی.... شائد وہ رو رہا تھا۔

فضا بوجھل ہو گئی تھی۔

(ختم شد)